عمران سیریز
ساگان مشن
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "ساگان مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ایک ایسے مشن پر مشتمل ہے ۔ جس میں عمران، ٹائیگر کے ساتھ علیحدہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دو گروپوں کی صورت میں علیحدہ کام کرتی ہے اور یہ مشن ایسا ہے کہ جسے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً تلوار کی دھار پر چل کر مکمل کیا جانا تھا کیونکہ معمولی سی غلطی سے پاکیشیا کی سلامتی یقینی خطرے سے دوچار ہو سکتی تھی ۔ اس مشن میں فور سٹارز نے صدیقی کی سربراہی میں اس قدر تیز رفتاری دکھائی کہ وہ خود بھی اپنی تیز رفتاری پر حیران رہ گئے اور جولیا کی سربراہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے گروپ نے اپنے آپ کو سب سے منوا لیا ۔ جولیا نے اس مشن کے دوران خوفناک غنڈوں اور بدمعاشوں سے ایسی تیز رفتار فائٹ کا مظاہرہ کیا کہ تنویر اور صفدر جیسے جائنٹ بھی حیرت سے دم بخود رہ گئے اور سب سے دلچسپ موڑ اس وقت سامنے آیا جب عمران کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس مشن کو مکمل کر لیا ۔ کیا واقعی عمران اپنے ہی ساتھیوں کے مقابل ناکامی سے دوچار ہو گیا تھا ۔ اس بارے میں کچھ لکھنے کی بجائے بہتر ہے کہ آپ خود اس ناول کو پڑھ کر اس بارے میں فیصلہ کر لیں ۔ مجھے امید ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے بلند معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا

البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ اس سے ناول کی چاشنی یقیناً دوچند ہو جائے گی۔

لاہور سے مائرہ ارشد لکھتی ہیں۔ "میں گذشتہ آٹھ سالوں سے آپ کی بہت بڑی اور جنونی فین ہوں لیکن خط میں پہلی بار لکھ رہی ہوں کیونکہ مجھے کوئی ایسی غلطی ہی نظر نہیں آئی جس کی میں نشاندہی کر سکوں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اپنا انٹرویو ضرور شائع کریں کیونکہ قارئین آپ کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ بھی عمران یا ایکسٹو سے کسی طرح کم پراسرار نہیں ہیں کہ آپ کے بارے میں آپ کے لاکھوں پڑھنے والے کچھ جانتے ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور میری درخواست پر توجہ دیں گے"۔

محترمہ مائرہ ارشد صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے جنونی فین تو لکھنے والے کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں۔ آپ نے جس خلوص کے ساتھ خط لکھا ہے اس کے لئے میں آپ کا ذاتی طور پر بے حد ممنون ہوں۔ جہاں تک انٹرویو کا تعلق ہے تو حقیقت یہی ہے کہ مجھے اس کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

موضع بدھوآنہ ضلع جھنگ سے جابر خان جابر لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں کیونکہ آپ کا طرز تحریر بہت مختلف ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ کا ناول پڑھنے کی بجائے ہم کوئی دلچسپ اور ہنگامہ خیز فلم دیکھ رہے ہوں اور ناول کے تمام کردار ہمیں زندہ اور چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد اور ان کے اعلیٰ کردار نے ہمیں اس قدر متاثر کیا ہے کہ میں نے خود اس سے سبق سیکھ کر انتہائی مایوسی کے گھپ اندھیروں میں جدوجہد کر کے اپنے آپ کو آگے بڑھایا ہے اور مجھے اس پر فخر ہے کہ آج میں ناکامی نہیں بلکہ کامیابی کی طرف تیزی سے گامزن ہوں۔ آپ یقین کریں کہ آپ سمیت عمران اور اس کے سب ساتھی ہمیں اپنے لگتے ہیں۔ ہم آپ سب سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ شاید اتنی محبت ہم اپنے آپ سے بھی نہ کرتے ہوں۔ ایک درخواست ہے کہ جولیا جن [illegible] سے دوچار ہو چکی ہے اس کا کوئی نہ کوئی مداوا ضرور کیجئے۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم جابر خان جابر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے بارے میں اور میرے ناولوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس خلوص پر میں آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ لکھنے والے اور پڑھنے والے کے درمیان واقعی ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں جو کچھ لکھوں وہ قارئین کے دل و دماغ سے ہم آہنگ ہو اور مجھے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بے پناہ رحمت سے میری اس حقیر کوشش کو کامیابی عطا فرما دیتا ہے۔ جہاں

تک آپ کی درخواست کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مداوا تو ظاہر ہے عمران ہی کر سکتا ہے۔ آپ کی درخواست اس تک پہنچ جائے گی۔ اس کا کیا رد عمل ہوتا ہے اس بارے میں انتظار کرنا پڑے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اوچشریف سے حفیظ انور، نوید اسلم صاحبان لکھتے ہیں۔ "ہم دونوں بھائی عرصہ دراز سے آپ کے ناول بہت شوق سے اور متواتر پڑھ رہے ہیں۔ بلیک تھنڈر کا سلسلہ ہمیں بے حد پسند ہے۔ ٹائیگر اور روزی راسکل کے کردار ہمارے پسندیدہ کردار ہیں۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ آپ ان دونوں کرداروں پر علیحدہ علیحدہ ناول ضرور لکھیں۔ تاکہ ہم ان کے درمیان ہونے والی دلچسپ اور ہنگامہ خیز نوک جھونک سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکیں"۔

محترم حفیظ انور اور نوید اسلم صاحبان۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ جہاں تک ٹائیگر اور روزی راسکل پر علیحدہ ناول لکھنے کی بات ہے تو اس سلسلے میں بے شمار قارئین نے بھی فرمائش کی ہے کیونکہ روزی راسکل کا کردار قارئین میں بے پناہ مقبول ہوتا جا رہا ہے اور اب تو بے شمار قارئین نے فرمائش کرنی شروع کر دی ہے کہ ٹائیگر کی طرح روزی راسکل کا کردار بھی مستقل طور پر سامنے لایا جائے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی اور دیگر قارئین کی فرمائش جلد از جلد پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لیہ سے عاصم حفیظ اور ان کے ساتھی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں میں صرف عمران ہی سنگ آرٹ کا ماہر نظر آتا ہے حالانکہ بظاہر یہ آرٹ ناممکن ہے لیکن اس کے باوجود اگر عمران کو یہ آرٹ آ سکتا ہے تو عمران کے ساتھی بھی اسے سیکھ سکتے ہیں اور کرنل فریدی جیسے عظیم ایجنٹ کو بھی اسے سیکھ لینا چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم عاصم حفیظ اور ان کے ساتھی صاحبان۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ سنگ آرٹ ایک مخصوص فن ہے۔ ایک صاحب جن کا نام سنگ ہی تھا اس آرٹ کے موجد تھے اور عمران نے ان کا شاگرد بن کر آرٹ ان سے سیکھا تھا۔ جہاں تک عمران کے ساتھیوں کے سیکھنے کا تعلق ہے تو محترم یہ آرٹ سیکھنے کے لئے جس دل گردے کی ضرورت ہے ایسا دل گردہ شاید کم ہی نظر آئے۔ کیونکہ سیکھنے کے دوران پلک جھپکنے کی غلطی سے یقینی طور پر جان جا سکتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ عمران کے ساتھیوں نے اس میں دلچسپی نہیں لی۔ جہاں تک کرنل فریدی کا تعلق ہے تو کرنل فریدی اس آرٹ کو ا[illegible] سیکھ سکتا ہے لیکن شاید اس نے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ ویسے بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ عمران بھی اس آرٹ کا مظاہرہ اس وقت کرتا ہے جب وہ یقینی طور پر خطرات میں گھر جاتا ہے ورنہ عام طور پر وہ بھی اس کے مظاہرے سے گریز کرتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ڈھرنواں سے ندیم عباس ساغر لکھتے ہیں۔ "آپ کا بلیک تھنڈر سلسلے کا نیا ناول بے حد پسند آیا ہے۔ عمران سے مجھے ایک شکایت ہے کہ پوری دنیا میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں وہ ان کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ عمران کو مجبور کریں تو وہ لازماً مسلمانوں پر ظلم کرنے والوں کے خلاف لڑے گا۔ امید ہے کہ آپ ضرور اسے مجبور کریں گے"۔

محترم ندیم عباس ساغر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس دردمندی اور جن پرخلوص جذبات سے خط لکھا ہے وہ واقعی قابل داد ہیں۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے تو جہاں جہاں اسے موقع ملتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے حق میں کام کرتا رہتا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرمائے اور مسلمانوں کو ہمت اور حوصلہ دے کہ وہ ان طاغوتی طاقتوں کے خلاف کامیابی حاصل کر سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران حسب عادت ناشتے کے بعد اخبارات پڑھنے میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"ارے سلیمان دیکھنا صبح صبح کوئی یہ سوچ کر یہاں نہ آگیا ہو کہ یہاں ناشتہ مل جائے گا"...... عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں کہا لیکن جب اسے سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور کال بیل ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران اس طرح چونکا جیسے اسے اچانک کوئی خیال آگیا ہو۔

"اوہ۔ سلیمان تو مارکیٹ گیا ہوا ہے۔ یہ بھی شاید آنے والوں کو دھوکہ دے کر مارکیٹ جاتا ہے تاکہ آنے والے اس وقت آئیں جب وہ مارکیٹ گیا ہوا ہو"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کال بیل ایک بار پھر بج اٹھی اور اس بار کافی دیر تک بجتی رہی۔

"ارے ارے۔ یہ سوپر فیاض کا فلیٹ ہے اور سرکاری آدمیوں

کے فلیٹ پر سامان بھی سرکاری ہوتا ہے اس لئے کال بیل جل جائے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اخبارات ایک طرف رکھے اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کال بیل مسلسل بجائی جا رہی تھی۔

"آ رہا ہوں۔ آ رہا ہوں"...... عمران نے زور سے چیختے ہوئے کہا تو کال بیل بجنا بند ہو گئی۔

"کون ہے"...... عمران نے دروازے پر پہنچ کر عادت کے مطابق کہا۔

"علی عمران صاحب سے ملنا ہے"...... باہر سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا اور عمران کی آنکھیں سرچ لائٹس کی طرح حلقوں میں چاروں طرف گھومنے لگیں۔

"یا اللہ خیر"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس نے مکمل پاکیشیائی لباس پہنا ہوا تھا حتیٰ کہ اس کے سر پر باقاعدہ دوپٹہ بھی موجود تھا۔ البتہ لباس بے حد قیمتی کپڑے کا تھا لیکن اپنے رنگ روپ سے وہ کسی یورپی ملک کی لڑکی دکھائی دے رہی تھی لیکن اس کے چہرے کے نقوش ایشیائی ہی تھے۔

"مجھے علی عمران صاحب سے ملنا ہے"...... لڑکی نے عمران کو خاموش دیکھ کر انتہائی مترنم آواز میں کہا۔

"آیئے تشریف لایئے"...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا

تو لڑکی اندر داخل ہوئی اور عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ لڑکی کو ساتھ لے کر ڈرائینگ روم میں آگیا۔

"تشریف رکھیئے۔ میرا نام علی عمران ہے"...... عمران نے کہا تو لڑکی اس طرح چونک پڑی جیسے اسے حیرت ہو رہی ہو۔

"آپ خود علی عمران ہیں۔ حیرت ہے"...... لڑکی نے آخرکار حیرت کا اظہار کر دیا۔

"میں خود علی عمران نہیں ہوں بلکہ میرا نام میرے والدین نے رکھا ہے۔ اگر مجھے چانس دیا جاتا تو میں اپنا نام زخمی، پردیسی، یا دکھی نام رکھتا کیونکہ یہ نام سن کر دوسرے آدمی پر بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتا ہے کہ زخمی صاحب اپنے زخموں کی تفصیل نہ بتانا شروع کر دے اور پردیسی صاحب پردیس میں جیب کٹ جانے کی مجبوری بتا کر امداد مانگنا نہ شروع کر دے اور دکھی تو بہرحال دکھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے دکھ دوسروں کے کاندھے پر رکھنے کی ناکام کوشش کرتا ہے جبکہ علی عمران نام میں ایسی موسیقیت ہے کہ جو سنتا ہے وہ پھر جانے کا نام ہی نہیں لیتا"...... عمران کی زبان جب رواں ہوئی تو پھر وہ نان سٹاپ بولتا چلا گیا اور لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی علی عمران ہیں۔ انکل سلطان نے آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا۔ اس سے میں سمجھی کہ آپ انتہائی عیار اور شاطر ٹائپ آدمی ہوں گے لیکن جب میں نے آپ

کے چہرے پر معصومیت دیکھی تو میں سمجھی کہ آپ علی عمران نہیں ہیں لیکن اب آپ کی باتیں سن کر مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ واقعی علی عمران ہیں۔ بہرحال میں اپنا تعارف کرا دوں۔ میرا نام شمسہ ارباب خان ہے اور میرا تعلق ملک کے شمالی علاقے ساگان سے ہے۔ میرے والد اس علاقے کے سردار ہیں۔ میں تعلیم کی غرض سے گریٹ لینڈ میں طویل عرصہ رہی ہوں اور گذشتہ ایک سال سے میں اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس آئی ہوں"...... شمسہ ارباب نے اپنے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا کہ واپس آگئیں۔ اب گریٹ لینڈ والے اپنا نیا نام تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"آپ کی وہاں موجودگی سے وہ گریٹ لینڈ تھا۔ اب جبکہ وہ وجہ ختم ہو گئی تو ظاہر ہے انہیں نیا نام تلاش کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ واقعی دلچسپ اور خوبصورت باتیں کرتے ہیں"...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور یہی میرے بارے میں سب کو شکایت ہے کہ میں صرف باتیں ہی کرتا ہوں۔ بہرحال آپ فرمائیں کہ انکل سلطان نے آپ کو

میرے پاس کیوں بھیجا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ جب میں گریٹ لینڈ سے واپس آئی تو کچھ روز یہاں رہنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرے بابا سردار ارباب خان ہر وقت متفکر اور پریشان رہتے ہیں۔ میں نے ایک دو بار ان سے پوچھا تو وہ ٹال گئے لیکن جب میں نے ضد کی تو انہوں نے بتایا کہ ان کے علاقے میں کچھ مشکوک قسم کی سرگرمیاں دیکھنے میں آئی ہیں اور کئی بار مختلف غاروں سے انتہائی حساس قسم کا اسلحہ بھی ملا ہے۔ غیر ملکی تو اس علاقے میں بطور سیاح آتے جاتے رہتے ہیں لیکن کچھ مقامی افراد کی مشکوک سرگرمیاں بھی ان غیر ملکیوں کے ساتھ دیکھنے میں آئی ہیں اور پھر ایک آدمی کو جب مشکوک سمجھ کر پکڑا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کوئی خفیہ تنظیم یہاں کام کر رہی ہے جو اس علاقے میں بغاوت کرا کر اس علاقے کو ہمسایہ ملک میں شامل کرانا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں تیزی سے کام ہو رہا ہے اور بے شمار مقامی لوگوں کو بھاری رقومات دے کر اپنے ساتھ ملایا جا رہا ہے اور ان میں خفیہ طور پر اسلحہ بھی تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس سے بابا اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے آدمیوں میں بھی غدار موجود ہیں جس پر بابا اور زیادہ پریشان ہوئے۔ پھر انہوں نے وفاقی حکومت کو رپورٹ بھیجی۔ یہاں سے کئی بار پولیس اور انٹیلی جنس کی ٹیمیں بھیجی گئیں لیکن سوائے غریب لوگوں کی پکڑ دھکڑ ہونے اور ان پر تشدد کرنے کے وہ اصل معاملے کا کوئی سراغ نہ لگا سکے جس پر بابا نے اپنے طور پر

کوشش کی لیکن وہ بھی ناکام رہے۔ جب مجھے ان حالات کا علم ہوا تو میں بے حد پریشان ہوئی۔ میں نے ان معاملات کے بارے میں سوچا اور پھر مجھے انکل سلطان کا خیال آیا کہ وہ وفاقی حکومت میں خارجہ سیکرٹری ہیں وہ ضرور اس معاملے میں کوئی اہم قدم اٹھائیں گے۔ چنانچہ میں بابا سے اجازت لے کر یہاں آئی اور انکل سلطان سے ملی۔ میرے بابا اور انکل سلطان کے درمیان چونکہ بے حد قریبی رشتہ داری ہے اس لئے میں ان کے گھر مہمان رہی۔ میں نے انکل سلطان کو تمام حالات بتائے تو وہ بھی بے حد پریشان ہوئے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی ٹیم وہاں بھجوائیں جو ان واقعات کو روک سکے۔ ورنہ اگر واقعی دہاں بغاوت ہو گئی تو نہ صرف وہاں کے محب وطن لوگ مارے جائیں گے بلکہ یہ علاقہ بھی ہمسایہ ملک میں شامل ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کو تو معلوم ہی ہو گا کہ ہمارے علاقے باضابطہ طور پر پاکیشیا کا حصہ نہیں ہیں۔ صرف ہمارا پاکیشیا کے ساتھ معاہدہ ہے جسے کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے اور کوئی بھی اعلان کیا جا سکتا ہے۔ جس پر حکومت پاکیشیا کوئی بھی بڑا اقدام نہیں کر سکتی۔ انکل سلطان کافی دیر تک سوچتے رہے پھر انہوں نے آپ کے بارے میں مجھے بتایا کہ اگر آپ اس معاملے پر کام کرنے پر رضامند ہو جائیں تو یہ مسئلہ یقینی طور حل ہو جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں اور پھر انہوں نے آپ کے بارے میں

جو کچھ بتایا وہ انکل سلطان جیسے انتہائی ذمہ دار آدمی کے علاوہ کوئی اور بتاتا تو میں کبھی اس پر یقین نہ کرتی۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ آپ سے کہیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں اور اگر آپ نے انکار کر دیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کی ناں کو ہاں میں نہیں بدل سکتی۔ البتہ انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ سے ملوں اور آپ کو رضامند کروں۔ جس پر میں یہاں آئی ہوں۔ انکل سلطان نے اپنی ذاتی گاڑی اور ڈرائیور بھجوایا ہے"۔ شمسہ ارباب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں کہنا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرتے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ جو کچھ شمسہ نے بتایا تھا وہ اگر درست تھا تو یہ ملکی سلامتی کے خلاف انتہائی بھیانک سازش ہو سکتی تھی۔

"میں نے انہیں کہا تھا لیکن انہوں نے کہا پاکیشیا سیکرٹ سروس ملک کے اندرونی معاملات میں کام نہیں کرتی"۔۔۔۔ شمسہ نے جواب دیا۔ اسی لمحے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو شمسہ چونک پڑی۔

"آغا سلیمان پاشا ہوں گے۔ وہ ازراہ عجز و انکسار اپنے آپ کو میرا باورچی کہتے ہیں ورنہ وہ آل ورلڈ کلکس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں"۔ عمران نے کہا تو شمسہ کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے سلیمان نے جس کے ہاتھوں میں شاپرز تھے

ڈرائینگ روم کے دروازے پر رک کر سلام کیا اور پھر تیزی سے آگے
بڑھ گیا۔
"یہ واقعی ورلڈ ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ مجھے یقین نہیں آتا"۔
شمسہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"آپ کو تو مجھ پر بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں خود علی عمران
ہوں"....... عمران نے جواب دیا تو شمسہ بے اختیار شرمندہ سے انداز
میں ہنس پڑی۔
"آئی ایم سوری۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے"....... شمسہ نے کہا اور
عمران مسکرا دیا۔
"عمران صاحب۔ آپ برائے کرم اس معاملے میں ضرور دلچسپی
لیں۔ ورنہ اگر دشمنوں کی سازش کامیاب ہو گئی تو ملک کے لئے
ناقابل تلافی نقصان ہو گا اور ہم جیسے محب وطن لوگوں کے لئے اس
سے بڑا کوئی المیہ نہیں ہو گا"....... شمسہ نے کہا۔
"آپ کے والد اگر باضابطہ طور پر پاکیشیا میں شمولیت کا اعلان کر
دیں تو یہ سازش خود بخود دم توڑ دے گی کیونکہ پھر پاکیشیائی فوج اس
علاقے کا دفاع کرنے کی پابند ہو گی"....... عمران نے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے لیکن آپ شاید ہمارے علاقے کی
صدیوں کی روایت سے واقف نہیں ہیں۔ ہمارا علاقہ آج تک آزاد
ہے اور یہ بات ہمارے علاقے کے لوگوں کے ذہنوں میں راسخ ہے
ہم دوستی تو کر سکتے ہیں لیکن کسی ملک میں باضابطہ شمولیت کو غلامی

سمجھتے ہیں اور غلامی ہم میں سے کسی کو بھی منظور نہیں ہے"۔ شمسہ
نے بڑے جذباتی سے لہجے میں جواب دیا۔
"لیکن پھر بغاوت کیسے ہو گی۔ لاکھوں لوگوں کو تو مجبور نہیں کیا
جا سکتا اور نہ ہی خریدا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے دادا جان
کے ہاں دو جڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک میرے بابا
ارباب خان ہیں اور دوسرے میرے چچا فراست خان ہیں۔ چونکہ یہ
دونوں جڑواں تھے اس لئے دادا جان کی وفات کے بعد یہ فیصلہ کرنا
مشکل ہو گیا کہ ان میں سے کسے سردار بنایا جائے کیونکہ روایت کے
مطابق بڑا لڑکا سردار بنتا ہے جس پر جرگے نے فیصلہ کیا اور جرگے
نے میرے بابا کی سرداری کا اعلان کر دیا۔ جرگے کے مطابق انہوں
نے جو تحقیقات کی ہیں اس کے مطابق پہلے میرے بابا پیدا ہوئے
تھے اور اس کے بعد میرے چچا۔ اس طرح انہوں نے میرے بابا کو بڑا
لڑکا قرار دے کر سردار نامزد کر دیا جس پر میرے چچا ناراض ہو گئے
لیکن انہوں نے برملا اپنی ناراضگی کا اظہار نہ کیا اور معاملات چلتے رہے
لیکن میرے چچا کی زیادہ دلچسپی روسیاہ سے رہی۔ وہ زیادہ تر روسیاہ میں
ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے دوسری شادی بھی روسیاہی عورت سے کی
ہے جبکہ ان کی خاندانی بیوی یہاں رہتی ہے اور دوسری بیوی روسیاہ
میں ہی رہتی ہے اور پھر ستم یہ ہوا کہ میری خاندانی چچی کے ہاں کوئی
اولاد پیدا نہ ہوئی جبکہ روسیاہی چچی کے ہاں یکے بعد دیگرے دو لڑکے

پیدا ہوئے۔ اس طرح چچا کی تمام تر دلچسپی اس چچی کے ساتھ ہی رہی اور میری خاندانی چچی اپنے شوہر کی زندگی میں ہی بیوگی جیسی زندگی گزار رہی ہیں اور پھر دوسرا ستم یہ ہوا کہ میں اپنے بابا کی اکلوتی اولاد ہوں اور روایت کے مطابق کوئی عورت سردار نہیں بن سکتی۔ اس لئے میرے بابا کے بعد بہرحال میرے چچا نے ہی سردار بننا ہے اس لئے میرے بابا کو اصل فکر اس بات کی ہے کہ اگر کسی سازش کے تحت انہیں ہلاک کر دیا گیا تو پھر چچا سردار بننے کے ساتھ ہی یقیناً پاکیشیا سے معاہدہ ختم کر کے روسیاہ کے ساتھ معاہدہ کر لیں گے اور جن لوگوں نے احتجاج کیا تو انہیں جبراً کچل دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں کوئی بھی کچھ نہ کر سکے گا"...... شمسہ نے کہا اور اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے کافی کے برتن میز پر لگانے شروع کر دیئے۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی اور فکر مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ البتہ وہ خاموش رہا اور پھر سلیمان واپس چلا گیا۔

"لیجئے کافی لیں"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ"...... شمسہ نے کہا اور کافی کی پیالی اٹھالی۔ سلیمان کافی کی پیالیاں تیار کر کے دے گیا تھا۔

"مس شمسہ ارباب۔ جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے بابا کو اصل شک آپ کے چچا پر ہے کہ وہ اس سازش کی سرپرستی کر رہے ہیں اور شاید اسی وجہ سے یہاں سے جانے

ال کوئی ٹیم کامیاب نہیں ہو سکی کیونکہ روایت کے مطابق آپ کے با جو کہ بہرحال سردار ہیں ان سے پوچھ گچھ نہ کی جا سکتی ہو گی"۔ ران نے کہا تو شمسہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ یہ محض ایک آئیڈیا ہے۔ چچا کھل کر ہی اس قسم کی سازش نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر کسی بھی سازش کے معاملات بگڑ گئے اور چچا سردار بن گئے تو پھر سوچا جا سکتا ہے کہ ہا ہو سکتا ہو۔ ویسے جو ٹیمیں وہاں گئی ہیں انہوں نے چچا کے بارے ں چھان بین کی ہے لیکن چچا کا کسی خفیہ تنظیم یا کسی سازش سے لی تعلق ثابت نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی شواہد لے ہیں"...... شمسہ نے جواب دیا۔

"اس معاملے میں واقعی کوئی سرکاری ایجنسی تو کھل کر کام نہیں سکتی البتہ اگر آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو مہمانی کا اعزاز بخش یں تو شاید ہم آپ کی میزبانی کی صلاحیتیں آزما سکیں"...... عمران لے کہا تو شمسہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میرے لئے اعزاز ہو گا"...... شمسہ نے کہا۔

"ہاں ایک شرط ہے کہ آپ نے وہاں کسی کو یہ نہیں بتانا کہ ہم ہاں اسی انکوائری کے سلسلے میں آئے ہیں۔ بس ہم وہاں علاقے کی سیر کرنے آئے ہیں اور آپ کے مہمان ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن بابا کو تو بتانا ہی پڑے گا"...... شمسہ نے کہا۔

"آپ کے بابا سے بات آپ کے انکل سلطان خود کر لیں گے۔ آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر آپ کب تشریف لائیں گے"۔ شمسہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی حاضر ہو جائیں گے۔ بہرحال کوئی تاریخ تو نہیں دی جا سکتی"...... عمران نے کہا۔

"وہاں وائرلیس فون ہے۔ اگر آپ فون کر دیں تو میں آپ کا ایئر پورٹ پر استقبال کروں گی"...... شمسہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فون نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو شمسہ نے اپنے پرس سے ایک سادہ کارڈ نکالا اور اس پر فون نمبر لکھ کر اس نے کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا اور پھر شکریہ ادا کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران اسے دروازے تک چھوڑنے گیا اور پھر واپس آ کر وہ سٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... ایک آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"بڑے صاحب تو ابھی دفتر گئے ہیں جناب"...... دوسری طرف

سے جواب دیا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں بڑی بیگم صاحبہ کو فون کر لوں"۔ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے تم میری اجازت لے کر فون کرتے ہو جو اب اجازت مانگ رہے ہو۔ اس بار بل تو زیادہ نہیں آ گیا کہ تم اپنے اوپر الزام لینے کی بجائے مجھ پر سارا زور ڈالنا چاہتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بل تو زیادہ نہیں آیا لیکن اس بار بل کی ادائیگی میرے بس میں نہیں رہی اس لئے کسی بھی وقت فون کٹ سکتا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو میں بڑی بیگم صاحبہ کو فون کر کے خوشخبری سنانے سے محروم رہ جاؤں گا"...... سلیمان نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خوشخبری۔ کیا مطلب۔ کیسی خوشخبری"...... عمران نے چونک کر کہا۔ وہ خوشخبری کے علاوہ باقی باتیں بھول گیا تھا۔

"ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ بڑی بیگم صاحبہ بے حد خوش ہوں گی"...... سلیمان بھلا آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔ اس لئے اس نے خوشخبری کی تفصیل بتانے کی بجائے یہ بات کر دی تھی۔

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ خوشخبری فون پر ہی سنائی جائے۔ تم کوٹھی جا کر بھی سنا سکتے ہو اور اگر فون کٹ بھی جائے تو کسی بھی پی

سی او سے فون کر سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ کچھ سلیمان کی بات سمجھ گیا تھا کہ سلیمان شمسہ ارباب کی یہا آمد کو خوشخبری بنا کر سنانا چاہتا ہے۔

" یہ خوشخبری آپ کی موجودگی میں سنائی جا سکتی ہے اور پی سی سے فون کرنے پر پیسے دینے پڑتے ہیں اور پیسے نے تو مدت ہوئی ا فلیٹ کا رخ ہی نہیں کیا"...... سلیمان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ کر لو فون اور بتا دو خوشخبری۔ چلو میں بھی لوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان نے آگے بڑ کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران غور نمبروں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ سلیمان آخری نمبر پریس کرتا عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

" ارے ارے۔ تم پہلے یہ خوشخبری مجھے سناؤ ورنہ ایسا نہ ہو خوشخبری تمہارے اور میرے دونوں کے گلے پڑ جائے"...... عمرا نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں بڑی بیگم صاحبہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے اب پرا عورتوں کو بلانے اور پھر ان کا مہمان بننے کی خود درخواست کر شروع کر دی ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایک تو تمہارے کان اس قدر تیز ہیں ڈرائینگ روم سے باورچی خانہ دور ہونے کے باوجود تم ڈرائینگ

روم میں ہونے والی سرگوشیاں بھی سن لیتے ہو اور دوسری بات یہ کہ یہ خوشخبری کیسے ہو گئی۔ اماں بی تو یہ سن کر اس قدر جوتیاں ماریں گی کہ شاید کھوپڑی بھی سلامت نہ رہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بزرگ بزرگ ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی حرکتوں سے اشارہ سمجھ جاتے ہیں اور آپ کی یہ حرکت انہیں بتا دے گی کہ اب آپ واقعی جوان ہو گئے ہیں اور بہرحال یہ خوشخبری ہے"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تم جیسا شیطان شاید ہی پھر پیدا ہو۔ ایسی ایسی سوچتے ہو کہ دوسرا آخری لمحے تک سمجھ ہی نہیں سکتا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے واقعی سلیمان کی بات کا لطف لیا تھا ورنہ اس کا خیال تھا کہ سلیمان اس بات کو خوشخبری بنا کر کہہ رہا ہے کہ عمران نے اپنی پسند کا انتخاب کر لیا ہے اور اس سلسلے میں وہ شمسہ ارباب کا حوالہ دے گا لیکن سلیمان نے یکسر دوسری لیکن انتہائی دلچسپ بات کر دی تھی۔

" غریب شیطان تو بے چارے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں انہیں تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ اب آپ ہاتھ اٹھا لیں تاکہ میں خوشخبری سنا سکوں"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

" خوشخبری سنا کر تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں انعام مل جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تو خوشخبری سننے والے پر منحصر ہے۔ ویسے بیگم صاحبہ بڑی فیاض اور بڑی دریا دل ہیں اور پھر جب خوشخبری بھی ان کے اکلوتے لڑکے کے بارے میں ہو تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کیا نہ دیں گی"...... سلیمان نے جواب دیا۔

" چلو وہ انعام تم مجھ سے لے لو۔ براؤن کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود رقم میں سے ایک ہزار روپے تم لے لو اور جا کر پہلے مٹھائی کھاؤ اور پھر جا کر شوگر لیول کسی لیبارٹری سے چیک کر لینا"...... عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے بے اختیار ایک طویل ٹھنڈا سانس لیا۔

" اب خوشخبری ہی باقی نہیں رہی"...... اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیوں۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی سلیمان کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

" اس لئے کہ آپ ایک ہزار روپے دے کر کہہ رہے ہیں کہ اس سے مٹھائی بھی کھاؤں اور شوگر لیول بھی چیک کراؤں۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی آپ ذہنی طور پر اس لیول تک نہیں پہنچے جسے بالغ کہا جاتا ہے اور جو خوشخبری میں بڑی بیگم صاحبہ کو سنانا چاہتا تھا اب کیا کہوں، آپ کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ایک ہزار روپے میں تو چکھنے کے لئے بھی مٹھائی نہیں ملتی"...... سلیمان نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ منہ لٹکائے واپس مڑ گیا۔

" ارے ارے رکو۔ اب جب خوشخبری ختم ہو گئی ہے تو انعام بھی ختم اس لئے وہ ایک ہزار والی آفر بھی ختم"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

" آپ فکر مت کریں میں ایک ہزار روپے اس کوٹ کی جیب میں واپس رکھ دوں گا"...... سلیمان نے مڑے بغیر جواب دیا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ وہ تو۔ وہ تو پچاس ہزار روپے تھے۔ ان میں سے ایک ہزار روپے میں تمہیں انعام میں دے رہا تھا"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ نے خود ہی ان کے لئے لفظ " تھے " استعمال کیا ہے اور تھے تو بہرحال تھے ہی ہوتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

" یا اللہ اس دولت خور کا کیا انجام ہو گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں۔ ابھی پانچ منٹ پہلے میں نے فون کیا تھا تو گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تھا۔ کیا آفس ٹائم بدل گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" ایسی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ صاحب چونکہ ابھی آئے

ہیں اس لئے ڈیوٹی بھی اب شروع ہوئی ہے اس سے پہلے سردی ک
وجہ سے کنٹین میں بیٹھ کر چائے تو بہرحال پینی ہی پڑتی ہے"
دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چ ۔چ ۔ بڑا افسوس ہے کہ اب تمہاری تنخواہ اس قدر قلیل ۔
کہ تمہیں ناشتہ گھر سے کر کے چائے کنٹین میں آکر پینی پڑتی ہے
میں سرسلطان سے بات کروں گا۔خود تو لمبی لمبی تنخواہیں لیتے ہیں ا
تمہیں چائے بھی کنٹین سے پینی پڑتی ہے"...... عمران نے بڑ
افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔یہ بات نہیں ہے۔ناشتے کے بعد چائے
گھر میں پی ہی جاتی ہے لیکن جو لطف کنٹین کی چائے کا ہوتا ہے
ظاہر ہے گھر کی چائے میں نہیں ہو سکتا۔پھر ساتھیوں کے ساتھ گپ
شپ بھی ہو جاتی ہے۔ویسے اللہ کا شکر ہے کہ معقول تنخواہ ملتی
ہے"۔پی اے نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو تم اسراف کرتے پھر رہے ہو۔ظاہر ہے جب گھر سے
چائے پی لی تو پھر کنٹین میں چائے پینا اسراف میں ہی شامل ہو گا او
اسراف کرنے والوں کو شیطان کے بھائی کہا جاتا ہے اور شیطان
بھائی سرسلطان کا پی اے کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب غلطی ہو گئی ہے آئندہ کبھی کنٹین میں چا
نہیں پیوں گا"...... پی اے نے شاید اسی میں عافیت سمجھی تھی کہ ا
فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کر لے۔

"تو پھر کیسے پیو گے لذیذ چائے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہاں آفس میں منگوا لیا کروں گا"...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔میرے لئے بھی منگوا لیا کرنا تاکہ جب میرا باورچی مجھے چائے دینے سے انکار کرے تو میں تمہارے آفس پہنچ جایا کروں۔ بہرحال سرسلطان سے بات کرا دو۔اب تک وہ بھی کنٹین کی چائے پی کر فارغ ہو چکے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... دوسری طرف سے پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے سلام کرنے کے بعد اپنی عادت کے مطابق پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پھر"...... سرسلطان نے مختصر سا جواب دیا۔

"پھر مبلغ انچاس ہزار پندرہ روپے چالیس پیسے عنایت کر دیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"انچاس ہزار پندرہ روپے چالیس پیسے۔کیا مطلب۔کیوں"۔ سرسلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ کی بھتیجی نے فلیٹ پر آکر پندرہ روپے چالیس پیسے کی کافی
پی اور اس کے جانے کے بعد انچاس ہزار روپے آغا سلیمان نے ڈکار
لئے"...... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب شمسہ ارباب سے ہے۔ تو تم اس قدر گھٹیا ہو گئے
ہو کہ کسی کو ایک پیالی کافی پلوا کر بل طلب کرنے لگ گئے ہو اور
یہ انچاس ہزار کا کیا مطلب ہوا"...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں
کہا۔

"آپ کی بھتیجیوں کی تعداد میں جس تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے
اس کے پیش نظر اب یہی ہو سکتا ہے کہ ساتھ ساتھ رقم وصول کر لی
جائے ورنہ تو شاید ڈیڈی کی ساری اراضی فروخت کر کے بھی
بھتیجیاں نچ جائیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
سلیمان سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی تو سرسلطان بے اختیار
ہنس پڑے۔

"تم دونوں نہلے پہ دہلا ہو اس لئے کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال
شمسہ کو میں نے اس لئے تمہارے پاس براہ راست بھجوایا تھا کہ تم
اس سے تمام حالات معلوم کر لو۔ مجھے یہ معاملہ بے حد سنگین محسوس
ہو رہا ہے اور میں اس معاملے میں صدر صاحب کو باقاعدہ نوٹ بھیج
رہا ہوں"...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے بل بتایا تھا تاکہ کچھ نوٹ آپ میری طرف
بھی بھجوا دیں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی

تھی۔ اس نے تحریری نوٹ کو کرنسی نوٹوں میں بدل دیا تھا۔

"مذاق مت کرو۔ یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔ اگر اس علاقے
نے پاکیشیا سے معاہدہ توڑ دیا تو پاکیشیا کی سلامتی کو بھی ناقابل
تلافی نقصان پہنچے گا اور مجھے شمسہ کے منہ سے تفصیل سن کر اندازہ
ہو رہا ہے کہ حالات اس سے زیادہ خراب ہیں جتنے شمسہ بتا رہی
ہے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"لیکن صدر صاحب اس نوٹ کا کیا کریں گے۔ کیا اس نوٹ سے
معاہدہ برقرار رہ جائے گا"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے
والا تھا۔

"صدر صاحب جو بھی کریں بحیثیت سیکرٹری وزارت خارجہ میرا
یہ فرض ہے کہ میں ایسی اطلاع ان تک پہنچاؤں۔ تم بتاؤ تم نے اس
سلسلے میں کیا سوچا ہے"...... سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ وہ واقعی اس معاملے میں بے حد سنجیدہ ہو رہے تھے۔

"فی الحال تو محترمہ مجھے اپنا مہمان بنانے کی دعوت دے گئی ہیں
اور ویسے بھی بڑا عرصہ ہو گیا ہے تفریح نہیں کی اس لئے میں سوچ رہا
ہوں کہ چلو اسی بہانے وہاں جا کر تفریح ہی کر آؤں"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے اطمینان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم
کسی بھی صورت میں وہاں جاؤ۔ اللہ حافظ"...... سرسلطان نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" اس زمانے کے صرف بچے ہی چالاک نہیں ہوئے بزرگ بھی سیانے ہو گئے ہیں۔ اپنے مطلب کی بات کی اور پھر اللہ حافظ "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رانا ہاؤس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں۔ تم اور جوانا دونوں تیار ہو جاؤ۔ ہم نے ساگان جانا ہے تفریح کرنے "...... عمران نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔ جوزف کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے تفریح یا ساگان سے کوئی سروکار نہ ہو۔ وہ تو بس عمران کی ہاں میں ہاں ملانا جانتا ہو اور عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز کچھ دیر تک سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں "...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی نیند بھری آواز سنائی دی۔

" رات کو دیر تک جاگنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تم صبح اٹھ کر نماز بھی نہ پڑھو "...... عمران نے غصے بھرے لہجے میں کہا۔

" باس میں تو باقاعدہ نماز بھی پڑھتا ہوں اور بعد میں تلاوت بھی کرتا ہوں۔ البتہ پھر سو جاتا ہوں کیونکہ صبح صبح میرے کرنے کا کوئی کام نہیں ہوتا "...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" تو تمہارے کرنے کا کام آگیا ہے۔ میں نے جوزف اور جوانا کو ہہ دیا ہے اور تم بھی تیار ہو جاؤ ہم نے ساگان جانا ہے۔ بظاہر صرف فریح کرنے لیکن اصل بات راستے میں بتا دوں گا "...... عمران نے ہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور کھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تا کہ لباس تبدیل کر ے وہ دانش منزل جا کر بلیک زیرو سے اس بارے میں تفصیل سے ات کر سکے۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی سی آفس ٹیبل کے
پیچھے ایک چوڑے چہرے لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک ادھیڑ عمر آدمی
بیٹھا ہوا تھا۔ یہ روسیاہ کی خصوصی ایجنسی دوسکا کا چیف آسکوف تھا
دوسکا کا دائرہ کار گو بظاہر روسیاہ اور ہمسایہ ممالک کے درمیان
اسمگلنگ کو روکنا تھا لیکن دراصل یہ ایجنسی دوسرے ممالک میں
اس قسم کی تنظیمیں قائم کرتی تھی جن کے ذریعے ان ممالک میں
بغاوتیں کرا کر وہاں روسیاہ کے طرفدار حکمران لائے جا سکیں اور ا
طرح روسیاہ کے مفادات کو آگے بڑھایا جا سکے۔ اس ایجنسی
انتہائی تربیت یافتہ لوگوں کو شامل کیا جاتا تھا اور اس ایجنسی
ایک خاص سیکشن بھی تھا جسے سیکرٹ ایجنٹوں کے انداز میں
کرنے کی انتہائی سخت ٹریننگ دی جاتی تھی۔ اس سیکشن کو ا
ایجنسی میں ریڈ سیکشن کہا جاتا تھا تاکہ جس ملک میں دوسکا کام

ہی ہو وہاں کی کوئی سرکاری ایجنسی اگر مداخلت کرے تو اس سے
نمٹا جا سکے۔ چیف آسکوف سامنے ایک فائل رکھے اسے پڑھنے میں
مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے
سفید رنگ کے فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر
سیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"ساگان سے آفتاب خان کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف
انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... آسکوف نے کہا۔

"آفتاب خان بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک
ی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... آسکوف نے اسی طرح سخت اور
خت لہجے میں کہا۔

جناب۔ کام تو درست طریقے اور تیزی سے ہو رہا ہے لیکن ایک
اطلاع ملی ہے کہ جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے"...... دوسری
سے کہا گیا تو آسکوف بے اختیار چونک پڑا۔

کھل کر بات کرو۔ کیسی اطلاع"...... آسکوف نے غصیلے لہجے
کہا۔

جناب۔ ارباب خان کی اکلوتی بیٹی شمسہ دارالحکومت گئی اور وہ
ری وزارت خارجہ سر سلطان کی مہمان تھی۔ اس کی ساتھی

خادمہ میری مخبر ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ سر سلطان نے ا
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندہ خصوصی علی عمران
پاس بھجوایا۔ وہ وہاں اکیلی گئی اس لئے ان کے درمیان ہونے وا
بات چیت کا تو علم نہیں ہو سکا لیکن شمسہ نے اپنی ساتھی عورت
بتایا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ساگان پہنچ رہا ہے۔ وہ یہا
تفریح کرنے آرہا ہے اور ارباب خان کا مہمان بنے گا"...... آفتا
خان نے جواب دیا۔

"تو پھر اس میں اطلاع کیا ہے آفتاب خان۔ اگر وہ تفریح کر
رہے ہیں تو آتے رہیں"...... آسکوف نے برا سا منہ بناتے ہو
کہا۔

"جناب یہ دنیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا
اور شمسہ ارباب کے اس سے ملنے کے بعد اس کا ساگان آنا ہمار
منصوبے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"...... آفتا
خان نے کہا۔

"تو اسے گولی مار دو۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے"...... آسکوف
کہا۔

"پھر تو معاملہ مزید بگڑ جائے گا جناب۔ پھر سیکرٹ سروس
پہنچ جائے گی"...... آفتاب نے جواب دیا۔

"تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے۔ تم نہ اس طرح مانتے ہو اور نہ
طرح"...... آسکوف نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب میری تجویز ہے کہ آپ منصوبے کو اس وقت تک مکمل
طور پر کیموفلاج کر دیں جب تک یہ لوگ واپس نہ چلے جائیں۔ اس
کے بعد ہم انتہائی اطمینان سے کام کریں گے اور منصوبہ بھی مکمل ہو
جائے گا ورنہ اگر ان لوگوں کو معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو یہ ہمیں
تہس نہس کر کے رکھ دیں گے"...... آفتاب خان نے کہا۔

"تم ان کے بارے میں ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے تمہیں ان
کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے"...... آسکوف نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا رہا ہوں
اور مجھے معلوم ہے کہ یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کس طرح
اور کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان
جس کے پاس شمسہ ارباب خان گئی تھی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے انتظامی انچارج ہیں جبکہ سیکرٹ سروس کا چیف خفیہ رہتا ہے
اور اس کے اختیارات ملک کے صدر سے بھی زیادہ ہیں اور سیکرٹ
سروس کا کوئی ممبر کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا اور نہ ہی اس کے
ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کسی کو علم ہے اور جناب پوری دنیا کی
سیکرٹ ایجنسیاں اور عالمی مجرم تنظیمیں اس سیکرٹ سروس اور خاص
طور پر اس علی عمران سے خوفزدہ رہتی ہیں"...... آفتاب خان نے
پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران کب پہنچ رہا ہے ساگان"...... آسکوف نے کہا۔

"ابھی اس نے کوئی حتمی تاریخ تو نہیں دی لیکن یہ لوگ انتہائی تیزی سے کام کرتے ہیں اس لئے وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... آفتاب خان نے جواب دیا۔

"کیا وہ اکیلا آئے گا یا پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ساتھ آئے گی"...... آسکوف نے پوچھا۔

"بظاہر تو وہ اکیلا ہی آئے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ور پردہ کام کرے"...... آفتاب خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ میں نے تمہاری تجویز نوٹ کر لی ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کروں گا اور تمہیں جلد ہی اس بارے میں آئندہ کا لائحہ عمل بتا دیا جائے گا"...... آسکوف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کے جی بی کے چیف سے میری بات کراؤ"...... آسکوف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... آسکوف نے کہا۔

"چیف سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں دوسکا کا چیف آسکوف بول رہا ہوں"...... آسکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ کے جی بی کے چیف کی حیثیت پورے روسیاہ میں سب سے بلند رکھی گئی تھی۔ اس سے ملک کا وزیراعظم اور صدر بھی مؤدبانہ لہجے میں بات کرنے کے پابند تھے اور کے جی بی کا چیف کرنل کاروف تھا جو ویسے بھی انتہائی بارعب شخصیت کا مالک تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا کنٹرول اس قدر سخت تھا کہ اس سے پورا روسیاہ کانپتا تھا۔ یہ بات درست تھی کہ بہادرستان کے ساتھ جنگ کے بعد روسیاہ اندرونی طور پر ٹوٹ گیا تھا اور کئی ریاستوں نے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا لیکن کے جی بی کا کنٹرول خفیہ طور پر ہر ریاست میں ابھی تک موجود تھا۔ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تو روسیاہ کے دارالحکومت میں تھا لیکن اس کی شاخیں آکٹوپس کی طرح ہر ریاست میں پھیلی ہوئی تھیں۔ البتہ اب اتنا فرق ضرور پڑ گیا تھا کہ آزاد ریاستوں میں یہ لوگ اب خفیہ کام کرتے تھے اور ریاستوں کے حکمران باوجود آزاد ہو جانے کے اگر کسی سے خوفزدہ رہتے تھے تو کے جی بی سے ہی رہتے تھے اس لئے وہ ان سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرنے سے بھی گریز کرتے تھے اور کے جی بی بھی ان کے انتظامی معاملوں میں مداخلت نہیں کرتی تھی۔ البتہ اب ان ریاستوں میں ان کا مشن یہ رکھا گیا تھا کہ ان ریاستوں کے تعلقات ایکریمیا، یورپ یا

پاکیشیا وغیرہ سے نہ ہو سکیں۔ پاکیشیا کی سرحد پر ریاست تاجکستان تھی جس نے گو آزادی کا اعلان کر دیا تھا لیکن پھر اس ریاست میں ایسا خاموش انقلاب لایا گیا تھا کہ یہ ریاست دوبارہ روسیاہ کے ساتھ شامل ہونے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ حکومت نے درپردہ فیصلہ کر تھا لیکن ابھی رائے عامہ تیار کی جا رہی تھی۔ البتہ روسیاہ کو تاجکستان میں پہلے جیسی سہولیات مہیا کر دی گئی تھیں اس لئے اس ریاست میں کے جی بی اور روسیاہ کی باقی ایجنسیوں کو بھی درپردہ تقریباً تمام سہولتیں مہیا تھیں۔

"یس مسٹر آسکوف۔ کیا مسئلہ ہے"...... دوسری طرف سے ایک بارعب سی آواز سنائی دی۔

"سر۔ پاکیشیا کے سلسلے میں دوسکا ایک انتہائی اہم منصوبے کام کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں ایک خاص بات میرے نوٹس میں آئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ سے اس سلسلے میں تفصیلی ڈسکشن کر لی جائے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے آفس آ جاؤں" آسکوف نے کہا۔

"پاکیشیا کے سلسلے میں منصوبہ۔ اوہ۔ میرے نوٹس میں تو ابھی کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ آپ فوراً آ جائیں۔ یہ منصوبہ یقیناً انتہائی ہو گا"...... کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم گیا۔ آسکوف نے رسیور رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کے جی بی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کی طرف

تیزی سے چلی جا رہی تھی اور پھر ضروری مراحل طے کرنے کے بعد آسکوف جب کرنل کاروف کے سپیشل آفس میں داخل ہوا تو لمبے قد اور بھاری جسم اور بھیڑیئے جیسے چہرے کا مالک کرنل کاروف اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے انداز میں ٹہل رہا تھا۔

"آؤ آسکوف۔ میں تمہارا شدت سے منتظر تھا۔ تم نے پاکیشیا کے خلاف منصوبے کی بات کر کے مجھے بے چین کر دیا ہے۔ آؤ بیٹھو"۔ کرنل کاروف نے کہا اور ایک طرف صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ آسکوف سامنے صوفے پر قدرے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ اب مجھے تفصیل سے سب کچھ بتاؤ"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"آپ اس معاملے کو بے حد اہمیت دے رہے ہیں جناب۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... آسکوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم پہلے مجھے تفصیل بتاؤ"...... کرنل کاروف نے جواب دیا۔

"جناب۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقے ساگان کی سرحدیں ریاست تاجکستان سے ملتی ہیں اور روسیاہ کے ایک خصوصی خلائی سیارے نے اس علاقے ساگان میں ایک انتہائی نایاب دھات جس کا سائنسی کوڈ نام ایکس وی ہے کا انتہائی بھاری ذخیرہ دریافت کیا ہے لیکن یہ ذخیرہ تاجکستان کی سرحد کے قریب

نہیں بلکہ پاکیشیائی سرحد کے قریب ہے اور وہاں سے کسی طرح
خفیہ طریقے سے یہ نایاب دھات نہیں نکالی جا سکتی۔ اس کے ء
دوسری سپر پاورز اور خاص طور پر پاکیشیا کو بھی اس کے بارے
لاعلم رکھنا ضروری ہے کیونکہ اب پاکیشیا بھی ایٹمی طاقت بن چکا
اور یہ دھات انتہائی حساس اور جدید ایٹمی اسلحہ کی تیاری میں کام
ہے اور دنیا کی سب سے مہنگی اور نایاب دھات سمجھی جاتی ہے۔
رپورٹ کے بعد اعلیٰ حکام نے اس سلسلے میں تاجکستان کے حکام
رابطہ کیا اور طویل مذاکرات کے بعد یہ طے ہوا کہ ایسا منصوبہ
جائے کہ ساگان کا علاقہ پاکیشیا سے معاہدہ ختم کر کے تاجکستان
ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر دے۔ اس طرح وہ تاجکستان کا قا
علاقہ بن جائے گا اور اس پر پاکیشیا کا عمل دخل ختم ہو جائے گا۔
پر کام کیا گیا اور طویل تحقیقات کے بعد ایک منصوبہ تیار کیا
اس منصوبے کے تحت اس علاقے کے لوگوں کو تاجکستان
شامل ہونے اور وہاں کے سردار کے خلاف بغاوت کرنے پر تیار
گیا اور ان میں خفیہ طور پر اسلحہ تقسیم کرنا تھا اور پھر موجودہ س
کے خلاف بغاوت کر کے اسے ہٹا دینے کے بعد اپنی مرضی کا س
وہاں لایا جائے اور پھر اس سے معاہدے کا اعلان کرایا جائے
تاجکستان کا حصہ قرار دے دیا جائے۔ اس طرح پاکیشیا بین الاقو
سطح پر بے بس ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہ دھات تاجکستان حاصل
کے اسے روسیاہ کو فروخت کر دے گا۔ اس منصوبے پر کام کر

کے لئے تاجکستانی حکام نے دوسکا کو ہائر کر لیا کیونکہ دوسکا سرحدی
اسمگلنگ روکنے کی وجہ سے ان علاقوں میں پہلے سے کام کر رہی ہے
اور ساگان میں بھی اس کا نیٹ ورک پہلے سے موجود ہے۔ حکومت
روسیاہ کی منظوری کے بعد ہم نے اس منصوبے پر کام شروع کر دیا۔
وہاں اس منصوبے کا انچارج وہاں کے سردار کا بھانجا ہے جس کا نام
افتاب خان ہے۔ آفتاب خان پہلے سے دوسکا کا نمائندہ تھا اور اسلحہ
اسمگلنگ نیٹ ورک کا سربراہ بھی تھا۔ یہ شخص پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی
جنس میں بھی کام کر چکا ہے اور انتہائی دلیر، ذہین اور فعال آدمی ہے
اور پھر سردار خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ اس علاقے میں
خاصا بااثر بھی ہے۔ بہرحال کام کا آغاز کر دیا گیا اور کام تیزی سے آگے
بڑھنے لگا۔ اب تک چھ سو افراد کو اسلحہ پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں
بھاری دولت دے کر اس منصوبے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ ساگان
کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے لیکن یہ آبادی چھوٹے چھوٹے علاقوں
میں پھیلی ہوئی ہے۔ اصل آبادی جو ساگان شہر میں ہے اور جو اس
علاقے کا سب سے بڑا شہر ہے اس کی آبادی چالیس ہزار کے قریب
ہے اس لئے منصوبہ یہ تھا کہ جب اس آبادی میں سے کم از کم دو ہزار
افراد منصوبے میں شامل ہو جائیں گے تو پھر سردار کے خلاف بغاوت
کا اعلان کر دیا جائے گا اور پورے ساگان میں موجود سردار کے
حامیوں کو ہلاک کر کے دوسرا سردار نامزد کر دیا جائے گا۔ اس سلسلے
میں پہلے موجودہ سردار کے بھائی فراست خان کا انتخاب کیا گیا کیونکہ

فراست خان نے ایک شادی روسیاہ میں کی ہوئی ہے اور وہ یہاں آتا جاتا رہتا ہے لیکن مسئلہ یہ بن گیا کہ یہ شخص تاجکستان کے حکام کو قبول نہیں تھا کیونکہ تاجکستان سے اس کے انتہائی اختلافات شروع سے رہے ہیں۔ چنانچہ پھر یہ طے کیا گیا کہ آفتاب خان کو نیا سردار منتخب کیا جائے گا اور آفتاب خان نئے معاہدے کا اعلان کر دے گا"۔ آسکوف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ کرنل کاروف خاموش بیٹھا یہ سب تفصیل سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی نمایاں تھی۔

"منصوبہ تو اچھا ہے لیکن اب اس منصوبے میں پاکیشیا کا کیا عمل دخل سامنے آیا ہے"...... آسکوف کے خاموش ہونے پر کرنل کاروف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس آفتاب خان کا ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے فون آیا ہے"۔ آسکوف نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے آفتاب سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔ کرنل کاروف اسی طرح خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

"آپ مجھ سے کس پوائنٹ پر ڈسکس کرنا چاہتے تھے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"آفتاب خان شاید موجودہ سردار سے درپردہ مل گیا ہے اور وہ اب اس طرح کی باتیں کر کے ہمارا منصوبہ ختم کرانا چاہتا ہے۔ مجھے چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے اس بارے میں بات کر لی جائے

[illegible] جو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے"...... آسکوف نے کہا۔

"آفتاب خان نے جو کچھ کہا ہے وہ سو فیصد درست ہے مسٹر [illegible]۔ یہ دنیا کی انتہائی خطرناک سیکرٹ سروس شمار ہوتی ہے اور [illegible] کے مقابلے پر کے جی بی ہوتی تب تو اور بات تھی لیکن اب [illegible] کے مقابلے میں ودسکا ہے۔ گو ودسکا کا ریڈ سیکشن انتہائی تربیت [illegible] لیکن اس کے باوجود اس کی تربیت اسمگلروں کے خلاف کام [illegible] ہے۔ سیکرٹ ایجنٹوں کے خلاف اس کی تربیت نہیں [illegible] ریڈ سیکشن بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور آپ کا [illegible] ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا بلکہ اگر انہیں اس دھات کا [illegible] تو پاکیشیائی حکام نے فوراً سردار سے اس علاقے کی لیز [illegible] وہاں سے یہ دھات نکال لینی ہے۔ اس طرح یہ منصوبہ [illegible] ختم ہو جائے گا۔ آفتاب خان کی بات درست ہے۔ [illegible] تمام منصوبے کو اس طرح کیموفلاج کر دیں کہ اس [illegible] کسی طرح بھی شبہ نہ ہو بلکہ میرا خیال ہے کہ اسے بالکل [illegible] بجائے اسلحہ کی اسمگلنگ کا روپ دے دیا جائے تا کہ وہ [illegible] ہو کر واپس چلے جائیں اور ایک بار وہ مطمئن ہو گئے تو پھر [illegible] سے اس منصوبے کو کامیاب بنا سکیں گے"...... کرنل [illegible] نے کہا۔

"[illegible] سیکشن کو تربیت کے جی بی نے دی ہے جناب اور ان کی [illegible] سیکرٹ ایجنٹوں جیسی ہی ہے اس لئے اگر انہیں سامنے لایا

جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے
آسکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو مشورہ دینا تھا وہ دے دیا۔ ماننا نہ ماننا آپ کا اخ
ہے کیونکہ یہ منصوبہ تاجکستان کا ہے روسیاہ کا نہیں ہے اور تاجکستا
حکومت نے اگر دوسکا کی خدمات حاصل کی ہیں تو میرے خیال
کے جی بی کو اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں اگر آپ چا
تو بے شک تاجکستان کے اعلیٰ حکام سے اس معاملے کو ڈسکس
لیں۔ اگر وہ چاہیں تو کے جی بی اس کو اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے
کرنل کاروف نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ کی سرپرستی ہمارے لئے باعث اعزاز
گی۔ فی الحال جیسے آپ نے مشورہ دیا ہے ویسے ہی کر لیا جائے گا
اس کو اسلحہ کی اسمگلنگ کا روپ دے کر اصل منصوبے کو مکمل کی
فلاح کر دیا جائے گا"...... آسکوف نے کہا۔

"ایسا آپ کے حق میں بہتر رہے گا"...... کرنل کاروف نے کہا
آسکوف اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل کاروف بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
آسکوف نے اس کا شکریہ ادا کیا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

[illegible] مونچھوں کا مالک ساگان کا سردار ارباب خان لمبے قد
[illegible] جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ اس کے جسم کی نسبت
[illegible] آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ اس نے انتہائی قیمتی اور
[illegible] عینک لگا رکھی تھی اور سر پر قبیلے کی مخصوص ٹوپی
[illegible] اس کے جسم پر ایک بڑا سا کوٹ تھا جس پر انتہائی
[illegible] سے کام کیا گیا تھا۔ مونچھوں کی وجہ سے وہ خاصا
[illegible] تھا۔ وہ اس وقت اپنے رہائشی مکان کے ساتھ بنے
[illegible] و عریض ڈیرے کے ایک کمرے میں موجود تھا۔
[illegible] سردار کا ڈیرا کہا جاتا تھا اور یہاں مہمانوں کے لئے
[illegible] شاندار انتظامات کئے گئے تھے۔ یہاں جرگے منعقد
[illegible] قبائلی تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ عام تنازعات کا
[illegible] خان بطور سردار خود کرتا تھا لیکن پیچیدہ اور بڑے

تنازعات کا فیصلہ جرگے کو منتقل کر دیا جاتا تھا اور سردار ارباب خان
بطور سردار جرگے کا بھی سردار تھا لیکن جرگے کے سرپنچ ہر تنازعے میں
نئے منتخب کئے جاتے تھے۔ سردار ارباب خان اس وقت کمرے میں
اکیلا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔
ایک کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا اور سامنے رکھا قہوہ گھونٹ گھونٹ
پی رہا تھا۔ میز پر فون بھی موجود تھا۔ ساگان کا رابطہ فون کے ذریعے
پوری دنیا سے منسلک تھا۔ حکومت پاکیشیا کی طرف سے ساگان میں
فون، بجلی اور سڑکوں کی سہولیات مہیا کی گئی تھیں۔ ساگان کا علاقہ
تمام تر پہاڑی تھا لیکن یہ تمام علاقہ قدرتی حسن سے اس قدر مالا مال
تھا کہ پاکیشیا کے علاوہ دنیا بھر سے سیاح یہاں آتے تھے۔ ساگان
علاقے کے سب سے بڑے شہر کا نام بھی ساگان تھا اور یہاں اب
بڑے شاندار ہوٹل اور تفریح گاہیں بھی بن گئی تھیں اور یہاں کے
لوگ خاصے خوشحال ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود یہاں غربت بھی
تھی۔ البتہ سردار ارباب خان کی شروع سے کوشش رہی تھی کہ
اپنے علاقے کے لوگوں کو سہولیات مہیا کرے اور اس سلسلے میں
اس کا حکومت پاکیشیا سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ سردار ارباب خان
فطری طور پر انتہائی کم گو اور ذہین آدمی تھا۔ کم بات کرتا تھا لیکن
بات کرتا تھا اس میں وزن ہوتا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے فیصلوں پر ڈٹ
جاتا تھا۔ ساگان کے لوگ سردار ارباب خان سے بے حد محبت کرتے
تھے کیونکہ سردار ارباب خان باوجود سردار ہونے کے عام لوگوں

کا حقیقی خیر خواہ تھا اور اس کی حتی الوسع کوشش ہوتی تھی کہ وہ عام
لوگوں کی خیر خواہی کے کام انجام دے۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی
جس کا نام شمسہ تھا۔ سردار ارباب خان باوجود قبائلی علاقے سے
تعلق رکھنے کے تعلیم کے معاملے میں بے حد آزاد خیال واقع ہوا تھا اور
اس نے نہ صرف شمسہ کو پاکیشیائی دارالحکومت بھجوا کر اعلیٰ تعلیم
دلائی تھی بلکہ اس نے اسے مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے
...ٹ لینڈ بھی بجھوایا تھا اور شمسہ وہاں سے تعلیم مکمل کر کے اب
واپس آ چکی تھی اور سردار ارباب خان اب اس کی شادی کے لئے
سوچتا رہتا تھا۔ گو شمسہ کے لئے رشتوں کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن
اس میں اب شمسہ کی تعلیم آڑے آ رہی تھی۔ شمسہ کے مقابلے کا
تعلیم یافتہ اس پورے علاقے میں کوئی جوان نہیں تھا۔ سردار
ارباب کی بہن نے اپنے بیٹے آفتاب خان کے لئے شمسہ کا رشتہ مانگا تھا
لیکن سردار ارباب خان نے ابھی اسے کوئی واضح جواب نہ دیا تھا۔ گو
آفتاب خان نے بھی گریجوایشن کی تھی اور وہ پاکیشیا کی فوج میں بھی
اہم عہدوں پر فائز رہا تھا لیکن اپنے والد کی وفات کے بعد وہ فوج سے
مستعفی ہو کر واپس ساگان آ گیا تھا لیکن بہرحال شمسہ اس سے زیادہ
تعلیم یافتہ تھی۔ گو ارباب خان ذاتی طور پر آفتاب خان کو پسند کرتا
تھا کیونکہ آفتاب خان خاصا صحت مند نوجوان تھا۔ اس کے ساتھ
ساتھ وہ ذہین بھی تھا اور خاص طور پر اس لئے کہ وہ بھی سردار ارباب
خان کی طرح ساگان کے عوام کا انتہائی خیر خواہ تھا اور اس کے

تعلقات عوام سے بے حد قریبی تھے۔ خاص طور پر وہ دور دراز کی بستیوں میں رہنے والوں کا بے حد خیال رکھتا تھا۔ اس وقت بھی سردار ارباب خان شمسہ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ شمسہ دارالحکومت کی سیر کرنے گئی ہوئی تھی اور وہاں وہ سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کی مہمان تھی جن سے سردار ارباب خان کی دور کی عزیزداری بھی تھی اور ان کے درمیان خاصے گہرے تعلقات بھی تھے ایک دوسرے کی شادی غمی میں وہ باقاعدگی سے شریک بھی ہوتے تھے اور سردار ارباب خان جب بھی پاکیشیا جاتا وہ سرسلطان سے ضرور ملتا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ سرسلطان اپنی بے پناہ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے ساگان بہت کم آتے تھے لیکن بہرحال ان کے درمیان تعلقات خاصے قریبی تھے۔ شمسہ نے واپسی کی اطلاع دے دی تھی اور سردار ارباب خان نے اپنا ذاتی ڈرائیور ایئرپورٹ بھجوا دیا تھا اور اس وقت وہ شمسہ کی واپسی کا ہی منتظر تھا کیونکہ شمسہ واحد خاتون تھی جو صرف رہائش گاہ تک پابند نہ رہتی تھی بلکہ وہ ڈیرے میں بھی آزادی سے آتی جاتی رہتی تھی اور جرگوں میں ہونے والے تنازعات سننے کی بھی وہ بے حد شوقین تھی اس لئے وہ جرگے کی کارروائی کے دوران بھی اکثر موجود رہتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور شمسہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو سردار ارباب خان بھی بے اختیار مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"بابا جان آپ سے مجھے گلہ ہے کہ آپ مجھے لینے ایئرپورٹ نہیں آئے اور یہاں اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں"...... سلام دعا کے بعد شمسہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکوہ بجا ہے بیٹی لیکن میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ تم سناؤ کیسی رہی تمہاری سیر"...... ارباب خان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"شاندار بابا جان اور آپ سے میں نے ایک ضروری بات بھی کرنی ہے۔ کیا یہاں کروں یا کسی اور محفوظ جگہ پر یہ بات چیت ہونی ہے"...... شمسہ نے اچانک سنجیدہ ہو کر کہا تو سردار ارباب خان بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسی بات چیت۔ تم کھل کر بات کرو۔ یہاں کوئی اجازت کے بغیر نہیں آئے گا"...... سردار ارباب خان نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بابا جان۔ میں نے انکل سلطان سے تفصیل سے تمام بات چیت کی ہے"...... شمسہ نے کہا۔

"کس بارے میں"...... سردار ارباب خان نے چونک کر پوچھا۔

"ان اسلحہ کی تقسیم اور پراسرار سرگرمیوں کے بارے میں جنہوں نے آپ کو فکرمند کر رکھا ہے"...... شمسہ نے کہا۔

"اوہ۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ سرسلطان سوائے پریشان ہونے کے اور کیا کر سکتے ہیں"...... سردار ارباب خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"وہ پریشان نہیں ہوئے بابا جان بلکہ انہوں نے اس کا حل ڈ
ہے"...... شمسہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار ارباب خان اک
بار پھر چونک پڑے۔
"کیسا حل۔ میں سمجھا نہیں"...... سردار ارباب خان نے حیر
بھرے لہجے میں کہا تو شمسہ نے انہیں عمران کے بارے میں تفص
سے بتا دیا۔
"بیٹی وہ اکیلا یہاں کیا کرے گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو یہا
نہیں سکتی"...... سردار ارباب خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں خود عمران سے ملی ہوں بابا جان۔ وہ بظاہر مزاحیہ با
کرتا ہے اور اپنے انداز سے انتہائی معصوم سا آدمی لگتا ہے لیکن
یقین ہے کہ وہ انتہائی ذہین اور تیز آدمی ہے۔ آخر پاکیشیا سیکر
سروس کے چیف نے اسے ویسے ہی تو اپنا نمائندہ خصوصی نہیں
ہو گا اور پھر انکل سلطان جیسے جہاندیدہ اور ذمہ دار شخص اس پر
قدر اعتماد کرتے ہیں کہ ان کا کہنا تھا کہ اگر عمران ساگان جا۔
رضامند ہو جائے تو سمجھو کہ مسئلہ حل ہو جائے گا"...... شمسہ
کہا۔
"لیکن پہلے بھی جو ٹیمیں یہاں آئی ہیں انہوں نے بڑی چھان
کی لیکن وہ کوئی معمولی سا کلیو بھی حاصل نہیں کر سکیں۔ یہ نوج
اکیلا کیا کر لے گا"...... سردار ارباب خان نے کہا۔
"آخر آزمانے میں کیا حرج ہے۔ اگر کچھ نہ کر سکا تب بھی ہمیر

پڑے گا"...... شمسہ نے کہا۔
"مجھے سر سلطان سے بات کرنی پڑے گی"...... سردار ارباب خان
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز پر پڑے ہوئے فون کا
رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ان کی یادداشت
بے حد تیز تھی اس لئے انہیں سر سلطان کی رہائش گاہ اور آفس دونوں
کے نمبرز یاد تھے۔ اس وقت چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے وہ ان کے
آفس کے نمبر پریس کر رہے تھے۔
"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی
ایک آواز سنائی دی تو شمسہ نے اٹھ کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر
دیا۔
"ساگان سے سردار ارباب خان بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے
بات کراؤ"...... سردار ارباب خان نے باوقار لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں
کہا گیا۔
"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی
بھاری لیکن باوقار آواز سنائی دی۔
"ارباب خان بول رہا ہوں ساگان سے"...... ارباب خان نے
کہا۔
"اوہ آپ۔ شمسہ بیٹی تو خیریت سے پہنچ گئی ہیں ناں"۔ سر سلطان
نے نرم اور مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ابھی پہنچی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے اسے کسی عمران نامی نوجوان سے ملوایا ہے اور وہ عمران یہاں آ رہا ہے تاکہ معاملات کو چیک کر سکے۔ کون ہے وہ نوجوان"...... ارباب خان نے کہا۔

"وہ سر عبدالرحمن کا اکلوتا لڑکا ہے۔ آپ جانتے تو ہیں سر عبدالرحمن کو۔ وہ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس ہیں"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان سے تو اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے اور ایک بار تو میں ان کے گھر دعوت پر بھی گیا تھا۔ بڑی باوقار شخصیت ہے ان کی"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"عمران اس کا اکلوتا لڑکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اسے اپنا نمائندہ خصوصی بنایا ہوا ہے۔ وہ انتہائی ذہین ہے اور شمسہ بیٹی کی باتیں سن کر مجھے احساس ہوا تھا کہ ساگان میں کوئی انتہائی بھیانک کھیل کھیلا جا رہا ہے اس لئے میں نے شمسہ بیٹی سے کہا تھا کہ وہ اگر عمران کو وہاں جانے کے لئے رضامند کر لے تو پھر یوں سمجھو کہ معاملہ ہر صورت میں حل ہو جائے گا اور مجھے خوشی ہے کہ شمسہ بیٹی نے اسے تیار کر لیا ہے اور اب میں مطمئن ہوں۔ میں نے صدر پاکیشیا کو بھی اس بارے میں ایک نوٹ بھجوایا تھا۔ وہ بھی بے حد پریشان ہوئے لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ عمران وہاں جانے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو پھر وہ بھی مطمئن ہو گئے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو آپ خود اسے نہیں کہہ سکتے تھے۔ شمسہ کو کیوں درمیان میں ڈالا گیا۔ کیا وہ آپ کی بات نہیں مانتا"...... سردار ارباب خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میری بات مانتا ہے۔ شاید اپنے باپ کی بات بھی نہ مانے جتنی میری بات مانتا ہے اور پھر میں اسے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز رکھتا ہوں لیکن میں چاہتا تھا کہ وہ شمسہ بیٹی سے تمام حالات معلوم کر لے کیونکہ جو کچھ شمسہ اسے بتا سکتی تھی وہ میں نہیں بتا سکتا تھا"۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"لیکن شمسہ نے تو بتایا ہے کہ وہ انتہائی مزاحیہ باتیں کرتا ہے۔ ایسا آدمی جو سنجیدہ بھی نہ ہو وہ کیا کر سکتا ہے"...... سردار ارباب خان نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"وہ نہ صرف مزاحیہ باتیں کرتا ہے بلکہ انتہائی احمقانہ حرکتیں بھی کرتا ہے۔ یہ اس کا مزاج ہے کہ وہ سنجیدہ ہوتا ہی نہیں اور میں نے شمسہ بیٹی کو بھی سمجھا دیا تھا اور آپ کو بھی بتا رہا ہوں کہ آپ نے اس کی کسی بات یا حرکت کا برا نہیں منانا لیکن اس کے باوجود دیکھیں کہ اس کی ہر بات اور ہر حرکت کے پیچھے کوئی نہ کوئی خاص مقصد ہوتا ہے اور جب نتیجہ سامنے آئے گا تو آپ خود حیران رہ جائیں گے۔ وہ بعض اوقات اپنی مزاحیہ باتوں اور حرکتوں سے مجھے بھی تنگ کر دیتا ہے۔ اس کا باپ بھی اسی وجہ سے اس سے نالاں رہتا

ہے لیکن اس معاملے میں وہ کوئی رعایت نہیں کرتا اس لئے میں آ
سے بھی کہہ رہا ہوں کہ آپ نے اسے انجوائے کرنا ہے۔ اس کی کہ
بات کا برا نہیں منانا کیونکہ اس سے اسے تو کوئی فرق نہیں پڑے
لیکن آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا"...... سرسلطان نے مسکرا
ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو پھر ایسا ہی ہو گا کیو
مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے لیکن پلیز اسے سمجھا دیں کہ وہ ہمار
خاندان کے دوسرے لوگوں کے سامنے کوئی مزاحیہ بات یا حرکت
کرے کیونکہ اس سے ہماری شدید بے عزتی ہو گی"...... سرد
ارباب خان نے کہا۔

"وہ ایسی باتیں ایک کان سے سنتا ہے اور دوسرے کان سے نکا
دیتا ہے۔ وہ آپ کے خاندان تو کیا صدر صاحب کے سامنے اوٹ
پٹانگ باتیں کرنے اور حرکتیں کرنے سے باز نہیں آتا اس لئے آ
نے بہرحال برداشت کرنا ہے"...... سرسلطان نے جواب دیا۔

"اوکے اللہ حافظ"...... سردار ارباب خان نے منہ بناتے ہو
کہا اور رسیور رکھ دیا۔ شاید سرسلطان کے جواب نے انہیں خا
تکلیف پہنچائی تھی۔

"بابا جان آپ پریشان نہ ہوں۔ میں اسے سمجھا دوں گی"۔ شم
نے باپ کا موڈ دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے لیکن یہ سن لو کہ!

بات پر اصرار نہ کرنا کہ میں اسے ایئرپورٹ لینے جاؤں۔ میں
اس کی معمولی سی چھچھوری حرکت بھی برداشت نہیں کر
جب وہ آئے تو مجھے اطلاع کر دینا اور ہاں میں نے تم سے
ضروری بات کرنا تھی جو تمہاری باتوں کی وجہ سے بھول گیا
سردار ارباب خان نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا تو
بھی بے اختیار چونک پڑی۔

یسی بات بابا جان"...... شمسہ نے حیرت بھرے لہجے میں

بیٹی بحیثیت باپ مجھے تم سے براہ راست یہ بات تو نہیں کرنی
ہے۔ ایسی باتیں مائیں اولاد سے کرتی ہیں لیکن تمہاری ماں
طرح پڑھی لکھی بھی نہیں ہے اور وہ باریک باتیں سوچ بھی
سکتی اس لئے مجبوراً میں خود تم سے بات کر رہا ہوں۔ تم نے
تعلیم مکمل کر لی ہے اور اب ہم نے تمہاری شادی کرنی ہے لیکن
میں تو تمہارے ہم پلہ تعلیمی میدان میں کوئی نوجوان نہیں
اور تمہیں بہرحال یہ معلوم ہو گا کہ اپنے قبیلے سے ہٹ کر ہم اپنی
بیٹیوں کی شادی کسی اور سے نہیں کرتے۔ تمہاری پھوپھی نے
خان کے لئے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔ آفتاب میرا بھانجا ہے۔
کا بیٹا ہے۔ شریف اور ملنسار لڑکا ہے۔ پاکیشیائی فوج میں بھی
رہا ہے اور تعلیم یافتہ بھی ہے لیکن بہرحال تعلیمی لحاظ سے وہ
سے کم ہے اس لئے میں نے تم سے پوچھنا ضروری سمجھا ہے کہ اگر

تم کہو تو میں تمہاری پھوپھی کو ہاں کر دوں"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"بابا جان آپ جیسے حکم کریں گے میں ویسے ہی کروں گی۔ میں آپ کی بیٹی ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنی بیٹی کے حق میں ہمیشہ بہتر ہی فیصلہ کریں گے لیکن بابا جان میری درخواست ہے کہ آپ اس وقت تک اس بارے میں کوئی بات نہ کریں جب تک آپ کو پریشان کرنے والے معاملات درست نہیں ہو جاتے"...... شمسہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹی یہ معاملات تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ ان کا خاندانی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن میرا دل اس وقت تک مطمئن نہیں ہو گا جب تک اس معاملے کے بارے میں فضا صاف نہیں ہو جاتی اس لئے پلیز آپ کچھ انتظار کر لیں"...... شمسہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹی"...... سردار ارباب خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو شمسہ نے سلام کیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

سردار آفتاب خان لمبے قد اور ورزشی جسم کا ایک صحت مند اور خوبصورت نوجوان تھا۔ وہ اپنے آبائی مکان سے ملحقہ اپنے ڈیرے کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر تین ادھیڑ عمر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تینوں ہی مقامی تھے اور ان کے چہروں کی سخت گیری سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان تینوں کا تعلق جرائم کی دنیا سے گہرا رہا ہے۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا خان کہ دارالحکومت سے آنے والے ایک عام سے آدمی سے آپ یا روسیاہ اس قدر خوفزدہ کیوں ہیں کہ اپنی تنظیم کو کیمو فلاج کر دیا گیا ہے۔ آخر وہ ہے کیا جس سے آپ اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہیں"...... ایک آدمی نے سخت لہجے میں کہا تو آفتاب خان کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"سعادت خان۔ تم نے مجھے بزدل کہہ کر میری توہین کی ہے۔

تمہیں معلوم ہے کہ بزدل کا طعنہ کس قدر خوفناک نتائج کا حا
ہوتا ہے"...... آفتاب خان نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ نہیں خان۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا اور آپ کو
کوئی مائی کا لعل بزدل کہہ ہی نہیں سکتا۔ میں تو یہ کہنا چاہتا تھا
ایک آدمی سے خوفزدہ ہونا میری سمجھ میں نہیں آ رہا"...... اس آد
نے جسے سعادت خان کے نام سے پکارا گیا تھا یکلخت عاجزانہ لہجے م
کہا۔
"آئندہ بات کرتے ہوئے محتاط رہنا۔ یہ تمہارے لئے لاس
وارننگ ہے ورنہ تمہاری لاش کو جنگلی جانور بھی کھانے سے انکار
دیں گے"...... آفتاب خان نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔
"میں معافی چاہتا ہوں خان اور مجھے اپنی غلطی تسلیم ہے اور آئ
میں محتاط رہوں گا"...... سعادت خان نے اور زیادہ عاجزانہ لہجے م
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اب اپنی بات کا جواب سنو۔ تم جسے ایک عام سا آدمی کہہ ر
ہو وہ عام آدمی نہیں ہے۔ اس کی پشت پر پاکیشیا سیکرٹ سروس ج
وسیع ادارہ موجود ہے۔ کسی ایک آدمی کو تو ایک لمحے میں صفحہ ہ
سے مٹایا جا سکتا ہے لیکن اس کی موت کے ساتھ ہی پاکیشیا سیکر
سروس، سنٹرل انٹیلی جنس اور ملٹری انٹیلی جنس جیسے بے ش
ادارے یہاں پہنچ جائیں گے اور اس طرح تنظیم کے بارے میں
سب کچھ جان سکتے ہیں۔ اس کے بعد تم سوچو کہ ہم سب کا کیا ان

[illegible] ارباب خان کے خلاف بغاوت کوئی چھوٹا جرم نہیں
[illegible] سنگینی کا اندازہ تمہیں بھی ہے اور مجھے بھی اور پھر اس
[illegible] کے نتیجے میں جو کچھ ہم کرنا چاہتے ہیں اس کو پاکیشیا کیسے
[illegible] کر سکتا ہے۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھنے کے بعد یہ
[illegible] کیا گیا ہے کہ جب تک یہ آدمی جس کا نام علی عمران ہے یہاں
[illegible] اس وقت تک ہم اپنے تمام کاموں کو مکمل طور پر کیمو
[illegible] کر دیں اور اگر وہ کوئی کلیو حاصل بھی کر لے تو زیادہ سے زیادہ
[illegible] حکوں کے درمیان اسلحہ اسمگلنگ کا کیس سمجھے اور ایسے
[illegible] چلتے رہتے ہیں۔ ان میں حکومت کی ایسی ایجنسیاں مداخلت
[illegible] کرتیں اور دوسری بات یہ بھی بتا دوں کہ بظاہر یہ آدمی یہاں
[illegible] گا لیکن مجھے سو فیصد یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
[illegible] یا تفریح کرنے والوں کے روپ میں یہاں آ کر خفیہ طور پر
[illegible] گی اس لئے ہم سب نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے۔ جب
[illegible] مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں گے تو پھر کام دوبارہ شروع کر
[illegible] گا اور نہ صرف کام دوبارہ شروع ہو گا بلکہ معاوضے بھی دوگنا
[illegible] جائیں گے"...... آفتاب خان نے کہا۔
"ٹھیک ہے خان۔ اب بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ آپ بے
[illegible] آپ کے حکم کی مکمل تعمیل کی جائے گی"...... سعادت
[illegible] نے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی دو ساتھیوں نے بھی اس کی
[illegible] دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور باقی ساتھیوں تک یہ باتیں
دو"...... آفتاب خان نے کہا تو وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور
سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔ آفتاب خان کچھ دیر خامو
بیٹھا رہا پھر اس نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رحمت خان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آ
سنائی دی۔

"آفتاب خان بول رہا ہوں۔ میرے ڈیرے پر آجاؤ"...... آفتا
خان نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ر
دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخ
ہوا۔ اس نے آفتاب خان کو سلام کیا اور پھر اس کے اشارے
سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"رحمت خان۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ
یہاں خفیہ طور پر تحقیقات کرنے ضرور آئیں گے۔ وہ لوگ میک
اپ کر کے غیر ملکی سیاحوں کے روپ میں بھی آسکتے ہیں اور تفر
کرنے والے مقامی افراد کے روپ میں بھی۔ تم پورے ساگان می
اپنے آدمیوں کو خبردار کر دو کہ وہ باہر سے آنے والے مشکوک اف
کی نگرانی کریں اور اگر ان میں سے کسی پر بھی شک ہو کہ وہ ہمار
تنظیم کے بارے میں کسی بھی انداز میں معلومات حاصل کر رہا ہے
تو مجھے فوری طور پر اطلاع دیں"...... آفتاب خان نے کہا۔

ٹھیک ہے باس"...... رحمت خان نے جواب دیا۔

"تمہیں ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ
ہیں اس لئے اگر انہیں نگرانی کا شک پڑ گیا تو وہ ان نگرانی
والوں کو گھیر لیں گے اور اس طرح وہ تم تک اور تمہارے
ی وجہ سے مجھ تک پہنچ سکتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے
ہے ہر آدمی ہر لحاظ سے انتہائی محتاط رہے اور اگر کوئی آدمی ان کی
میں آبھی جائے تو پھر یہ تمہارا فرض ہے کہ اس کی زبان کھلنے
اس کا خاتمہ کر دو"...... آفتاب خان نے کہا۔

ٹھیک ہے باس۔ میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔
ی ہو گا"...... رحمت خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی سن لو کہ تم نے فون پر مجھے قطعاً کوئی رپورٹ نہیں
کیونکہ یہ لوگ انتہائی جدید آلات استعمال کرتے ہیں اس لئے
تم نے زبانی دینی ہے اور اپنے آدمیوں سے بھی تم نے فون
معاملے میں کوئی بات نہیں کرنی۔ ان سے بھی تمہارا رابطہ
سے ہٹ کر ہونا چاہئے"...... آفتاب خان نے اسے ہدایات
ہوئے کہا۔

یس باس"...... رحمت خان نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... آفتاب خان نے کہا اور
کے ساتھ ہی رحمت خان اٹھا۔ اس نے آفتاب خان کو سلام کیا
کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے چند ہی منٹ بعد

کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو آفتاب خان بے
اچھل کر کھڑا ہو گیا۔اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر
کا دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی موجود
بورڈ کے نیچے موجود ایک سوراخ میں اس نے اپنے دائیں ہا
چھوٹی انگلی کی پہلی پور داخل کر کے اسے مخصوص انداز میں گم
اس سوراخ میں سے ہلکی سی روشنی دکھائی دینے لگی۔ سیٹی کی آوا
بند ہو گئی تھی۔ آفتاب خان واپس مڑا اور پھر اس نے میز پر
فون پیس کو اٹھا کر اس کے نیچے موجود ایک سکرو کو اپنے نا
مدد سے مختلف سمتوں میں گھمایا اور پھر فون رکھ کر اس نے
اٹھایا تو اس میں ٹون موجود تھی۔اس نے دوبارہ رسیور رکھ دی
لمحوں بعد فون میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو آفتاب
نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"آفتاب خان بول رہا ہوں"...... آفتاب خان کا لہجہ
مؤدبانہ تھا۔

"ایم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک کھڑ
ہوئی آواز سنائی دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی مش
گراریاں چل رہی ہوں اور آواز ان گراریوں سے نکل رہی ہو۔

"یس سرچیف"...... آفتاب خان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھ

"آسکوف کی ہدایات تمہیں مل چکی ہیں"...... اس
کھڑکھڑاتی آواز میں کہا گیا۔

"یس سرچیف اور میں نے ان ہدایات کے مطابق تمام معاملات
... سے کیموفلاج کرا دیا ہے اور اپنے سب آدمیوں کو تفصیلی
... یت بھی دے دی ہیں"...... آفتاب خان نے جواب دیتے ہوئے
...

"عمران کے بارے میں تمہاری رپورٹ کے بعد جو تفصیلات
... ی گئی ہیں ان کے مطابق یہ شخص انتہائی ذہین ہے اور مسخری
... اور باتوں کی آڑ میں اپنا کام کر لیتا ہے۔اس رپورٹ کے بعد
... پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس طویل منصوبے کے علاوہ دیگر
... منصوبوں پر بھی غور کیا جائے گا جن کی مدد سے اس منصوبے
... جلد مکمل کیا جا سکے۔ تم وہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا
... سردار خاندان سے ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی متبادل منصوبہ
... ہو تو تم بتاؤ"...... ایم نے کہا۔

"جناب ایک اور منصوبہ آسانی سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ سردار
... خان کی ایک بیٹی ہے جس کا نام شمسہ ہے اور اس شمسہ نے
... حکومت جا کر اس عمران سے رابطہ کیا ہے۔ یہ لڑکی شمسہ
... لگتی ہے۔ میری ماں نے سردار ارباب خان سے شمسہ کی
... ساتھ شادی کی بات کی ہے۔اگر یہ شادی ہو جاتی ہے تو پھر
... ارباب خان اور سردار فراست خان دونوں کو بیک وقت کسی
... میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو میں قبیلے کا خود بخود بڑا
... بن جاؤں گا اور اس طرح میں خود منصوبے کو آسانی سے مکمل

کر سکتا ہوں"...... آفتاب خان نے کہا۔

"لیکن کیا فراست خان کی موت کے بعد اس کے بیٹے سردار نہیں بن جائیں گے"...... ایم نے کہا۔

"نہیں سر چیف۔ سردار فراست خان کی خاندانی بیوی سے کو اولاد نہیں ہے جبکہ اس کی روسیاہی بیوی سے اولاد ہے جو کہ روس میں رہتی ہے اور صرف خاندانی بیوی کی اولاد ہی سردار بن سک ہے"۔ آفتاب خان نے جواب دیا۔

"لیکن اس شادی میں کیا ممکنہ رکاوٹ موجود ہے"...... ایم۔ پوچھا۔

"جناب۔ شمسہ اس شادی کو ٹال رہی ہے ورنہ سردار ارباب خان تو رضامند ہیں۔ شمسہ نے انکار نہیں کیا لیکن وہ ٹالتی چلی آ رہ ہے ورنہ تو شادی ہو چکی ہوتی"...... آفتاب خان نے جواب دیا۔

"شمسہ کو کس طرح اس شادی پر مجبور کیا جا سکتا ہے"...... ا نے پوچھا۔

"اس کا والد سردار ارباب خان اسے مجبور کر سکتا ہے اور سردا ارباب خان کو اس بات پر خاندانی سطح پر مجبور کرنے کے لئے ان ک سسر بوڑھے سردار جہان خان کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جہان خا بے حد لالچی آدمی ہے اگر اسے کسی بھی ذریعے سے بھاری دولت د جائے تو وہ یہ کام کر سکتے ہیں"...... آفتاب خان نے کہا۔

"تو پھر یہ دولت تم بھی دے سکتے ہو یا کسی سے بھی اسے دلا سک

ایم نے کہا۔

"ہم قبیلے کے کسی آدمی سے دولت وصول نہیں کریں گے کیونکہ طرح ان کے بارے میں قبیلے میں باتیں ہوں گی۔ البتہ کسی غیر یے کے کسی آدمی کے ذریعے ایسا ہو جائے تو بات بن سکتی ہے"۔ تاب خان نے کہا۔

"سنو آفتاب خان۔ چونکہ ان معاملات کو تم بہتر طور پر سمجھ سکتے ہ لئے یہ کام تم کرو گے۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو جاتا ہے تو پھر مارے پہلے منصوبے زیادہ آسان ہو سکتے ہیں۔ فراست خان اور ۔ ارباب خان کا خاتمہ ہم کر دیں گے اور کسی کو تم پر شک بھی ہو سکے گا لیکن اس جہان خان پر دباؤ ڈالنے کا کام تم نے سرانجام ہے۔ دولت ہم دیں گے"...... ایم نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اب آپ نے حکم دیا ہے تو اب یہ کام میں لوں گا"...... آفتاب خان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دولت تم جس قدر چاہو تمہیں پوائنٹ الیون سے مل سکتی ہے۔ تم اس منصوبے پر آج سے ہی کام شروع کر دو۔ ہم چاہتے ہیں یہ کام جلد از جلد مکمل ہو جائے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر چیف"...... آفتاب خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک بات کا خیال رکھنا۔ عمران کو تمہارے بارے میں کسی قسم کا شک نہیں ہونا چاہئے بلکہ بہتر یہی ہے کہ تم اس عمران سے ں انداز میں دوستی کر لو کہ اسے تمہارے بارے میں کسی قسم کا

شک ہی نہ پڑے"...... ایم نے کہا۔
"یس سرچیف۔ ایسا ہی ہو گا"...... آفتاب خان نے جواب
تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم ہو گیا تو آفتاب خان
رسیور رکھا اور پھر فون پیس اٹھا کر اس نے اس کے نیچے موجود
کو ایک بار پھر مختلف سمتوں میں گھما دیا۔ اس کے بعد اس نے
پیس رکھا اور رسیور اٹھایا تو فون میں اس بار ٹون موجود تھی۔
نے مطمئن ہو کر رسیور رکھا اور اٹھ کر کمرے کے دروازے کی ط
بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ کے نیچے موجود سوراخ جس میں سے
ہلکی روشنی نکل رہی تھی اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ڈال کر ا
مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمایا تو روشنی غائب ہو گئی
آفتاب خان نے انگلی نکال کر دروازے کا لاک کھولا اور پھر واپس
اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثر
ابھر آئے تھے۔ ایم نے اسے بیک وقت دو خوشخبریاں دے
تھیں۔ ایک تو بھاری دولت کی اور دوسری شمسہ سے شادی کی۔ ا
یقین تھا کہ وہ اب پوائنٹ الیون سے جس قدر چاہے دولت حا
کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہاں سے حاصل کردہ سا
دولت جہان خان کو ہی دی جائے۔ البتہ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھ
جہان خان کے لئے وہ کون سا آدمی منتخب کرے جو اس سلسلے
حتمی طور پر کام کر سکے۔

... آنے والے چھوٹے طیارے میں زیادہ مسافر نہیں تھے۔
... کے قریب مرد اور عورتیں تھیں جن میں زیادہ تعداد غیر
... تھی۔ عمران طیارے کی ایک سیٹ پر بیٹھا ہوا احمقوں کے
... میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار کسی
... میں سوار ہوا ہو۔ گو طیارے کو پرواز کرتے ہوئے تقریباً
... گزر گیا تھا اور وہ ساگان پہنچنے ہی والا تھا لیکن عمران پرواز
... سے اب تک اس طرح ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ اس پرواز سے
... ہونے کی بجائے مسلسل کسی اضطراب کا شکار ہو۔ اس
... والی سیٹ پر ٹائیگر موجود تھا جو اپنے سامنے اخبار پھیلائے
... میں مصروف تھا۔ عقبی سیٹوں پر جوزف اور جوانا خاکی
... میں ملبوس خاموش بیٹھے تھے۔ ان کی بیلٹوں کے ساتھ ہولسٹر
... تھے اور ان ہولسٹروں میں بھاری ریوالور بھی موجود تھے۔

گو پرواز کے دوران اسلحہ ساتھ نہ رکھا جا سکتا تھا لیکن سر سلطان
خصوصی اجازت نامے کی وجہ سے ایسا ممکن ہو گیا تھا۔ طیارے
موجود مسافروں نے شروع میں اس اسلحے پر اعتراض کیا تھا
انہیں سمجھا دیا گیا تھا کہ یہ اسلحہ صرف نمائشی ہے۔ اس میں گو
موجود نہیں ہیں اور ایسا حکومت کی اجازت سے کیا جا رہا ہے
خاموش ہو گئے تھے۔

"باس۔ کیا آپ پہلے بھی کبھی ساگان گئے ہیں"...... اچا
ٹائیگر نے اخبار بند کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم کبھی جنت میں گئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ جنت میں تو مرنے کے بعد ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ اس
میں رہتے ہوئے کیسے جنت میں جایا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر
مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ نہیں گئے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں باس۔ لیکن میں نے تو ساگان کی بات کی ہے"......
نے کہا۔

"ساگان کو بھی ارضی جنت کہا جاتا ہے اور بقول تمہارے
سے پہلے جنت میں نہیں جایا جا سکتا اس لئے میں کیسے جا سکتا ہو
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن اب تو ہم زندہ ساگان جا رہے ہیں"...... ٹائیگ
مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ عمران سے

سے پوری طرح محظوظ ہو رہا ہو۔

"یہ تمہاری خوش فہمی بھی تو ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو
ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس طیارے کو فضا
میں تباہ کیا جا سکتا ہے"...... اس بار ٹائیگر نے انتہائی تشویش
بھرے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ آخر ہم جنت میں جا رہے ہیں"۔
عمران نے جواب دیا۔

"باس۔ اگر یہ خدشہ آپ کے ذہن میں تھا تو ہم طیارے کی بجائے
کار میں بھی سفر کر سکتے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جیپ بھی ہمیں جنت تک پہنچا سکتی تھی بشرطیکہ کوئی نیکی کا کام
کیا ہو ہم نے۔ ویسے مجھے اب تک کی پوری عمر میں ایک بھی نیکی
نظر نہیں آ رہی اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم جنت کی بجائے جہنم میں
جا سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اسی لئے آپ شروع سے اب تک بے چین اور مضطرب نظر آ
رہے تھے۔ میں سمجھا کہ آپ اپنی عادت کے مطابق ایسا ظاہر کر رہے
ہیں"...... ٹائیگر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو اس لئے مضطرب اور پریشان ہوں کہ چلو میرے نامہ
اعمال میں اگر کوئی نیکی نہیں ہے تو ساتھیوں کی نیکی کام آ جائے گی
لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجھے کسی ساتھی کے نامہ اعمال میں بھی سرے

سے کوئی نیکی نظر نہیں آرہی"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار
ہنس پڑا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ کا نامہ اعمال تو تمام تر نیکیوں
ہی بھرا ہوا ہوگا۔ برائی نام کی کوئی چیز اس میں سرے سے موجود
نہ ہوگی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ نیکیاں وہی قابل قبول ہوتی ہیں جو
لوث ہوں۔ جس نیکی سے دوسروں پر اپنے آپ کو نیک ظاہر کر
کی خواہش ہو وہ نیکی قابل قبول ہی نہیں ہوتی اور میری تو سا
زندگی اسی چکر میں گزر گئی ہے کہ دوسروں پر میرا رعب پڑ سکے کہ
بڑا نیک آدمی ہوں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑ

"آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی تمام نیکیاں یقیناً قابل قبول ہو
گی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی کسی بھی لمحے جہاز کے ساتھ کچھ ہو سکتا
تاکہ ہم جنت میں پہنچ جائیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پ
کہ مزید کوئی بات ہوتی طیارے میں ساگان پہنچنے کا اعلان ہونا شرو
ہو گیا اور مسافروں میں ہلچل سی پیدا ہو گئی۔

"لو بھئی تیار ہو جاؤ۔ آج دیکھ لیں گے کہ جنت کیسی ہوتی ہے
بڑی تعریفیں سنی ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مس
دیا۔ تھوڑی دیر بعد طیارہ رن وے پر اتر گیا۔

"اب تو آپ کو یقین آگیا کہ ہم زندہ جنت میں پہنچ گئے ہیں

...تے ہوئے کہا۔

"...وہ۔ تو کیا تم اپنے آپ کو زندہ محسوس کر رہے ہو"۔
...نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کیا محسوس کر رہے ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے
...

"...تو اپنے آپ کو زندہ باد محسوس کر رہا ہوں اور تم جانتے ہو
... زندہ باد میں کتنا فرق ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور
... بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ طیارے سے باہر آئے۔
... چھوٹا سا ایئرپورٹ تھا اس لئے طیارہ جہاں جا کر رکا تھا وہاں
... لاؤنج قریب ہی تھا اس لئے سب مسافر پیدل ہی اس
... چل پڑے تھے۔ عمران اور ٹائیگر ساتھ ساتھ چل رہے تھے
... نوجوان ان دونوں کے پیچھے اس انداز میں چل رہے تھے
... خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے عمران پر
... سکتا ہے۔ پھر جب وہ پبلک لاؤنج میں داخل ہونے کا دروازہ
... اندر داخل ہوئے تو عمران کی نظریں سامنے موجود شمسہ پر
... کے ساتھ ایک اور لڑکی بھی تھی۔

"خوش آمدید عمران صاحب"...... شمسہ نے مسرت بھرے لہجے
... چہکتے ہوئے کہا۔

"... بغیر کسی ہار کے صرف زبانی خوش آمدید۔ کمال ہے یہاں
... شاید کنجوس واقع ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا تو شمسہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے
موجود لڑکی بھی مسکرا رہی تھی لیکن اس کے چہرے پر حیرت
تاثرات نمایاں تھے۔ پھر عمران کے رکتے ہی جب ٹائیگر بھی رک
اور اس کے عقب میں آنے والے جوزف اور جوانا بھی رک گئے
شمسہ بے اختیار چونک پڑی۔

"یہ۔ یہ آپ کے ساتھی ہیں۔ میں سمجھی آپ اکیلے آئے ہیں"
شمسہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اماں بی بھلا مجھے اکیلے کیسے جنت میں بھیج سکتی تھیں۔ یہ جو
اور جوانا ہیں۔ یہ میرے باڈی گارڈز ہیں اور یہ ٹائیگر ہے میرا ذہنی
اور یہ شمسہ ارباب خان ہیں ہماری میزبان"...... عمران
مسکراتے ہوئے باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"باڈی گارڈز اور ذہنی گارڈ۔ کیا مطلب"...... شمسہ نے اور
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"باڈی گارڈز میری جسمانی حفاظت پر مامور ہیں تاکہ کوئی
جسمانی طور پر اچک کر نہ لے جائے اور ٹائیگر میری ذہنی حفاظت
رہا ہے تاکہ میرے ذہن میں کوئی غلط خیال نہ آسکے۔ یہ پراسرار
کا ماہر ہے اس لئے یہ دوسرے کے ذہن میں ابھر آنے والے خیا
کو بھی اس طرح آسانی سے پڑھ لیتا ہے جیسے کوئی ان پڑھ سائنس
کتاب پڑھ سکتا ہو"...... عمران نے جواب دیا تو شمسہ بے ا
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ میری سہیلی اور کزن ہیں جہاں آرا اور جہاں آرا یہ علی عمران
ہیں۔ اور باقیوں کے بارے میں انہوں نے خود ہی بتا دیا
ہے"۔ شمسہ نے اپنی ساتھی لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی عمران صاحب۔ شمسہ نے جس
طرح آپ کا غائبانہ تعارف کرایا تھا آپ واقعی ویسے ہی ہیں"۔ جہاں
آرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شمسہ نے غائبانہ تعارف ہی کرایا تھا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو شمسہ اور جہاں آرا دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"خدا آپ کو سلامت رکھے عمران صاحب"...... جہاں آرا
نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ
شمسہ کے ساتھ ساتھ جہاں آرا بھی خاصی ذہین واقع ہوئی ہے ورنہ
شاید یہ بات وہ نہ سمجھ سکتی کہ عمران نے غائبانہ نماز جنازہ کی
طرف اشارہ کیا تھا۔

"آئیے جناب آئیے"...... شمسہ نے کہا اور پھر وہ سب ایئرپورٹ
کی بیرونی طرف سے نکل کر ایک طرف کھڑی ہوئی دو جیپوں کی
طرف بڑھ گئے۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا تو دوسری جیپ میں بیٹھ گئے
جبکہ عمران، شمسہ اور جہاں آرا کے ساتھ ایک جیپ میں بیٹھ گیا۔

"بابا جان آپ سے ملاقات کے لئے انتہائی بے چین ہیں۔ جب
سے ان کی انکل سلطان سے بات ہوئی ہے وہ آپ سے ملنے کے لئے
بے حد مشتاق ہو گئے ہیں"...... شمسہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اشاروں سے کام چلانا پڑے گا"...... عمران نے کہ
شمسہ اور جہاں آرا دونوں چونک پڑیں۔

"کیا مطلب۔ اشاروں سے کام چلانے کا کیا مطلب"...... شم
نے حیران ہو کر پوچھا جبکہ جہاں آرا خاموش رہی تھی۔

"ظاہر ہے سر سلطان نے تمہارے بابا جان کے کان شکایتوں ۔
بھر دیئے ہوں گے اور اب ان کے کانوں میں اتنی گنجائش ہی نہ
ہو گی کہ وہ میری باتیں سن سکیں"...... عمران نے وضاحت کر
ہوئے کہا تو شمسہ اور جہاں آرا دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ جیپ
ڈرائیور بھی مسکرا رہا تھا۔

"عمران صاحب شمسہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکر
سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ کیا واقعی یہ بات سچ ہے"...... جہا
آرا نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنا ایسے ہی ہے جیسے اندھیر
میں روشنی کر دینا"...... عمران نے اس کی بات کا براہ راست جواب
دینے کی بجائے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... اس بار شمسہ اور جہاں آرا دونوں
چونک کر کہا۔

"مطلب تو واضح ہے کہ اندھیرے میں روشنی ہونے کے بع
اندھیرا کیسے باقی رہ سکتا ہے اس لئے وہ سروس سیکرٹ کیسے رہ سک
ہے جس کے لئے کام کرنے والے کو سب جانتے ہوں"...... عمرا

مسکرا کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر شمسہ نے ایسا کیوں کہا ہے"...... جہاں آرا نے الجھے
لہجے میں کہا۔

"مجھے انکل سلطان نے بتایا تھا اور انکل سلطان جیسے ذمہ دار آدمی
بات نہیں کر سکتے"...... شمسہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان نے تمہیں کہا ہو گا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
کا نمائندہ خصوصی ہوں"...... عمران نے کہا تو شمسہ چونک
پڑی۔

"نہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ سیکرٹ سروس کے
لئے کام بھی کرتے ہیں"...... شمسہ نے جواب دیا۔

"نمائندہ خصوصی بننا کام کرنے کے مترادف ہی ہے۔ جب بھی
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو کسی سے کوئی بات کرنا ہوتی
یا کسی سے کوئی کام لینا ہوتا ہے تو چونکہ وہ خود تو کسی کے
سامنے نہیں آتا اس لئے وہ مجھے نمائندہ خصوصی بنا کر بھیج دیتا ہے۔
یہ تو بات ہے جسے افسانہ بنا دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ کو سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے
میں تو سوچ رہی تھی کہ آپ سے اس سروس کے بارے میں
باتیں پوچھوں گی۔ میرے ذہن میں اس سروس کے بارے
تجسس تھا"...... جہاں آرا نے کہا تو عمران بے اختیار
ہنس

"تجسس ختم ہو جائے تو ذہن سپاٹ ہو جاتا ہے اس لئے آ سیانے کہتے ہیں کہ عقلمند وہی بن سکتا ہے جو کیا اور کیوں کہنا جا ہو۔ مطلب ہے کہ تجسس میں مبتلا ہو"...... عمران نے جواب دیا شمسہ اور جہاں آرا دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"آپ واقعی بات گول مول کرنے کا فن جانتے ہیں"...... جہاں آرا نے کہا۔

"اچھا۔ یہ تو مجھے آج پتہ چلا کہ میں بھی کوئی فن جانتا ہوں ور ڈیڈی تو مجھے اس بات پر ڈانٹتے رہتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا" عمران نے کہا اور وہ دونوں ایک بار پھر ہنس پڑیں۔

"عمران صاحب کیا آپ کی والدہ نے واقعی یہ باڈی گارڈز آپ کے ساتھ بھیجے ہیں یا یہ بھی آپ کے مذاق کا حصہ ہے"...... شمسہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی اماں بی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہاں اس قدر حسن موجود ہے ورنہ شاید وہ باڈی گارڈوں کا ایک پورا دستہ ساتھ کر دیتیں"...... عمران نے کہا تو شمسہ اور جہاں آرا دونوں کے چہروں شرماہٹ کے تاثرات ابھر آئے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی جیپ ایک عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور ایک برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی۔

"آئیے"...... شمسہ نے کہا اور پھر وہ سب سے پہلے نیچے اتری اس کے پیچھے جہاں آرا نیچے اتری اور سب سے آخر میں عمران نیچے اترا دوسری جیپ بھی ان کے پیچھے آ کر رک گئی تھی اور ٹائیگر، جوزف اور جوانا تینوں نیچے اتر آئے تھے۔

"یہ ہمارا گیسٹ روم ہے۔ آپ یہاں رہیں گے۔ آپ غسل وغیرہ کر کے تیار ہو جائیں تاکہ آپ کو بابا جان اور خاندان کے دیگر لوگوں سے ملوایا جائے"...... شمسہ نے کہا اور پھر وہ جہاں آرا کو ساتھ لے کر تیزی سے آگے بڑھ گئی اور عمران مسکراتا ہوا گیسٹ روم میں داخل ہو گیا۔

"باس۔ ہم تو یہاں پابند ہو کر رہ جائیں گے"...... ٹائیگر نے گیسٹ روم میں پہنچ کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ ہم جس گھر میں جی چاہے گھس جائیں۔ یہاں پردے کا انتہائی خیال رکھا جاتا ہے اس لئے اگر تمہارے ذہن میں اور کوئی بات ہو تو ابھی سے نکال دو"...... عمران نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اوہ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا باس۔ بلکہ"...... ٹائیگر نے کہنا شروع کیا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں۔ اسی لئے بہتر یہی ہے کہ تم بس اپنی باڈی گارڈ تک ہی محدود رہو"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے قدرے خشک لہجے میں کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر سخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جوزف اور جوانا تم اس گیسٹ ہاؤس کے تمام کمروں کو
کر لو تاکہ ٹائیگر کو گلہ نہ ہو کہ ہم یہاں پابند ہو کر رہ گئے ہ
عمران نے کہا۔
"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے
نکل گیا۔ جوزف بھی اس کے پیچھے خاموشی سے باہر چلا گیا تو ع
نے کوٹ کی جیب سے ایک جدید ساخت کا گائیگر نکالا اور پھر اس
گائیگر ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے گائیگ
اور اس کی مدد سے پورے کمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن
کسی بھی جگہ کسی ڈکٹا فون کی نشاندہی نہ ہوئی تو عمران نے ٹا
کے ہاتھ سے گائیگر لے کر اس کی مدد سے میز پر پڑے ہوئے فون
اٹھا کر اچھی طرح چیک کیا لیکن فون بھی کلیئر تھا۔ عمران نے گا
آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر رسیور اٹھا کر اس
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان
آواز سنائی دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ ساگان سے۔ اگر اماں بی
فون آئے تو انہیں بتا دینا کہ میں ساگان میں سردار ارباب خان
مہمان ہوں"...... عمران نے کہا۔
"بہتر صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران
رسیور رکھ دیا۔ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں

آپ کی یہ فون کال بھی چیکنگ کا حصہ تھی"۔ ٹائیگر نے

ہاں۔ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں فون ٹیپ نہ کیا جا رہا ہو اور اس
جب تک کال نہ کی جائے اس وقت تک درست طور پر
ہو سکتا"...... عمران نے جواب دیا۔
۔ اب یہاں ہماری پلاننگ کیا ہو گی۔ ظاہر ہے اگر کوئی
ہو رہا ہو تو وہ یہاں اس رہائش گاہ پر تو نہیں ہو گا"۔ ٹائیگر

نے ابھی صرف یہاں کے لوگوں سے ملنا ہے۔ ان کا جائزہ لینا
ارباب خان کا ڈیرا، گیسٹ روم اور اس کی رہائش گاہ میں
میں سے لازماً کوئی نہ کوئی ان کے ساتھ ملا ہوا ہو گا۔ اگر
شخص کی نشاندہی ہو جائے تو پھر ہم اس سے کام آگے بڑھا
اور اگر یہاں کوئی کلیو نہ ملا تو پھر ہم سردار فراست خان سے
کو چیک کریں گے۔ اس کے علاوہ سردار کے دوسرے
کو بھی چیک کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔
باس۔ ہمیں ان سرداروں سے ہٹ کر باہر بھی چیکنگ
ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا۔
کے لئے چیف نے علیحدہ بندوبست کیا ہے۔ پاکیشیا
سروس باہر کی چیکنگ کرے گی اور ہم یہاں کی"...... عمران
تو ٹائیگر نے اس بار مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

ساگان شہر کے شمالی طرف بڑے سے علاقے کی قدرتی اندا
بل کھاتی ہوئی سڑک نزدیکی پہاڑی کی طرف جاتی تھی۔ اس پہاڑ
نام لامیر تھا۔ لامیر میں چشموں اور جھرنوں کی اس قدر بہتات تھ
لامیر کو ساگان کی جنت کہا جاتا تھا اس لئے لامیر پہاڑی پر بہر ط
انتہائی خوبصورت کاٹج نما ہوٹل اور رہائش گاہیں بنی ہوئی تھ
جہاں زیادہ تر غیر ملکی سیاح آکر رہتے تھے لیکن یہاں صرف وہ
ملکی سیاح رہ سکتے تھے جو لارڈ ٹائپ کے لوگ ہوں کیونکہ یہاں
قدر کرایہ اور چارجز تھے کہ عام سیاح تو اس کا تصور بھی نہ کر
تھے۔ البتہ عام سیاح یہاں آکر گھومتے پھرتے ضرور رہتے تھے لیکن
ہونے سے پہلے ان کی اس لئے واپسی ہو جاتی تھی کہ اگر انہیں
رات پڑ جائے تو پھر انہیں لازماً رات کسی ہوٹل میں گزارنی پڑتی
اور ان کا سارا بجٹ ایک ہی رات میں ختم ہو کر رہ جاتا تھا۔ یہی

صبح سے شام تک غیر ملکی سیاحوں کی ٹولیاں یہاں آتی رہتی
شام ہوتے ہی وہ سب واپس چلے جاتے تھے اور یہاں
رہ جاتے تھے جو ہوٹلوں یا کاٹیجوں میں رہائش پذیر ہوں
یہاں کے حسن کو برقرار رکھنے کے لئے یہاں کوئی مصنوعی
بنائی گئی تھی۔ البتہ قدرتی سڑک ضرور تھی جس پر طاقتور
کے ذریعے لوگ یہاں پہنچتے تھے۔ البتہ پہاڑی پر بے شمار
سیدھے راستے ضرور تھے لیکن رات کو یہ راستے انتہائی خطرناک
تھے۔ جگہ جگہ ایسی کھائیاں تھیں کہ انسان ان کھائیوں میں
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو سکتا تھا۔ یہاں بجلی نہیں تھی اس
کاٹیجوں اور ہوٹلوں میں چراغ یا بڑی بڑی موم بتیاں جلائی
تھیں جن کی وجہ سے زیادہ پراسراریت اور رومانیت پیدا ہو جاتی
بجلی کی روشنی کے عادی سیاح چراغوں اور موم بتیوں کی
سے زیادہ متاثر ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ رات کو کاٹج یا
سے نکلنے کا کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ البتہ یہاں کے رہنے
لوگ جو ان کاٹیجوں اور ہوٹلوں میں کام کرتے تھے اور
زندگی سپلائی کرتے تھے، رات کو بھی اس پہاڑی پر اس
چلتے پھرتے رہتے تھے جیسے دن کی روشنی میں یہاں چلتے ہیں
لوگوں کو اس پہاڑی کے ایک ایک پتھر اور ایک ایک
کا علم ہوتا تھا۔ پہاڑی کے عقبی طرف دامن میں ایک چھوٹا سا
تھا جہاں لکڑی کے جھونپڑی نما مکانات بنے ہوئے تھے۔ اس کو

لامیر گاؤں کہا جاتا تھا اور یہ لوگ یہیں رہتے تھے۔ گاؤں کے ساتھ
ایک بڑا سا احاطہ وادی میں بنا ہوا تھا جس میں گاؤں کے لوگوں
مویشی بندھے رہتے تھے اور رات کو ان مویشیوں کی حفاظت گا
کے لوگ باری باری کرتے تھے۔ چونکہ یہاں اس قسم کے پہرے
طویل عرصے سے رواج تھا اس لئے سب کچھ ان کے لئے روٹین بنا
تھا۔ اس وقت رات گہری ہو چکی تھی اور احاطے کے لکڑی کے
دروازے سے ذرا ہٹ کر بنے ہوئے لکڑی کے کیبن میں آگ
رہی تھی اور اس آگ کے گرد گاؤں کے دو آدمی کمبل لپیٹے بیٹھے ہو
تھے۔ چونکہ اس علاقے میں شدید سردی پڑتی تھی اس لئے وہ آگ جلا
اور کمبل لپیٹ کر آگ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک
نام راگیل اور دوسرے کا نام مراٹھو تھا۔ یہ دونوں آپس میں کز
تھے اور چونکہ آج رات ان دونوں کی پہرہ دینے کی باری تھی اس ل
وہ شام سے ہی احاطے میں پہنچ گئے تھے۔ احاطے میں چاروں طر
لکڑی کے شیڈ بنے ہوئے تھے جن کے سامنے کا حصہ جنگلی گھاس
بنے ہوئے مخصوص انداز کے تختوں سے بند کر دیا گیا تھا۔
مویشی جن میں زیادہ تعداد بکریوں اور گائیوں کی تھی بند تھے۔ صبح
کو باہر نکال دیا جاتا تھا اور وہ وادی میں چرتے پھرتے رہتے تھے
چند لڑکے ان کی حفاظت کرتے تھے لیکن شام ہوتے ہی انہیں یہا
بند کر دیا جاتا تھا۔ بکریوں اور گائیوں کا دودھ ہوٹلوں اور کاٹیج
میں سپلائی کیا جاتا تھا اور بکریاں ذبح کر کے ان کا گوشت بھی سپلا

ے تھے۔ وہ دونوں آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے گاؤں میں ہونے
ے حقیقت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک مراٹھو
ل پڑا۔
"کیا ہوا" ...... راگیل نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔
"خیال ہے کہ احاطے کی طرف کچھ لوگ آ رہے ہیں۔ میں
ے چلنے کی مخصوص آواز سنی ہے" ...... مراٹھو نے کہا تو
ے چہرے پر پریشانی اور فکر مندی کے تاثرات ابھر آئے۔
"نے تو کوئی آواز نہیں سنی" ...... راگیل نے کہا اور اس کے
تھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"نے واضح طور پر سنی ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں" ...... مراٹھو نے کہا
ے کے ساتھ ہی وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ان دونوں نے ساتھ
ی ہوئی لاٹھیاں اٹھائیں اور پھر لکڑی کا دروازہ کھول کر وہ
س کیبن سے باہر آ گئے۔ احاطے کے پھاٹک کے قریب ہی
ے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ان پتھروں پر چڑھ کر اوپر دیوار سے
تھنے لگے۔ انہوں نے صرف اپنے سر اوپر رکھے ہوئے تھے اور وہ
ندھیرے میں دیکھ رہے تھے کہ اچانک دور سے ٹارچ روشن
و۔ اس کے ساتھ ہی ٹارچ کی روشنی ہوا میں اس طرح گھومی
سے اشارہ بنا رہی ہو۔
"اوہ۔ کالا ریچھ آ رہا ہے۔ اوہ۔ آؤ نیچے آؤ۔ جلدی آؤ"۔ مراٹھو
روشنی کو دیکھتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پتھروں

سے نیچے اتر گیا۔ راگیل بھی نیچے اتر آیا اور پھر وہ دونوں تیزی
پھاٹک کی طرف بڑھے ۔ مراٹھو نے آگے بڑھ کر پھاٹک کا کنڈا
اور پھر پھاٹک کھول کر وہ دونوں آگے بڑھ کر باہر آ گئے ۔ اسی
ٹارچ کی روشنی ایک بار پھر نمودار ہوئی اور اس بار یہ روشنی
دونوں پر پڑی تو دونوں نے اپنے دونوں ہاتھ سر سے بلند کئے او
نیچے کر لئے ۔ اس کے ساتھ ہی ٹارچ کی روشنی بجھ گئی اور وہ دونو
وہاں خاموش کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی چار افراد کمبلوں م
لپیٹے ہوئے اندھیرے سے نمودار ہوئے ۔ ان چاروں کی پشت پر بڑ
بڑے سیاہ رنگ کے تھیلے لدے ہوئے تھے۔

"چلو چلو۔ جلدی اندر چلو"...... مراٹھو نے بے چین سے لہجے م
کہا اور اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اسے کسی طرف سے خط
ہو۔ وہ چاروں افراد تیزی سے پھاٹک کے اندر داخل ہوئے او
سیدھے کیبن کی طرف بڑھ گئے جبکہ مراٹھو اور راگیل دونوں وہ
کھڑے رہے ۔ چند لمحوں بعد ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی لگڑ بھگڑ بو
ہو اور وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے ۔ چند لمحوں بعد سائیڈ س
اچانک ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نمودار ہوا۔ اس نے جس
کمبل لپیٹ رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بڑی سی ٹارچ تھی۔ اس ن
سر پر سیاہ رنگ کے بالوں والی عجیب سی ٹوپی پہن رکھی تھی جس ن
اس کی پوری پیشانی کو ڈھانپ دیا تھا اور اس کے بعد وہ گردن او
دونوں کانوں پر بھی چڑھی ہوئی تھی۔ صرف اس کی آنکھیں اور چہر

سے باہر نظر آ رہا تھا۔
"ہو تم دونوں"...... آنے والے نے غراتے ہوئے لہجے میں
۔

"بچے ۔ ہم مراٹھو اور راگیل ہیں"...... ان دونوں نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"اندر"...... اس آدمی نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے مڑ کر
ہوئے ۔ ان کے پیچھے وہ آدمی بھی اندر داخل ہوا تو مراٹھو
بڑھ کر پھاٹک بند کر دیا اور پھر وہ تینوں کیبن کی طرف بڑھ
۔

"دروازہ بند کر دو"...... اس سیاہ ٹوپی والے نے ان سے کہا اور
راگیل نے کیبن کا دروازہ بند کر دیا۔ اندر چاروں آدمی جو پہلے
تھے سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلوں کو وہیں کیبن میں رکھ کر
کے الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ چاروں مقامی تھے ۔ اس
ٹوپی والے نے اپنے بڑے سے کوٹ کی بڑی بڑی جیبوں میں سے
قیمت کے دو نوٹ نکالے اور پھر اس نے ایک ایک نوٹ مراٹھو
میں کی طرف بڑھا دیا۔
"تم دونوں جا کر گاؤں سے واجد کو بلا لاؤ"...... اس سیاہ ٹوپی
والے نے کہا۔
"ابھی جاتے ہیں"...... ان دونوں نے کہا اور تیزی سے کیبن کا
دروازہ کھول کر باہر نکل گئے تو سیاہ ٹوپی والا بھی آگ کے قریب ہی

فرش پر بیٹھ گیا۔

" ساگان میں کیا ہوا ہے باس۔ جو ہمیں اب سپلائی کے لئے لامیر آنا پڑا ہے"...... ان چاروں میں سے ایک آدمی نے سیاہ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہاں سرکاری آدمی آئے ہوئے ہیں اس لئے وہاں کے پوائنٹس بند کر دیئے گئے ہیں"...... سیاہ ٹوپی والے نے جواب

" لیکن واجد کیسے ساگان میں مال پہنچائے گا"...... اسی آد کہا۔

" وہ خچروں پر سبزی لے کر ساگان جاتا ہے۔ اس سبزی کے ا تھیلے بھی پہنچ جائیں گے"...... سیاہ ٹوپی والے نے جواب دیا او آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے آہٹ سنا اور پھر کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی جس نے پر کمبل لپیٹ رکھا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مراٹھو اور ر بھی تھے۔ انہوں نے کیبن کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ آنے نے جو واجد تھا سیاہ ٹوپی والے کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" بیٹھو واجد"...... اس سیاہ ٹوپی والے نے کہا تو آنے والا اس ساتھ ہی فرش پر بیٹھ گیا۔

" یہ چار تھیلے پوائنٹ فور پر پہنچانے ہیں"...... سیاہ ٹوپی نے کہا۔

" پہنچ جائیں گے جناب"...... واجد نے انتہائی مؤدبانہ لہجے

سنو۔ چونکہ ساگان میں سرکاری آدمی آئے ہوئے ہیں اس لئے مال یہاں لانا پڑا ہے۔ تم نے بھی پوری احتیاط کرنی ہے"۔ سیاہ ٹوپی والے نے کہا۔

" تم بے فکر رہو کالے ریچھ۔ واجد اپنا کام بخوبی کر لیتا ہے۔ مال پہنچ جائے گا"...... واجد نے کہا تو سیاہ ٹوپی والے نے کوٹ کی بڑی جیب سے چند نوٹ نکالے اور واجد کی طرف بڑھا دیئے۔

" اب ہم چلتے ہیں"...... سیاہ ٹوپی والے نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر واجد کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے پہلے آنے والے چاروں آدمی بھی باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

" یہ تھیلے یہیں پڑے رہیں۔ میں صبح سویرے آؤں گا اور انہیں لے جاؤں گا۔ تم نے ان کی حفاظت کرنی ہے اور خیال رکھنا ان میں ہر قسم کا اسلحہ ہو گا"...... واجد نے راگیل اور مراٹھو سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چھوٹی مالیت کے دو نوٹ نکالے اور مراٹھو اور راگیل کی طرف بڑھا دیئے۔

" بے فکر رہو۔ ان تھیلوں کی حفاظت تو ہم اپنی جان سے بھی زیادہ کریں گے"...... ان دونوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور واجد سے نوٹ لے کر انہوں نے اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ پھر واجد کے

واپس چلے جانے کے بعد ان دونوں نے بیرونی پھاٹک بند کیا او
کیبن کا دروازہ بند کر کے وہ بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے چہرو
انتہائی مسرت کے تاثرات موجود تھے۔

" یہ ہماری خوش قسمتی ہے راگیل کہ آج رات ہماری م
پہرے کی باری تھی ورنہ اتنی بھاری رقم کیسے ہاتھ لگتی"...... م
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے تو اس رقم کی انتہائی ضرورت بھی تھی۔ مجھے تو ا
لگ رہا ہے جیسے آسمان سے رقم میری جیب میں خود بخود آ گئی ہو
راگیل نے کہا اور مراٹھو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میں باہر سے لکڑیاں اٹھا لاؤں۔ آگ کچھ مدھم پڑ گئی ہے"۔
دیر بعد راگیل نے کہا۔

" ٹھہرو۔ پہلے ان تھیلوں کو آگ سے دور کر دیں۔ ایسا نہ ہو
ان میں موجود بارود پھٹ جائے"...... مراٹھو نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ آؤ"...... راگیل نے کہا اور پھر ان دونوں نے تھیلو
کو اٹھا کر آگ سے دور ایک کونے میں رکھ دیا۔

" ارے یہ کیا کر رہے ہو۔ تھیلا کیوں کھول رہے ہو"۔ اچانک
مراٹھو نے کہا۔ اس نے راگیل کو ایک تھیلا کھولتے دیکھ لیا تھا۔

" میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کس قسم کا اسلحہ ہے
راگیل نے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا تمہیں اسلحہ کے بارے میں علم ہے۔ مجھے

صحیح چلانی بھی نہیں آتی"...... مراٹھو نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" چلانی تو مجھے بھی نہیں آتی لیکن میں اپنے بیٹے کے ساتھ ایک بار
غوث گیا تھا تو وہاں ہم دونوں اسلحے کی ایک نمائش دیکھنے گئے
تھے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میرا بیٹا چار جماعتیں پڑھا ہوا ہے اس
لئے اس نے اسلحہ کے نام اور دوسری باتیں پڑھ لیں اور پھر اس نے
مجھے ان سب کے بارے میں بتایا تھا جو مجھے آج تک یاد ہے"۔
راگیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر
جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کی مشین
گن موجود تھی۔

" یہ۔ یہ تو وہ ہے جو بہت سی گولیاں اکٹھی چلاتی ہے۔ ہاں۔ مجھے
یاد آ رہا ہے۔ مم۔ مم۔ اوہ ہاں۔ مشین۔ ہاں مشین گن"۔
راگیل نے کہا تو مراٹھو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" بہت سی گولیاں اکٹھی۔ گولی تو ایک ہی اس کی نال سے نکل
سکتی ہو گی۔ پھر"...... مراٹھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" گولی تو ایک ہی نکلتی ہے لیکن مسلسل نکلتی ہی چلی آتی ہیں اور
یوں سمجھو جیسے بارش برستی ہے۔ ایک قطرے کے بعد دوسرا قطرہ اور
دوسرے کے بعد تیسرا قطرہ۔ اس طرح مشین گن سے بھی گولیوں
کی بارش برستی ہے"...... راگیل نے مشین گن کو واپس تھیلے میں
رکھ کر تھیلے کا منہ بند کرتے ہوئے کہا اور مراٹھو نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔ پھر باہر سے لکڑیاں لا کر انہوں نے آگ میں ڈالیں اور ایک
پھر آگ کے گرد بیٹھ گئے۔

"یہ اسلحہ کہاں جاتا ہے راگیل"...... مراٹھو نے کہا۔

"کہاں جانا ہے۔ ساگان جاتا ہوگا۔ یہ واجد کسی کو پہنچاتا ہوگا
پھر وہاں سے غیر ملکی خریدتے ہوں گے اور کہاں جاتا ہوگا"۔ راگ
نے کہا۔

"لیکن غیر ملکی اسے کس پر چلاتے ہوں گے اور پھر کیا ایسا ا
غیر ملکیوں کو اپنے ملک میں نہیں مل سکتا کہ وہ اتنی دور سے یہ ا
خرید کر ساتھ لے جاتے ہیں۔ نہیں راگیل یہ کوئی اور چکر ہے ا
ہاں سنو۔ ایک بار میں اپنے ایک جاننے والے سے ملنے ڈیل بستی
گیا تو وہاں میں نے اس آدمی کے پاس ایک چھوٹا سا ہتھیار دیکھا
اس نے بستر کے نیچے چھپا رکھا تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا
یہ اس نے ساگان سے منگوایا ہے اور جب ضرورت پڑی تو اس کی
سے ڈاکوؤں کو ختم کرے گا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ ان کے گاؤں م
کبھی کوئی ڈاکہ نہیں پڑا"...... مراٹھو نے کہا۔

"ہوگا کچھ۔ ہمیں کیا۔ ہمیں تو رقم مل گئی ہے۔ بس ہمارے ل
یہی کافی ہے"...... راگیل نے کہا اور مراٹھو نے بھی اثبات میں سر
دیا۔

ایک بڑے سے کمرے میں رکھے ہوئے دیوان نما صوفے پر ایک
... جسمانی طور پر خاصا صحت مند آدمی بڑے اکڑے ہوئے
... میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر شیر کی کھال کے ڈیزائن کا
... تھا۔ اس نے سر پر سرداروں جیسی مخصوص ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔
... آنکھوں میں تیز چمک تھی اور چہرے کی مخصوص بناوٹ سے
... ہوتا تھا کہ وہ انتہائی شاطر اور عیار ذہن کا مالک ہونے کے
... ساتھ دولت کا بھی لالچی ہے۔ یہ ساگان سے کچھ فاصلے پر واقع
... گاؤں کرشان کا سردار جہان خان تھا۔ وہ کرشان قبیلے کا سردار
... جہان خان سردار ارباب خان کا سسر بھی تھا اور چونکہ سردار
... ب خان کا قبیلہ ساگان کے علاقے کا سب سے بڑا قبیلہ تھا اور
... ارباب خان پورے ساگان کا بڑا سردار تھا اس لئے جہان خان کا
... میں بے حد عزت و احترام کیا جاتا تھا۔ جہان خان کے سامنے

ایک صوفے پر آفتاب خان بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
" میں آپ کا بیٹا ہوں بڑے سردار۔ آپ میرے لئے ضرور کریں"...... آفتاب خان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
" دیکھو آفتاب خان۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اچھے نوجوان ہو سردار ارباب خان کی بہن کے اکلوتے بیٹے بھی ہو لیکن میں ا معاملے میں سردار ارباب خان پر کوئی دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔ وہ ا بیٹی شمسہ کا باپ ہے اور یہ اس کا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شاد اپنی مرضی سے کرے۔ اگر اس کی مرضی ہو گی تو وہ اپنی بہن کے ب کا خیال رکھے گا"...... جہان خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" بڑے سردار۔ میں کوئی غیر نہیں ہوں۔ آپ کا بھی بیٹا ہوں ا سردار ارباب خان کا بھی لیکن میں نے سنا ہے کہ سردار ارباب خا دارالحکومت کے کسی اجنبی نوجوان علی عمران سے اپنی بیٹی کی شاد کرنا چاہتا ہے۔ دارالحکومت میں سردار ارباب خان کے دور کے ع سر سلطان رہتے ہیں جو وہاں کسی وزارت کے سیکرٹری ہیں۔ یہ کا ان کی معرفت ہو رہا ہے جبکہ میں نے سنا ہے کہ علی عمران مسخرہ ا احمق سا نوجوان ہے۔ سردار ارباب خان نے شمسہ کو سر سلطان ک پاس بھیجا اور پھر سر سلطان نے شمسہ کو اس نوجوان علی عمران ک فلیٹ پر بھیج دیا اور شمسہ نے اسے ساگان آنے کی دعوت دی اور کل وہ نوجوان علی عمران اپنے افریقی باڈی گارڈز اور اپنے ایک اور ساتھ کے ساتھ ساگان پہنچا ہے۔ میں بھی اس سے ملا ہوں۔ وہ واقعی انتہائی

مسخرہ سا نوجوان ہے۔ پھر وہ ہمارے قبیلے کا بھی نہیں ہے آپ نے فوری مداخلت نہ کی تو وہ کچھ ہو سکتا ہے جس کا نتیجے میں خونریزی تک پہنچ سکتا ہے اور بڑے سردار آپ کو تو ہے کہ میں اسلحے کی تجارت بھی کرتا رہتا ہوں اس لئے میں تحفہ بھی لایا ہوں۔ آپ یہ تحفہ قبول کریں"...... آفتاب اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور کسی کے لئے کہا۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان ہاتھ میں ایک کیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔
سردار کے قدموں میں رکھ دو"...... آفتاب خان نے اس سے کہا تو اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں بریف کیس سردار خان کے قدموں میں رکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ تیزی سے مڑا سے باہر چلا گیا۔
میں کیا ہے"...... سردار جہان خان نے حیرت بھرے لہجے آفتاب خان نے آگے بڑھ کر بریف کیس کھول دیا تو سردار کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ بریف کیس بڑی مالیت نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔
ایک کروڑ روپے ہیں بڑے سردار اور یہ میری طرف سے آپ تحفہ ہے۔ بس آپ مجھ پر مہربانی کر دیں اور سردار ارباب مجبور کر دیں کہ وہ فوری میری شادی شمسہ سے کر دے"۔ نے کہا تو جہان خان نے بریف کیس اٹھا کر اپنے ساتھ

صوفے پر رکھا اور گڈیاں نکال نکال کر انہیں دیکھنے لگا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی انتہائی سعادت مند نوجوان ہو۔ تمہا
کام ہونا چاہئے"...... سردار جہان خان نے مسرت بھرے لہجے میں ک
اور اس کے ساتھ ہی اس نے بریف کیس بند کر دیا۔

"میں اسے سیف میں رکھ کر ابھی آتا ہوں"...... سردار جہا
خان نے اٹھتے ہوئے کہا تو آفتاب خان بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سرد
جہان خان نے بریف کیس اٹھایا اور عقبی دروازے کی طرف بڑ
اور پھر دروازہ کھول کر وہ دوسری طرف غائب ہو گیا تو آفتاب خا
کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ طاری ہو گئی۔

"ایک بار شادی ہو جائے پھر ارباب خان کے ساتھ ساتھ تم
بھی چھٹکارا حاصل کر لوں گا ورنہ تم تو ساری عمر مجھے بلیک میل
کرتے رہو گے"...... آفتاب خان نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہو۔
بڑبڑا کر کہا۔ تھوڑی دیر بعد سردار جہان خان واپس آیا تو آفتاب خا
اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سردار فراست خان سے ملے ہو تم۔ وہ کیا کہتا ہے"...... سرد
جہان خان نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ان باتوں میں پڑتے ہی نہیں بڑے سردار۔ پھر وہ سرد
ارباب خان سے چھوٹے ہیں اس لئے سردار ارباب خان ان کی با
کیسے مان سکتا ہے۔ وہ تو آپ کی بات مان سکتے ہیں"...... آفتا
خان نے کہا۔

"کیا واقعی یہ سردار ارباب خان اس قدر بے غیرت ہو گیا ہے کہ
اپنی بیٹی کی شادی غیر قبیلے میں کرنے پر تیار ہو گیا ہے"...... سردار
جہان خان نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تو ادب کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن آپ خود سوچیں
ہمارے قبیلے کی کوئی عام لڑکی کسی اجنبی سے نہیں مل سکتی جبکہ
شمسہ کو اکیلے دارالحکومت میں اس نوجوان سے ملنے بھیجا گیا ہے اور
اب یہ نوجوان یہاں آکر آزادی کے ساتھ شمسہ سے مل رہا ہے"۔
آفتاب خان نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب واقعی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ پانی سر
سے گزر بھی سکتا ہے۔ ٹھیک ہے تم بے فکر رہو اور تحفے کا ذکر کسی
سے نہ کرنا۔ اب تم جاؤ میں کل صبح ساگان پہنچ جاؤں گا اور پھر میں
سردار ارباب خان کو مجبور کر دوں گا کہ وہ نہ صرف اس نوجوان کو
واپس بھجوائے بلکہ تمہاری اور شمسہ کی شادی کا اعلان بھی کر
دے"...... سردار جہان خان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں بڑے سردار۔ میں نے اس تحفے کے بارے
میں تو اپنی ماں کو بھی نہیں بتایا۔ کسی اور کو کیوں بتاؤں گا اور پھر
تحفہ ایسی چیز نہیں ہوتی کہ کسی کو بتایا جائے۔ یہ تو آپ کی مہربانی
ہے کہ آپ نے میرا تحفہ قبول کر کے مجھے عزت بخشی ہے۔ بس آپ
شادی کرا دیں۔ اس جیسا ایک بریف کیس اور بھی میں تحفہ میں
پیش کروں گا"...... آفتاب خان نے اٹھ کر سردار جہان خان کے

قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا اور سردار جہان خان کی آنکھوں
موجود چمک اور زیادہ تیز ہو گئی۔

"تم بے فکر رہو۔ اب یہ کام ہر صورت میں ہو گا"...... سر
جہان خان نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو آفتا
خان اٹھا، اس نے سلام کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر
گیا۔

ثان کے ایک ہوٹل کے ہال میں کونے والی میز پر جولیا،
کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے۔ وہ آج ہی جیپ کے ذریعے
پہنچے تھے اور چونکہ انہوں نے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنے لئے
ہوٹل میں کمرے بک کرا لئے تھے اس لئے وہ سیدھے اس ہوٹل
ئے تھے اور اب کمروں میں سامان رکھ کر وہ یہاں ہال میں آکر
بیٹھ گئے تھے۔ ہال میں رش نہیں تھا بس اکا دکا افراد موجود تھے کیونکہ
وقت تمام سیاح سیر و تفریح کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ البتہ شام
بت کو ہال میں رش ہو جایا کرتا تھا۔ وہ چاروں کافی پینے میں
بیف تھے۔

"ہم نے کرنا کیا ہے مس جولیا"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب
کہا۔

"چیف نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق یہاں کوئی خفیہ

منصوبہ پروان چڑھ رہا ہے جس کے مطابق یہاں خاص خاص لو
میں حساس اسلحہ خفیہ طور پر تقسیم کیا جا رہا ہے تاکہ یہاں کے
کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے اسے راستے سے ہٹا کر دوسرا سر
اس کا بھائی ہے لایا جا سکے اور پھر اس علاقے کا پاکیشیا کے
معاہدہ ختم کر کے ہمسایہ ریاست سے الحاق کر دیا جائے۔ عم
ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ سردار کی رہائش گاہ پر پہنچ چکا ہے۔
وہاں کام کر کے اس سازش کے بارے میں معلومات حاصل کر
جبکہ ہم نے یہاں اس تنظیم کا کھوج لگانا ہے اور اس کے بڑوں کا خا
کرنا ہے"...... جولیا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تو تم نے پہلے بھی بتائی تھی لیکن اس میں اتنی درد
کی کیا ضرورت ہے۔ اس سردار کے بھائی کو پکڑ کر اس سے آسانی
سب کچھ اگلوایا جا سکتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ آزاد علاقہ ہے تنویر۔ یہاں پاکیشیائی قانون بھی لاگو نہ
ہوتا۔ یہ سردار یہاں کے حاکم بھی ہیں اور مالک بھی اس لئے یہ
ایسا نہیں ہو سکتا ورنہ یہ بات تو چیف بھی جانتا ہے کہ اگر ایسا
سکتا تو وہ ہمیں کیوں بھیجتا۔ پولیس کے آدمی ہی یہ کام کر لیتے"
صفدر نے کہا۔

"ضروری نہیں کہ کسی کو پتہ چلے۔ بہرحال جیسے تمہا
مرضی"۔ تنویر نے کہا اور کافی کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔

"ہمیں کام کے آغاز کے لئے کوئی نہ کوئی رننگ پوائنٹ طے

میرا خیال ہے کہ یہاں کے ویٹرز میں سے کسی سے بات کی
جولیا نے کہا۔

ویٹرز ایسی مخلوق ہوتی ہے جو ہر چیز کے بارے میں جانتے
صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک
قریب ادھیڑ عمر مقامی ویٹر کو اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی
نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا نوٹ نکالا اور پھر قریب آنے
ویٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ویٹر نے چونک کر اور حیرت بھری
سے نوٹ کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے اس قدر تیزی سے
اپنی جیب میں ڈالا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر یہ نوٹ ایک لمحہ
جیب سے باہر رہا تو کوئی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"ہمیں چند معلومات چاہئیں۔ تم ہمارے کمرہ نمبر بارہ میں آ جاؤ۔
آنا"...... صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی
بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یس سر"...... ویٹر نے آدھے سے زیادہ جھک کر کہا اور واپس مڑ
تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جس کے بارے
صفدر نے ویٹر کو بتایا تھا۔ یہ کمرہ صفدر کے نام پر بک تھا۔
دیر بعد ہی ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"دروازہ بند کر دو اور یہاں ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"...... صفدر
نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں کھڑا رہوں گا۔ آپ حکم فرمائیں"...... ویٹر

نے دروازہ بند کر کے واپس آکر کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جاؤ۔ تم بھی ہماری طرح انسان ہ
صفدر نے کہا۔

"شکریہ سر"...... ویٹر نے کہا اور ایک خالی کرسی پر مؤدبانہ ا
میں بیٹھ گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... صفدر نے اس ویٹر سے پوچھا۔
ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"میرا نام داسو ہے جناب"...... ویٹر نے جواب دیا۔

"کیا تم مسلمان ہو"...... صفدر نے شاید نام کی وجہ سے پو

"جی ہاں۔ الحمد للہ۔ میرا اصل نام دوست خان ہے لیکن مجھے ی
سے ہی داسو کہا جاتا ہے"...... ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو داسو۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہاں پر ہمسایہ ممالک
اسلحہ اسمگل ہو کر آتا ہے۔ ہم نے اپنی مرضی کا اسلحہ خریدنا ہ
ہمیں تم صرف یہ بتا دو کہ اس کے لئے ہماری صحیح معنوں میں کو
مدد کر سکتا ہے لیکن یہ سوچ لو کہ غلط بیانی تمہارے لئے نقصان
ہو سکتی ہے جبکہ صحیح بات بتاؤ گے تو تم مزید انعام کے حقدار ہو
گے"۔ صفدر نے کہا۔

"کس قسم کا اسلحہ جناب"...... ویٹر نے قدرے حیرت بھر
لہجے میں کہا۔

"یہ بات تم چھوڑو۔ یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ تم ہمیں آدمی بتاؤ ا

ساری بات کو بھول جاؤ"...... صفدر نے کہا۔

"جناب۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے"...... ویٹر
نے ہچکچاتے ہوئے کہا تو صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ
اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس نوٹ کو بھی ویٹر نے پہلے کی
طرح بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر چمک
آ گئی تھی۔

"جناب ہر قسم کا اسلحہ آپ کو شمیر خان سے مل سکتا ہے"۔ ویٹر
نے آگے کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ شمیر خان"...... صفدر نے پوچھا۔ وہ ساتھ
ساتھ کافی بھی پی رہے تھے۔

"جناب یہیں ساگان میں ہی رہتا ہے۔ وہ یہاں کا بڑا مشہور
بدمعاش اور غنڈہ ہے۔ ساگان کے شمال میں اس کا ہوٹل بھی ہے
جس کا نام راجہ ہوٹل ہے۔ وہ اس کا مالک بھی ہے اور بڑا مینجر بھی۔
جناب اس ہوٹل میں دارالحکومت سے غنڈے بھی آتے جاتے
رہتے ہیں۔ وہاں کا ماحول انتہائی گھٹیا ہے۔ ہر وقت وہاں لڑائی جھگڑا
غنڈہ گردی ہوتی رہتی ہے اس لئے آپ خیال سے وہاں جائیں اور
یہ بھی بتا دوں کہ شمیر خان بے حد ظالم، سفاک اور خطرناک آدمی
ہے لیکن دولت کا پجاری ہے۔ اگر اسے آپ معقول معاوضہ دیں گے
تو یہ اسلحہ دارالحکومت بھی پہنچا دے گا۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے
ہیں"...... ویٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا وہ اجنبیوں کے ساتھ سودا کرنے پر تیار ہو جائے گا" صفدر نے کہا۔

"اسے دولت سے غرض ہے جناب۔ جہاں سے بھی ملے اور اجنبی اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ یہاں کے سردار بھی اس سے ڈر ہیں"...... ویٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اب جاؤ اور سب باتیں بھول جاؤ"...... صفد نے کہا تو ویٹر نے سلام کیا اور سامان اٹھا کر اس نے ٹرالی میں ر اور ٹرالی دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول باہر نکل گیا۔

"یہ عام سا غنڈہ ہمارے کام نہیں آسکتا صفدر۔ یہ تو عام ا غنڈوں اور بدمعاشوں کو فروخت کرتا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے مس جولیا لیکن ایسے لوگوں کو بہر حا معلومات ہوتی ہیں۔ اس سے اصل معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن کس طرح"...... جولیا نے کہا۔

"میں اس سے اگلوا لوں گا۔ تم فکر مت کرو"...... تنویر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس سے دشمنی نہیں بلکہ دوستی کرنا ہو گی"...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"دوستی۔ کیا مطلب"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

ست دے کر دوستی ہو گی لیکن اس سے دشمنی کے نتیجے میں ہم ے غنڈوں سے خواہ مخواہ دشمنی مول لے لیں گے اور پھر آزادی نہیں ہو سکے گا"...... صفدر نے کہا۔

صفدر کی بات درست ہے۔ پہلے دوستی کی کوشش ہونی ۔ خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ اب یہ دوستی میں گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

تم کرو گی اس سے دوستی۔ میں اسے گولی مار دوں گا"...... تنویر نے چنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی جبکہ ور کیپٹن شکیل مسکرانے لگے تھے۔

تمہارے جذبات اپنی جگہ۔ لیکن کم از کم تم یہ تو سوچ لو کہ ہم پر کام کر رہے ہیں"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ شاید تنویر ن جذبات کی وجہ سے جولیا کی نسوانی انا کی تسکین ہوتی تھی اس نے غصہ کرنے کی بجائے ہنس کر جواب دیا تھا۔

تو تمہارا خیال تھا کہ مس جولیا کسی غنڈے بدمعاش سے انداز کی دوستی کریں گی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تنویر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

آئی ایم سوری"...... تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس

پڑے۔

"آؤ پھر اس شمیر خان کے ہوٹل چلیں۔ ہمیں وقت ضائع نہ
کرنا چاہئے"...... صفدر نے کہا اور وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے
تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے راجہ ہوٹل پہنچ گئے۔ یہ ہوٹل
منزلہ تھا اور وہاں واقعی انتہائی گھٹیا ذہنیت کے لوگوں کی کثرت
لیکن ایسے غیر ملکی سیاح بھی نظر آرہے تھے جن کی سماجی حیثیت دو
نظر نہ آرہی تھی۔ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت ہال میں داخل ہوئی
وہاں سوائے اکا دکا غیر ملکی عورتوں کے کوئی مقامی عورت نظر
رہی تھی۔ البتہ ہال کی فضا منشیات کے غلیظ دھوئیں سے انتہ
آلودہ ہو رہی تھی اور سستی شراب کی تیز اور ناگوار بو بھی ہر طرف
پھیلی ہوئی تھی۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو پہلوان
نما غنڈے موجود تھے جن میں سے ایک غنڈے۔ نما ویٹرز کو سرو
مہیا کر رہا تھا جبکہ دوسرا خاموش کھڑا اپنے ایک ہاتھ سے اپنی بڑی
مونچھ کو بل دینے میں مصروف تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس کے
دونوں گالوں اور ٹھوڑی پر سانپ کا نشان کھدا ہوا تھا۔ وہ ا
جسامت اور چہرے مہرے سے ہی غنڈہ اور بدمعاش دکھائی دے
تھا۔ جیسے ہی جولیا اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے اس آدمی کی
نظریں جیسے جولیا پر چپک سی گئی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت
چمک ابھر آئی تھی۔ جولیا بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف
بڑھنے لگی تو اس غنڈے نے ہاتھ مونچھ سے ہٹا لیا اور ہونٹ بھینچ لئے

"شمیر خان سے ملنا ہے"...... جولیا نے کاؤنٹر کے قریب جا کر
لہجے میں کہا۔
"مجھ سے ملو خوبصورت لڑکی۔ مجھ سے۔ میرا نام ساگو ہے۔ ماسٹر
ساگو"...... اس غنڈے نے بھیڑیئے کی طرح دانت نکوستے ہوئے
کہا۔
"اپنی اوقات میں رہ کر بات کرو مچھر"...... اس سے پہلے کہ جولیا
کوئی جواب دیتی تنویر نے بھڑک کر کہا۔
"کیا۔ کیا تم نے مجھے مچھر کہا ہے۔ ماسٹر ساگو کو۔ جس سے پوری
دنیا خوف کھاتی ہے۔ میرے مقابل تو پاکیشیا کے دارالحکومت کا
سب سے بڑا لڑاکا ہاشم آنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور تم مجھے مچھر کہہ
رہے ہو۔ تمہاری ساتھی کی وجہ سے میں تمہیں معاف کر رہا ہوں
ورنہ ایک لمحے میں ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا"...... ماسٹر ساگو نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے بازوؤں کی مچھلیاں بے اختیار پھڑکنے لگی
تھیں۔ چونکہ اس نے ہاف آستین کی شوخ سرخ رنگ کی شرٹ پہنی
ہوئی تھی اس لئے اس کے بازوؤں کی مچھلیاں پھڑکتی ہوئی صاف
دکھائی دے رہی تھیں۔
"تنویر تم خاموش رہو۔ مجھے بات کرنے دو"...... جولیا نے تنویر
کے بولنے سے پہلے مڑ کر تنویر سے کہا اور تنویر نے بے اختیار ہونٹ
بھینچ لئے لیکن اس کے چہرے پر جیسے آگ کے شعلے رقص کرنے لگ
گئے تھے۔ صفدر نے بھی تنویر کا ہاتھ دبا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ

کیا تاکہ شمیر خان سے ملنے سے پہلے وہ اس گھٹیا غنڈے کے چکر م
پڑ جائیں۔

"میں نے جو کہا ہے اس کا جواب دو"...... جولیا نے مڑ کر
ساگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شمیر خان کسی سے نہیں ملتا۔ مجھ سے بات کرو۔ ماسٹر
سے"...... ساگو نے ایک بار پھر اپنے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے
اس کی نظروں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"ہم نے شمیر خان سے بات کرنی ہے۔ ایک بڑا کام دینا
اسے"...... جولیا نے اسی طرح نرم لہجے میں کہا۔

"کس قسم کا کام"...... ساگو نے چونک کر کہا۔

"جس قسم کا کام شمیر خان کرتا ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"وہ تم جیسی تتلیوں کے لئے بھنورے کا کام کرتا ہے اور یہ
میں بھی کر سکتا ہوں"...... ساگو نے ایک بار پھر دانت نک
ہوئے کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو ورنہ"...... اس بار جولیا نے غص
لہجے میں کہا۔

"ورنہ کیا۔ تم اگر اپنے ساتھیوں پر اکڑ رہی ہو تو ماسٹر ساگو ا
لمحے میں ان کا قیمہ بنا سکتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ عیش کرا د
گا"...... ساگو نے کہا لیکن دوسرے لمحے زور دار تھپڑ سے ہال گونج
اور ماسٹر ساگو اس طرح دو قدم پیچھے ہٹا جیسے اس کے ساتھ دنی

ے واقعہ پیش آگیا ہو۔ جولیا کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما
تھا۔ کا بھرپور تھپڑ پوری قوت سے ساگو کے گال پر پڑا تھا۔ ہال
یکلخت خاموشی طاری ہو گئی۔

"بکواس کرتے ہو۔ میں کہہ رہی ہوں کہ شمیر خان سے ملنا ہے
اور تم مسلسل بکواس کئے جا رہے ہو"...... جولیا نے اونچی آواز میں
چیختے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ عورت ہو کر۔ اب میں اس ہال
میں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا دیکھے
گی"...... ساگو نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے کاؤنٹر سے باہر
آگیا۔ اس کے چہرے پر جیسے آگ کے الاؤ بھڑک اٹھے تھے۔ تنویر
آگے بڑھنے لگا تو جولیا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا تو
صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں پیچھے ہٹ گئے۔

"آخری بار کہہ رہی ہوں۔ ہم یہاں لڑنے نہیں آئے۔ ہم شمیر
خان سے ملنے آئے ہیں"...... جولیا نے پیچھے ہٹتے ہوئے اونچی آواز میں

"تم نے اپنی موت مقدر کر لی ہے۔ تم نے اپنی موت مقدر کر
لی ہے"...... ساگو نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اس دوران کاؤنٹر کی سائیڈ
سے باہر آگیا تھا۔ ہال میں موجود تمام افراد خاموش بیٹھے یہ سب کچھ
دیکھ رہے تھے۔ جولیا کے ساتھی دیکھ رہے تھے کہ ان سب کے چہروں
پر جولیا کے لئے ترحم کے تاثرات نمایاں تھے۔ ظاہر ہے اس مضبوط

جسم کے اور ماہر لڑاکے کے سامنے ایک غیر ملکی نوجوان لڑکی
حشر ہو سکتا تھا وہ سب کو معلوم تھا لیکن ان میں سے کوئی بھ
جانتا تھا کہ جولیا کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔

"اوکے۔ اگر تمہاری یہی ضد ہے تو ٹھیک ہے۔ آؤ آگے"۔
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ساگو کے حلق
خوفناک آواز نکلی اور اس نے جولیا پر حملہ کر دیا۔ جولیا بجلی کی
تیزی سے سائیڈ پر ہٹی اور اس کے ساتھ ہی وہ ذرا سا اچھلی تو سا
اپنے ہی زور میں حملہ کرنے کے لئے ہوا میں اٹھا ہوا تھا جولیا کی ا
اپنی کمر پر مخصوص انداز میں کھا کر کسی پرندے کی طرح ہوا میں
اور پھر ایک دھماکے سے اس کا جسم گھومتا ہوا سائیڈ پر پڑی ؛
ایک میز پر پوری قوت سے گرا اور اس کے حلق سے ایک زور دا
نکلی اور وہ میز سمیت نیچے فرش پر گر کر تیزی سے پلٹا اور ایک ج
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب ہال میں موجود افراد کے چہروں پر ترحم
بجائے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ساگو تیزی سے اٹھا اور ا
بار اس نے پہلے کی طرح احمقانہ انداز میں جولیا پر حملہ کرنے
بجائے سوچ سمجھ کر حملہ کیا اور تیزی سے دوڑ کر آگے بڑھا۔ اس
دونوں ہاتھ اس طرح پھیلے ہوئے تھے جیسے وہ جولیا کو درمیان میں
کر دونوں ہاتھوں کی بھرپور ضرب سے اس کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہ
ساگو کا یہ انداز بے حد جارحانہ تھا لیکن جولیا اطمینان سے اپنی
کھڑی رہی اور پھر جیسے ہی ساگو دونوں ہاتھ پھیلائے چیختا ہوا اس

ـب پہنچا جولیا کا جسم پارے کی طرح تڑپا اور اس کے ساتھ ہی ساگو
چیختا ہوا گھوم کر ایک خوفناک دھماکے سے سائیڈ کاؤنٹر سے
جولیا نے تڑپ کر اس کے دائیں ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور پھر بجلی
تیزی سے وہ اس کے ہاتھ سمیت اس کے بائیں طرف کو گھوم
گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ساگو کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور
کا جسم پھرکی کی طرح گھومتا ہوا پوری قوت سے کاؤنٹر سے جا
کاؤنٹر سے ٹکرا کر وہ نیچے گرا ہی تھا کہ جولیا بجلی کی سی تیزی
گے بڑھی اور پھر اس سے پہلے کہ ساگو جو اٹھنے کی کوشش کر رہا
کی طرح اٹھتا جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اپنے
ہاتھ اس کی گردن میں ڈالے اور اس کے ساتھ ہی وہ انتہائی
سے پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ ساگو چونکہ اٹھ کر کھڑا ہونے کی کوشش
تھا اس لئے اس کا جسم کمان کی طرح آگے کی طرف ہوا ہی تھا
جولیا نے یکلخت اپنے ہاتھوں کو زور دار جھٹکا دیا اور اس کے ساتھ
تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹی۔ دوسرے لمحے ساگو کا سر ایک زور
دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا۔ اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ
اور وہ تڑپ کر پہلو کے بل گرا ہی تھا کہ جولیا نے اچھل کر اس
سینے پر عین دل پر اپنے پیر کی زور دار ضرب لگائی اور ساگو کا جسم
سمٹ کر اکٹھا ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کی
اور منہ سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑا
تھا۔ جولیا نے اس طرح ہاتھ جھٹکے جیسے اس نے کسی مکھی کو اپنے

کان سے اڑایا ہو۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ یہ تم نے ساگو کا کیا حشر کیا۔
اچانک ایک چیختی ہوئی آواز انہیں دائیں طرف سے سنائی دی
ہال پر اس طرح خاموشی طاری تھی جیسے سب کو سانپ سونگھ
یا کسی جادوگر نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں خاموش کر دیا ہو۔
اور اس کے ساتھیوں نے مڑ کر دیکھا تو اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں
سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے
زخموں کے مندمل نشانات تھے۔ اس نے سر پر براؤن رنگ کی
ٹوپی اس طرح پہنی ہوئی تھی جیسے کسی گھڑے کے منہ پر
ڈھکن رکھا جاتا ہے۔ اس کا سر گنجا تھا۔ چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ
داڑھی کے ساتھ اس کا چہرہ خاصا باوقار سا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ج
جینز کی پتلون تھی اور اس نے براؤن چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی

"یہ آدمی احمق تھا۔ میں نے اس سے کہا بھی تھا کہ ہم شمیر
سے ملنے آئے ہیں لیکن یہ خواہ مخواہ الجھ پڑا"...... جولیا نے منہ بنا
ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم مجھ سے ملنے آئی تھی۔ بہت خوب۔ آؤ میرے ساتھ
شمیر خان نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں بھی تیز چمک ابھ
تھی۔

"تمہارا نام شمیر خان ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں ہوں شمیر خان"...... اس آدمی نے آگے بڑھتے ہو

تو اس نے کاؤنٹر پر موجود دوسرے آدمی سے جو کاؤنٹر کے ایک
خاموش کھڑا ہوا تھا مخاطب ہو گیا۔
گو"...... شمیر خان نے اس سے کہا۔
باس"...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
ساگو کو گولی مار کر اس کی لاش پہاڑوں میں کتوں اور
کے کھانے کے لئے پھینک دو۔ ہونہہ۔ مرد بنا پھر رہا تھا۔
عورت کے ہاتھوں مار کھا گیا"...... شمیر خان نے بڑے نفرت
لہجے میں کہا۔

میرے ساتھ"...... اس نے حاکو سے بات کر کے جولیا کی
تے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔
مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چل پڑی جبکہ تنویر، صفدر اور کیپٹن
بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے
میں پہنچ گئے جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

بیٹھو۔ کیا پیو گے۔ کون سی شراب پیو گے"...... شمیر خان نے

ہم شراب نہیں پیتے اس لئے جوس منگوالو"...... جولیا نے کہا۔
تم شراب نہیں پیتی۔ کیا مطلب۔ تم تو غیر ملکی ہو"...... شمیر
نے حیران ہو کر کہا۔
مجھے ڈاکٹر نے منع کر دیا ہے"...... جولیا نے مختصر سا جواب دیا
شمیر خان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس

نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن دبائے اور کسی کو شراب اور
لانے کا کہہ دیا۔
" ہاں۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ؛
کیوں مجھ سے ملنا چاہتے ہو"...... شمیر خان نے رسیور رکھ کر جو
اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
" میرا نام جولیا ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں تنویر، صفد
کیپٹن شکیل۔ ہم نے یہاں سے بھاری مقدار میں روسیاہی
خریدنا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں روسیاہی اسلحہ اسمگ
ہے اور تم اس کاروبار میں شریک ہو"...... جولیا نے سپاٹ لہ
جواب دیتے ہوئے کہا۔ ساگو سے لڑ کر اور شمیر خان کو دیکھنے کے
شاید اس نے دوستی کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ ظاہر ہے یہ لوگ،
تھرڈ کلاس غنڈے تھے۔
" تمہارا تعلق کس ملک سے ہے"...... شمیر خان نے کہا۔ وہ
سے ہی مخاطب تھا۔ اس نے جولیا کے ساتھیوں کو اس
نظرانداز کر دیا تھا جیسے ان کا وجود عدم وجود اس کے لئے برابر ہو
" ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میں یہاں کی شہری ہوں"۔
نے کہا۔
" لیکن کسی سرکاری ایجنسی میں تو کسی غیر ملکی کو شامل نہ
جا سکتا۔ پھر"...... شمیر خان نے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی
" تو تمہارا خیال ہے کہ ہمارا تعلق کسی سرکاری ایجنسی

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا
ایک نوجوان ایک ہاتھ میں شراب کی بڑی سی بوتل پکڑے اور
ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے
بھرے ہوئے تھے۔ اس نے بوتل تو شمیر خان کے سامنے رکھی
سے گلاس اٹھا کر اس نے ایک ایک کر کے جولیا اور اس
ساتھیوں کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔
ہے جس انداز میں تم ساگو سے لڑی ہو اس کے بعد یہی کہا
ہے۔ عام عورتیں یا صرف سودا کرنے والی عورتیں تو اس
نہیں لڑ سکتیں۔ یہ کام تو تربیت یافتہ عورتیں ہی کر سکتی
تمہارے ساتھیوں کے قدوقامت، ڈیل ڈول اور انداز بتا
کہ ان کا تعلق بھی ایسی ہی کسی ایجنسی سے ہے"۔ شمیر
شراب کی بوتل کھولتے ہوئے کہا اور جولیا اور اس کے
کو اندازہ ہو گیا کہ شمیر خان صرف عام سا غنڈہ نہیں ہے
اور شاطر ذہن کا مالک ہے۔
ایک تنظیم ہے جو خفیہ طور پر مختلف پارٹیوں کو اسلحہ
تی ہے اور ہماری تنظیم نے روسیاہی ساخت کے انتہائی
کا بھاری آرڈر بک کیا ہے اس لئے ہم یہاں آئے ہیں اور
سودے میں معقول کمیشن بھی مل سکتا ہے اور آئندہ کے
چل سکتا ہے۔ جہاں تک لڑنے بھڑنے کا تعلق ہے تو اس
رہتے ہوئے ہمیں ہر کام سیکھنا ہی پڑتا ہے"...... جولیا نے

جواب دیا تو شمیر خان نے بوتل کھول کر اسے منہ سے لگایا ا
آدھی بوتل خالی کر کے اس نے اسے منہ سے ہٹایا۔

"ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہی ہو گی لیکن میرا تو کسی
وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو ہوٹل کا دھندہ کرتا ہو
شمیر خان نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے۔ ہم کوئی اور پارٹی تلاش کر لیں۔"
جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے جوس کا آدھا گلاس پیا تھا۔ اس
اٹھتے ہی صفدر اور دوسرے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو بیٹھو۔ جوس تو پورا پی لو"...... شمیر خان نے کہا۔

"نہیں۔ ہم جوس پینے نہیں آئے۔ پہلے ہی کافی وقت اس
نے ضائع کر دیا ہے"...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور
دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"اوکے ۔ بیٹھو۔ اب کھل کر بات ہو گی"...... شمیر خان ۔
تو جولیا واپس مڑی۔

"لیکن یہ سن لو کہ ہم نے رقم دینی ہے اور مال لینا ہے اس
مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... جولیا نے س
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس
ساتھی بھی دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"جوس پیو اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں کتنا اور کس ٹائپ کا
چاہئے اور اسلحہ کہاں پہنچانا ہے"...... شمیر خان نے شراب کا

بھی خالی کرتے ہوئے کہا۔

"... رائفلز چاہئیں ایک لاکھ کی تعداد میں مع میگزین"۔ جولیا
نے ... جدید ترین رائفلز کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"... رائفلز ۔ وہ کیا ہوتی ہے اور ایک لاکھ کی تعداد میں ۔ اوہ ۔
... زیادہ ہے"...... شمیر خان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی
گئیں۔

"... رائفل روسیاہ کی ایجاد ہے جو لڑاکا طیاروں کو نشانہ بناتی
... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ البتہ میں معلوم کر
... تم کہاں ٹھہری ہوئی ہو تاکہ میں تمہیں اطلاع کر سکوں"۔
... نے کہا تو جولیا نے اسے اپنے ہوٹل کا پتہ بتا دیا۔

"... ۔ میں فون پر بتا دوں گا۔ پھر تم مجھ سے مل لینا"۔ شمیر
... کہا۔

"... کاؤنٹر پر موجود افراد سے کہہ دو کہ آئندہ ہم سے الجھنے کی
... کریں"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"... وہ نہیں الجھیں گے ۔ وہ ساگو کا حشر دیکھ چکے ہیں"۔ شمیر
... نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی مڑی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب
... ہوٹل سے باہر آ چکے تھے۔ جولیا نے باہر آ کر جیکٹ کی جیب سے
... چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول جتنا آلہ نکالا اور پھر اسے آن کر کے اس
... واپس جیب میں ڈال لیا۔

"کیا آپ نے وہاں ڈکٹا فون لگا دیا ہے"...... صفدر نے
بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ تاکہ شمیر خان جس سے بھی بات کرے وہ ہمارے
ٹیپ ہو جائے اس طرح اصل آدمی سامنے آجائے گا اور شمیر خ
کا تنا ویسے ہی نکال دیا جائے گا"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے
میں سر ہلا دیا۔

صدیقی، چوہان، خاور اور نعمانی چاروں میک اپ میں تھے۔ گو یہ
پ مقامی تھا لیکن ان کے چہرے بدلے ہوئے تھے۔ وہ
حکومت سے بائی ایئر ابھی تھوڑی دیر پہلے ساگان ایئر پورٹ پر پہنچے
سینک لاؤنج سے باہر آکر وہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔
جی صاحب"...... ایک ڈرائیور نے ان کے قریب پہنچنے پر
لہجے میں کہا۔
سوتی لامیر جانا ہے"...... صدیقی نے کہا۔
یس سر۔ ایک ہزار روپے ہوں گے"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔
ٹھیک ہے۔ چلو"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ خود ہی سائیڈ
سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور ٹیکسی
بڑھنے لگی۔
صاحب آپ کے پاس سامان نہیں ہے۔ کیا آپ صرف کسی سے

ملنے آئے ہیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے صدیقی سے کہا تو صدیقی
اختیار مسکرا دیا۔

"ہم یہاں رہنے آئے ہیں اور ہماری عادت ہے کہ جو چیز مل
ہو اسے کہاں اٹھائے پھرتے رہیں"...... صدیقی نے جواب
ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم یہاں کے مقامی باشندے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا"...
نے پوچھا۔

"جناب میں تو پیدا ہی ساگان میں ہوا ہوں بلکہ میں کیا
باپ دادا بھی یہاں پیدا ہوئے تھے۔ میرا نام راجہ اسلم ہے"...
ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب سے ٹیکسی چلا رہے ہو"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جی گذشتہ بارہ تیرہ سالوں سے۔ پہلے میں کرائے کی ٹیکسی
رہا۔ اب یہ میری اپنی ہے"...... راجہ اسلم نے جواب دیا۔

"کہاں رہتے ہو۔ خاص ساگان میں یا کسی نواحی علاقے میں"
صدیقی اس سے باقاعدہ انٹرویو لینے پر تل گیا تھا۔

"جی میرے ماں باپ اور بچے لامیر گاؤں میں رہتے ہیں البتہ
یہاں ساگان میں رہتا ہوں۔ ہفتے بعد ایک روز کے لئے گاؤں
ہوں"...... راجہ اسلم نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو تم لامیر گاؤں کے واجد خان کو جانتے ہو"
صدیقی نے کہا تو راجہ اسلم بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے

...حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"...اچھی طرح جانتا ہوں لیکن وہ تو غریب آدمی ہے۔ ساگان میں
...سپلائی کرتا ہے۔ خچروں پر۔ آپ اسے کیسے جانتے ہیں"۔ راجہ
...حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں دارالحکومت میں بتایا گیا ہے کہ لامیر گاؤں کا واجد خان
...علاقے کا بہترین گائیڈ ہے۔ وہ یہاں کی ایسی ایسی جگہیں
...جن سے عام لوگ بھی واقف نہیں ہیں اور ہم ایسی ہی
...دیکھنے کے شوقین ہیں"...... صدیقی نے کہا تو راجہ اسلم
...اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ وہ واقعی یہاں کا کیڑا ہے"...... راجہ
...کہا۔

"تو تم ہمیں ہوٹل میں چھوڑ کر اسے بلا لانا۔ تمہیں اس کا علیحدہ
...دیا جائے گا اور اس طرح تم اپنے گاؤں کا بھی چکر لگا لو گے"۔
...نے کہا۔

"جی صاحب۔ ضرور"...... راجہ اسلم نے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ
...چڑھائی دشوار سفر کے بعد وہ لامیر پہاڑی کی چوٹی پر موجود
...پہنچ گئے۔

"آپ کمرے لے لیں میں باہر ٹھہرتا ہوں تاکہ میں واجد خان کو
...پہنچا سکوں"...... راجہ اسلم نے کہا۔

"...کمرے یہاں ریزرو ہیں۔ تم اسے لے آؤ"...... صدیقی

نے کہا اور ساتھ ہی اپنے کمرے کا نمبر بھی بتا دیا اور راجہ اسلم
ہوا واپس ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔
"یہ واجد خان کون ہے اور تم نے اس کا کلیو کہاں سے
ہے"...... کمرے میں پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھتے ہوئے جو
صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"واجد خان بظاہر سبزی فروش ہے لیکن دراصل وہ ا
درمیانی سپلائر ہے۔ میں نے دارالحکومت میں ایک خاص آدمی
تعلق اسلحہ کی اسمگلنگ سے ہے، اس سے ٹپ حاصل کی ہے
نے بتایا ہے کہ واجد خان تک اسلحہ خاموشی سے پہنچایا جاتا
واجد خان یہ اسلحہ آگے مطلوبہ مقامات پر پہنچاتا ہے اور مجھے یقین
کہ موجودہ حالات میں وہ خفیہ تنظیم جس کا سراغ لگانے ہم
اس کا رابطہ واجد خان سے ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔
"موجودہ حالات سے کیا مطلب"...... اس بار نعمانی نے ک
"مجھے چیف نے جو کچھ بتایا ہے اور پھر عمران صاحب
ارباب خان کے مہمان ہیں اور اس کی بیٹی نے اصل بات عم
سرسلطان کو بتائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمران صاح
یہاں پہنچنے پر یہ لوگ انتہائی محتاط ہو گئے ہوں گے اور شاید
چیف نے اس بار ہمیں علیحدہ ٹیم بنا کر اور جولیا اور د
ساتھیوں کو علیحدہ ٹیم بنا کر یہاں بھیجا ہے تاکہ وہ لوگ
صاحب کی طرف ہی متوجہ رہیں اور ہم اس پوری تنظیم کو

سے جڑ سے اکھاڑ دیں۔ میرا موجودہ حالات سے مطلب یہی تھا"۔
صدیقی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"جولیا اور دوسرے ساتھیوں کو علیحدہ بھیجنے کی کیا ضرورت
تھی"...... خاور نے کہا۔
"شاید چیف زیادہ تعداد اکٹھی نہ کرنا چاہتا ہو کیونکہ بہرحال
دشمن کو یہ خطرہ تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی یہاں
آ سکتی ہے"...... اس بار نعمانی نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ پھر انہوں نے روم سروس کو فون کر کے اس سے کافی
طلب کی اور کافی پینے میں مصروف ہو گئے اور پھر ابھی انہوں نے کافی
ختم ہی کی تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔
"کم ان"...... صدیقی نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور
ٹیکسی ڈرائیور راجہ اسلم اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مقامی
آدمی تھا۔ اس کے جسم پر سلیقے کا لباس تھا اور اس کی آنکھوں میں تیز
چمک تھی۔
"سلام صاحب۔ یہ واجد خان ہے جناب"...... راجہ اسلم نے کہا
اور واجد خان نے بھی انہیں مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔
"بیٹھو واجد خان۔ ہم نے تم سے تفصیلی باتیں کرنی ہیں"۔
صدیقی نے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے راجہ اسلم کو
دے دیا۔
"شکریہ جناب"...... راجہ اسلم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

اور پھر سلام کر کے واپس چلا گیا جبکہ واجد خان خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا لیکن اس کا انداز مؤدبانہ تھا۔

"واجد خان ہم نے سنا ہے کہ تم بہترین گائیڈ ہو اور یہاں تمام علاقوں کو جانتے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ میں واقعی یہاں کے چپے چپے سے واقف اور آپ کو ایسی جگہوں پر لے جا سکتا ہوں جہاں کوئی اور نہیں سکتا"...... واجد خان نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں لامیر پہاڑی کے قریب ہم نے سنا ہے کہ کوئی علاقہ راکش۔ وہاں کوئی غار ہے جس کے اندر عجیب و غریب تصویریں ہوئی ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"جی صاحب۔ لیکن وہاں کا راستہ اس قدر دشوار گزار ہے کہ ہمت والا سیاح ہی وہاں جاتا ہے"...... واجد خان نے جواب ہوئے کہا۔

"ہم وہاں جانا چاہتے ہیں۔ تم ہم سے طے کر لو کہ تم کتنے پیسے گے"...... صدیقی نے کہا۔

"جناب جو آپ کی مرضی آئے دے دینا"...... واجد خان نے

"ٹھیک ہے آؤ چلیں۔ ہم نے شام تک واپس آنا ہے"۔ صدیقی نے کہا تو واجد خان اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہمیں جیپ پر جانا ہو گا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ وہاں تک جیپ نہیں جاتی۔ ہمیں پیدل جا

"...... واجد خان نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ ہوٹل سے باہر آئے اور تقریباً ایک گھنٹے تک انتہائی دشوار گزار راستوں سے گزر کر وہ ایک وادی میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑا غار موجود تھا۔ غار میں واقعی انتہائی قدیم دور کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے تصویریں دیکھیں اور پھر وہ چشمے کے ساتھ سیڑھی پر بیٹھ گئے۔

"واجد خان اصل بات یہ ہے کہ ہم تمہاری طرح اسلحہ کا دھندہ کرتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو واجد خان بے اختیار چونک پڑا۔

"جج۔ جی۔ مم۔ مگر میں تو غریب آدمی ہوں جناب۔ میں تو اس قسم کا دھندہ نہیں کرتا"...... واجد خان نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو واجد خان۔ ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے اور ہماری تم سے کوئی دشمنی ہے۔ ہم تو تمہیں فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں اور ہمیں اتنی دولت دے سکتے ہیں کہ تم باقی ساری عمر رئیسوں کی طرح گزار سکو اور یہ بات بھی ہمیں معلوم ہے کہ تم سبزی کی آڑ میں [illegible] سامان کے مختلف پوائنٹس پر سپلائی کرتے ہو۔ ہم بھی اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس سے اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں جو سردار [illegible] خان کے خلاف تنظیم کو اسلحہ سپلائی کر رہا ہے اور اس بارے تم اچھی طرح جانتے ہو"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی [illegible] جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اپنے

سامنے رکھ لی۔

"مم۔ مم۔ مگر جناب"...... واجد خان نے رک رک کر کہا

"سنو۔ تم نے صرف معلومات دی ہیں۔ ہم یہاں آئے ہ
لئے ہیں کہ یہاں دور دور تک کوئی سننے والا نہیں ہے۔ اس لئے
کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمیں کیا بتایا ہے اور کیا نہیں
تم پر کسی کو شک ہو گا کیونکہ ہم تو یہاں صرف تصویروں وا
دیکھنے آئے ہیں اور تم بطور گائیڈ ہمارے ساتھ آئے ہو"......
نے کہا۔

"جناب۔ آپ یقین کریں۔ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہ
اس دھندے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو انتہائی غریب
ہوں۔ خچروں پر سبزی لاد کر ساگان شہر میں سپلائی کرتا ہوں"
خان نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ثبوت دکھائے جائیں۔ تمہار
ہو گا کہ تم چونکہ رات کے اندھیرے میں سب کچھ کرتے ہو ا
کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا"...... صدیقی نے کہا تو واجد خان
یکلخت زرد پڑ گیا۔

"ج۔ جناب۔ آپ یقین کریں۔ یہ مجھ سے زبردستی کرا
ہے"...... واجد خان نے رک رک کر کہا تو صدیقی اور اس کے
ساتھی چونک پڑے کیونکہ سب جانتے تھے کہ صدیقی نے د
محاورتاً یہ بات کر دی تھی لیکن واجد خان نے اس پر جو رد عمل

لگا ہے وہ ان کی توقع کے خلاف تھا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تم دوستی کے ناطے کام کرو اس طرح
تم بھی بچ جاؤ گے اور تمہیں دولت بھی مل جائے گی"...... صدیقی
نے کہا۔

"ج۔ جناب۔ وہ۔ وہ کالا ریچھ مجھے اور میرے خاندان والوں کو
ہلاک کر دے گا۔ وہ اس علاقے کا سب سے ظالم آدمی ہے"...... واجد
خان نے رک رک کر کہا۔

"اسے معلوم ہو گا تو کچھ کہے گا۔ یہاں کون سن رہا ہے اور ہم تو
باہر ہیں"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے
پڑی ہوئی نوٹوں کی گڈی اٹھا کر واجد خان کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"بے فکر رہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا"...... صدیقی نے کہا تو واجد
خان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے گڈی لے کر اپنی جیب میں
ڈال لی۔

"جناب آپ کو کون سا اسلحہ چاہئے۔ مجھے بتائیں میں آپ کو
سپلائی کر دوں گا"...... واجد خان نے اس بار مضبوط لہجے میں کہا۔ وہ
شاید اب ذہنی طور پر کسی فیصلے پر پہنچ چکا تھا۔

"تم کالے ریچھ کی بات کر رہے تھے۔ اس کے بارے میں بتاؤ"۔
صدیقی نے کہا۔

"جناب۔ سوراج پہاڑیوں کے اندر اس کا خفیہ اڈا ہے جہاں اس
کے آدمی چوبیس گھنٹے رہتے ہیں۔ وہاں اسلحے کا بہت بڑا سٹور ہے۔ آج

کل سردار ارباب خان کے محل میں کوئی سرکاری آدمی آیا ہوا ۔
لئے سب بے حد محتاط ہو گئے ہیں اور رات بھی اسلحہ کے چار
کالے ریچھ نے گاؤں کے مویشیوں کے احاطے میں پہنچائے تھے
میں صبح سبزی میں چھپا کر لے گیا اور میں نے یہ اسلحہ جہاں پہنچ
پہنچا دیا"...... واجد خان نے جواب دیا۔

"پہلے بھی یہ کام تم کرتے تھے"...... صدیقی نے کہا۔

"جناب۔ جب کوئی خطرہ ہو تو وہ مجھ سے کام لیتے ہیں لیکن
خطرہ نہ ہو تو پھر ان کے آدمی خود ہی اسلحہ مخصوص مقامات تک
دیتے ہیں"...... واجد خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احاطے میں کون رہتا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"جناب گاؤں کے احاطے میں مویشی باندھے جاتے ہیں او
کی حفاظت گاؤں کے لوگ باری باری کرتے ہیں۔ جو بھی
موجود ہوتا ہے اسے رقم دے دی جاتی ہے اور اسلحہ وہاں رکھ د
ہے۔ پھر مجھے بلایا جاتا ہے اور میں صبح ہوتے ہی اسلحہ سپلائی کر
ہوں۔ رات راگیل اور مراثھو کی باری تھی۔ انہیں رقم دے دی
اور وہ خاموش رہے۔ تقریباً گاؤں کے سب لوگوں کو اس کا علم
لیکن کسی میں جرأت نہیں ہے کہ کوئی زبان کھولے۔ ایک بار ا
آدمی نے کسی کو بتا دیا تھا نتیجہ یہ کہ دوسرے روز وہ آدمی، اس
بیوی اور اس کے چار معصوم بچوں کی گردنیں کٹی ہوئی تھیں
کالے ریچھ کے بال ان سب کی ناک کے نتھنوں میں نشانی کے

رگھسے ہوئے تھے اس لئے اب کسی کی جرأت نہیں ہے کہ کوئی لب
کشائی کرے"...... واجد خان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم یہ اسلحہ کہاں پہنچاتے ہو"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میں اسلحہ شمیر خان کے راجہ ہوٹل پہنچاتا ہوں"...... واجد خان
نے کہا۔

"تم کبھی اس کالے ریچھ کے اڈے پر گئے ہو"...... صدیقی نے
پوچھا۔

"ہاں۔ صرف ایک بار گیا تھا۔ میری آنکھوں پر پٹی باندھ کر وہاں
لے جایا گیا تھا کیونکہ میں نے اسلحہ شمیر خان کو پہنچا دیا تھا لیکن کالے
ریچھ کو بتایا گیا کہ اسلحہ نہیں پہنچا جس پر کالے ریچھ نے مجھے طلب کر
لیا لیکن میری زندگی تھی کہ شمیر خان کے اس آدمی نے جس نے مجھ
سے اسلحہ لیا تھا قبول کر لیا کہ اس نے اسلحہ لیا تھا اور کسی اور پارٹی
کو فروخت کر دیا تھا۔ شمیر خان نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا اور کالے
ریچھ کو اطلاع کر دی۔ اس طرح میری جان بچ گئی"...... واجد خان
نے کہا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے ہو کہ تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ کر تمہیں
وہاں لے جایا گیا تھا لیکن تم نے اس علاقے کا نام بھی بتایا ہے"۔
صدیقی نے کہا تو واجد خان بے اختیار ہنس پڑا۔

"ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ میں اس علاقے کے ایک ایک
پتھر کو پہچانتا ہوں اس لئے گو انہوں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ

دی تھی لیکن مجھے معلوم ہوتا رہا کہ مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے اور جب وہاں جا کر میری آنکھوں سے پٹی ہٹائی گئی تو میں نے اس علا کو پہچان لیا مگر میں انجان بنا رہا اور آج تک انجان ہوں ورنہ مجھے میرے خاندان کو ایک لمحے میں ذبح کر دیا جاتا"۔ واجد خان نے ک

"اب یہ بتاؤ کہ اصل آدمی کون ہے۔ کیا یہ کالا ریچھ ہے یا جو اس کا نام ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ کالا ریچھ اسلحہ سپلائی کرتا ہے وہ روسیاہی اسلحہ ہوتا ہے۔ انتہائی خاص قسم اسلحہ جبکہ دوسرے لوگ کافرستانی اسلحہ سپلائی کرتے ہیں"...... خان نے جواب دیا۔

"شمیر خان کا راجہ ہوٹل کہاں ہے"...... صدیقی نے پوچھا

واجد خان نے راجہ ہوٹل کے بارے میں بتا دیا۔

"یہ کالا ریچھ کہاں سے اسلحہ وصول کرتا ہے"...... صدیقی پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی معلوم ہو سکتا ہے"...... واجد نے کہا۔

"اس کے اڈے کا نقشہ بنا کر ہمیں راستہ سمجھا سکتے ہو"۔ صا نے کہا۔

"سمجھا تو سکتا ہوں لیکن آپ وہاں جا نہیں سکتے۔ وہاں وہ ل اس قدر ہوشیار ہیں کہ اڑتے ہوئے پرندے کو بھی نہیں چھوڑتے

خان نے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو۔ تم نقشہ بنا کر دو"...... صدیقی نے کہا۔

"کاغذ اور قلم دیں"...... واجد خان نے کہا تو صدیقی نے کوٹ کی والی جیب سے ایک تہہ شدہ سفید کاغذ نکال کر اس کے سامنے دیا اور ساتھ ہی بال پوائنٹ بھی اسے دے دیا۔ واجد خان نے لے کر اس پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی وہیں بیٹھے اسے نقشہ بناتے دیکھتے رہے۔ واجد خان پڑھا لکھا نہ تھا لئے اس نے سوچ سوچ کر ٹیڑھی میڑھی لکیریں تو کاغذ پر ڈال دیں وہ اس پر کچھ لکھ نہ سکا تھا۔

"میں لکھ نہیں سکتا اس لئے میں بتاتا جاتا ہوں۔ آپ خود لکھ لیں"...... واجد خان نے کاغذ واپس صدیقی کو دیتے ہوئے کہا تو صدیقی نے اس سے کاغذ اور قلم لیا اور پھر اس نے واجد خان کے بتانے پر نقشے پر نشانات لگانے اور نام لکھنا شروع کر دیئے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد صدیقی نہ صرف کاغذ پر اس طرح کا نقشہ بنانے میں کامیاب ہو گیا جسے بغیر واجد خان کی مدد کے بھی پڑھا جا سکتا تھا بلکہ صدیقی نے لامیر پہاڑی سے لے کر کالے ریچھ کے اڈے تک پورا راستہ بھی واضح طور پر سمجھ لیا تھا۔

"ٹھیک ہے واجد خان۔ اب ہم واپس چلتے ہیں۔ یہ لو تمہارا مزید انعام"...... صدیقی نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹوں کی ایک اور گڈی

نکال کر واجد خان کی طرف بڑھا دی۔

"بے حد شکریہ جناب"۔ واجد خان نے خوش ہوتے ہو

"اب آخری بات غور سے سن لو۔ جہاں ہم رقم دینے کے
میں فیاض ہیں وہاں انتقام لینے میں بھی ہم سے زیادہ سفاک ا
نہیں ہو سکتا اس لئے اگر تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے یا نق
بوجھ کر غلط بنایا ہے تو اب بھی وقت ہے کہ سچ سچ بتا دو۔
بات یہ کہ اگر اس کالے ریچھ یا اس کے آدمیوں کو تم نے اطلا
تو پھر اس کے نتائج شاید کالے ریچھ کے انتقام سے بھی زیادہ
بھگتنا پڑیں"...... صدیقی نے کہا۔

"جناب۔ آپ سے میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ہر حرف
اور جناب میں نے انہیں اطلاع کر کے خود تو نہیں مرنا۔ انہو
تو ایک لمحہ سوچے سمجھے بغیر مجھے اور میرے خاندان والوں کو ہلاک ک
ہے۔ البتہ میری تو آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ مجھ پر اور م
خاندان پر رحم کریں اور انہیں یا کسی کو بھی نہ بتائیں کہ میر
اسلحہ کے سلسلے میں آپ کو کچھ بتایا ہے"...... واجد خان نے ج
دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم کچھ نہیں بتائیں گے۔ آؤ چلیں"......
نے کہا اور پھر وہ سب واپس لامیر کی طرف چل پڑے۔

بڑے کمرے میں سردار ارباب خان، سردار فراست خان اور سردار
رباب خان کا سسر سردار جہان خان صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔
سردار جہان خان کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے اسے کسی بات پر شدید غصہ آ رہا ہو لیکن وہ اسے ضبط کرنے
کی کوشش کر رہا ہو۔

"اس کا مطلب ہے سردار ارباب خان کہ تم میری بات نہیں مانو
گے اور مسلسل بے غیرتی کا ثبوت دیتے رہو گے"...... سردار جہان
خان نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ میرے بزرگ ہیں سردار جہان خان اور میں آپ کی دل سے
عزت کرتا ہوں لیکن جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہ ناممکن ہے۔ علی عمران
ہمارا مہمان ہے۔ ہم اسے زبردستی واپس نہیں بھیج سکتے اور دوسری
بات یہ کہ وہ خاندانی آدمی ہے۔ اس کا والد دارالحکومت کا بہت بڑا

جاگیردار ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا ڈائریکٹر جنرل بھ
علی عمران خود بھی بہت پڑھا لکھا ہے اور پھر اسے شمسہ خود
دے کر آئی تھی اور ہماری دعوت پر وہ یہاں آیا ہے اس لئے آ
بتائیں کہ میں آپ کے کہنے پر اسے کیسے واپس بھیج سکتا ہوں
آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ آپ نے ایسا کیوں کہا ہے"۔
ارباب خان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کنوارہ ہے اور نوجوان ہے جبکہ شمسہ بھی کنواری اور نو
ہے۔ یہ نوجوان جو کچھ بھی ہے بہرحال تمہارے قبیلے کا نہیں ہے
لئے ان کا آزادانہ میل جول میرے نزدیک بے غیرتی ہے۔ البتہ
تم یہ بات نہیں مانتے تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ تم فوراً شمہ
آفتاب خان سے شادی کر دو۔ پھر مجھے اس عمران کے یہاں ر
کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... سردار جہان خان نے اسی طرح
لہجے میں کہا۔

"آپ بار بار مجھے بے غیرت کہہ رہے ہیں سردار اور ہم برداشت
رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ میرا بھائی آپ کا داماد ہے لیکن اس
مطلب نہیں کہ آپ اس طرح کھلے عام ہمیں بے غیرت کہیں۔
اگر آپ کی زبان سے یہ لفظ نکلا تو اس کے نتائج بھی آپ کو بھ
پڑیں گے"...... اچانک فراست خان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہ
اس کا سرخ و سفید چہرہ مزید سرخ ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوں۔ غصے کی وجہ

الفاظ میرے منہ سے نکل گئے تھے"...... جہاندیدہ سردار جہان خان
نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بزرگ ہیں اس لئے کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔ البتہ
آپ خیال رکھا کریں۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ جہاں تک شمسہ اور
آفتاب خان کی شادی کا تعلق ہے تو شمسہ پڑھی لکھی ہے۔ وہ کافی
عرصے بعد واپس آئی ہے ابھی اسے یہاں کے لوگوں کے بارے
میں پوری معلومات نہیں ہیں۔ آفتاب خان میرا سگا بھانجا ہے کوئی
غیر نہیں ہے اور یہ ہمارے ہی قبیلے کا ہے اس لئے اس کا رشتہ
ہمارے لئے باعث اعزاز ہے لیکن فی الحال فوری طور پر ایسا نہیں ہو
سکتا۔ کم از کم ایک سال بعد اس بارے میں فیصلہ ہو گا تاکہ شمسہ
اس کے بارے میں اچھی طرح جان لے اور سمجھ لے۔ اس کے بعد
میں شمسہ سے پوچھوں گا۔ اگر اس نے تسلیم کر لیا تو میں شادی کا
اعلان کر دوں گا ورنہ نہیں"...... سردار ارباب خان نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ تم اسے یکسر نظرانداز کر کے کسی اور کے ساتھ
شادی کر دو اور یہ بھی سن لو کہ آفتاب خان کو بھی اس عمران کی
یہاں آمد پر سخت اعتراض ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم نے اسے شادی
کے لئے بلوایا ہے"...... سردار جہان خان نے کہا۔

"وہ جذباتی نوجوان ہے اس لئے اس کے ذہن میں ایسی بات آ
سکتی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہے"...... سردار ارباب

خان نے کہا۔

"یہ عمران ہے کون بھائی جان۔ آپ نے اسے مجھ سے تو ما
نہیں ہے"...... سردار فراست خان نے کہا۔

"تم آج ہی تو روسیاہ سے واپس آئے ہو۔ بہرحال میں ا
لیتا ہوں لیکن ایک بات پہلے بتا دوں کہ وہ مسخری طبیعت کا ٔ
ہے اور مسخری باتیں کرتا ہے لیکن وہ بہرحال ہمارا مہمان ۔
لئے تم نے اسے برداشت کرنا ہے ورنہ ہماری بے عزتی ہو
سردار ارباب خان نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا وہ احمق ہے"...... سردار جہان خان نے چ
کر کہا۔

"نہیں۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان ہے اور انتہائی ذہین ہے
وہ اپنے آپ کو احمق اور مسخرہ پوز کرتا ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ س
کے لئے بھی کام کرتا ہے"...... سردار ارباب خان نے کہا تو س
جہان خان بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ وا
عمران"۔ سردار جہان خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اسے جانتے ہیں"...... سردار ارباب خان نے انتہائی ح
بھرے لہجے میں کہا۔

"ذاتی طور پر تو نہیں جانتا لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ اس
کاگان علاقے میں آکر ایک غیر ملکی مجرم کو نہ صرف ٹریس کر لیا

اس کا اڈا بھی ٹریس کر لیا۔ کاگان کا سردار فیروز خان میرا دوست
میں اس سے ملنے گیا تو اس نے مجھے اس کی تفصیل بتائی تھی اور
نے عمران کی اتنی تعریف کی تھی کہ بس کچھ نہ پوچھو اور اس کی
اس کی ایسی ایسی باتیں بتائی تھیں کہ ہنستے ہنستے میرے پیٹ
بل پڑ گئے تھے۔ میری خواہش تھی کہ اس سے ملاقات ہوتی لیکن
واپس جا چکا تھا لیکن وہ یہاں کیوں آیا ہے۔ کیا یہاں کوئی مجرم
ا ہے"...... سردار جہان خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ وہ صرف سیر و تفریح کے لئے آیا ہے"...... سردار ارباب
نے کہا۔

"بھائی جان اس سے ملوائیں تو سہی"...... سردار فراست خان
کہا تو سردار ارباب خان نے اونچی آواز میں کسی کو بلایا تو ایک
ان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔

"مہمان کہاں ہیں"...... سردار ارباب خان نے آنے والے
ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب وہ گیسٹ روم میں موجود ہیں۔ سردار زادی اور ان کی
یلی بھی وہاں موجود ہے اور وہ باتیں کر رہے ہیں"...... نوجوان
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انہیں ہمارا سلام دو اور انہیں کہو کہ سردار فراست خان اور
دار جہان خان ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ یہاں آجائیں تو ان کی
بانی ہو گی اور شمسہ اور اس کی سہیلی کو بھی ساتھ ہی بلا لاؤ"۔

سردار ارباب خان نے کہا۔

"جی سردار"...... نوجوان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کم
باہر چلا گیا۔

"آپ نے شمسہ اور اس کی سہیلی کو کیوں ساتھ بلوایا"
سردار فراست خان نے سردار ارباب خان سے مخاطب ہو کر
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں تو آفتاب خان کو بھی بلوا رہا ہوں تاکہ وہ یہاں
دیکھ لے کہ اس کا خیال غلط ہے"...... سردار ارباب خان ۔
سردار فراست خان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سردار ارباب خا
ایک بار پھر اونچی آواز میں کسی کو بلایا تو ایک اور نوجوان ملاز
داخل ہوا۔

"جی سردار"...... ملازم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"سردار آفتاب خان کو بلا لاؤ"...... سردار ارباب خان ۔

"جی سردار"...... نوجوان ملازم نے کہا اور کمرے سے
گیا۔

"عمران صاحب آخر آپ ہر بار اپنے نام کے ساتھ اپنی ڈگریاں
کیوں بتاتے ہیں"...... شمسہ کی سہیلی جہاں آرا نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ وہ شمسہ کے ساتھ اس وقت گیسٹ روم میں موجود تھی جہاں
عمران صوفے پر اکڑوں بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر محاورتاً نہیں
بلکہ حقیقتاً حماقت کا آبشار سا بہہ رہا تھا۔ اس کی بظاہر حالت ایسی
تھی کہ جیسے کسی بچے کو سکول میں سزا دینے کے لئے ڈیسک کے اوپر
اکڑوں بٹھا دیا گیا ہو۔

"اس لئے کہ میں نے اب تک ساری زندگی میں صرف یہی
ڈگریاں ہی حاصل کی ہیں البتہ یہ تفصیل نہیں بتا سکتا کہ کس طرح
حاصل کی ہیں۔ اس کے علاوہ زندگی نے مجھے کچھ نہیں دیا اس لئے
مجبوراً اپنے اس سرمایہ حیات کو بار بار دوہراتا رہتا ہوں"...... عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو شمسہ کے ساتھ ساتھ جہاں آرا

بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید
بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ؛
شمسہ چونک پڑی۔ نوجوان نے سلام کیا اور پھر مؤدبانہ انداز
خاموش کھڑا ہو گیا۔
"کیا بات ہے زبیر"...... شمسہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا
"بڑے خان نے مہمانوں کو سلام کہا ہے"...... نوجوان
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے بڑے خ
خضوع بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"وہ کہاں ہیں"...... شمسہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"وہ بڑے کمرے میں ہیں۔ ان کے ساتھ سردار فراست خان
بڑے سردار جہان خان بھی موجود ہیں اور انہوں نے آپ کو اور
کی سہیلی کو بھی ساتھ ہی بلایا ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ ہم آرہے ہیں"...... شمسہ نے کہا تو نوجو
سلام کر کے واپس چلا گیا۔
"عمران صاحب۔ آپ کو بابا جان نے یاد کیا ہے۔ چچا سر
فراست خان آج ہی روسیاہ سے آئے ہیں اور نانا سردار جہان خان
آج ہی آئے ہیں۔ وہ آپ کو ان سے ملوانا چاہتے ہوں گے اس۔
آپ چلیں"...... شمسہ نے نوجوان کے واپس جانے کے بعد کہا۔
"لیکن انہوں نے تو سلام بھجوایا تھا۔ میں نے جواب دے

دیا۔ وہ بھی ان تک پہنچ جائے گا"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب پلیز"...... شمسہ نے کہا۔
"عمران تو ہر وقت پلیز رہتا ہے۔ بہرحال چلو۔ مل لیتے ہیں۔ ملنے
میں کیا حرج ہے۔ ہم بھی تو دیکھیں کہ تمہاری شکل تمہارے نانا
جان سے ملتی ہے یا نہیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ سردار
فراست خان کا نام سن کر اس لئے جلدی آمادہ ہو گیا تھا کہ وہ خود
سردار فراست خان سے مل کر اس کا جائزہ لینا چاہتا تھا لیکن سردار
فراست خان کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا کہ وہ روسیاہ گیا ہوا ہے
اور وہ اپنی مرضی سے آتا جاتا ہے اس لئے اب جب اسے بتایا گیا کہ وہ
آیا ہوا ہے تو وہ فوراً اس سے ملنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ کمرے سے
باہر جوزف اور جوانا موجود تھے جبکہ ٹائیگر کہیں گیا ہوا تھا۔
"تم یہیں ٹھہرو۔ ہم چونکہ بزرگوں کے پاس جا رہے ہیں اس لئے
ہماری باڈی کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا"...... عمران نے جوزف
اور جوانا سے کہا تو شمسہ اور جہاں آرا دونوں مسکرا دیں۔ تھوڑی دیر
بعد عمران شمسہ کی رہنمائی میں محل کے ایک دوسرے حصے میں
پہنچا۔ ابھی وہ اس حصے میں داخل ہوا ہی تھا کہ ایک نوجوان تیز تیز
قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا۔
"آفتاب تم بھی بابا سے ملنے آرہے ہو کیا"...... شمسہ نے اس
نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہاں۔ ماموں جان نے خصوصی طور پر بلوایا ہے"...... آفتاب

خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ ہمارے مہمان ہیں علی عمران اور علی عمران یہ میرا ک
سردار آفتاب خان"...... شمسہ نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" مم۔ مجھ حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان کو علی عمران ایم اے
ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... عمران نے مصافحہ کے
بڑھاتے ہوئے کہا تو شمسہ کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ پڑ گیا۔

" یہ آپ حقیر فقیر کیوں بن گئے۔ آپ ہمارے مہمان
ہمارے مہمان کیسے حقیر فقیر ہو سکتے ہیں"...... شمسہ نے غص
میں کہا۔

" سردار سے تو یہ القاب زیادہ بہتر ہیں۔ کم از کم جان تو
ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب"...... شمسہ نے حیران ہو کر کہا جبکہ آفتاب
ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

" سردار کا مطلب بھی بتانا پڑے گا سرداروں کے خاندا
تعلق رکھنے والوں کو۔ حیرت ہے۔ بہرحال یہ فارسی کا لفظ
کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ جو سر رکھتا ہے اور دوسرا
ہے کہ جس کا سر دار پر چڑھا رہتا ہو۔ دار فارسی زبان میں پھان
سولی کو بھی کہتے ہیں اور یہ دوسرا مطلب زیادہ قرین قیاس ہو س
کیونکہ سر تو سرداروں کے علاوہ بے چارے حقیر فقیر بھی رکھتے
اس لحاظ سے ان صاحب۔ کیا نام بتایا ہے آفتاب۔ یہ سردار ہیں

ن کا سر دار پر ہے اور کسی بھی لمحے یور کھینچا جا سکتا ہے اور گردن
سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے جان نکل سکتی ہے اس لئے حقیر
نا زیادہ بہتر ہے۔ کم از کم جان تو بچ جاتی ہے"...... عمران نے
معصوم سے انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سردار
خان بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ انتہائی گہری باتیں کرتے ہیں۔ مجھے آپ سے مل کر دلی
ہوئی ہے"...... آفتاب خان نے کہا۔

" حقیر فقیر سے مل کر سرداروں کو مسرت تو ہونی ہی چاہئے کہ
سرداری کا مطالبہ تو نہیں کرے گا"...... عمران نے جواب دیا تو
خان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ ایک لمحے
لئے بدل گیا تھا لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

"آئیے عمران صاحب۔ بابا جان انتظار کر رہے ہوں گے"...... شمسہ
کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ آفتاب خان تیزی سے مڑا
تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف کو بڑھتا چلا گیا۔

" عمران صاحب۔ آپ نے یہ بات کر کے آفتاب خان کو پریشان
دیا ہے"...... جہاں آرا نے کہا۔

" وہ کیسے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آفتاب خان کا رشتہ شمسہ کے لئے آیا ہوا ہے لیکن شمسہ اسے
بنانے کے لئے تیار نہیں ہے اور آپ نے یہ کہہ کر سرداری کا
نہ کر دے اسے پریشان کر دیا ہے کیونکہ اس رشتے کے بعد ہی

وہ سردار ارباب خان کے بعد بڑا سردار بننے کی خواہش رکھ
جہاں آرا نے کہا تو عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔
"سردار آفتاب خان روسیاہ بھی آتا جاتا رہتا ہے یا نہیں"۔
نے آہستہ سے پوچھا۔ شمسہ آگے آگے چل رہی تھی جبکہ ع
جہاں آرا اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

"جی ہاں۔ وہ بھی سردار فراست خان کی طرح روسیاہ کا
فین ہے"...... جہاں آرا نے جواب دیا۔

"فین۔ ارے کمال ہے۔ میں نے تو سنا ہے کہ رو
خوفناک سردی پڑتی ہے۔ پھر وہاں فین کیسے چل سکتا ہے"۔
نے کہا تو جہاں آرا بے اختیار ہنس پڑی۔

"فین ہیٹر بھی تو ہوتا ہے"...... جہاں آرا نے مسکرا
کہا۔

"ارے ہاں۔ وہ بھی ایجاد ہو گیا ہے کہ ہیٹر بھی ہے اور فی
یعنی ایک ٹکٹ میں دو مزے یا جدید زبان میں ٹو ان ون کہ
سردی اور ہیٹر سے گرمی"...... عمران نے مسکراتے ہو
دیا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب۔ ہیٹر فین سرد ہوا کی بجائے
پھینکتا ہے"...... جہاں آرا نے اپنے طور پر عمران کی تصحیح ک
کوشش کی۔

"اوہ۔ پھر تو آفتاب خان واقعی فین ہیٹر ہو سکتا ہے۔

الناب ہے اور آفتاب جب روسیاہ میں چمکے گا تو گرمی ہی پڑ سکتی
"...... عمران نے کہا اور جہاں آرا بے اختیار ہنس پڑی۔ چند لمحوں
د وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ شمسہ اور جہاں آرا نے
ے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ایک طرف بڑھ گئیں۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ یا بزرگان عقل و فہم۔ میرا نام
یر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی
(اکسن) ہے اور مجھے آپ سب کو دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے
ور یہ ایسی مسرت ہے جو دل کی بجائے دماغ میں پائی جاتی ہے اس
ئے کہ اس مسرت کا تاثر ملنے والے کے چہرے پر سرے سے نظر ہی
یں آتا"...... عمران نے اندر پہنچ کر باقاعدہ بھانڈوں کے سے انداز
یں سلام کرتے ہوئے کہا تو سردار فراست خان اور سردار جہان خان
ونوں حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتے رہ گئے۔

"عمران بیٹے یہ میرے سسر ہیں سردار جہان خان اور یہ میرا چھوٹا
ائی ہے سردار فراست خان اور یہ میرا بھانجا سردار آفتاب خان ہے
ر یہ علی عمران ہے"...... سردار ارباب خان نے عمران کی بات کو
رانداز کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شمسہ کے چہرے پر
رمندگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید وہ خود کو چور سمجھ رہی تھی کہ
اس نے عمران کو یہاں بلوایا تھا جبکہ جہاں آرا خاموش بیٹھی مسکرا
ہی تھی۔

"سسر۔ بھائی۔ بھانجا۔ واہ۔ پھر تو تمام رشتے یہاں اکٹھے ہیں۔

بہت خوب۔ ویسے سردار فراست خان اور سردار آفتاب خان د
کے بارے میں سنا ہے کہ روسیاہ میں رہتے ہیں جبکہ سردار جہان
صاحب شاید شوگران میں رہتے ہوں گے اور یہ بات میری سمجھ
نہیں آ رہی کہ اس قدر خوبصورت علاقے کو چھوڑ کر ان سرد ء
میں جا کر آخر آپ لوگ کیا کرتے ہوں گے"...... عمران نے ک
اب اطمینان سے ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" ہمارے ان علاقوں اور ان کے باشندوں سے صدیوں
روابط ہیں اور ہم تو کیا ہمارے قبیلے کے اکثر افراد وہاں آتے
رہتے ہیں"...... سردار فراست خان نے قدرے غصیلے لہجے میں

" اوہ۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں اسلحے کی اسمگلنگ کا
زوروں پر ہے۔ بے چارے روسیاہ کا اسلحہ ویسے تو کوئی خریدتا
اس لئے انہیں اسے اسمگل کرانا پڑتا ہے"...... عمران نے ا
دیا۔

" یہ آپ ہم پر الزام لگا رہے ہیں۔ آپ اگر ہمارے مہما
ہوتے تو"...... سردار فراست خان نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے

" فراست خان میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ مہما
برداشت کرنا"...... سردار ارباب خان نے اپنے بھائی سے مخاط
کر کہا۔

" بھائی صاحب۔ کیا آپ مجھے اجازت نہیں دیں گے کہ م
جاؤں"...... فراست خان نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بیٹھو۔ ابھی جانے کی ضرورت نہیں ہے اور عمران بیٹے آپ بھی
وہ محتاط رہیں گے"...... سردار ارباب خان نے قدرے تلخ لہجے میں
کہا۔

" سرداروں کی آخری خواہش کا احترام تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ بہر حال
میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے
باز آ سکتا تھا۔

" یہ آخری خواہش کا کیا مطلب ہوا"...... سردار جہان خان نے
پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

" میں پہلے شمسہ اور اس کی سہیلی جہاں آرا کو اس کا مطلب بتا چکا
ہوں۔ آپ بھی سن لیں۔ سردار فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا
مطلب ہے کہ جس کا سر پھانسی چڑھ چکا ہو یا چڑھنے والا ہو اور اس
موقع پر تو آخری خواہش ہی کی جا سکتی ہے"...... عمران نے بڑے
معصوم سے لہجے میں کہا۔

" بھائی جان"...... فراست خان نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں
کہا۔

" فراست کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ انجوائے کرو"...... سردار ارباب
خان نے کہا تو فراست خان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" یہاں کیا کوئی بین الاقوامی مجرم موجود ہے جو تم یہاں آئے
ہو"...... اچانک سردار جہان خان نے کہا تو آفتاب خان جو ایک
کرسی پر خاموش اور مؤدب بیٹھا ہوا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"جی نہیں۔ یہاں تو میں سرداروں سے ملنے آیا ہوں۔ یہ
بین الاقوامی حیثیت رکھتے ہیں جیسے اب فراست خان صاحب
اور پاکیشیا دونوں میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ان
خان کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بین الاقوامی
ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ام
تم سوچ سمجھ کر جواب دو گے"...... اچانک سردار ارباب خا
کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"سوچنے سمجھنے کا کام تو بزرگوں کا ہوتا ہے جناب۔ بہرہ
پوچھیں۔ اگر مجھے جواب نہ آتا ہو گا تو میں خود بخود کرسی پر
جاؤں گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"شمسہ کو تم کیا سمجھتے ہو"...... سردار ارباب خان نے
سب بے اختیار اچھل پڑے۔ شمسہ بھی حیرت بھرے انداز میں
والد کو دیکھنے لگی۔

"میری ایک چھوٹی بہن ہے ثریا اور شمسہ بھی میرے لئے ث
یعنی میری چھوٹی بہن۔ لیکن آپ نے یہ بات کیوں پوچھی
عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ سردار جہان خان کو تمہاری یہاں موجو
اعتراض ہے"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ میں آپ کی بجائے ان کا مہمان

بنا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ ایسے علاقوں میں مہمانوں کو اس
لئے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے کہ وہ چھوٹے سردار کا مہمان
کیوں بنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں شمسہ بیٹی کی وجہ سے کہہ رہا تھا لیکن اب مجھے
اطمینان ہو گیا ہے کہ وہ بات نہیں ہے جو میں سمجھا تھا اور آفتاب
خان نے بھی تمہارا جواب سن لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب اسے
بھی اعتراض نہیں ہو گا"...... سردار جہان خان نے کہا۔

"اوہ۔ تو چھوٹے بڑے سب کو اعتراض تھا۔ بہرحال میں
معذرت خواہ ہوں کہ میری وجہ سے یہاں کوئی بدمزگی پیدا ہو رہی
ہے اس لئے میں سردار ارباب خان صاحب سے معافی چاہتا ہوں اور
گزارش بھی کرتا ہوں کہ وہ ہمیں شہر کے کسی ہوٹل میں رہنے کی
اجازت دے دیں"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے مہمان کو ایسی
اجازت دوں۔ بہرحال ایک بات تھی جو میں نے سب کے سامنے
کھول دی اور تمہارے جواب نے سب کو مطمئن کر دیا ہے اس لئے
اب تم اطمینان سے یہاں رہو"...... سردار ارباب خان نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادتی ہے بابا جان۔ نانا جان اور آفتاب خان کو کوئی حق
نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی بات کریں"...... شمسہ نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"بات ختم ہو گئی ہے شمسہ بیٹی اس لئے اب اسے د
ضرورت نہیں ہے۔ جس گھر میں جوان بیٹی ہو وہاں ایسی
جایا کرتی ہیں"...... سردار جہان خان نے جواب دیتے ہو
شمسہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"سردار فراست خان۔ میں نے سنا ہے کہ یہاں روسیا
اسمگل کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ آپ تو روسیاہ آتے جا
ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہاں اسلحہ سرکاری سرپرستی میں
ہو رہا ہے یا یہ صرف اسمگلروں کا ہی کام ہے"...... عم
اچانک سردار فراست خان سے مخاطب ہو کر کہا تو سب ہ
اس بات پر بے اختیار چونک پڑے۔

"سرکاری سرپرستی سے آپ کی کیا مراد ہے"...... سردار
خان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"روسیاہ اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات بہادرستان کی و
اچھے نہیں ہیں اس لئے ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ روسیاہ
پاکیشیا یا اس سے ملحقہ علاقوں میں انتشار اور بدامنی پھیلا
غرض سے اسلحہ اسمگل کر رہی ہو"...... عمران نے اس بار سنجید
میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت ایسی سنجیدگی ابھر آئی تھی جی
کبھی غیر سنجیدہ ہوا ہی نہ ہو۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے۔ میں نے بھی خ
سنی ہیں کہ روسیاہ سے یہاں اسلحہ اسمگل ہو رہا ہے اور میں

کے اعلیٰ حکام سے اس سلسلے میں بات بھی کی تھی۔ انہوں
یقین دلایا تھا کہ وہ اس پر قابو پانے کی ہر ممکن کوشش
گے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ بحیثیت سردار ہم یہ برداشت
کریں گے کہ ہمارے علاقے سے روسیاہی اسلحہ پاکیشیا لے جایا
اور اس سے بدامنی پھیل جائے کیونکہ گو ہم آزاد ہیں لیکن اس
ہم پاکیشیا کو بھی اپنا ہی ملک سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام کا ایسا
جس کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے"...... سردار فراست
بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

ردار آفتاب خان۔ آپ بھی یہاں رہتے ہیں اور یقیناً آپ کا
ے لوگوں سے سردار فراست خان سے زیادہ رابطہ رہتا ہو گا۔
کا کیا خیال ہے"...... عمران نے اس بار آفتاب خان سے مخاطب
کر کہا۔

میرا خیال"...... آفتاب خان نے چونک کر پوچھا۔

ہاں۔ کیوں آپ کا کوئی خیال نہیں ہے"...... عمران نے
راتے ہوئے کہا۔

مجھے تو کسی اسمگلنگ کا کوئی علم ہی نہیں ہے۔ میرا ایسے لوگوں
بھی رابطہ نہیں رہا"...... آفتاب خان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

اور جناب خان خانان سردار جہان خان صاحب۔ آپ کا کیا
ہے"...... عمران نے اس بار سردار جہان خان سے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" لیکن تم تو یہاں صرف سیر و تفریح کرنے آئے ہو پھر انکوائری کیوں شروع کر دی "...... سردار جہان خان نے ۔ ہوئے کہا۔

" میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور یہ باتیں تو پاکیشیا میں بھی ہیں کہ ساگان روسیاہی اسلحے کی اسمگلنگ کا گڑھ بن چکا ہے سردار ارباب خان صاحب بھی اسی سلسلے میں پریشان رہتے عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ میں واقعی اس سلسلے میں پریشان رہا ہوں لیکن یہ کا کوئی حتمی ثبوت آج تک نہیں مل سکا۔ اس لئے میں ہوں "...... سردار ارباب خان نے کہا۔

" میرا تو براہ راست تعلق ساگان سے نہیں ہے ۔ البتہ علاقے میں ایسی کوئی خبر نہیں ہے ۔ ویسے اگر یہاں ایسا ہو رہا اس پر قابو پایا جانا چاہئے "...... سردار جہان خان نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ بہت باتیں ہو گئی ہیں ۔ اب کھانے کا ہو گیا ہے ۔ ہمیں کھانا کھانے کے لئے چلنا چاہئے "...... ارباب خان نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب اٹھ کھ ہوئے ۔ پھر تھوڑی دیر بعد کھانا کھا کر عمران واپس اپنے گیسٹ میں پہنچ گیا۔ ٹائیگر پہلے سے وہاں موجود تھا۔ اس نے اٹھ کر عمرا سلام کیا۔

بلو۔ کیا رپورٹ ہے "...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

ہاں۔ میں نے یہاں کے ملازموں اور دیگر لوگوں سے ملنے کے جو اندازہ کیا ہے اس کے مطابق یہاں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے اس چکر میں ملوث ہو۔ البتہ ایک دو نے اشارتاً سردار آفتاب خان بارے میں بتایا ہے کہ جو بڑے سردار ارباب خان کا بھانجا ہے اس کا رشتہ شمسہ کے لئے مانگا گیا ہے کہ اس کے ڈیرے پر چند لوگوں کو آتے جاتے دیکھا گیا ہے جن کا تعلق اسلحہ کے بڑے وں سے ہے لیکن صرف اشارے کی بات ہے حتمی بات نہیں یہاں سرداروں کے خلاف زبان کھولنا ناقابل معافی جرم اس جرم میں اس آدمی کو گولی بھی ماری جا سکتی ہے "۔ ٹائیگر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میری آفتاب خان سے آج ہی ملاقات ہوئی ہے اور آج ہی میں محسوس کیا ہے کہ یہ نوجوان کسی نہ کسی انداز میں اس معاملے متعلق ہے۔ اس کی باتیں اور اس کے چہرے کے تاثرات بتا ہیں کہ وہ بہرحال ملوث ہے یہ اور بات ہے کہ وہ کس حد تک ہے "...... عمران نے کہا۔

" تو پھر اگر آپ کہیں تو اس سلسلے میں مزید کوشش کی جائے "۔ نے کہا۔

" نہیں ۔ اس طرح کام نہیں ہو گا۔ یہاں واقعی سرداروں کے

خلاف کوئی لابی نہیں ہے جو ہمیں اصل حقائق تک پہنچنے
دے اس لئے اب ہمارا یہاں رہنا فضول ہے۔ اب ہمیں ہو
شفٹ ہونا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔
" لیکن کیا سردار ارباب خان اس بات کی اجازت دیں
آپ ہوٹل میں ٹھہریں"...... ٹائیگر نے کہا۔
" میں آج رات ان سے اکیلے میں ملاقات کر کے بات کر لو
پھر جو پروگرام بنے گا ویسے کر لیں گے"...... عمران نے کہا تو
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آفتاب خان کے ڈیرے پر اس کے خصوصی کمرے میں اس وقت
سردار جہان خان موجود تھے۔ وہ آفتاب خان کی والدہ کی خصوصی
دعوت پر ان کے ہاں کھانا کھانے آئے تھے اور کھانا کھانے کے بعد
وہ آفتاب خان کے ساتھ اس کے ڈیرے پر آئے تھے۔
" کیا ہوا بڑے سردار۔ کیا سردار ارباب خان شادی پر تیار ہو گیا
ہے"...... آفتاب خان نے بے چین سے لہجے میں کہا۔
" اس نے ایک سال کی مہلت لی ہے"...... سردار جہان خان
نے کہا تو آفتاب خان کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔
" اوہ نہیں بڑے سردار۔ ایک سال تو بہت زیادہ مدت ہے۔ آپ
اسے مجبور کریں کہ وہ ایک دو ماہ کے اندر شادی کر دے"۔ آفتاب
خان نے کہا۔
" آخر تم اس قدر بے چین کیوں ہو رہے ہو۔ اس نے انکار تو

نہیں کیا اور اس عمران کے بارے میں تمہیں اگر کوئی شک تھ
بھی اب ختم ہو چکا ہے۔ شادی ہو جائے گی۔ اس میں اتنی
اور گھبراہٹ کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہو"...... سردار جہان خا
کہا۔

"آپ نہیں سمجھتے۔ مجھے خدشہ ہے کہ شادی سے انکار کر دیا
گا اس لئے آپ برائے کرم انہیں مجبور کریں ورنہ دوسری صورت
آپ کو ایک کروڑ روپے واپس کرنا ہوں گے"...... آفتاب خا
کہا تو سردار جہان خان بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی بے حد جذباتی ہو۔ کسی کو کوئی چیز دے کر واپس
ہماری روایات کے خلاف ہے اس لئے یہ بات تو چھوڑو۔ تم
اصل بات بتاؤ کہ آخر تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ میں نے ز
گزاری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بغیر کسی وجہ سے تم اس قدر پریش
نہیں ہو سکتے"...... جہان خان نے کہا۔

"بڑے سردار ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہر حال ٹھیک
اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... آفتاب خان نے ایک طویل سا
لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں چلتا ہوں۔ بے فکر رہو۔ تمہارا کام
جائے گا۔ آج نہیں تو سال بعد سہی۔ شمسہ کی شادی بہرحال تم
ہی ہو گی۔ یہ میری گارنٹی ہے"...... سردار جہان خان نے اٹھ
ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... آفتاب خان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سردار
خان کے اٹھتے ہی وہ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ اسے باہر
تک چھوڑنے آیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اپنے خصوصی کمرے
پہنچا اور اس نے دروازہ بند کر کے ایک الماری کھولی۔ اس میں
ہوئے ایک خفیہ خانے میں سے ایک خصوصی ساخت کا
میٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ آکر
پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع
ی۔

"ہیلو ہیلو۔ آفتاب خان بول رہا ہوں"...... آفتاب خان نے
نسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ آسکوف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسکا کے
آسکوف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر چیف سے میری بات ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے متبادل
بنانے کا کہا تھا۔ میں نے انہیں ایک منصوبہ بتایا تھا۔
ں نے منظور کر لیا ہے۔ اوور"...... آفتاب خان نے کہا۔

"کیا منصوبہ تھا۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو
ب خان نے شمسہ سے فوری شادی اور سردار جہان خان سے اس
میں سفارش کرنے اور پھر شادی کے بعد سردار ارباب خان
ردار فراست خان کو راستے سے ہٹانے اور پھر خود سردار بن کر
ے کی تکمیل کر دینے کی تفصیل بتا دی۔

"منصوبہ تو اچھا ہے۔ پھر۔ اوور"...... آسکوف نے کہا۔
"لیکن منصوبہ فوری طور پر کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ
ارباب خان نے سردار جہان خان کو بھی ایک سال بعد بات کر
کہا ہے جبکہ ایک سال تو کیا ہم اصل منصوبے میں دو ماہ
کامیاب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مسئلہ
جائے۔ اوور"...... آفتاب خان نے کہا۔
"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہیں کوئی رپورٹ
ملی ہے کیا۔ اوور"...... آسکوف نے پوچھا۔
"صرف عمران یہاں موجود ہے اور اس نے آج جو باتیں کی
ان سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اسے بہرحال شک ہے کہ
منصوبے میں سردار ملوث ہیں۔ اس نے سردار فراست خان،
جہان خان اور مجھ سے براہ راست سوالات کرنے کی کوشش
ہے۔ اس کے علاوہ تو ابھی تک کسی طرف سے کوئی رپورٹ نہ
ملی۔ ویسے بھی سب پوائنٹس پر کام کو انتہائی محدود کر دیا گیا ہے۔
تمام کام بند اور تمام افراد کو زیر زمین پہنچا دیا گیا ہے۔ اوور"۔ آفتاب
خان نے کہا۔
"تو تم نے مجھے کال اس لئے کی ہے کہ سر چیف تک یہ بات
دوں کہ متبادل منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف
سے کہا گیا۔
"ظاہر ہے۔ اوور"...... آفتاب خان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا پیغام پہنچا دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ سر
تم سے خود بات کرے اس لئے سپیشل ٹرانسمیٹر آن کر لو۔
اینڈ آل"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
ختم ہو گیا تو آفتاب خان نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اٹھ کر اس
الماری سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اسے سامنے رکھ کر اس کا
بٹن پریس کیا تو باکس کے ایک کونے میں موجود چھوٹا سا
جل اٹھا۔ آفتاب خان اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس
ادھر ادھر دیکھا لیکن پورا ڈیرا خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ مطمئن ہو کر
واپس آیا اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر واپس
کرسی پر بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس باکس میں سے سیٹی
آواز نکلنے لگی تو آفتاب خان نے فوراً ساتھ ہی موجود دوسرا بٹن
کر دیا۔
"ہیلو۔ آفتاب خان بول رہا ہوں"...... آفتاب خان نے انتہائی
بانہ لہجے میں کہا لیکن اس نے اوور نہ کہا تھا کیونکہ اس خصوصی
الت کے ٹرانسمیٹر پر فون کی طرح باتیں ہو سکتی تھیں۔
"ایم کالنگ"...... دوسری طرف سے ایک کھڑکھڑاتی سی آواز
ائی دی۔
"چیف آسکوف نے آپ تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو گا سر
"...... آفتاب خان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ لیکن تم نے خصوصی پوائنٹ سے دس کروڑ روپے اس

منصوبے کے لئے وصول کئے ہیں اس کا کیا ہوا"...... دوسر
سے اسی طرح کھڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ان میں سے پانچ کروڑ روپے میں نے سردار جہان خان
ہیں اور پانچ کروڑ روپے موجود ہیں"...... آفتاب خان نے
دیا۔

" لیکن اس جہان خان نے کام تو نہیں کیا"...... سر چیف
کہا۔

" اس نے کام کیا ہے لیکن سردار ارباب خان ضد پر اتر
جناب"...... آفتاب خان نے کہا۔

" سنو آفتاب خان۔ معاملات انتہائی نازک ہو سکتے ہیں
عمران کی یہاں موجودگی منصوبے کے لئے انتہائی خطرناک
ہے اور ہمیں اس علاقے کی ضرورت نہیں۔ دراصل ہمیں اس
کی ضرورت ہے لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ معاملات
گرفت سے نکلتے جا رہے ہیں۔ تم نے پہلے ہی کام کو اس انداز
کہ معاملات خفیہ نہ رہ سکے۔ اب تمہارا متبادل منصوبہ بھی نا
گیا ہے جبکہ اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے"...... سر چیف
کہا۔

" جناب آپ کی بات درست ہے۔ میں نے تو چیف آسکو
خود اطلاع دی تھی۔ اب آپ جیسے حکم دیں۔ آپ کے حکم کی
ہو گی"...... آفتاب خان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" تاجکستان میں روسیاہ کے اعلیٰ حکام اور ۶ ایجنسیوں کے سربراہوں
خصوصی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس معاملے کو جس قدر
ممکن ہو سکے نمٹا دیا جائے اور اس کے لئے جو تجویز منظور کی گئی
اس کے مطابق اب پہلے سے موجود تمام سیٹ اپ ختم کر دیئے
ہیں۔ تم فوراً تمام افراد کو کلوز کر کے روسیاہ پہنچ جاؤ تاکہ تمہاری
سے اصل منصوبہ سامنے نہ آ جائے"...... سر چیف نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ لیکن تجویز کیا منظور ہوئی ہے"...... آفتاب
خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سردار سہراب خان کو جانتے ہو تم"...... دوسری طرف سے کہا

" یس سر۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ سردار ارباب خان کے چچا
لڑکے ہیں"...... آفتاب خان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" وہ معدنیات کا کام کرتے ہیں"...... سر چیف نے کہا۔

" یس سر چیف۔ وہ کاروبار کرتے ہیں اور معدنیات نکالنے کے
ٹھیکے لیتے ہیں"...... آفتاب خان نے کہا۔

" تو ان سے بات ہو گئی ہے۔ وہ سردار ارباب خان سے مل کر
علاقے سے معدنیات نکالنے کا ٹھیکہ لیں گے اور پھر یہ ایکس وی
طور پر وہاں سے نکال کر تاجکستان پہنچا دی جائے گی۔ اس طرح
کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی"...... سر چیف نے جواب دیا۔

" لیکن سردار ارباب خان کو کیا بتایا جائے گا کہ وہاں سے کیا نکالا

جائے گا"...... آفتاب خان نے کہا۔

"کسی بھی معدنیات کی تلاش کی بات کی جا سکتی ہے اور شک بھی نہ پڑے گا اس طرح ہمارا اصل مسئلہ حل ہو جائے گا" چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر چیف جیسے آپ حکم دیں لیکن کیا میرا ضروری ہے۔ مجھ پر تو نہ کسی کو کوئی شک ہے اور نہ کسی کو سکتا ہے"...... آفتاب خان نے کہا۔

"تو تم وہیں رہنا چاہتے ہو"...... سر چیف نے کہا۔

"اگر آپ کی اجازت ہو تو"...... آفتاب خان نے کہا۔

"اجازت لینے کے لئے تمہیں انتظار کرنا پڑے گا۔ میں دو بعد پھر کال کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ہی آواز آنا بند ہو گئی تو آفتاب خان نے دوسرا بٹن آف کر دیا۔ بٹن ویسے ہی پریسڈ تھا اور باکس کے کونے میں موجود بلب جل رہا تھا۔

"یہ تو بہت غلط کام ہو گیا۔ مجھے اس علاقے کا سربراہ بنا اب میں نہیں بن سکوں گا"...... آفتاب خان نے کہا۔ وس ایک بار پھر سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو آفتاب خان نے ہاتھ بڑھا پریس کر دیا۔

"آفتاب خان بول رہا ہوں"...... آفتاب خان نے انتہائی لہجے میں کہا۔

"تمہاری درخواست منظور کر لی گئی ہے اور تمہیں یہاں سے شفٹ نہیں کیا جائے گا لیکن چونکہ تمہارے پاس اصل راز ہے اور کسی بھی لمحے تم پر شک پڑنے کی صورت میں تم سے اگلوایا جا سکتا ہے اور اب جبکہ منصوبہ بھی مکمل طور پر بدل دیا تو اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں رہی اس لئے یہ فیصلہ کیا کہ تمہیں روسیاہ شفٹ کرنے کی بجائے تمہارے علاقے میں کرا دیا جائے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے انتہائی لہجے میں کہا گیا۔

"م۔ م۔ مگر"...... آفتاب خان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں لیکن دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ہوا باکس نما سپیشل ٹرانسمیٹر کسی بم کی طرح پھٹا اور خان کے حلق سے یکلخت انتہائی دردناک چیخ نکلی اور وہ کرسی فرش پر گرا۔ اس کی گردن اور سینے سے خون کے فوارے تھے اور پھر چند لمحے کراہنے کے بعد اس کا جسم ایک جھٹکا ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر جولیا نے کمرے کا دروازہ بـ
اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے سپر ڈکٹا ف
رسیور کو نکال کر سامنے میز پر رکھا اور اس کی سائیڈ میں موج
بٹن پریس کر دیا۔ اس کے کونے میں روشنی کا ایک نقطہ سا جا
پہلے تو چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی پھر اچانک ہلکی سی کڑ
کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ایسی آواز سنائی دی جیسے ک
رسیور اٹھایا ہو۔ پھر چند لمحوں بعد شمیر خان کی آواز سنائی دی۔

"شمیر خان بول رہا ہوں۔ ہارون سے بات کراؤ"....... شم
نے کہا۔

"ہیلو۔ ہارون بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک اور
آواز سنائی دی۔ سپر فون واقعی انتہائی طاقتور تھا کہ فون ر
آنے والی دوسری سائیڈ کی آواز بھی کیچ کر رہا تھا۔

"ہارون ایک پارٹی میرے پاس آئی ہے۔ اسے روسیاہی سٹار
رائفل بھاری تعداد میں چاہئیں۔ کیا تم یہ رائفل سپلائی کر سکتے
ہو"۔ شمیر خان نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ تو انتہائی حساس اسلحہ ہے اور روسیاہ کی انتہائی
جدید ترین ایجاد ہے۔ یہ تو نہیں مل سکتی"....... دوسری طرف سے کہا
گیا۔

"تم بھی تو روسیاہ کا حساس اسلحہ ان دنوں سپلائی کر رہے ہو۔ یہ
کیوں نہیں ہو سکتا۔ بھاری کمیشن بھی تو ملے گا"....... شمیر خان
نے کہا۔

"وہ تو حکومت تاجکستان خود اپنے منصوبے کے تحت سپلائی کر
رہی ہے لیکن سٹار رائفل تو ظاہر ہے ان کے منصوبے میں استعمال
نہیں ہو سکتی"....... ہارون نے جواب دیا۔

"تاجکستان کے ان حکام سے تو بات ہو سکتی ہے جو یہ اسلحہ
سپلائی کر رہے ہیں۔ اگر انہیں بھاری دولت دی جائے تو وہ یقیناً کام
کر دیں گے۔ آخر دولت کسے پسند نہیں ہوتی"....... شمیر خان نے کہا۔

"تم احمق تو نہیں ہو گئے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ اس اسلحہ کی
ڈیل براہ راست ہمیں نہیں ہوا کرتی۔ اس کا سارا کام سردار آفتاب
خان کی نگرانی میں ہوتا ہے اور جب یہ مال ہمارے پوائنٹ پر پہنچ
جاتا ہے تو پھر اسے تم تک سپلائی کیا جاتا ہے اور اب تو تم خود دیکھ
رہے ہو کہ سپلائی انتہائی محدود کر دی گئی ہے۔ وہ اس لئے کہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا کوئی آدمی ساگان میں سردار ارباب خان
موجود ہے اس لئے سب کچھ کیموفلاج کر دیا گیا ہے اس لئے ا
ویسے بھی اس قسم کا اسلحہ سپلائی نہیں ہو سکتا"...... ہارون نے

" تو پھر مجھے سردار آفتاب خان سے بات کرنا پڑے گی"....
خان نے کہا۔

" بے شک کر لو۔ لیکن کام نہیں ہو سکے گا"...... دوسری
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنا بند ہو گئی اور پھر رسیو
جانے کی آواز سنائی دی۔

" یہ تو بڑا مسئلہ بن گیا۔ بھاری دولت کمانے کا وقت آیا ت
معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ"...... شمیر خان کی بڑبڑاتی
آواز سنائی دی اور پھر کرسی گھسیٹنے اور کسی کے قدموں کی ہلکی
دور جاتی سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ جولیا نے ہاتھ
بٹن آف کر دیا اور پھر ڈکٹافون اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

" ابھی اسے آن ہی رکھنا تھا۔ شاید شمیر خان واپس آ کر پھ
بات کرے"...... صفدر نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اصل آ
ہارون ہے"...... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا۔ آپ درست کہہ رہی ہیں۔ آپ نے واقعی ا
ذہانت سے اصل آدمی کا سراغ لگا لیا ہے۔ اب اس ہارون کو
معاملات کو اوپن کیا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" جبکہ میرا خیال ہے کہ اصل آدمی ہارون نہیں ہے۔ اصل آدمی
ار آفتاب خان ہے۔ ہارون بھی درمیانی سپلائر ہے"...... صفدر
کہا۔

" نہیں۔ جولیا درست کہہ رہی ہے۔ اصل آدمی ہارون ہے۔ سردار
لب خان نہیں ہے"...... تنویر نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ
یا اور کیپٹن شکیل بھی چونک پڑے۔

" وہ کیسے۔ کیا تم صرف اس لئے یہ بات کر رہے ہو کہ مس جولیا
حمایت کر سکو"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم لوگ شاید مجھے احمق سمجھتے ہو۔ میں بتاتا ہوں کہ میں نے یہ
ت کیوں کی ہے۔ یہ بات تو ہمیں پہلے سے معلوم ہے کہ اسلحہ
سیاہ سے آ رہا ہے۔ ہمارا مشن یہ معلوم کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا
شن یہ ہے کہ یہ اسلحہ کہاں اور کن کو سپلائی کیا جا رہا ہے تاکہ ان
ائنس کو کور کر کے اس بغاوت کے منصوبے کو ختم کیا جا سکے۔
رف اسلحے کی سپلائی سے تو بغاوت نہیں ہو سکتی"...... تنویر نے
ہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ تنویر۔ رئیلی ویری گڈ۔ تم نے واقعی انتہائی
انت آمیز بات کی ہے"...... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا تو تنویر
کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھل اٹھے۔ اس کا چوڑا سینہ مزید
پھول گیا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ ظاہر ہے جولیا کی
ریف تو اس کے لئے امرت دھارے کا کام کرتی تھی۔

"بات واقعی تنویر نے ٹھیک کہی ہے۔ میری سمجھ میں آئی تھی"...... صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اصل منصوبہ تو اس آفتاب خان یا ہارون میں بھی معلوم نہیں ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کون سا منصوبہ"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"ممکنہ بغاوت کا منصوبہ۔ میرا مطلب ہے کہ اس بغاوت روسیاہ والے کسے سردار بنائیں گے جو پاکیشیا سے ساگان کا کر کے ہمسایہ ملک سے کرے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کی نوبت ہی نہیں آنے دی جائے گی۔ ان کا منصوبہ میں ہی ختم کر دیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں بہرحال اس ہارون سے ملنا ہوگا اور اس کے لئے ہی بتا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مز بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ر لیا۔

"یس۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔ وہ سب اصل ناموں سے ہی یہاں موجود تھے۔

"شمیر خان بول رہا ہوں مس جولیا۔ آپ کا کام نہیں ہو میں نے اپنی طرف سے بے حد کوشش کی ہے لیکن کام نہ سکا"۔ دوسری طرف سے شمیر خان کی آواز سنائی دی۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم کسی اور پارٹی سے رابطہ کر لیں گے

اس طرح صاف بات کی ہے اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس ایسے اسلحے کا بھی ذخیرہ موجود ہے جو تم آسانی سے سپلائی کر سکتے اور میں تمہاری اس کی وجہ سے تمہیں کمیشن بھی زیادہ دوں گی بشرطیکہ کام ہمارے انداز میں ہو۔ میرا خیال ہے کہ دس کروڑ سے کم کی نہیں بنے گی لیکن اس کے لئے ہمیں کسی محفوظ مقام پر طے کرنا ہوں گی۔ ہم تو یہاں اجنبی ہیں۔ تم مجھے کوئی جگہ بتاؤ جہاں یہ ڈیل ہو سکے"...... جولیا نے کہا۔

مس جولیا۔ میں آپ سے کبھی کوئی دھوکہ نہیں کروں گا۔ کریں کہ ٹیکسی میں بیٹھ کر راولا ہاؤس پہنچ جائیں۔ راولا روڈ نمک کے پتھروں سے بنی ہوئی رہائشی کوٹھی ہے۔ یہ میرا ہاؤس ہے۔ وہاں بیٹھ کر ہم اطمینان سے اور بغیر کسی کے بات چیت کر سکیں گے"...... شمیر خان نے انتہائی بھرے لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

لیکن ایک بات پہلے سن لیں کہ جو بھی سودا ہوگا اس کی ادائیگی نقد کرنا ہوگی"...... شمیر خان نے کہا۔

ہماری نقد اصول کے خلاف ہے۔ آدھی رقم پہلے اور آدھی کے بعد"...... جولیا نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ بہرحال آپ آدھی رقم لے کر آئیں گی تاکہ میں

سودا کر سکوں "...... شمیر خان نے کہا۔
" ایسا ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو "...... جولیا نے جوا
ہوئے کہا۔
" او کے ۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں ۔ آپ آ جائیں "......
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔
" مس جولیا مجھے اس آدمی کی نیت میں فتور محسوس ہو ر
صفدر نے کہا۔
" اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے خیال میں ایسا
گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہمیں نقصان پہنچا کر وہ باقی رقم
ہاتھ دھو بیٹھے گا اور میں نے تو اسے اس لئے علیحدہ جگہ پر ب
تاکہ اس سے اطمینان سے ہارون کے بارے میں معلومات ح
سکیں "...... جولیا نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا
تھوڑی دیر بعد وہ چاروں کمرے سے نکلے اور ٹیکسی میں بیٹھ
روڈ کی طرف روانہ ہو گئے ۔ انہوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو اس
عمارت جس کا نام راولا ہاؤس تھا، کے بارے میں بتایا ت
ڈرائیور نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ اس بارے میں
بخوبی جانتا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس سرخ عمارت کے سا
گئے ۔ ایک منزلہ عمارت سرخ پتھروں سے بنائی گئی تھی او
بڑے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ پھاٹک کا رنگ بھی گہرا سر
ستون پر راولا ہاؤس کا بورڈ بھی موجود تھا۔ جولیا اور اس کے

ٹیکسی سے نیچے اترے اور صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور
ٹیکسی ڈرائیور جب سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا تو صفدر نے
آگے بڑھ کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں
بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک پہلوان نما آدمی باہر آ گیا۔ وہ اپنے
لباس، چہرے مہرے اور انداز سے ہی غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس
کے کانوں میں سونے کے چھوٹے چھوٹے رنگ پڑے ہوئے صاف
دکھائی دے رہے تھے۔ گھنے گھنگھریالے بالوں کے نیچے تنگ پیشانی
اور تقریباً آدھے چہرے پر پھیلی ہوئی موٹی سی ناک اور اس کے نیچے
لوہے کی سلاخوں کی طرح دائیں بائیں سیدھی کھڑی مونچھوں کی وجہ
سے اس کی شکل دیکھ کر اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ لٹھ مار، سفاک اور
ظالم ٹائپ کا آدمی ہے۔
" کون ہو تم "...... اس نے واقعی لٹھ مار لہجے میں بات کرتے
ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جولیا پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا
مقناطیس سے چپک جاتا ہے اور آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔
" شمیر خان نے ہمیں یہاں ملاقات کا وقت دیا ہے "...... جولیا نے
سرد لہجے میں کہا۔
" اوہ ہاں ۔ آؤ۔ باس تو تمہارا منتظر ہے "...... اس پہلوان نما
غنڈے نے مڑ کر واپس اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو اس کے پیچھے
جولیا اور اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے ۔ سامنے پورچ میں
ایک پرانے ماڈل کی بحری جہاز نما کار موجود تھی۔

"آؤ میرے ساتھ "...... اس پہلوان نما غنڈے نے پھاٹک
کے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو جولیا اور اس کے سا
ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے برآمدے کے
میں بنے ہوئے ایک وسیع و عریض کمرے میں پہنچ گئے جسے ڈرا
روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"بیٹھو۔ میں باس کو اطلاع کرتا ہوں"...... اس آدمی نے
تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہا
ٹرے تھی جس میں سرخ رنگ کے مشروب کے چار گلاس
ہوئے تھے۔

"باس ایک ضروری کام میں مصروف ہے۔ ابھی آ رہا ہے"۔
آدمی نے کہا اور پھر ایک ایک گلاس اس نے سب کے سامنے
دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میرا نام رنگو ہے"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا

"کیا اس عمارت میں تمہارے علاوہ اور بھی کوئی ملازم ہے
اکیلے ملازم ہو"...... اس بار صفدر نے پوچھا۔

"میں اکیلا یہاں رہتا ہوں۔ باس کبھی کبھار یہاں آتے ہی
رنگو نے اسی طرح لٹھ مار لہجے میں جواب دیا اور کمرے سے باہ
گیا۔ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا
پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس شمیر خان کو آ لینے دیتیں آپ"...... صفدر نے کہا۔

"ہمیں انتظار کرا کر اپنی اہمیت جتا رہا ہے اس لئے اب اس
سے گفتگو میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تنویر
باہر بھی کور کر لے گا"...... جولیا نے جواب دیا اور صفدر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد تنویر واپس آ گیا۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ دی ہے۔ نانسنس مزاحمت کرنے کی
کوشش کر رہا تھا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ شمیر خان کہاں ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"اسے میں نے بے ہوش کر دیا ہے۔ ایک کمرے میں بیٹھا شراب
پی رہا تھا"... تنویر نے جواب دیا۔

"اسے یہاں اٹھا لانا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کمرہ کونے میں ہے۔ یہاں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو
سکتی۔ یقیناً یہاں کوئی تہہ خانہ ہو گا وہاں اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی
ہے۔ آؤ چلیں"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ
گئی۔ پھر وہ سب ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں شمیر خان فرش
پر بچھے ہوئے قالین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ
پر لڑھکی ہوئی شراب کی بڑی سی بوتل پڑی تھی جبکہ شمیر خان کے سر پر
ابھرا ہوا اُبھرا سا گومڑ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سر پر شراب کی
بوتل مار کر اسے بے ہوش کیا گیا تھا۔

"تم سب جا کر تہہ خانہ تلاش کرو اور رسی بھی تا کہ ا
کر اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے" ...... جولیا نے کہا تو ت
شکیل اور صفدر تینوں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر
جولیا نے اس کمرے کی جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھ
شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ہارون کے بارے
ی کچھ معلومات مل جائیں لیکن یہاں سے اسے ایسی فا
گئیں جن میں اسلحے کی ڈیلنگ کے بارے میں تفصیلات م
لیکن جو کچھ وہ چاہتی تھی وہ نہ مل سکا۔

"یہاں ایک کی بجائے کئی تہہ خانے موجود ہیں اور
سب اسلحے کی پیٹیوں سے بھرے ہوئے ہیں" ...... تھوڑی د
نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کا اسلحہ ہے" ...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ویسے تو روایتی قسم کے اسلحے کا ذخیرہ ہے لیکن ایک
حساس نوعیت کے اسلحہ سے بھرا ہوا ہے۔ صفدر اور کیپ
ابھی مزید چیکنگ کر رہے ہیں۔ یہ عمارت اسمگلنگ کے
ذخیرے کے لئے تیار کی گئی ہے" ...... تنویر نے کہا۔

"پھر اس سے پوچھ گچھ کہاں کی جائے" ...... جولیا نے کہا

"ایک تہہ خانہ خالی ہے۔ اس میں صرف چند پیٹیاں ہیں
لے چلتے ہیں اسے" ...... تنویر نے کہا اور جولیا کے اثبات
ہلانے پر اس نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش ش

کاندھے پر لادا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر
ایک کافی بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک دیوار کے
... کی بھری ہوئی چند پیٹیاں موجود تھیں لیکن باقی تہہ خانہ
... تنویر نے شمیر خان کو فرش پر لٹا دیا۔

"رسی اور کرسیاں لے آتا ہوں" ...... تنویر نے کہا اور واپس
... لیا پیٹیوں کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے پیٹیوں میں موجود
... کرنا شروع کر دیا۔ ان پیٹیوں میں جدید ساخت کے
... ل اور ان کے میگزین موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد تنویر،
... کیپٹن شکیل تینوں ایک ایک کرسی اٹھائے اندر داخل

... تنویر کے ساتھ مل کر اس سے پوچھ گچھ کریں ہم باہر نگرانی
... صفدر نے کہا۔

ہاں۔ نگرانی بھی انتہائی ضروری ہے۔ اچانک کوئی آ سکتا ہے"۔
... کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل باہر کی طرف مڑ گئے جبکہ تنویر
... کرسی سائیڈ کی دیوار سے لگا کر رکھی اور پھر فرش پر بے
... ہوئے شمیر خان کو اٹھا کر اس نے اس کرسی پر ڈالا جبکہ
... اس کے سامنے دو کرسیاں اکٹھی کر کے رکھ دیں اور پھر تنویر
... مل کر اس نے شمیر خان کو رسی کی مدد سے کرسی سے اچھی
... [illegible] دیا۔

اب اسے ہوش میں لے آؤ" ...... جولیا نے پیچھے مڑ کر کرسی پر

بیٹھتے ہوئے کہا تو تنویر نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر
دیگرے تھپڑ رسید کرنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھ
خان چیخ مار کر ہوش میں آگیا تو تنویر پیچھے ہٹا اور جولیا کے سا
پر آکر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ یہ مجھے
کیوں باندھا ہے۔ تم نے تو مجھ سے سودا کرنا تھا"...... شمیر
پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا

"ہارون جب تم نے اسلحے کے سلسلے میں فون کیا تھا
بارے میں تفصیل بتاؤ"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو ش
بے اختیار چونک پڑا۔

"تم۔ تم نے کیسے یہ بات کی ہے۔ کیا مطلب"...... ش
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارے آفس میں سپیشل ڈکٹا فون نصب کر
اس لئے تمہاری ساری گفتگو جو فون پر ہارون سے ہوئی تھی
سن لی ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔ تنویر ہونٹ بھینچے
بیٹھا ہوا تھا۔

"ڈکٹا فون۔ کیا مطلب۔ کیا تم سرکاری آدمی ہو"...... ش
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ مس جولیا نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔ مزید بکواس کر
حیرت ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ ایک لمحے میں ہڈ

...... تنویر نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے باندھ کر مجھ پر غرا رہے ہو۔ مجھے چھوڑ دو پھر دیکھو کہ کون
اس کی ہڈیاں توڑتا ہے"...... اس بار شمیر خان نے بھی غصیلے لہجے
میں کہا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاؤ تنویر"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر
ایک بار پھر اسی طرح جھٹکے دار انداز میں بیٹھ گیا۔

"سنو شمیر خان۔ یہاں بے شمار اسلحہ موجود ہے۔ تمہارا وہ رنگو
ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اگر تم نہیں بتاؤ گے تو ہم صرف
کریں گے کہ یہاں بم کو چارج کر کے اسلحہ میں رکھ کر واپس
جائیں گے اور پھر بم پھٹ جائے گا اور اس کے بعد کیا ہوگا اس کا
تمہیں اچھی طرح اندازہ ہے لیکن اگر تم بتا دو تو ہم تصدیق کے بعد
تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اس کے بعد تم کیا کرتے ہو کیا نہیں یہ ہمارا
مسئلہ نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے صرف اس کا فون نمبر معلوم ہے اور بس"...... شمیر خان
نے کہا۔

"تنویر۔ اب یہ واقعی وقت ضائع کر رہا ہے۔ خنجر سے اس کی
آنکھ نکال دو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر بجلی کی سی
تیزی سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے ایک تیز دھار باریک پھل والا خنجر نکال لیا۔

"تم بندھے ہوئے پر وار کر رہے ہو۔ تم بزدل ہو"...... شمیر

خان نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی ا
کربناک چیخ سے تہہ خانہ گونج اٹھا۔ تنویر کا ہاتھ بجلی سے بھی زیا
رفتاری سے حرکت میں آیا تھا اور خنجر کی تیز نوک نے اس کی
آنکھ کے ڈھیلے کو کاٹ کر باہر نکال دیا تھا۔ شمیر خان نے چیخنے
ساتھ ساتھ بڑے کربناک انداز میں دائیں بائیں سر بھی مارنا ش
کر دیا۔

" اب بھی اگر یہ نہ بتائے تو اس کی دوسری آنکھ نکال دینا"۔
کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے اندھا مت کرو۔ میں بتا دیتا ہو
پہلے وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ دو گے"...... شمیر خان نے یکلخت
ہوئے کہا۔ اس کی ضد آنکھ نکلتے ہی اس طرح ختم ہو گئی تھ
آنکھ کے ساتھ ہی باہر نکل گئی ہو۔

" تفصیل سے بتاؤ لیکن غلط بیانی مت کرنا ورنہ"...... جو
سرد لہجے میں کہا۔

" اس کا معروف نام کالا ریچھ ہے وہ سوراج کی پہاڑیوں میں
ہے۔ وہاں اس کا انتہائی خفیہ اڈا ہے۔ وہاں بڑی بڑی غاروں میں
نے اسلحہ سٹاک کیا ہوا ہے۔ اس کے آدمی وہاں دور دور تک
دیتے ہیں۔ وہ ساری پہاڑیاں غیر آباد ہیں۔ وہاں جانے والے کو
سے ہی گولی مار دی جاتی ہے"...... شمیر خان نے چیختے ہوئے کہا۔

" تفصیل بتاؤ تفصیل"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو

نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

" تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس قدر ویران اور دور دراز کے علاقے
ان کیسے موجود ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" اس کے پاس جدید ٹائپ کا فون ہے جس کا تعلق روسیاہی خلائی
ے سے ہے۔ وہ روسیاہ کا آدمی ہے"...... شمیر خان نے کہا۔

" آفتاب خان سے اس کا کیا تعلق ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

" آفتاب خان روسیاہی ایجنسیوں کا خاص آدمی ہے اور یہ سارا
روسیاہ سے اس تک پہنچتا ہے اور پھر ہارون تک اور پھر ہارون
مجھ تک پہنچاتا ہے اور میں آگے پہنچا دیتا ہوں"...... شمیر خان
کہا۔

" کس طرح تمہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ کہاں پہنچانا ہے"۔
یا نے کہا۔

" اسلحہ کے تھیلوں میں ان لوگوں کے نام اور پتے موجود ہوتے
اور ان میں اسلحے کی تفصیل بھی موجود ہوتی ہے۔ ان کے مطابق
کام کرتا ہوں۔ ہر بار مختلف لوگوں کو اسلحہ پہنچایا جاتا ہے۔
لف گاؤں کے مختلف لوگوں کو اسلحہ سپلائی ہوتا ہے"۔ شمیر خان
نے کہا۔

" لیکن کیوں۔ وہ اس اسلحے کا کیا کرتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" میں نے سنا ہے کہ آفتاب خان خود سردار بننا چاہتا ہے۔ وہ
سیاہ کے ساتھ مل کر موجود بڑے سردار کے خلاف سازش کر رہا

ہے۔ اس سازش کے لئے یہاں کے ہی لوگوں کو اسلحہ سپلا
ہے جو اس بغاوت میں اس کے ساتھ شامل ہوں گے"......
نے کہا۔

"آفتاب خان کون ہے اور کہاں رہتا ہے"...... جولیا نے

"وہ بڑے سردار کا بھانجا ہے اور بڑے سردار کے علاقے
کا آبائی مکان اور ڈیرا ہے"...... شمیر خان نے جواب دیا۔

"کیا بڑے سردار کا بھائی سردار فراست خان بھی اس سا
شریک ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ تو زیادہ تر رہتا ہی روسیاہ میں ہے
خان نے کہا۔

"تنویر اسے آف کر دو"...... جولیا نے کہا تو تنویر جس
میں خنجر پکڑا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ رک جاؤ۔ میں نے
ہے"...... شمیر خان نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق
نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑپھڑانے لگ گیا۔ تنو
بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے دل میں خنجر دستے تک
دیا تھا۔

ی روشنی ہلکی ہلکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور اس وقت
سرسبز اور شاداب علاقہ جس میں پھولوں کی بے پناہ کثرت
انتہائی خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی
پہاڑی چٹان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں پہاڑی سے نیچے
وادی پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ تصویروں والے غار کو دیکھ کر واجد
کے ساتھ واپس ہوٹل پہنچ گئے تھے اور پھر صدیقی نے اسے مزید
دے کر اس سے ضروری اسلحہ وہیں ہوٹل میں ہی منگوا لیا تھا بلکہ
نے واجد خان کو بھی مجبور کر دیا تھا کہ وہ پچھلی رات تک ان کے
رہے اور انہیں کم از کم اس پہاڑی تک پہنچا دے جہاں سے
کالے ریچھ کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے تو واجد خان اس کام پر
نہ تھا لیکن صدیقی نے آخرکار اسے راضی کر لیا۔ اس کے لئے
خاصی بڑی رقم واجد خان کو دینی پڑی۔ چنانچہ پچھلی رات صدیقی

اور اس کے ساتھی سیاہ رنگ کے تھیلے اپنی پشت پر لادے
کی رہنمائی میں ہوٹل سے نکلے اور کالے ریچھ کے علاقے
بڑھنے لگے۔ سیاہ رنگ کے تھیلے اس ساخت کے تھے جیسے ک
پر پہاڑی علاقوں پر سیاحت کرنے والے سیاح اپنی پشت
کرتے ہیں جس میں کھانے پینے کے علاوہ ان کا دیگر ضرور
ہوا کرتا ہے اس لئے انہیں یقین تھا کہ اگر کسی نے انہیں د
کیا تو یہی سمجھا جائے گا کہ وہ سیاحت کرتے پھر رہے ہیں
ہونے کے قریب وہ اس پہاڑی تک پہنچ گئے اور واجد خان
اجازت لے کر واپس چلا گیا تھا کیونکہ اب اس پہاڑی کے ا
ریچھ کا علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔

"اس واجد خان کا خاتمہ کر دیتے تو اچھا تھا"...... چوہان۔

"نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ یہ اب ہمیں کوئی
نہیں پہنچا سکتا جبکہ لامیر میں یہ ہمارے کام آ سکتا ہے"......
نے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ آدمی۔ وہ دیکھو"...... اچانک خاور نے کہا تو وہ ب
اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے کافی گہرائی میں ایک آدمی کو
نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے ایک سائیڈ پر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

"اس آدمی کو پکڑ کر یہاں لانا چاہئے۔ اس سے اس اڈ
بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"میں لے آتا ہوں اسے۔ تم مجھے کور کرنا"...... چوہان

اس کے ساتھ ہی اس نے پشت پر بندھا ہوا تھیلا اتار کر وہیں
اور تیزی سے ایک کریک میں داخل ہو کر نیچے اتر گیا۔ وہ آدمی
اس پہاڑی کے دامن میں موجود غار میں داخل ہو کر ان کی
سے غائب ہو گیا تھا جس پہاڑی کی چوٹی پر وہ لوگ موجود
پھر تھوڑی دیر بعد واقعی چوہان چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے نیچے
اترتا دکھائی دینے لگا۔ وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے اور
اونچی چٹانوں کی اوٹ لئے اسے مسلسل آگے بڑھتا ہوا دیکھ رہے
البتہ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس پوری وادی کا بھی جائزہ لے
رہے۔ انہیں اصل خدشہ یہ تھا کہ جس طرح سامنے والی غار سے
یہ آدمی باہر نکلا ہے اسی طرح کوئی اور آدمی آ گیا تو وہ چوہان کو
دیکھ سکتا ہے اور یہ بھی انہیں معلوم تھا کہ اگر ایک بار فائرنگ
شروع ہو گئی تو پھر وہ رک نہ سکے گی لیکن چوہان ابھی نیچے پہنچا ہی تھا
وہی آدمی غار سے باہر نکلا۔ چوہان اس کے قریب پہنچ چکا تھا لیکن وہ
اس سے کچھ بلندی پر تھا اس لئے وہ آدمی اسے نہ دیکھ سکتا تھا اور
اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کوئی غیر آدمی یہاں موجود ہو
اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اس نے وہاں کھڑے ہو
لمحوں کے لئے اپنے بازوؤں کو ایسے حرکت دی جیسے وہ
طور پر ورزش کر رہا ہو لیکن پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے
دیکھا۔ شاید چوہان کے نیچے اترنے کی وجہ سے کوئی پتھر کھسکا تھا یا
ہی اسے آہٹ سنائی دی تھی۔ چوہان اس وقت تک اس کے سر

پر پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی کوئی واضح رد
کرتا چوہان نے کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھلانگ
دوسرے لمحے وہ دونوں ہی صدیقی اور اس کے ساتھیوں
سے غائب ہو گئے۔

"یہ کیا ہوا"...... صدیقی نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"وہ غار کے دہانے میں جا گرے ہیں"...... ساتھ بیٹھے ہو
نے کہا اور پھر جب کچھ دیر تک چوہان یا وہ آدمی دکھائی نہ د
کے جسموں میں سردی کی لہریں سی دوڑتی رہیں لیکن تھوڑ
جب انہوں نے چوہان کو باہر آتے دیکھا تو ان کے منہ سے
اطمینان بھرے طویل سانس نکل گئے۔ چوہان نے اس آد
ہوشی کے عالم میں کاندھے پر لادا ہوا تھا اور وہ اوپر چڑھ رہا تھا
دیر بعد وہ اوپر پہنچ گیا۔ اس کے جسم پر لگی ہوئی خراشیں صا
دے رہی تھیں لیکن یہ خراشیں معمولی سی تھیں۔

"اسے ادھر لے آؤ"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ یہیں رکو گے اور خیال رکھو گے۔ ہم اس
پوچھ گچھ کر لیں"...... صدیقی نے خاور اور نعمانی سے کہا
چوہان سمیت سائیڈ پر ایک اونچی چٹان کی طرف بڑھ گیا۔
اس آدمی کو چٹان کے ساتھ زمین پر لٹا دیا۔

"تم زخمی تو نہیں ہوئے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں۔ بس معمولی سی رگڑیں آئی ہیں"...... چوہان

ں نے جھک کر اس آدمی کے ناک اور منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر
دبا دیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے
نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹائے اور
کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے ایک طرف رکھی ہوئی اپنی مشین
اٹھا لی۔ چوہان بھی سائیڈ پر کھڑا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔ آنکھیں
ہی اس آدمی نے لاشعوری طور پر اٹھنے کے لئے جسم کو سمیٹا اور
لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

دار۔ اب اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش نہ کرنا"۔ صدیقی
مشین گن کی نال کا رخ اس کے سینے کی طرف کرتے ہوئے
سخت لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر
گئے۔

"تم۔ تم کون ہو اور تم یہاں کیسے پہنچ گئے"...... اس آدمی نے
ے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... صدیقی نے اس کے سوال کو نظر انداز
نے اس سے پوچھا۔

"میرا نام رانجی ہے۔ رانجی۔ مم۔ مگر تم کون ہو"...... رانجی نے
میں کہا جیسے اسے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"[illegible] کہاں ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"کک۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے کہا لیکن دوسرے

لمحے وہ چیختا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر جھٹکا کھا کر سیدھا
صدیقی کی لات اس کے پہلو پر پڑی تھی۔
"اب اگر مطلب پوچھا تو"...... صدیقی نے غراتے ہوئے
"وہ۔ وہ اپنے غار میں ہوگا"...... رانجی نے اس بار قدرے
لہجے میں کہا۔
"یہاں کتنے افراد ہیں"...... صدیقی نے پوچھا۔
"بیس افراد ہیں"...... رانجی نے جواب دیا۔
"وہ سب کیوں نہیں اٹھے۔ تم اکیلے کیوں باہر آئے"
صدیقی نے کہا۔
"وہ سب سو رہے ہیں۔ وہ سب رات کو پہرہ دیتے ہیں۔ میں
کو ہی سو گیا تھا اس لئے جلدی اٹھ گیا۔ دراصل میں تو
حاجت کے لئے اٹھا تھا"...... رانجی نے جواب دیا۔
"چوہان اسے پکڑ کر لے آؤ"...... صدیقی نے کہا تو چوہان
جھک کر ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی اور اسے جھٹکے سے
کھڑا کر دیا جبکہ صدیقی واپس اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا تھا۔
"چلو"...... چوہان نے اسے آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔
"وہ۔ وہ۔ تم۔ تم لوگ"...... رانجی نے لڑکھڑاتے ہوئے
میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"خبردار اگر کوئی آواز نکالی تو پیٹ پھاڑ دوں گا"...... چوہان
غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ وہاں چوٹی کے قریب

"اب بتاؤ کہ کن غاروں میں یہ لوگ سوئے ہوئے ہیں اور کالے
ریچھ والا کون سا غار ہے۔ اگر سچ بتاؤ گے تو زندہ بچ جاؤ گے ورنہ"۔
صدیقی نے غراتے ہوئے کہا تو رانجی نے ہاتھ سے اس طرف موجود
غاروں کی طرف اشارہ کیا جہاں سے وہ خود نکلا تھا۔
"کالے ریچھ والا غار بھی انہیں میں سے ہے"...... صدیقی نے
پوچھا۔
"ہاں۔ وہ بڑے غار میں سوتا ہے"...... رانجی نے جواب دیا۔
"اسلحے کا سٹور کن غاروں میں ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔
"وہ تو دوسری پہاڑی کی غاروں میں ہوتا ہے۔ یہاں تو صرف
رہائشی غاریں ہیں"...... رانجی نے جواب دیا۔
"اسے آف کر دو"...... صدیقی نے کہا تو اس کی سائیڈ پر موجود
چوہان کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا
بھرپور وار رانجی کی گردن پر پڑا اور رانجی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی
اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد
ساکت ہو گیا۔ ایک ہی مضبوط اور پوری قوت سے لگنے والی ضرب
نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔
"تھیلیوں میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنیں نکالو اور
جلدی کرو۔ ہم نے ان غاروں میں گیس فائر کرنی ہے ورنہ یہاں گوریلا
جنگ شروع ہو جائے گی۔ یہ آدمی تو اچانک مارا گیا ہے جبکہ سنبھلا

ہوا آدمی ہمارے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے"
صدیقی نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
تھوڑی دیر بعد انہوں نے تھیلوں میں سے بے ہوش کر دینے والی
گیس کی گنوں کے پارٹس نکال کر اور جوڑ کر سیٹ کر لیا۔ ان میں
میگزین ڈالے اور پھر انہوں نے تھیلے دوبارہ اپنی اپنی پشت پر لادے
اور اس کے بعد وہ احتیاط سے اس کریک سے اتر کر نیچے جانے لگے
جہاں سے چوہان نیچے اترا تھا۔ چونکہ چوہان پہلے نیچے تک ہو آیا تھا اس
لئے اس بار چوہان ہی ان کی رہنمائی کر رہا تھا جبکہ رانجی کی لاش اوپر
پڑی رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کریک سے نکل کر باہر آئے
اور پھر تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔ وادی میں پہنچ کر وہ سائیڈ پر
ہو کر سامنے والی پہاڑی کی طرف بڑھے جس میں ان لوگوں کی
رہائشی غاریں تھیں۔ سورج ابھی پوری طرح نہ نکلا تھا اس لئے ابھی
رانجی کے علاوہ اور کوئی آدمی ان غاروں سے باہر نہ آیا تھا۔ لیکن
بہرحال ایسا کسی بھی وقت ہو سکتا تھا اس لئے وہ بے حد محتاط انداز
میں چل رہے تھے۔ پھر جب وہ غاروں کے قریب پہنچے تو وہاں اکٹھی
پانچ غاریں تھیں جن کے دہانے کھلے ہوئے تھے لیکن اندر اندھیرا
تھا۔

"ان غاروں میں گیس فائر کر دو۔ بیک وقت سب غاروں
میں"۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اچھل کر کھڑے
ہو گئے اور پھر انہوں نے گنوں کے رخ غاروں کے دہانوں کی طرف

کر کے ٹریگر دبا دیئے اور گنوں سے نکلنے والے کیپسول غاروں کے
دہانوں کے تھوڑے سے اندر زمین سے ٹکرا کر پھٹنے لگے اور دودھیا
رنگ کا دھواں غاروں میں بھر گیا اور باہر بھی آنے لگا۔
"بس کافی ہے"...... صدیقی نے کہا اور ان سب کے ہاتھ رک
گئے۔

"اب مشین گنیں ہاتھوں میں لے لو اور جو بھی باہر آئے اسے اڑا
دو"...... صدیقی نے کہا تو ان سب نے کاندھوں سے لٹکی ہوئی
مشین گنیں اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لیں جبکہ بے ہوش کر دینے والی
گیس کی گنیں انہوں نے کاندھوں سے لٹکا لیں۔ پھر کافی دیر تک وہ
غار میں باہر کھڑے رہے لیکن کوئی آدمی باہر نہ نکلا تھا۔
"آؤ اب غاروں کا جائزہ لے لیں۔ ہمیں اس کالے ریچھ کو پکڑنا
ہے"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اکٹھے ایک غار میں
داخل ہو گئے۔ غار آگے جا کر بل کھا کر گھوم گیا تھا اور آگے اس غار
کو قالینوں سے سجایا گیا تھا اور وہاں آٹھ آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں
قالینوں پر کمبل اوڑھے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پھر اسی طرح
ایک ایک کر کے انہوں نے ساری غاریں چیک کر لیں۔ البتہ ایک
ہی غار میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس کے سر
پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بالوں والی ٹوپی اس طرح موجود تھی
جیسے اس نے وگ پہن رکھی ہو۔ اس غار میں دو عورتیں بھی بے
ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں مقامی عورتیں تھیں اور ان کے

جسموں پر نامناسب لباس تھے۔

"یہی کالا ریچھ ہے۔ ان عورتوں کو یہیں رہنے دو۔ تین
گھنٹوں بعد انہیں ہوش آجائے گا اور یہ خود ہی اپنے گھروں کو
جائیں گی۔ البتہ باقی غاروں میں موجود سب افراد کو ہلاک کر دو"
صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر خود ہی
کالے ریچھ کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر غار کے دہانے کی طرف
بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آگئے جبکہ وہ دونوں
عورتیں وہیں پڑی رہ گئیں۔ باہر آکر صدیقی نے اس کالے ریچھ کو
ایک چٹان کے ساتھ لٹا دیا جبکہ اس کے ساتھی دوسری غاروں کی
طرف بڑھ گئے اور پھر فضا میں مشین گنیں چلنے کی ہلکی ہلکی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔ چونکہ غاروں کے اندر مشین گنیں چل رہی تھیں
اس لئے باہر ہلکی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد
آوازیں ختم ہو گئیں تو اس کے ساتھی ایک ایک کر کے غاروں سے
باہر آگئے۔

"اب کوئی رسی تلاش کرو تاکہ اس کالے ریچھ کو باندھا جا سکے
ورنہ یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کرے گا اور نعمانی تم اوپر چلے جاؤ۔ کسی
بھی لمحے کوئی بھی آسکتا ہے"...... صدیقی نے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا
واپس اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے وہ سب نیچے اترے تھے۔

"میں لے آتا ہوں رسی۔ میں نے ایک غار میں رسی کا بنڈل دیکھا
ہے"...... چوہان نے کہا اور تیزی سے ایک غار کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کام تو انتہائی آسانی سے ہو گیا ورنہ میرا خیال تھا کہ یہاں
ی جنگ لڑنا پڑے گی"...... خاور نے کہا۔

"اس رانجی کی وجہ سے سہولت ہو گئی۔ اگر اسے حاجت نہ ہوتی
اصلی مسئلہ بن جاتا۔ بہرحال قدرت جب مدد کرتی ہے تو ایسا ہی
ا ہے"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔
ی دیر بعد چوہان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں نائیلون کی رسی کا
بنڈل موجود تھا۔ پھر خاور اور چوہان نے مل کر بے ہوش پڑے
نے اس کالے ریچھ کو چٹان کے ساتھ بٹھا کر رسی کی مدد سے چٹان
جکڑ دیا کہ وہ معمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔
کے ساتھ ہی صدیقی نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور
کا ڈھکن ہٹا کر اس نے جھک کر بوتل کا دہانہ کالے ریچھ کی ناک
لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر
نے بوتل کا ڈھکن لگایا اور اسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔
ی دیر بعد اس کالے ریچھ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار
نے شروع ہو گئے اور پھر ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار
کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف
سا کر ہی رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم کون ہو اور یہ تم نے مجھے کیا کیا ہے"۔
لے ریچھ نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے
میں کہا۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"میرا نام ہارون ہے۔ لیکن تم کون ہو۔ میرے ساتھی کہاں ہیں اور تم یہاں تک پہنچ کیسے گئے"...... ہارون نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہارے سب ساتھیوں کی لاشیں غاروں میں پڑی ہوئی ہیں اس لئے اب تمہاری مدد کے لئے کوئی نہیں آ سکتا"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر رانجی کے باہر آنے لے کر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے اور پھر ہارون کو لے آنے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دینے کی تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ افراد ہو۔ لیکن تم نے یہ سب کیوں کیا ہے۔ میرا تعلق تو کسی حکومت سے نہیں ہے۔ میں تو اسلحے کا ایک عام سا اسمگلر ہوں"...... ہارون نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ تم روسیاہی اسلحے کے سب سے بڑے ڈیلر ہو۔ ہم نے تم سے یہ پوچھنا ہے کہ تمہارا باس کون ہے اور ساگان کے بڑے سردار کے خلاف کس سازش کی منصوبہ بندی کر رہے ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ میں کوئی سازش نہیں کر رہا۔ میں تو اسلحے کا ڈیلر ہوں۔ بس"...... ہارون نے کہا لیکن دوسرے لمحے صدیقی کی لات گھومی اور فضا ہارون کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی صدیقی کی لات اس کی پسلیوں پر پڑی تھی۔

"ابھی ہم تمہارے ساتھ اس لئے بہتر سلوک کر رہے ہیں کہ تم ہمیں سب کچھ بتا دو ورنہ تمہاری یہاں ایک ایک ہڈی توڑی جا سکتی ہے۔ بولو۔ سچ بول کر تم اپنی جان بچا سکتے ہو۔ ہمیں تم سے ذاتی دشمنی نہیں ہے لیکن ہم سچ سننا چاہتے ہیں"...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

"خطرہ"...... اچانک اوپر سے نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا ہوا ہے"...... صدیقی نے بھی چیخ کر پوچھا۔

"تین مرد اور ایک عورت بڑے پراسرار انداز میں ادھر آ رہے ہیں۔ ابھی وہ کافی فاصلے پر ہیں لیکن ان کا رخ اس طرف ہی ہے"۔ نعمانی نے اوپر سے چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کی نال پکڑی اور دوسرے لمحے مشین گن کا دستہ پوری قوت سے بندھے ہوئے کالے ریچھ کی کھوپڑی پر پڑا اور اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی لیکن صدیقی نے فوراً ہی دوسرا وار کیا اور ہارون یعنی کالا ریچھ بے ہوش ہو گیا تو صدیقی تیزی سے اس طرف کو لپک پڑا جدھر اس کے ساتھی پہلے ہی جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اور نعمانی کے پاس پہنچ گئے جو ایک چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔

"کہاں ہیں یہ لوگ۔ کہاں ہیں"...... صدیقی نے قریب جا کر کہا اور پھر وہ سب ہی چٹانوں کی اوٹ میں بیٹھ کر ادھر دیکھنے لگے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو شاید جولیا اور اس کے ساتھی ہیں"...... نعمانی نے کہا تو صدیقی اور اس کے دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے اور پھر نعمانی کے بتانے پر جب انہوں نے بھی آنے والوں کو دیکھا تو وہ بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاں۔ یہ جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل ہیں اور اپنی شکلوں میں ہیں"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"صفدر، میں صدیقی ہوں"...... صدیقی نے پوری قوت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو اس کی آواز پہاڑوں میں گونج گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان چاروں کو اچھل کر چٹانوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے دیکھا۔

"آؤ۔ آگے آ جاؤ تاکہ وہ تسلی کر لیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی آگے بڑھے لگے۔ صدیقی نے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا کر ہرانے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور اس کے ساتھی چٹانوں کی اوٹ سے نکلے۔ انہوں نے بھی ہاتھ ہرائے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"یہ لوگ بھی شاید اس ہارون کا سراغ نکالتے ہوئے ادھر آئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ظاہر ہے جس طرح ہم نے کام کیا ہے اسی طرح انہوں نے بھی

ہو گا"...... چوہان نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل چاروں چڑھائی چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔

"...ال ہے۔ تم لوگ پہلے سے یہاں موجود ہو حالانکہ ہم سمجھ ...ے کہ ہم نے کارنامہ سرانجام دیا ہے"...... صفدر نے ...تے ہوئے کہا۔

"...رنامہ تو نعمانی نے انجام دیا ہے کہ تمہیں اتنے فاصلے سے بھی ...لیا ہے ورنہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اندرونی جنگ ہو جاتی"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ...ے۔

"...م لوگ یہاں کس لئے آئے تھے۔ یہ لاش کس کی ہے"۔ جولیا ...ک طرف پڑی ہوئی رانجی کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

"...م یہاں کالے ریچھ کی سرکوبی کے لئے آئے ہیں اور یہ لاش بھی ...ے آدمی کی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"...الا ریچھ۔ وہ کون ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"...اس شمیر خان نے ہارون کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ کالا ریچھ ...کہلاتا ہے"...... تنویر نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ تو کہاں ہے وہ ہارون اور تمہیں اس ...بارے میں کیسے معلوم ہو گیا"...... جولیا نے کہا تو صدیقی نے ...خان کی ٹپ دارالحکومت سے ملنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے اور

پھر ان سب پر قابو پالینے کی تفصیل بتادی۔ البتہ نعمانی وہیں
رہ گیا تھا۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ فورسٹارز باقی ممبرز سے
تیز رفتار ثابت ہو رہے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے

وہ سب اب مل کر نیچے وادی میں اتر رہے تھے جہاں ہارون
بیٹھ رسی کی مدد سے چٹان سے بندھا ہوا موجود تھا۔

"فورسٹارز کو چونکہ کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا اس لئے
ملتا ہے تو وہ ساری کسر اکٹھی نکالنے کی کوشش کرتے ہیں"
نے جواب دیا اور ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی
بعد وہ نیچے پہنچ کر اس چٹان کی طرف بڑھ گئے جس کے ساتھ
رسی کی مدد سے بندھا ہوا موجود تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی

"اس سے کیا پوچھ رہے ہو"...... جولیا نے صدیقی سے پوچھا

"یہ بتائے گا کہ سازش کا اصل سرغنہ کون ہے اور اس
کے پوائنٹس کہاں کہاں ہیں کیونکہ اصل مرکزی آدمی یہی ہے
دوسری پہاڑی کے غاروں میں اسلحہ بھرا ہوا ہے"...... صدیقی
کہا۔

"سپلائی تو شمیر خان کرتا تھا اور شمیر خان سے ہم پوچھ چکے
ہیں۔ اسلحہ مختلف لوگوں میں تقسیم ہو رہا ہے اور یہ شخص جس
کو جس قسم اور جس مقدار کا اسلحہ بھجوانا ہوتا ہے اس کی
اسلحے کے ساتھ شمیر خان کو بھجواتا ہے اس لئے واقعی اصل آدمی

"اب سب کچھ یہ خود بتائے گا"...... جولیا نے کہا تو صدیقی نے
میں سر ہلا دیا اور پھر خود ہی اس نے جھک کر ہارون کا ناک اور
دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ہارون کے جسم
ایک بار پھر حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو
لی نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہارون
کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ اور لوگ کہاں سے آگئے۔ یہ غیر ملکی
۔ کیا مطلب"...... ہارون نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی
ائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو ہارون۔ اب تمہارے پاس آخری موقع ہے۔ تم پوری
ل بتا دو۔ ہمارا وعدہ کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے ورنہ تم جانتے
کہ تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے"...... صدیقی نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... ہارون نے
لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ تم سچ بول دو"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہارے ساتھ اس غیر ملکی عورت کو دیکھ کر میں سمجھ گیا ہوں
تم یقیناً ایکریمیا کے تربیت یافتہ لفٹننٹ ہو اور سب کچھ جانتے ہو
لئے میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں سب کچھ بتانے
لئے تیار ہوں لیکن مجھے اپنی زندگی بھی عزیز ہے اس لئے وعدہ کرو
مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... ہارون نے کہا تو صدیقی نے باقاعدہ

وعدہ کر لیا۔

"تو پھر سنو۔ میں تمہیں اصل بات بتا دیتا ہوں۔ ساگان کے
علاقے میں روسیاہی خصوصی خلائی سیارے نے پہاڑیوں کے
ایک انتہائی نایاب دھات ایکس دی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ۔ یہ
ہے۔ یہ دھات پوری دنیا میں انتہائی نایاب ہے۔ یہ دھات
الاقوامی میزائلوں اور انتہائی جدید ترین ٹیکنالوجی کے حامل میز
کی تیاری میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ علاقہ تاجکستان اور
کی سرحد پر ہونے کی بجائے پاکیشیا اور ساگان کے سرحدی علا
ہے اس لئے روسیاہ یہاں سے یہ دھات اس وقت تک حاصل
کر سکتا جب تک ساگان کا علاقہ روسیاہ کے ساتھ الحاق نہ کر
ساگان کا موجودہ سردار ارباب خان پاکیشیا کا انتہائی حامی ہے ا
اس سے بات چیت بے کار تھی اور اگر اسے اس دھات کا علم
تو یقیناً وہ پاکیشیا کو اطلاع دے دیتا اس لئے یہ منصوبہ بنایا
سردار ارباب خان کے خلاف مقامی بغاوت کرا کر اسے ہلاک
جائے اور اس کی جگہ دوسرا سردار بنایا جائے جو ساگان کا الحاق
سے توڑ کر اسے روسیاہ کے ساتھ کر دے اور پھر اطمینان
دھات حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ اس سازش کے تحت میں یہ
تقسیم کر رہا ہوں"...... ہارون نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہ

"کیا دوسرا سردار فراست خان نے بننا تھا"...... جولیا نے پو

"نہیں۔ سردار فراست خان گو روسیاہ میں زیادہ رہتا ہے او

ا کی بیوی اور بچے بھی ہیں لیکن وہ اس حد تک نہیں جا سکتا کہ
کیشیا سے الحاق ہی توڑ دے اس لئے سردار ارباب خان کے بھانجے
دار آفتاب خان کا انتخاب کیا گیا اور یہ اسلحہ بھی اس کے ذریعے ہی
تک پہنچتا ہے اور لوگوں کو بھاری دولت بھی وہی دیتا ہے۔ میں
ی اس کا ہی آدمی ہوں۔ وہ مجھے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعے
طلاع بھجواتا ہے تو میں ایک خصوصی راستے سے جا کر تاجکستان سے
لحہ یہاں لے آتا ہوں اور پھر یہاں سے اس کی ہدایت پر شمیر خان
ک پہنچاتا ہوں اور شمیر خان اسے آگے تقسیم کرتا ہے"۔ ہارون نے
واب دیتے ہوئے کہا۔

"آفتاب خان کی تاجکستان یا روسیاہ کی کس ایجنسی سے لائن
ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

"روسیاہ کی ایجنسی دوسکا سے۔ جس کا چیف آسکوف ہے جسے کے
جی بی کی سرپرستی بھی حاصل ہے"...... ہارون نے جواب دیا۔

"تم نے چونکہ سچ بتایا ہے اس لئے میں تم سے وعدہ نبھاؤں گا
لیکن ہم تمہیں یہیں بندھا ہوا چھوڑ جائیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا مت کرو۔ یہاں کوئی نہیں آتا۔ یہ تو تم لوگ
یہاں پہنچ گئے ہو ورنہ مقامی لوگ تو یہاں سے میلوں دور سے ہی مڑ
جاتے ہیں اور میں اسی طرح بندھا بندھا مر جاؤں گا۔ ایسا مت کرنا۔
مجھے رہا کر دو"...... ہارون نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس غار میں تم تھے اس میں دو عورتیں بے ہوش پڑی ہیں۔

ہم نے انہیں ہلاک نہیں کیا۔ وہ دو تین گھنٹوں بعد خود بخو
میں آکر باہر آئیں گی تو وہ تمہیں خود ہی رہا کر دیں گی"......
نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"عورتیں اور یہاں۔ کیا مطلب۔ کیا وہ اس کے گرو
شامل ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ وہ بے چاری کوئی مقامی عورتیں ہیں
شاید اس کے آدمی زبردستی پکڑ لائے ہوں گے"...... صد
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر تم اسے زندہ چھوڑ رہے ہو۔ اس درندے کو"
نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑ
کی آواز کے ساتھ ہی گولیوں کی بارش ہارون کے جسم پر برس
ایک ہی چیخ مار سکا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں

"نانسنس۔ ایسے لوگوں کو زندہ چھوڑنا انسانیت کے سا
ہے۔ کہاں ہیں وہ عورتیں۔ انہیں ہوش میں لے آؤ۔ ہم انہیں
لے چلیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں مس جولیا۔ وہ خود ہی ہوش میں آکر اپنے اپنے گھروں
پہنچ جائیں گی ورنہ وہ ہماری نشاندہی کر سکتی ہیں اور اس طرح
کے ساتھیوں سے ہماری خواہ مخواہ کی جنگ شروع ہو جائے گی
ہمیں وہ اسلحہ والی غاریں تلاش کرنی ہیں اور وہاں وائرلیس بم لا

سے اسے ڈی چارج کرنا ہے اس طرح اسلحے کا یہ سارا ذخیرہ
جائے گا ورنہ یہ اسلحہ غلط لوگوں تک بھی پہنچ سکتا ہے"۔
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو ایسا ہی کرو۔ اب مشن تو مکمل ہو گیا۔ اب تو
صرف چیف کو رپورٹ ہی دینی ہے"...... جولیا نے کہا تو سب
ثبات میں سرہلا دیئے کیونکہ واقعی ایک لحاظ سے اصل سازش
چکی تھی اور سازش کا سرغنہ بھی اس لئے ان کے لحاظ سے تو
مکمل ہو چکا تھا۔ باقی کام ملٹری انٹیلی جنس آسانی سے کر سکتی

کمرے میں سردار ارباب خان، سردار فراست خان اور سر
خان موجود تھے۔ ان سب کے چہرے اترے ہوئے تھے کیونکہ
سردار آفتاب خان کو دفن کر کے اور اس کے بعد سردار آ
کے ڈیرے پر فاتحہ خوانی کے لئے بیٹھنے کے بعد شام ہو
واپس اپنی رہائش گاہ پر آئے تھے۔ سردار آفتاب خان کی جوانی
نے ان سب کو انتہائی افسردہ کر دیا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ سردار آفتاب خان کی موت میں کسی
کا ہاتھ ہے۔ اس کے خلاف سازش کی گئی ہے"...... اچانک
جہان خان نے کہا تو سردار فراست خان اور سردار ارباب خان
چونک پڑے۔

"سازش۔ کیا مطلب۔ آپ کھل کر بات کریں۔ وہاں
آلات کے پرزے بھی ملے ہیں اور آفتاب خان کے زخموں

ہا آ رہی تھی۔ یوں لگتا ہے کہ وہ کسی سائنسی آلے پر کام کر رہا تھا
کہ اچانک وہ آلہ پھٹ گیا اور اس سے آفتاب خان ہلاک ہو گیا"۔
سردار ارباب خان نے کہا۔

"تو کیا آفتاب خان سائنس دان تھا۔ وہ تو عام پڑھا ہوا تھا۔ اسی
لئے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ سب سازش تھی اور مجھے یہ سازش تمہارے
اس مہمان کی لگتی ہے۔ اس نے آفتاب خان کو کسی بھی وجہ سے
راستے سے ہٹایا ہے"۔ سردار جہان خان نے کہا اور پھر اس سے پہلے
کہ سردار ارباب خان اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک کمرے کا
دروازہ کھلا تو عمران اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوئے۔ وہ
چونکہ پہلے ہی نماز جنازہ اور پھر فاتحہ خوانی میں شریک ہو چکے تھے اس
لئے وہ سلام کر کے خالی کرسیوں پر آ کر بیٹھ گئے۔

"سردار جہان خان کا خیال ہے کہ آفتاب خان کو سازش کے
ذریعے راستے سے ہٹایا گیا ہے۔ تم ایسے معاملات کو ہم سے زیادہ بہتر
انداز میں سمجھتے ہو اس لئے تمہارا کیا خیال ہے"...... سردار ارباب
خان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار جہان خان کی بات درست ہے"...... عمران نے کہا تو
سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا سازش کی گئی ہے"...... سردار ارباب خان نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سازش کی نہیں گئی بلکہ سازش کو افشا ہونے سے روکنے کے

لیئے آفتاب خان کو راستے سے ہٹایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پلیز۔ کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ وہ کسی سائنسی آلے پر کام کر رہا تھا اچانک پھٹ گیا اور اس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا۔ لیکن اب تم جہان خان کی بات کی تائید کر کے تم نے معاملے کو زیادہ گھمبیر دیا ہے"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"میں یہی بات آپ کو بتانے آیا تھا۔ میں تو یہاں صرف اس لئے آیا تھا کہ اگر کوئی سازش ہو رہی ہے تو سازش کرنے والوں کی ساری توجہ مجھ تک ہی رہ جائے لیکن سیکرٹ سروس کے چیف نے اپنی ٹیم یہاں خفیہ طور پر بھجوائی تاکہ سازش کا سراغ لگایا جا سکے انہوں نے دو روز میں ہی پوری سازش کا سراغ لگا لیا۔ ظاہر ہے اس کی اطلاع سازش کرنے والوں کو بھی ہو گئی اس لیئے انہوں نے آفتاب خان کو ہلاک کر دیا کیونکہ مقامی سطح پر اس سازش کا اصل سرغنہ آفتاب خان ہی تھا"...... عمران نے کہا۔

"سرغنہ اور آفتاب۔ لیکن سازش کیا تھی"...... اس بار فراست خان نے کہا۔

"یہ سازش روسیاہ کی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ روسیاہ کے خصوصی خلائی سیارے نے ساگان کے کسی علاقے میں کوئی نایاب دھات ٹریس کی ہے۔ یہ دھات انتہائی نایاب ہے اور جدید ترین اور دور تک مار کرنے والے میزائلوں میں بنیادی طور پر استعمال ہوتی

ں دھات کی تلاش تمام سپر پاورز بھی کر رہی ہیں اور ان کو بھی جو میزائل ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں اور آپ کو اتنا تو معلوم ہو گا کہ آئندہ دور میں روایتی دفاعی اسلحہ سراسر ہو جائے گا اور ہر ملک کا دفاع تمام تر میزائلوں اور میزائل میاروں پر ہی ہو گا اس لئے اس دھات کی اہمیت کو آپ سمجھ ں۔ اب اس دھات کو اس انداز میں حاصل کرنا کہ دوسری رز حتیٰ کہ پاکیشیا تک کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے۔ اس کے سیاہ نے ایک سازش تیار کی۔ سردار ارباب خان پاکیشیا کے ں اور سردار فراست خان کا گو روسیاہ آنا جانا رہتا ہے اور انہوں ں شادی بھی کر رکھی ہے لیکن اس کے باوجود روسیاہ حکام کو ہے کہ سردار فراست خان بہرحال اس قدر آگے نہیں جا سکتے ا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اس منصوبے کے لئے آفتاب ا انتخاب کیا۔ آفتاب خان سے ظاہر ہے ان کا پہلے سے رابطہ ہو تاب خان شاید اسلحہ کی اسمگلنگ میں ملوث تھا اور یہ کیس بھی ی ایجنسی دوسکا ڈیل کر رہی تھی جس کا کام سرحدی اسمگلنگ لاف کام کرنا تھا۔ بہرحال سازش یہ تھی کہ یہاں لوگوں کو ی دولت دے کر سردار ارباب خان کے خلاف بغاوت پر اکسایا ۔ اس کے بعد اچانک بغاوت کی جائے اور سردار ارباب خان دار فراست خان کے ساتھ ساتھ یہاں پر ان کے سب افراد کا اوت کے تحت خاتمہ کر دیا جائے اور آفتاب خان کو ساگان کا

نیا سردار منتخب کر دیا جائے۔ چونکہ یہ ایک لحاظ سے خا
مقامی بات سمجھی جاتی اس لئے حکومت پاکیشیا بھی اس میں د
نہ کر سکتی تھی۔ پھر آفتاب خان سے پاکیشیا سے معاہدہ
تاجکستان سے معاہدہ کرایا جاتا اور روسیاہ اور اس کے حامی
خاص طور پر کافرستان اسے فوراً تسلیم کر لیتے۔ اس طرح پاک
الاقوامی طور پر کچھ نہ کر سکتا اور پھر روسیاہ کی فوجیں فوراً یہا
کے نام پر پہنچ جاتیں۔ اس کے بعد خاموشی سے یہ دھات
روسیاہ پہنچا دی جاتی۔ یہ تھی اصل سازش جس کی کچھ نہ کچھ
سردار ارباب خان کے کانوں میں پڑ گئی لیکن ثبوت نہ مل سکے
نے اپنے باپ کو پریشان دیکھا تو اس کے پوچھنے پر سردار ار
نے اشارتاً اسے اس بارے میں بتایا تو شمسہ نے سر سلطان
کیا اور سر سلطان نے اسے میرے پاس بھیج دیا۔ مجھے جب اس
کے بارے میں علم ہوا تو میں بے حد پریشان ہوا کیونکہ
سے یہ سازش پاکیشیا کے خلاف تھی لیکن اصل مقصد کا علم
اس لئے میں یہاں آ گیا جبکہ سیکرٹ سروس ساگان میں خف
کام کرتی رہی۔ یہاں ایک شخص ہارون نامی ہے جسے عرف
کالا ریچھ کہا جاتا ہے۔ وہ آفتاب خان کا ماتحت اور اس
مرکزی کردار تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تک پہنچ گئی اور
نے یہ سازش افشا کر دی۔ اسے ہلاک کر دیا گیا اور رپور
تک پہنچ گئی اور یقیناً اس کی اطلاع آفتاب خان کو بھی مل

ارباب خان سائنسی آلہ کہہ رہے ہیں میں نے اسے چیک
وہ انتہائی جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا جس کے اندر خصوصی
بم موجود تھا۔ آفتاب خان نے اس بارے میں جیسے ہی اس
کے ذریعے روسیاہ اطلاع دی تو وہ لوگ سمجھ گئے کہ پاکیشیا
سروس نے سازش کا سراغ لگا لیا ہے اور اب وہ آفتاب خان
روسیاہ کی اس سازش کے پیچھے اصل بات تک پہنچ جائیں
اس لئے انہوں نے اس بم کو وائرلیس کے ذریعے ڈی چارج کر
کر دیا اور اس طرح آفتاب خان ہلاک ہو گیا لیکن انہیں
نہیں تھا کہ اصل مقصد سے ہارون عرف کالا ریچھ بھی واقف
پہلے ہی سب کچھ بتا چکا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے
کہا۔

"کیا آپ کا رابطہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تھا"...... سردار
خان نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس نے چیف کو رپورٹ دی۔ ادھر میں نے
آفتاب خان کی موت کے بارے میں رپورٹ دی تو چیف
پوری تفصیل بتا دی"...... عمران نے وضاحت سے جواب
نے کہا۔

"اسی لئے آفتاب خان بے چین ہو رہا تھا کہ اس کی شادی
شمسہ سے کر دی جائے تاکہ وہ جب اپنی سازش مکمل کرے
پہلے سے اس کی بیوی ہو۔ اس طرح اس پر کوئی شک نہ

کرتا"...... جہان خان نے کہا۔

"لیکن روسیاہ دوبارہ بھی تو سازش کر سکتا ہے۔ بہرحال آ
خان کی موت سے یہ دھات تو غائب نہیں ہو جائے گی
معلوم ہے کہ حکومتیں ایسے معاملات میں کس قدر سفاک
ہیں"۔ سردار فراست خان نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن اب کم از کم وہ سردار ارباب
کو اس انداز میں ہٹانے کی سازش نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں
ہے کہ اس بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو چکا
البتہ انہیں یہ یقین ہو گا کہ آفتاب خان کو ہلاک کر کے انہیں
اصل مقصد یعنی اس دھات کے بارے میں معلومات پاکیشیا
پہنچنے سے روک دی ہیں اس لئے اب وہ کوئی اور منصوبہ بنائیں
میری چیف سے بات ہوئی ہے۔ چیف اب اس دھات کا اصل
معلوم کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ سپاٹ معلوم ہو
دھات پاکیشیا حاصل کرے۔ پاکیشیا اس کی ساگان کو باقاعدہ
ادا کرے گا جس سے ساگان میں بھی خوشحالی آجائے گی اور پاکیشیا
میزائل پر مبنی دفاعی نظام بھی طاقتور ہو جائے گا"۔ عمران نے
دیا۔

"آپ میری طرف سے حکومت پاکیشیا اور خصوصی
سر سلطان کا شکریہ ادا کریں۔ اگر آپ یہاں نہ آتے تو یقیناً
کامیاب ہو جاتی"...... سردار ارباب خان نے کہا۔

"اس کے لئے آپ ثمسہ کا شکریہ ادا کریں۔ اگر وہ سر سلطان اور
نہ پہنچتی تو شاید ہم بھی یہاں نہ آتے۔ بہرحال اب مجھے
دیں میں نے واپس جا کر چیف کو رپورٹ کرنی ہے"۔ عمران
ہوئے کہا۔

"کیا تم نے سیٹیں بک کرا لی ہیں"...... سردار ارباب خان نے
ہوئے کہا۔

"جی ہاں"...... عمران نے کہا تو سردار ارباب خان نے ایک بار
اس کا شکریہ ادا کیا۔ سردار فراست خان اور سردار جہان خان بھی
سے انتہائی گرمجوشی اور خلوص سے ملے اور عمران انہیں خدا
کہہ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک بڑے ہال میں میز کے گرد چار ادھیڑ عمر آدمی خاموش
ہوئے تھے۔ ان چاروں کے چہروں پر پتھریلی سنجیدگی تھی۔ یہ چا
روسیاہ کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسیوں کے سربراہ تھے۔ ان میں آٹم
بھی شامل تھا جو دوسکا کا چیف تھا جبکہ میز کی درمیانی سائیڈ کی
خالی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہال کا دروازہ کھلا اور کے جی بی کا چیف
داخل ہوا تو وہ چاروں میکانکی انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھیں"...... چیف نے کہا تو وہ چاروں دوبارہ میکانکی
میں ہی بیٹھ گئے۔

"یہ خصوصی اور ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ایک اہم معاملے
سلسلے میں طلب کی گئی ہے"...... چیف نے کہا اور اس کے سا
اس نے دھات کا سراغ ملنے اور اس سلسلے میں تاجکستان کی ریا
کی طرف سے دوسکا کے ذریعے جو پلان تیار کیا تھا اس کی تفصیل

لیکن یہ پلان اس وقت ناکام ہو گیا جب پاکیشیا سیکرٹ سروس
س کی اطلاع ملی اور تمام افراد ختم ہو گئے۔ اصل آدمی آفتاب خان
م نے بعد میں ساگان کا سردار بنانا تھا اسے اس لئے ختم کر دیا گیا
بھی وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس دھات کے بارے میں نہ
ا۔ اس کے بعد ایک نیا منصوبہ بنایا گیا کہ ساگان میں رہنے
یک آدمی جس کا نام سردار سہراب خان ہے اور جو ساگان کے
سردار ارباب خان کا کزن ہے اس سے رابطہ کیا جائے اور اس
ردار ارباب خان سے معدنیات نکالنے کا ٹھیکہ دلوا کر خاموشی
دھات نکال کر روسیاہ پہنچا دی جائے لیکن اب یہ منصوبہ بھی
ہو گیا ہے کیونکہ ساگان سے ایک مخبر نے اطلاع دی ہے کہ
شیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران نے سردار
خان، سردار فراست خان اور سردار ارباب خان کے بستر
جہان خان کو جو تفصیل بتائی ہے اس میں اس نے اس دھات
ے میں بھی تفصیل بتا دی ہے۔ ہمارے مخبر کو اس کا علم
سردار جہان خان سے ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اس بارے
دیا تھا۔ البتہ پاکیشیا کو اس مقام کا علم نہیں ہو سکا جہاں یہ
موجود ہے لیکن ظاہر ہے اب ساگان میں جیسے ہی کسی نے
ات نکالنے کا ٹھیکہ لینے کی بات کی پاکیشیا والے چونک پڑیں
س لئے یہ منصوبہ بھی اب قابل عمل نہیں رہا لیکن حکومت

روسیاہ کو ہر صورت میں یہ دھات چاہئے۔ چنانچہ ماہرین نے
میرے ذمے لگایا ہے کہ میں اس بارے میں کوئی ایسا قابل
منصوبہ بناؤں کہ جس پر کام جلد از جلد بھی ہو جائے اور خفیہ
رہے اور اس لئے میں نے یہ خصوصی میٹنگ کال کی ہے تاکہ
منصوبہ تیار کیا جاسکے اور اس پر عمل کیا جاسکے"...... چیف نے

"جناب۔ یہ منصوبہ اس لئے ناکام ہوا ہے کہ اس میں ہمارا
کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ سب کچھ وہاں کے مقامی افراد کا
تھا"...... آسکوف نے کہا۔

"جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ۔ منصوبے بنتے بھی رہتے ہیں اور
بھی ہوتے رہتے ہیں لیکن اب جبکہ اصل بات سامنے آگئی ہے
ہمیں جو منصوبہ تیار کرنا ہے اسے انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہے
پھر اسے قابل عمل بھی بنانا ہے"...... کے جی بی کے چیف نے

"جناب جس مقام پر یہ دھات پائی گئی ہے اس کا علم کس
کو ہے"...... اچانک ایک ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔ یہ روسیاہ
سروس کا چیف براڈکا تھا۔

"سائنس دانوں یا اعلیٰ حکام کو اس کا علم ہو گا۔ کیوں۔ تم
یہ بات کیوں پوچھی ہے"...... چیف نے کہا۔

"اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس
مقام اور ان معلومات کو یہاں سے حاصل کرنے کا مشن لے
یہاں آئے گی۔ پاکیشیا بھی اب ایٹمی طاقت بن چکا ہے اور

میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اس لئے اسے بھی یہ دھات ہر
میں چاہئے ہو گی اور اسے صرف مقام کا علم ہو جائے تو اس
یہ دھات حاصل کرنا انتہائی آسان ہو گا"...... براڈکا نے
دیتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ آپ کی بات درست ہے لیکن وہ آسانی سے یہاں کامیاب
ہو سکتے۔ کے جی بی انہیں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھنے دے
البتہ آپ کی بات کے بعد اب میں کے جی بی کو الرٹ کر دوں گا
پورے روسیاہ میں ان کا کھوج لگاتی رہے۔ ہمارا کام اس
کو فوری طور پر حاصل کرنا ہے۔ اس بارے میں سوچیں"۔
نے کہا۔

جناب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ روسیاہ آنے کی بجائے
ان پہنچ جائیں کیونکہ لامحالہ تاجکستان کے حکام کو بھی اس
علم ہو گا اس لئے انہوں نے دوسکا کی خدمات حاصل کیں تاکہ
ں کی رائلٹی روسیاہ سے حاصل کر سکیں"...... اس بار دوسرے
نے کہا۔ یہ سپیشل ایجنسی کا چیف کرنل واکوف تھا۔

ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہاں بھی کے جی بی موجود ہے۔
بھی الرٹ کر دیا جائے گا"...... چیف نے کہا۔

ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ساگان پر جبراً قبضہ کر لینا چاہئے
دھات نکال کر ہم یہ قبضہ چھوڑ بھی سکتے ہیں"...... آسکوف
کہا۔

"اوہ نہیں۔ایسے علاقے کے لوگ بہادرستان کی طرح گ
کے انتہائی ماہر ہوتے ہیں اس لئے اس قبضے کے خلاف مقا
زبردست مزاحمت ہو گی اور دوسری بات یہ کہ بین الاقوا
روسیاہ کی شدید بدنامی ہو گی اور تیسری بات یہ کہ ایسی صو
وہاں سے دھات اول تو نکالی نہیں جا سکتی اور اگر نکالی بھی گ
ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز کو اس کا علم ہو جائے گا اس لئے
ہر لحاظ سے غلط ہے"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔میرا خیال ہے کہ ہمیں اس معاملے میں جلد
کرنی چاہئے۔اس مقام کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہ
لئے ہمیں پوری توجہ صرف اس بات پر رکھنی چاہئے کہ
سیکرٹ سروس اگر اس مقام کو معلوم کرنے کے لئے یہاں
اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔اس کے بعد خاموشی سے کسی بھ
انتہائی جدید ترین آلات کے ذریعے یہ دھات نکالی جا سکتی
چوتھے آدمی نے کہا جو قومی سلامتی کے امور کا سربراہ کرنل
تھا۔

"نہیں۔ہم اسے اب طویل عرصہ کے لئے نہیں چھوڑ
پاکیشیا کے حکام تک اس کی خبر پہنچ گئی ہے۔ہو سکتا ہے کہ
سلسلے میں وہاں تلاش کا کام شروع کر دیں اور اس سلسلے
شوگران کی مدد حاصل کریں۔اس طرح وہ اس بارے میں
سکتے ہیں"...... چیف نے جواب دیا۔

"ہاں۔پھر ایک کام ہو سکتا ہے کہ اس سردار ارباب خان کی
ہمارا آدمی لے لے۔اس جہان خان کو ہلاک کر دیا جائے اور
فراست خان کو یہاں روسیاہ میں روک لیا جائے یا ہلاک کر دیا
جائے۔ہمارا آدمی خاموشی سے ماہرین کو اس مقام پر جانے کی
اجازت دے دے گا اور یہ کام انتہائی خاموشی سے اور جدید ترین
آلات سے کر لیا جائے"...... آسکوف نے کہا۔

"ہاں۔ایسا ہو سکتا ہے۔لیکن پھر ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس یا پاکیشیا کی دوسری ایجنسیاں اب ساگان میں اپنے مخبر تعینات
کر دیں۔بہرحال اس کام کے لئے انہیں انتہائی جدید ترین مشینری تو
وہاں لے جانی پڑے گی۔پھر بات لیک آؤٹ ہو سکتی ہے"۔چیف
نے کہا۔

"اس کے لئے یہ کیا جا سکتا ہے کہ سردار ارباب خان باقاعدہ
معدنیات کی تلاش کے لئے پاکیشیا اور دوسرے ممالک سے ٹینڈر
پاکیشیا حکومت لازماً یہ ٹینڈر دے گی اور اس کی کمپنی کا ٹینڈر
منظور ہو گا تو خاموشی سے اس کمپنی کے سربراہ کی جگہ اپنا آدمی ڈالا جا
سکتا ہے"...... اس بار براڈکا نے کہا۔

"نہیں۔یہ کام آسانی سے نہیں ہو سکتا۔دوسری بات یہ کہ جب
ہی علم نہ ہو گا تو ٹینڈر کس جگہ کے لئے دیئے جائیں گے"۔
نے کہا۔

اس مقام سے قریب کسی مقام سے عام سی معدنیات کی تلاش

کا کام ہو سکتا ہے"...... براڈکا نے کہا۔
"نہیں۔ اس طرح وہ علاقہ مارک کر لیں گے"......
کہا۔
"تو پھر آپ ہی بتائیں کہ کیا ہو سکتا ہے"...... سب
زچ ہو کر کہا کیونکہ چیف کو کوئی بات سمجھ ہی نہ آ رہی تھی۔
"میں نے بھی اس پر سوچا ہے اور میرے خیال کے مطابق
آسان اور قابل عمل حل یہ ہے کہ ہم پاکیشیا کی وزارت معد
کے اعلیٰ حکام کو خرید کر ان کی طرف سے ساگان اور پا
سرحدی علاقے میں لیکن پاکیشیا کے اندر کسی بھی پہاڑی سلسلے
معدنیات نکالنے کا ٹھیکہ بین الاقوامی ٹینڈر کے ذریعے کسی بھی
ملک کی کمپنی کے ذریعے حاصل کر لیں۔ چونکہ مقام جہاں
معدنیات نکالی جانی ہو گی وہ پاکیشیا میں ہو گا اور کمپنی بھی پا
گی اس لئے کسی کو شک بھی نہ پڑے گا لیکن اس کے لئے جو
طے کیا جائے وہ ہمارے اصل مقام سے قریب ہو۔ پھر وہاں
خفیہ سرنگ نکالی جائے اور اس سرنگ کے ذریعے اصل دھات
سے نکال کر خاموشی سے روسیاہ پہنچا دی جائے۔ اس طرح کسی کو
بھی نہ ہو سکے گا اور کام بھی ہو جائے گا"...... چیف نے کہا۔
"لیکن اس کمپنی کا کیا ہو گا۔ اسے کس طرح کور کیا جائے"
کرنل سواسکی نے کہا۔
"وہ کمپنی اصل میں ہماری ہی کمپنی ہو گی لیکن اس کا

ہی ملک میں ہو گا۔ ہمارے آدمی وہاں بھی تو موجود ہیں۔ وہ
ال لیں گے۔ ماہرین ہمارے ہوں گے"...... چیف نے جواب
نے کہا۔
"ہاں۔ واقعی اس انداز میں کام ہو سکتا ہے۔ اس کی مزید
لات طے ہو سکتی ہیں"...... سب نے باری باری تائید کی۔
"اگلا شو۔ تو پھر یہ منصوبہ طے ہو گیا۔ آپ لوگ دیکھیں گے کہ
وبہ کس طرح کامیاب ہوتا ہے۔ البتہ اب ہم سب کو یہاں
الرٹ رہنا ہو گا تا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آئے تو اس
کر دیا جائے"...... چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"لازماً آئے گی جناب"...... براڈکا نے کہا۔
"آئے گی تو اس کا خاتمہ بھی یقینی ہو گا۔ میٹنگ ختم"۔ چیف نے
اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو باقی لوگ بھی اٹھ کر
ے ہو گئے۔ چیف تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا
ھر سے وہ آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ چاروں بھی خاموشی سے
دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ
گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو
احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور وہ اپ
کرسی پر بیٹھ گیا۔
"عمران صاحب۔ ساگان کے سردار کے خلاف سازش
آپ نے مکمل کر لیا لیکن اصل بات تو رہ گئی کہ وہ دھات
کس علاقے میں ہے تاکہ پاکیشیا اسے حاصل کر سکے"......
زیرو نے کہا۔
"مجھے پہلے یہ معلوم کرنے دو کہ کیا یہ دھات ہمارے
بھی آ سکتی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد اس بارے میں سوچیں
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تم
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

اور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سرداور کی آواز سنائی دی۔
علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ
خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص چہکتے ہوئے
میں کہا۔
شکر ہے کہ تم نے ڈگریوں کی گردان کا آغاز ایم ایس سی سے
ورنہ اگر تم میٹرک سے شروع کر دیتے تو کوئی تمہارا کیا بگاڑ
تھا"...... دوسری طرف سے سرداور کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی

اصل میں دیسی اور بدیسی کا فرق ہے اور ان دنوں سوائے دیسی
مکھن، مرغی اور انڈوں کے باقی کوئی چیز بھی دیسی پسند نہیں کی
حتیٰ کہ بی ایس سی تک کے سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں دیس میں
پاکیشیا سے حاصل کی گئی ہیں جبکہ ایم ایس سی اور ڈی ایس سی
بیرون ملک سے۔ اس لئے مجبوراً مجھے ایم ایس سی سے آغاز
پڑتا ہے ورنہ میں تو پریپ بلکہ نرسری سے شروع کرتا"۔ عمران
کہا تو دوسری طرف سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔
وضاحت کرنا اور دلیل دینا تو تمہارے آگے بس ہے۔ تم سے
بحث میں کوئی نہیں جیت سکتا۔ بہرحال بتاؤ کیوں فون کیا
سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔
آپ نے چونکہ میری تعریف کی ہے اور موجودہ دور میں دوسرے

کی تعریف کرنا ہمارا کلچر بن چکا ہے اس لئے تعریف کرنے والے
آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ ہر وہ کام جو بظاہر ناممکن ہوتا ہے
کرنے والے کی تعریف کرنے سے فوراً ممکن ہو جاتا ہے اس لئے
کا کام بھی ممکن ہو گیا ہے کہ میں آپ سے اب اصل بات پوچھ
ہوں"۔ عمران نے جواب دیا تو سرداور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"چلو شکر ہے۔ ایک طریقہ تو مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنی
سن کر فوراً کام کی بات شروع کر دیتے ہو۔ آئندہ اسی طرح
عمل کیا کروں گا"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ابھی تک میں نے کام کی بات نہیں
حالانکہ میں نے آپ کو دیس اور بدیس میں فرق سمجھایا ہے۔ تعریف
کرنے کے فائدے بتائے ہیں۔ کیا یہ کام کی باتیں نہیں ہیں"
عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی بڑے کام کی باتیں ہیں۔ لیکن ظاہر ہے تم نے یہ
ان باتوں کے لئے تو فون نہیں کیا ہوگا۔ اگر ان کے لئے کیا تھا تو
میں نے یہ باتیں سن لی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ میں اللہ حافظ
کہہ کر رسیور رکھ دوں"...... سرداور نے جواب دیا۔

"یہ دو باتیں تو تمہید تھیں۔ اصل باتیں تو ابھی ہونی ہیں اور آپ
کو تو معلوم ہے کہ تمہید باندھنا مضمون باندھنے سے زیادہ مشکل
ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو ساری عمر تمہید ہی باندھتے رہ جاتے ہیں اور
اصل مضمون تک پہنچنے سے پہلے عمر گزر جاتی ہے اور مضمون

ارے نہیں بلکہ ایک بار بیوہ ہو کر دوسری بار بھی شادی ہو جاتی
عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

"ارے ارے۔ بس کافی ہے۔ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں
اس لئے اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے ٹوکتے ہوئے کہا گیا
اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"کمال ہے۔ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کہ شادی کا نام سن کر ہی
بدک جاتے ہیں ورنہ بزرگوں کا تو پسندیدہ موضوع ہی شادی ہوتا
بزرگی کی وجہ سے شادی تو کر نہیں سکتے لیکن شادی کی باتیں تو
کرتے ہیں"...... عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑبڑانے کے
انداز میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سرداور بے حد مصروف رہتے ہیں اور آپ انہیں زچ بھی تو
کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں زچ کرتا ہوں۔ تم خود سن رہے ہو کہ ابھی کام کی دو
باتیں ہی بتائی ہیں اور صاحب نے رسیور رکھ دیا"...... عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ نمبر ڈائل
کرنا شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... سرداور کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ملک کے مایہ ناز اور شہرہ آفاق
سائنس دان جناب بلکہ عالی جناب"...... عمران کی زبان ایک بار
پھر رواں ہو گئی لیکن عمران بولتے بولتے رک گیا کیونکہ دوسری طرف

سے بغیر کچھ کہے ایک بار پھر رسیور رکھ دیا گیا تھا۔

" ارے ابھی تو میں نے کام کی بات بتائی ہے کہ تعریف ک
سے دوسرا خوش ہوتا ہے لیکن انہوں نے اس کام کی بات پر اا
اختیار کر لیا ہے کہ تعریف کرنے پر بات ہی ختم کر دی"۔۔۔۔۔۔
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس انداز میں رسیور رکھ دیا جیسے
نے مزید فون کرنے کا ارادہ ہی ترک کر دیا ہو۔

" آپ سرداور سے اس دھات کے بارے میں پوچھنا چاہ
جبکہ سرداور تو شاید ہی اس بارے میں کچھ بتا سکیں۔ وہ تو م
سازی پر اتھارٹی نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اتھارٹی کا نام تو بتا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہ
کہا۔

" تو آپ فون پر سنجیدگی سے بات کر لیں۔ وہ یقیناً بے حد مص
ہوں گے اس لئے وہ ایسا کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ارے میں نے تو اس لئے رسیور رکھ دیا ہے کہ وہ اب خود ا
کریں گے لیکن یہاں وہ کیسے فون کر سکتے ہیں اس لئے واقعی مجھ
فون کرنا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ رسیور اٹھاتے ہوئے
اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" داور بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرداور کی آواز
دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ آئی ایم سوری کہ میں نے

انی قیمتی وقت ضائع کرنے کی حماقت کی ہے۔ آپ جیسے قومی
ن دان کا وقت ضائع کرنا دراصل پوری قوم کا وقت ضائع کرنا
اور قوم کا وقت ضائع کرنا قومی المیہ کے زمرے میں آتا ہے"۔
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں مسلسل بولنا شروع کر دیا تو دوسری
سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"میں واقعی بے حد مصروف ہوں۔ بہرحال ٹھیک ہے اب میں
رہا ہوں۔ بولتے رہو"۔۔۔۔۔۔ سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کے پاس شاید فالتو وقت ہو لیکن میں تو انتہائی
آدمی ہوں۔ دن رات دال روٹی کے چکر میں پڑا رہتا ہوں
دال نصیب ہوتی ہے نہ روٹی الٹا آغا سلیمان پاشا کی جھاڑیں
ہیں کہ نہ کام کے نہ کاج کے دشمن اناج کے۔ اب آپ خود
کہ سماج کا دشمن تو آدمی ہو سکتا ہے۔ اناج کا دشمن کیسے
ہے۔ اناج تو قومی دولت ہوتی ہے اس سے دشمنی تو پوری
دشمنی گردانی جاتی ہے۔ جب بھی ملک میں اناج کی کمی ہوتی
پوری قوم بحران کا شکار ہو جاتی ہے اس لئے اناج سے تو دوستی
میں رہتی ہے۔ دشمنی نہیں جبکہ سماج خواہ مخواہ کی دیوار بن
دھڑکتے ہوئے دلوں کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے
بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن"۔۔۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک
کی قینچی کی طرح رواں ہو گئی لیکن ایک بار پھر دوسری
رسیور رکھ دیا گیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"خدا کی پناہ۔ آپ نے شاید آج فیصلہ کر لیا ہے کہ سر کے
بال نوچنے پر مجبور کر دیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے
عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب کیا کروں۔ اس زبان نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔
بڑی کوشش کرتا ہوں کہ زبان کا استعمال زیادہ نہ کروں لیکن
کی اللہ تعالیٰ نے بریکیں ہی نہیں بنائیں"...... عمران نے مسکرا
ہوئے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے
سر سلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"اس ملک میں شاید کوئی چیز تبدیل ہی نہیں ہوتی۔ چاہے
بھی گزر جائے وہی پی اے، وہی سیکرٹری اور وہی وزارت خارجہ
پی اے کیو بی بنتا ہے نہ سیکرٹری چیف سیکرٹری اور نہ وزارت
بادشاہت خارجہ میں تبدیل ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ۔ لیکن عمران صاحب یہ کیو بی اور باد
خارجہ کا کیا مطلب ہوا"...... دوسری طرف سے پی اے نے
ہوئے کہا۔

"پی کے بعد حرف کیو ہی آتا ہے اس لئے پی جب ترقی کرے
کیو ہی بنے گا اور اے کے بعد بی اس طرح پی اے جب ترقی کرے
تو کیو بی بنے گا لیکن تم ویسے کے ویسے پی اے کے پی اے ہی

ترقی کر کے بادشاہت میں بھی تبدیل ہو سکتی ہے"۔ عمران
احت کرتے ہوئے کہا تو پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران صاحب آپ بھی تو وہی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی
(آکسن) ہی ہیں"...... پی اے نے کہا تو عمران اس کے
ت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

شکر ہے عقل تو تمہاری بہرحال بڑھ رہی ہے۔ یہی غنیمت
اپنے سر سلطان سے بات کراؤ تاکہ ان سے پوچھ سکوں کہ ان
ل بھی بڑھ رہی ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا تو پی اے
ہنسا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

لطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز
ی۔

علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے یکلخت انتہائی
ہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو اس کی اس سنجیدگی پر
ار مسکرا دیا۔

اوہ۔ کیا ہوا۔ خیریت۔ کیا مسئلہ ہے"...... سر سلطان نے
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

لہ ایک ہو تو بتاؤں جناب۔ پورا مسائلستان بن چکا ہوں۔
ان پاشا کی تنخواہیں، اوور ٹائم اور الاؤنس تو بڑھتے ہی جا رہے
اماں بی کی جوتیاں بھی وزنی اور بھاری ہوتی جا رہی ہیں اور اب
کہ انہوں نے ٹائر سول جوتیاں بنوانے کا آرڈر دے دیا ہے

اور"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

" اوہ۔ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔اس قدر سنجیدگی سے بلا
کہ میں پریشان ہو گیا۔اب ٹھیک ہے۔اب تم اپنی مخصوص لا
آگئے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ سب اوکے ہے"...... دوسری
سے سرسلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا
کہا۔

" اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں۔ سنجیدہ ہو کر بات
تو سننے والا پریشان ہو جاتا ہے اور اگر سنجیدہ نہ ہوں تو سننے والا
ہی رکھ دیتا ہے۔ سرداور کو تین بار فون کیا ہے اور تینوں بار
نے رسیور رکھ دیا۔ اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ میں کیا کر
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" تم نے سرداور جیسے معروف آدمی کو یقیناً اپنی باتوں سے
دیا ہو گا۔ بہرحال کیا مسئلہ ہے۔کیا میں انہیں فون کر کے
وہ تمہاری فضولیات سنتے رہیں"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے

" فضولیات سننے کے لئے بھی دل گردہ چاہئے اور آج
لوگوں کے دل گردے دونوں ہی تیزی سے فیل ہوتے جار
اس لئے فضولیات سننے کی کسی میں ہمت نہیں رہی۔ آپ
سرداور سے پوچھ لیں کہ یہاں پاکیشیا میں میزائلوں پر اتھار
ہیں۔ پھر ان کا فون نمبر معلوم کر کے مجھے بھی بتا دیں اور ا
میرا تعارف کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

" تم کہاں سے فون کر رہے ہو"...... سرسلطان نے کہا۔

" ایک ہی تو جگہ ہے فون کرنے کی جہاں بل بھرنے کا خطرہ
نہیں ہوتا ورنہ آغا سلیمان پاشا تو نمبر ہی پورے ڈائل نہیں کرنے
دیتا اور اگر فون اٹھا لیتا ہے کہ بقول اس کے اب کال کا وقفہ مقرر ہو
گیا ہے اور اس کے نقطہ نظر سے صرف نمبر ڈائل کرنے سے ہی ایک
کال کا وقفہ پورا ہو جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ پھر تو واقعی مجھے معلوم کرنا پڑے گا کیونکہ سرداور کو دانش
منزل کا فون نمبر تو نہیں دیا جا سکتا۔ میں نے سوچا کہ اگر تم فلیٹ
سے بات کر رہے ہو تو میں انہیں کہہ دوں کہ وہ تمہیں خود ہی فون
کر لیں۔ شاید تم نے مزید کوئی بات پوچھنی ہو"...... سرسلطان نے
کہا۔

" آپ انہیں صرف اتنی درخواست کر دیں کہ وہ از راہ کرم میری
بات سن لیں۔ فون میں انہیں خود کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں لیکن اگر تم نے انہیں اب تنگ
کیا تو تمہاری شکایت بھابھی سے کر دوں گا کہ تم اس طرح دوسروں
کو تنگ کرتے ہو"...... سرسلطان نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا اور
اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دوسری طرف سے رسیور
رکھ دیا گیا۔

" اماں بی کو اب ربڑ کی جوتیاں لے کر دینی پڑیں گی ورنہ جس
طرح دھمکیاں بڑھتی جا رہی ہیں اگر اماں بی تک پہنچ گئیں تو پھر نہ

رہے گا بانس اور نہ بجے کی بانسری"...... عمران نے ہنستے
ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
"اماں بی آپ کے لئے ہنٹر والی حیثیت رکھتی ہیں۔ شیر
کسی سے نہیں سنبھلتا لیکن ہنٹر والی کا ہنٹر دیکھ کر تیر کی طرح
ہو جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن کہیں یہ غلطی نہ کرنا کہ اماں
بی کو ہنٹر والی کی تصویر دکھا دو۔ پھر نہ شیر رہے گا اور نہ ہنٹر"...... عمران
نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر
بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر
دیئے۔
"داور بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی
دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔
"فرمایئے"...... دوسری طرف سے سرداور نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ شاید انہیں پوری طرح احساس تھا کہ اگر انہوں نے ذرا بھی
نرمی دکھائی تو عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر جائے گا۔
"سر سلطان نے آپ کو فون کیا ہو گا"...... عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ ابھی ان کا فون آیا تھا اور انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا

...گی سے بات کرو گے۔ میں انتہائی پیچیدہ سائنسی معاملے پر
...ر کر رہا ہوں اور میرے پاس قطعاً ادھر ادھر کی بات کرنے کا
... نہیں ہے۔ یہ کال بھی میں اس لئے اٹنڈ کر لیتا ہوں کہ یہ میرا
...ص نمبر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایمرجنسی ہو"...... سرداور نے
...ئی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ کب تک اس غور و فکر سے فارغ ہو جائیں گے"۔ عمران
...کہا۔
"فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے۔ تم بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"۔
...ر نے کہا۔
"آئی ایم سوری۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔ آپ یقیناً کسی اہم
...اعی ہتھیار کے فارمولے پر غور کر رہے ہوں گے اور اگر آپ
...ر بند کر دیا تو پاکیشیا کا پورا دفاع دھڑام سے گر پڑے گا اور میں
...اہتا کہ ایسا ہو اور پھر مجھے اس دفاع کو کھڑا کرنے کے لئے
... استعمال کرنی پڑے"...... عمران آہستہ آہستہ ایک بار پھر
... اترتا جا رہا تھا۔
"کیا واقعی دوسروں کو پریشان کرنا تمہاری اب عادت ثانیہ بن
..."...... سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"ثانیہ کسی نو وارد فلمی ہیروئن کا اچھا نام تو ہو سکتا ہے لیکن
...ے ساتھ ثانیہ کچھ اچھا نہیں لگتا۔ البتہ شہادت کے ساتھ ثانیہ
ٹھیک رہے گا۔ ثواب کا ثواب اور بات کی بات"...... عمران

نے کہا تو اس بار سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوکے۔ میں نے فائل بند کر دی ہے"...... سرداور مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر الماری سے دوسری فائل نکال لیں جس کا تعلق میزائل سازی سے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میزائل سازی۔ اوہ۔ تو کیا پاکیشیا کی میزائل سازی کے پراجیکٹ کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہے"...... سرداور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ بلکہ ایک دھات ایکس دی کا ذخیرہ پاکیشیا کے شدہ علاقے ساگان میں موجود ہے جس کے لئے روسیاہی تو پاگل ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ سے معلوم کر لوں میزائل سازی میں پاکیشیا میں اتھارٹی کون ہیں تاکہ ان سے دھات کے بارے میں تفصیل سے معلوم ہو سکے"...... عمران نے آخرکار اصل بات کر دی۔

"ڈاکٹر غلام مصطفیٰ اس مضمون میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ پاکیشیا نے اب تک میزائل سازی میں جس طرح سپر پاورز کا مقابلہ کیا ہے اس کا سہرا بھی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کے سر ہی بندھتا ہے لیکن وہ انتہائی ریزرو اور کم گو آدمی ہیں تم نے ان سے معمولی سا مذاق بھی کر دیا تو ان کا یقیناً نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا اس لئے تم اپنا فون نمبر بتاؤ۔ میں خود ڈاکٹر صاحب سے

بات کر کے تمہیں فون کروں گا"...... سرداور نے کہا۔

"آپ فلیٹ پر فون کر لیجئے گا۔ سلیمان آپ کی بات فون پر ہی مجھ سے کرا دے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ سے تمہاری بات کرا دوں لیکن تم نے انتہائی سنجیدگی اختیار کرنی ہے"...... سرداور نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ اب مجھ میں سنجیدگی کے جراثیم نہ صرف کافی تعداد میں داخل کر چکے ہیں بلکہ اب تو مجھے ان کا غلبہ نظر آنے لگ گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوکے۔ میں بات کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر فلیٹ پر فون کر کے سلیمان سے کہا کہ سرداور کا فون آئے تو وہ اسے دانش منزل کے فون سے ٹرانسفر کرا دے۔

"کیا سرداور اس دھات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جانتے تو ہوں گے لیکن ظاہر ہے میزائل سازی کے سلسلے میں اس دھات کی خصوصیات کے بارے میں وہ اتنی تفصیل نہ جانتے ہوں گے ورنہ تو اس دھات کے بارے میں تفصیل میں لائبریری سے بھی حاصل کر سکتا ہوں لیکن یہ معاملہ خصوصی نوعیت کا ہے۔ کیا ہمارے پاس ایسے وسائل موجود ہیں کہ ہم اس دھات کو درست

طور پر استعمال کر سکیں"...... عمران نے جواب دیا۔
"لیکن عمران صاحب اگر یہ دھات ہمارے کام نہ بھی آ
بھی یہ انتہائی قیمتی دھات ہے۔ اسے حاصل کر کے فروخت
سکتا ہے۔ اس طرح بھی ہم پاکیشیا اور ساگان دونوں کو فا
سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"وہ تو ہو گا۔ سرسلطان اس بارے میں خود ہی صدر مملکہ
کہہ کر وزارت معدنیات کے ذریعے سب کچھ کرا لیں گے۔ میں
بنا پر پوچھ رہا ہوں کہ اگر یہ دھات ہمارے لئے قیمتی ہے تو
روسیاہ جا کر اس کی پوری تفصیل حاصل کریں ورنہ دوسری ص
میں وزارت معدنیات ساگان کا خصوصی سروے کر کے بھی
مقام کا پتہ چلا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"جبکہ میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس ایسے وسائل نہیں
روسیاہ کے پاس ہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ایکریمیا سے بھی
جدید مشینری کے ذریعے اسے ٹریس کیا گیا ہے ورنہ ایکریمیا
خصوصی خلائی سیارے بھی پوری دنیا میں ایسی معدنیات کو
کرتے رہتے ہیں اور اگر ایکریمیا ایسا نہیں کر سکتا تو ہم عام
سروے سے اسے کیسے ٹریس کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا
"علاقے کا ہمیں علم ہو گیا ہے۔ یہ علاقہ ساگان اور پاکیشیا
سرحد پر ہے۔ دھات کا علم ہو گیا ہے تو اب باقی صرف خصوصی م
رہ گیا ہے وہ آسانی سے ٹریس ہو سکتا ہے۔ اگر پاکیشیا کے پا

ل د ہوں گے تو شوگران سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے"۔
نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً بیس
بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

"ہیلو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ سرداور کا فون ہے"۔ دوسری
سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔
"کراؤ بات"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔
"داور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی

"ل عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب

"ری ڈاکٹر غلام مصطفیٰ سے بات ہوئی ہے۔ وہ اس دھات کے
میں بتا رہے تھے کہ یہ دنیا کی نایاب ترین دھات ہے اور اگر
یا میں مل سکتی ہے تو پھر پاکیشیا میزائل سازی کے سلسلے میں
دنیا پر فوقیت حاصل کر سکتا ہے۔ میں نے ان سے تمہارا
کرا دیا ہے۔ تم خود ان سے بات کر لو لیکن پلیز انتہائی محتاط
حساس آدمی ہیں ایسا نہ ہو کہ پاکیشیا انتہائی قابل سائنس
ہاتھ دھو بیٹھے"...... سرداور نے کہا۔
"بے فکر رہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنے سنجیدگی کے

جراثیم ان تک منتقل کر دوں"...... عمران نے جواب دیا تو
طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے سرداور کا شکریہ ادا
پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے سرداور کے بتائے ہوئے
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکس ایکس لیبارٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی
بول رہا ہوں۔ ابھی سرداور نے میرے بارے میں ان سے
ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ ڈاکٹر صاحب۔ میں علی
بول رہا ہوں۔ ابھی سرداور نے آپ سے میرے بارے میں
ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس کے سلام پر بے
ہنس پڑا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ بڑے طویل عرصے بعد
سلام سننے کو ملا ہے جبکہ میرے بچپن میں بزرگ ایک دوسرے
ایسے ہی سلام کرتے تھے۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشگوار حیرت
ہے۔ سرداور نے تو آپ کی تعریفیں کرنے کے ساتھ ساتھ
منٹ اس بات پر لیکچر دیا تھا کہ آپ انتہائی مزاحیہ گفتگو کرتے

ائی ہیں اس لئے میں آپ کی کسی بات کا برا نہ مناؤں لیکن آپ نے
پورا سلام کر کے مجھے خوش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا
دے گا"...... ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ان
کے لہجے میں اب انتہائی نرمی اور قدرے بے تکلفانہ پن ابھر آیا تھا۔

"آپ کا شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ سرداور چونکہ بے حد مصروف رہتے
ہیں۔ ان سے بات کرنے کو زبان ترس جاتی ہے اس لئے جب موقع
مل جائے تو میں جان بوجھ کر ان سے ایسی باتیں کرتا ہوں تاکہ وہ
نارمل ہو جائیں۔ ویسے انہوں نے آپ کے بارے میں مجھے بھی ڈرا دیا
تھا کہ آپ انتہائی ریزرو اور کم گو ہیں لیکن آپ تو انتہائی بااخلاق
ہیں"...... عمران نے کہا تو اس بار ڈاکٹر غلام مصطفیٰ آہستہ سے ہنس
پڑے۔

"سرداور نے آپ کو جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے۔ اب مجھے
جانے کتنے طویل عرصے بعد ہنسنے کا موقع ملا ہے ورنہ دن رات کا
انتہائی پیچیدہ کام میرے اعصاب پر اس طرح سوار رہتا ہے کہ مجھے
ہنسنا تو ایک طرف مسکرانے کا بھی وقت نہیں ملتا۔ لیکن آپ کے
مکمل سلام نے واقعی میری ذہنی کیفیت کو یکلخت ہلکا پھلکا اور خوشگوار
کر دیا ہے۔ اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں بس بولتا ہی رہوں"۔ ڈاکٹر
غلام مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اللہ تعالیٰ کی رحمت واقعی ہمیں ہر لمحے میسر رہتی ہے۔ ہم خود ہی
اس کی طرف نہیں جاتے۔ بہرحال میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا

چاہتا اس لئے تفصیل سے اصل بات آپ کو بتا دیتا ہوں"۔ عم
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایکس وی دھات کے سلسلے
روسیاہ کی طرف سے ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔
"اگر یہ سچ ہے کہ یہاں ایکس وی دھات کا ذخیرہ موجود ہے
یہ انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے۔ ہمارے پروگرام میں مزید
رفت صرف اس لئے نہیں ہو رہی کہ ہمیں ایکس وی دھات
نہیں آ رہی اور نہ ہمارے ملک کے اتنے وسائل ہیں کہ ہم
دھات کی مناسب مقدار خرید سکیں"...... ڈاکٹر غلام مصطفیٰ
جواب دیا تو عمران ان سے دھات کے بارے میں تفصیلات
کرتا رہا۔
"شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ انشاء اللہ پاکیشیا اس دھات سے
اٹھائے گا"...... عمران نے کہا۔
"خدا کرے ایسا ہو۔ یہ ہم پر اس کا خصوصی کرم ہو گا"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر عمران نے کریڈل دبایا
پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے
"جان ولا"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی
تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہ نام اس نے پہلی بار سنا تھا۔
"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر سکندر جان صاحب سے
بات کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

بیمار ہیں لیکن آپ ہولڈ کریں میں ان سے معلوم کرتا
دوسری طرف سے کہا گیا۔
"میں سکندر جان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک
سنائی دی۔
"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں
ڈاکٹر جان جاناں صاحب"...... عمران نے کہا۔
"اوہ تم۔ نانی بوائے۔ کیسے ہو۔ بڑے عرصے بعد فون کیا ہے
پچھلی بار جب تم ملے تھے تو تم نے کہا تھا کہ جلد ملاقات
"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ملاقات کے بارے میں کئی بار سوچا لیکن وہ طوطا ہی قابو میں
آیا"...... عمران نے کہا۔
"طوطا۔ کیا مطلب۔ یہ طوطا ملاقات میں کہاں سے آ ٹپکا"۔ ڈاکٹر
جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں کہانیوں میں یہی پڑھتا آیا ہوں کہ جان ہمیشہ کسی
میں ہوتی ہے اور جب تک طوطا ہاتھ نہ آئے جان قابو میں
سکتی"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر
جان بے اختیار کافی دیر تک ہنستے رہے۔
"نانی بوائے۔ تو تم نے مجھے جادوگر بنا دیا جس کی جان
میں ہوتی ہے۔ تمہاری یہی باتیں تو یاد آتی ہیں۔ لیکن طوطا تو
علامت ہوتی ہے۔ میری جان والے طوطے تم بھی تو ہو سکتے

ہو اس لئے کہ تم بھی طوطے کی طرح مسلسل ٹیں ٹیں کرتے
ہو"...... ڈاکٹر سکندر جان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران ان کے
خوبصورت اور معنی خیز جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے ڈاکٹر صاحب۔ اس کا
مطلب ہے کہ بیماری نے آپ کے ذہن پر ابھی قابو نہیں پایا۔ میں
نے بھی آپ سے ایک ایسی بات پوچھنی ہے جس میں آپ کا ذہن
استعمال ہونا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ کون سی بات۔ کیا کوئی معدنیات کا سلسلہ
کیونکہ میری تو پوری زندگی معدنیات کے سبجیکٹ پر ہی کام کرتے
ہوئے گزری ہے لیکن تمہارا معدنیات سے کیا تعلق پیدا ہو گیا
ڈاکٹر سکندر جان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" پاکیشیا کا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ ایک انتہائی قیمتی اور
دھات ایکس وی ہے جو میزائل سازی میں کام آتی ہے"...... عمران
نے کہا۔

" ایکس وی۔ لیکن وہ پاکیشیا میں آج تک دریافت نہیں ہوئی
اور نہ میرے خیال میں ہو سکتی ہے کیونکہ یہاں ایسی ساخت
پہاڑیاں ہی نہیں ہیں جن کے اندر ایس وی پیدا ہو سکے"...... ڈاکٹر
سکندر جان نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے
ساگان کے علاقے میں روسیاہ کی طرف سے اس کی دریافت
کر ان کی کارروائی اور منصوبہ بندی کے بارے میں پوری تفصیل

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی اُس علاقے میں اِس دھات کی موجودگی ہو سکتی
لیکن تمہیں پرابلم کیا ہے۔ حکومت پاکیشیا کے ماہرین خود ہی
نکال لیں گے"...... ڈاکٹر سکندر جان نے کہا۔

" ہمیں علاقے کا تو علم ہے ڈاکٹر صاحب۔ لیکن اس خصوصی
پوائنٹ کا علم نہیں ہے جہاں یہ دھات موجود ہے۔ میں یہ پوچھنا
چاہتا ہوں کہ اس پوائنٹ کو ٹریس کرنے کے وسائل پاکیشیا یا
شوگران کے پاس ہیں یا نہیں اور کیا پاکیشیا اور شوگران کے پاس
ایسی مشینری ہے کہ وہ اسے نکال سکیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ تم نے واقعی انتہائی اہم بات سوچی ہے۔ میرا تو اس طرف
دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ تم ایسا کرو کہ آدھے گھنٹے بعد مجھے فون
کرنا۔ میں اس دوران تمہارے اس سوال کا جواب تلاش کر لوں
گا"...... ڈاکٹر سکندر جان نے کہا۔

" کیا آپ مشینری اور وسائل کے بارے میں معلومات حاصل
کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ شوگران میں بھی میں نے طویل عرصہ کام کیا ہے لیکن
وہاں سے آئے ہوئے بارہ سال ہو گئے ہیں اس لئے مجھے معلوم
نہیں ہے کہ وہاں اب ایسی مشینری موجود ہے یا نہیں اور پاکیشیا
میں بھی میرے دوست موجود ہیں۔ وہ مجھے اس بارے میں بتا سکتے
ہیں اور تمہارا یہ سوال انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس لئے میں اس

بارے میں صرف خیالی بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ ٹھوس حقائق
کر جواب دینا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر سکندر جان نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں آدھے گھنٹے بعد دوبارہ فون
گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی
کھڑا ہوا۔

" تم چائے بناؤ طاہر۔ میں اس دوران لائبریری سے اس
میں اس دھات کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کر لو
عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر تقریباً
گھنٹے بعد عمران واپس آیا تو بلیک زیرو نے چائے کی پیالی لائ
میں پہنچا دی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور ڈاکٹر سکندر جان کے
ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" جان ولا"...... دوسری طرف سے ملازم کی مؤدبانہ آواز
دی۔

" ڈاکٹر صاحب سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں
عمران نے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر سکندر جان کی مخصوص آواز
دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا
" بیٹے میں نے تمام تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ نہ ہی پاکیشیا

اں وہ مخصوص مشینری ہے اور نہ ہی شوگران کے پاس جس سے
ل دھات کا فکسڈ پوائنٹ ٹریس کیا جا سکے۔ البتہ اسے نکالا عام
شینری کے ذریعے جا سکتا ہے لیکن اس فکسڈ پوائنٹ کا پتہ نہیں چلایا
ا سکتا۔ یہ کام صرف انتہائی جدید ساخت کے خلائی سیارے میں
جدید ترین مشینری کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے اور اس کا انتظام
ن ممالک کے پاس نہیں ہے"...... ڈاکٹر سکندر جان نے جواب
ا۔

" یہ معلومات کس قسم کی ہو سکتی ہیں۔ صرف ایک جگہ کا نام
لوم کر لینا کافی ہو گا یا مزید تفصیلات بھی معلوم کرنا ہوں گی"۔
ران نے کہا۔

" یہ دھات زیادہ طویل رقبے میں نہیں ہو سکتی۔ اس کا پھیلاؤ
یادہ سے زیادہ ایک سو گز کے دائرہ میں ہو سکتا ہے۔ یہ دھات کس
ا گہرائی میں موجود ہے یہ بھی معلوم کرنا پڑے گا کیونکہ جہاں
ہاں دنیا میں یہ دھات دریافت ہوئی ہے وہاں اس کی گہرائی، وہاں
کے جغرافیائی حالات کے مطابق علیحدہ علیحدہ ہے۔ پھر اس دھات کی
اور یہ بات کہ یہ دھات اور کس کس دھات کے ساتھ مکسڈ
میں ہے۔ یہ بہت سی باتیں معلوم ہونا ضروری ہیں اور یہ تمام
مات اس خلائی سیارے سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں"...... ڈاکٹر
جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ کے اس جواب سے اب

ہمیں درست لائحہ عمل ترتیب دینے میں آسانی رہے گی۔اللہ
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سا
ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر صاحب کی بات کا مطلب ہے کہ آپ کو یہ معلوما
روسیاہ سے حاصل کرنا پڑیں گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے لیکن سوچ
کہ یہ معلومات کہاں ہوں گی اور کس کے پاس ہوں گی"......
نے کہا۔

"ظاہر ہے روسیاہ کی وزارت معدنیات کے پاس ہی ہوں
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تاجکستان حکومت کے پاس ہوں"......
زیرو نے کہا۔

"نہیں۔روسیاہ اس قدر اہم معلومات کسی دوسری حکوم
حوالے نہیں کر سکتا چاہے وہ اس سے درپردہ ملا ہوا ہی کیوں نہ
اب جبکہ ان کی منصوبہ بندی مکمل ہونے والی ہے اور انہ
بات کا علم ہو چکا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معا
مداخلت کر رہی ہے تو انہوں نے ان معاملات کو ٹاپ سیکر
دے دیا ہو گا اور وہ لوگ اب پوری طرح الرٹ بھی ہوں
بہرحال تم فارن ایجنٹس والی ڈائری مجھے دو۔میرا خیال ہے کہ
میں ہمارا فارن ایجنٹ ماروف اس بارے میں مفید ثابت
ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی ا

ایک ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔
بھی تو ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ ہم اس علاقے کی خفیہ
ل شروع کرا دیں۔روسیاہ حکومت بہرحال اسے حاصل کرنے کی
کوئی ترکیب تو استعمال کرنے گی۔جب وہ ایسا کریں گے تو
ہم سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔
سکتا ہے کہ وہ دو چار ماہ تک خاموش ہو جائیں پھر۔اس لئے
دونوں کام کرنے ہوں گے۔اس علاقے میں کسی سے رابطہ کر
اسے اس کام پر لگانا ہو گا کہ وہاں اگر اس دھات کو نکالنے کی
ی یا غیر ملکیوں کی آمدورفت بڑھ جائے تو وہ ہمیں اطلاع دے
دوسرا یہ کہ ہم خود وہاں سے یہ معلومات حاصل کر سکیں"۔
ان نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔عمران نے
کھول کر ایک صفحے پر موجود تحریر کو غور سے دیکھا اور پھر ڈائری
کے اس نے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے پہلے انکوائری
ڈائل کئے۔
"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

"پاکیشیا سے روسیاہ اور پھر روسیاہ کے دارالحکومت کاسکو کا رابطہ
دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی
کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔عمران نے شکریہ کہہ کر
دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"یاکڑوم کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ خالصتاً روسیاہی تھا۔

"میں کافرستان سے بول رہا ہوں۔ ماروف سے بات کرائیں" عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماروف بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کافرستان سے بول رہا ہوں مائیکل۔ سپیشل فون پر چیف سے بات کرو"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ساتھ پڑے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ چیف سپیکنگ"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

"ماروف بول رہا ہوں کاسکو سے چیف"....... دوسری طرف سے ماروف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فون محفوظ ہے"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے مختصر الفاظ میں جواب دیا گیا عمران نے مخصوص لہجے میں اسے مختصر طور پر اس دھات اور اس کی منصوبہ بندی اور اس کے استعمال کے بارے میں بتا دیا۔

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معلومات کس کی تحویل میں ہیں۔ کیا تم معلومات حاصل کر سکتے ہو"....... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں نصف گھنٹے بعد آپ کو کال کروں گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

"ماروف نے صرف نصف گھنٹہ مانگا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے آدمی اعلیٰ حکام میں موجود ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ماروف انتہائی ہوشیار آدمی ہے۔ گو اسے ہمارے لئے بہت کم کام کرنا پڑتا ہے لیکن وہ بہرحال کام کا آدمی ہے"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ ہم غیر ممالک میں جن لوگوں کو فارن ایجنٹ مقرر کرتے ہیں وہ وہیں کے باشندے ہوتے ہیں پھر وہ اپنے ملک کے خلاف اور ہمارے ملک کے مفاد میں کیوں کام کرتے ہیں جبکہ ہمارا کام لامحالہ ان کے ملک کے مفادات کے خلاف ہوتا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے شاید ماروف کی پرسنل فائل کا تفصیل سے مطالعہ نہیں کیا"....... عمران نے کہا۔

"کیا تھا لیکن کافی عرصہ ہو گیا ہے اس لئے تفصیل یاد نہیں رہی"....... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماروف روسیاہی نژاد نہیں ہے بلکہ اس کے والدین ہانگری سے

پناہ گزیں ہو کر روسیاہ آئے تھے۔ بڑا طویل عرصہ انہوں نے کیمپ
میں گزارا اور پھر ان لوگوں کو وہاں کی شہریت دے دی گئی۔
ماروف اس کیمپ کی زندگی کے دوران پیدا ہوا۔ ابھی ماروف
تھا کہ کے جی بی نے اس کے والد پر ہانگری کے لئے جاسوسی کا الزام
کر اسے گرفتار کیا اور پھر اس پر بے پناہ تشدد کر کے اسے ہلاک
دیا۔ اس کی والدہ پر بھی غیر انسانی تشدد کیا گیا اور وہ بے چاری
عام سے ہسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر فوت ہو گئی۔ ماروف
بچہ تھا اس لئے اسے ایک سرکاری یتیم خانے میں داخل کر دیا گیا۔
ماروف وہیں پلا بڑھا۔ لیکن اس کے لاشعور میں کے جی بی اور روسیاہی
حکام کے خلاف شدید ترین نفرت کا تاثر ختم نہ ہوا۔ ماروف
ہوٹل میں ویٹر بن گیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ ہوٹل کا مالک بن گیا
اس نے اپنے تحفظ کی خاطر اعلیٰ حکام سے بنا کر رکھی لیکن پھر ہوٹل
روسیاہ کے ایک بڑے آدمی نے جبراً قبضہ کر لیا۔ ماروف نے
احتجاج نہ کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ احتجاج کا مطلب ذلت کی موت
کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس نے خاموشی سے یہ کلب خرید لیا
پھر اس نے ایک گروپ بنا لیا۔ اس کا کام ایسے لوگوں کو
تحفظ دینا تھا جو کے جی بی اور ایسی دوسری ایجنسیوں کے ظلم و ستم کا
شکار ہو جاتے تھے۔ پھر اس کے راستے میں حکومت پرست گروپ
آڑے آ گئے اور پھر ایک مشن کے دوران ایک ہوٹل میں اس کا
مخالف گروپ کے آدمیوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ وہ گھرا جا

بے بس ہو گیا۔ مجھ سے اس کی بے بسی دیکھی نہ گئی تو میں نے
مداخلت کی اور اس طرح ماروف کی جان بچ گئی۔ پھر میں نے اپنے
ذریع سے اعلیٰ حکام میں اس کی معافی کا بندوبست کر دیا کیونکہ مجھے
معلوم تھا کہ اس کے اندر بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور وہ مثبت طرز فکر
رکھتا ہے۔ اس سے دوستی ہو گئی اور آہستہ آہستہ اسے میں اس
بات پر لے آیا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ بن جائے۔
اس کے بعد میں نے چیف کے طور اس کی تقرری کر دی اور اب تک
آپ نے دیکھا ہے کہ وہ روسیاہ میں ہمارا سب سے کامیاب ایجنٹ
ثابت ہوا ہے۔ گو وہ روسیاہ کا شہری ہے لیکن اس کے لاشعور میں
روسیاہ حکومت اور روسیاہی لیڈروں سے وہ محبت اور خلوص موجود
نہیں ہے جو ایک عام شہری کو ہوتا ہے"...... عمران نے تفصیل
سے بات کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔

"آپ واقعی طویل المعیاد منصوبہ بندی پر کام کرتے ہیں"۔
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن جولیا اب مزید طویل المعیاد منصوبہ بندی برداشت نہیں
کر سکتی اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اسے تنویر سے شادی کی اجازت
دے دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ خود دے دیں۔ اصل چیف تو آپ ہی ہیں"...... بلیک
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل چیف کے ساتھ یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ طویل منصوبہ بندی کے چکر میں پڑ جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس طرح کی ہلکی پھلکی باتو انہوں نے وقت گزارا۔ پھر اچانک سپیشل فون کی گھنٹی بج ا عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف سپیکنگ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

"ماروف بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے مار آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب اس فائل کا نام ایکس وی فائل ہے۔ اسے سپ سیکرٹ قرار دے کر سپر ٹاپ سیکرٹ ریکارڈ روم میں رکھا گیا ماروف نے جواب دیا۔

"یہ ریکارڈ روم کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب یہ کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر کے اندر نیچے تہہ خا قائم کیا گیا ہے۔ اس کی حفاظت کسی لیبارٹری سے بھی زیادہ انداز میں کی جاتی ہے"...... ماروف نے کہا۔

"کیا تم یہ فائل یا اس کی کاپی وہاں سے نکال سکتے ہو"... نے کہا۔

"نو سر۔ وہاں تو کوئی مکھی بھی نہیں جا سکتی۔ جب تک بی کا چیف خصوصی اجازت نامہ جاری نہ کرے"...... مارو

دیا۔

اس منصوبے کے بارے میں مزید کیا تفصیلات معلوم ہوئی عمران نے پوچھا۔

ر۔ مجھ تک جو رپورٹ پہنچی ہے اس کے مطابق ساگان میں لی منصوبہ بندی ناکام ہونے کے بعد روسیاہ کی قومی سلامتی کے کے سربراہ نے کے جی بی کے ذمے اس کی منصوبہ بندی لگا دی۔ ی کے سربراہ کرنل کاروف نے تمام اہم سیکشنز اور ایجنسیز کی ی میٹنگ کال کی۔ اس میٹنگ کے بریف مجھے بتائے گئے اس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ روسیاہ کسی یورپی ملک ی خفیہ کمپنی کو آگے لائے گا اور پاکیشیا میں ساگان کی سرحد پر ت تلاش کرنے کا ٹھیکہ پاکیشیا کی وزارت معدنیات سے حل اصل کرے گا اور پھر اس علاقے سے خفیہ سرنگ ایکس وی تک ائے گی اور پھر خاموشی سے ایکس وی نکال کر روسیاہ بھجوا دی گی۔ روسیاہ بظاہر اس میں شامل نہیں ہو گا لیکن درپردہ ساری بندی روسیاہ کی ہو گی اور وہ لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے ایک بات کا اور بھی علم ہوا ہے کہ کے جی بی نے پاکیشیا سروس کے خلاف ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اور خاص طور پر ان کی سرحد پر زیادہ سخت نگرانی کی جا رہی ہے اور روسیاہ میں نے والے تمام راستوں کی بھی انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی جگہ میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمرے نصب کر

دیئے گئے ہیں اور اس سلسلے کے دوسرے انتظامات بھی کئے گئے
کے جی بی کے ایک سیکشن جسے سپر سیکشن کہا جاتا ہے اور
چیف سپر چیف کہلاتا ہے کو خصوصی طور پر یہ ڈیوٹی سونپی
کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیک کرے اور اگر یہ سروس
یا تاجکستان میں داخل ہو تو اس کا فوری خاتمہ کر دے اس لئے
انتظامات سپر سیکشن کے تحت کئے گئے ہیں"...... ماروف نے
بتاتے ہوئے کہا۔

"اس قدر مختصر وقت میں تم نے اس قدر تفصیلات کیسے
کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"جناب مجھے پہلے سن گن مل چکی تھی کہ سپر سیکشن
سیکرٹ سروس کے خلاف حرکت میں آیا ہے جبکہ آپ کی طرف
کوئی اطلاع نہ تھی لیکن میں اس پر ہوشیار ہو گیا اور میں نے
حاصل کر لیں البتہ اب ایکس وی فائل کے متعلق معلومات
ایک آدمی نے مہیا کی ہیں جو کے جی بی میں ایک اہم عہدے پر
رہا ہے"...... ماروف نے جواب دیا۔

"اس سپر سیکشن کا انچارج کون ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر
ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سپر سیکشن کا انچارج کے جی بی کا کرنل ساروف ہے اور
ہیڈ کوارٹر کاسو کے نواحی علاقے انارگو میں ہے۔ یہ سارا فیکٹری
ہے۔ اس میں ایک فیکٹری کا نام چارٹیکل بورڈز فیکٹری ہے

اسی کے نیچے سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ ساری فیکٹری سپر
سیکشن کی حفاظت میں رہتی ہے۔ ویسے اس سپر سیکشن کا عملی طور پر
انچارج میجر وارسکوف ہے۔ وہ بے حد تیز، فعال، ذہین اور ہوشیار
آدمی ہے۔ اس نے بڑا طویل عرصہ کے جی بی کے سپر سیکشن میں بطور
ایجنٹ کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ویسٹرن کارمن میں بھی طویل
عرصہ روسیاہ کی طرف سے کام کر چکا ہے۔ نوجوان آدمی ہے لیکن
وہ ہی انتہائی حد تک ظالم اور سفاک بھی ہے۔ اسے عام طور پر میجر
کہا جاتا ہے اور وہ خود بھی اپنے اس نام پر فخر کرتا ہے"۔ ماروف
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب آپ یہ فائل حاصل کریں گے یا اس کمپنی کا انتظار کریں
جس نے یہ وحات نکالنی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ فائل حاصل کرنا پڑے گی البتہ تم نے محتاط رہنا
ہے۔ اگر میری واپسی سے پہلے یہاں کوئی ایسا کام ہو تو پھر یہ تمہاری
ذمہ داری ہو گی کہ تم اس کو ناکام بنا دو"...... عمران نے کہا تو بلیک
زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا آپ پوری ٹیم کو ساتھ لے جائیں گے"...... بلیک زیرو نے
کہا۔

"نہیں۔ وہاں کے حالات میں پوری ٹیم کام نہیں کر سکے گی اور
ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا اور جلد از جلد وہاں سے نکلنا

بھی ہو گا اس لئے تنویر اور ٹائیگر میرے ساتھ جائیں گے اور ...
عمران نے کہا۔

"مطلب ہے کہ آپ ایکشن فل کام کرنا چاہتے ہیں"...... زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ نان سٹاپ ایکشن۔ تب ہی مشن کامیاب ہو سکتا ہے" عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ختم شد

عمران سیریز
ایکس وی فائل

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "ساگان مشن" سلسلے کا ایک اور ناول "ایکس وی فائل" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ساگان مشن کے بعد ایکس وی فائل حاصل کرنا پاکیشیا کے مفادات کے لئے انتہائی ضروری ہو گیا تھا اور یہ فائل روسیاہ کے، کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں محفوظ تھی۔ اس ہیڈ کوارٹر میں جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر سمجھا جاتا تھا لیکن عمران نے اس فائل کو حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور عمران کے اس فیصلے کی اطلاع روسیاہ کی ایجنسی کے جی بی کو مل گئی اور انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو روسیاہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ہر طرف موت کے پھندے لگا دیئے۔ ایسے پھندے جن سے بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس مشن میں عمران کے ساتھ تنویر اور ٹائیگر تھے اور پھر عمران اور اس کے دونوں ساتھیوں کو روسیاہ میں داخل ہونے کے لئے جس قدر جان توڑ اور جان لیوا جدوجہد کی اور جس طرح کے جی بی کے سپر ایکشن گروپ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو لمحہ لمحہ انتہائی خوفناک اور جان لیوا جنگ لڑنا پڑا اس کی تفصیل یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول اپنے بے پناہ اور تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس کی وجہ سے ایک یادگار ناول ثابت ہوگا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع

فرمائیں البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط اا ان کے جواب ضرور ملاحظہ کرلیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

سرگودھا سے ایم اسلم شاہد لکھتے ہیں۔ "چند باتیں" میں مختلف قارئین کی آراء پر مبنی خطوط واقعی بے حد دلچسپ ہوتے ہیں۔ کچھ فرمائشیں واقعی بہت اچھی ہوتی ہیں اور کچھ انتہائی مضحکہ خیز۔ البتہ "چند باتیں" میں تنقید بھرے خطوط بہت کم شائع ہوتے ہیں حالانکہ تنقید کرنے والے قارئین وہ ہوتے ہیں جو سب سے زیادہ آپ کے فین ہوتے ہیں۔ان کی تنقید میں بھی تعریف کا پہلو ہوتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آپ ہمارے تنقید بھرے خطوط شامل نہیں کرتے حالانکہ ہم مثبت تنقید کرتے ہیں۔آج کل آپ کے جتنے بھی ناول آ رہے ہیں۔ان میں جسمانی فائٹ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے اور دوسری بات یہ کہ آپ حصوں پر مبنی ناول علیحدہ علیحدہ شائع نہ کیا کریں۔ اس سے کہانی کے تسلسل پر برا اثر پڑتا ہے"۔

محترم ایم اسلم شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور چند باتوں پر تبصرہ کرنے کا بے حد شکریہ۔آپ اگر باقاعدگی سے "چند باتیں" پڑھتے ہیں تو پھر آپ کو خود ہی معلوم ہو جانا چاہئے کہ میں تو تنقید بھرے خطوط کو ہمیشہ خوش آمدید کہتا ہوں اور یہ زیادہ تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ البتہ آپ کی موجودہ تنقید کہ ناولوں میں جسمانی فائٹ کم نظر آتی ہے واقعی درست ہے۔ اگر عمران اس قدر تجربہ کے باوجود ہر صفحے پر پہلوانوں کی طرح لڑتا ہی نظر آئے تو یقیناً آپ خود اس پر تنقید کرنا شروع کر دیں۔ویسے جہاں عمران کو جسمانی فائٹ کی ضرورت پڑتی ہے وہ اس سے گریز بہرحال نہیں کرتا۔اس کے باوجود آپ کی یہ تنقید عمران تک پہنچا دی جائے گی۔ حصوں پر مبنی ناولوں کی اشاعت کے سلسلے میں بھی آپ کی رائے پبلشرز حضرات تک پہنچا دی گئی ہے۔ امید ہے وہ ضرور اس پر توجہ دیں گے اور آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ بھی آئندہ خط ضرور لکھتے رہیں۔

وہاڑی سے محمد تنویر لکھتے ہیں۔" میں آپ کا چند سالوں سے خاموش قاری ہوں لیکن آج یہ خاموشی اس لئے توڑ رہا ہوں کہ آپ کی "چند باتیں" میں چند باتیں میں بھی پیش کرتا ہوں۔آپ نے ایک قاری کے خط کے جواب میں لکھا تھا کہ آپ اسرائیل کا اصل نام اس لئے نہیں دیتے ہیں کہ اسرائیل سے پاکیشیا کے سفارتی تعلقات نہیں ہیں جبکہ باقی ممالک کے اصل نام اس لئے نہیں لکھے جاتے کہ ان سے سفارتی تعلقات کی وجہ سے بعض اوقات پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں مگر اکثر ناولوں میں اکثر ممالک مثلاً برما، مصر، سوڈان وغیرہ کے اصل نام شامل ہوتے رہتے ہیں۔ کیا پاکیشیا کے ان سے بھی سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم محمد تنویر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔آپ نے ملکوں کے اصل ناموں کے سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے

وہ درست ہے لیکن بعض اوقات دوسرے ممالک کے اصل نام اس لئے دے دیئے جاتے ہیں کہ اس خصوصی مشن میں اس ملک کی حکومت یا اس کی کوئی ایجنسی ملوث نہیں ہوتی اور نہ ہی مشن اس ملک کے مجموعی مفادات یا سلامتی کے خلاف ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر اس ملک کا فرضی نام دیا جاتا ہے تاکہ پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

چک نمبر 112/10R جہانیاں سے سجاد حسین کانجو لکھتے ہیں۔ "عرصہ دراز سے آپ کے ناول زیر مطالعہ ہیں اور وہ ہر لحاظ سے شاہکار کہلانے کے حقدار ہیں۔ البتہ عمران سیریز میں اکثر مقامات پر یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً جب بھی عمران یا اس کے ساتھی کسی کو رسی سے باندھتے ہیں تو انہیں رسی ہمیشہ سٹور سے ہی دستیاب ہوتی ہے۔ جب عمران یا اس کے ساتھی کہیں قید ہوتے ہیں تو وہاں سے فرار ہونے کے بعد وہ کسی راہداری میں ہی پہنچتے ہیں۔ جب سے آپ نے عمران سیریز لکھنا شروع کیا ہے آپ کی تصویر بھی وہی چلی آ رہی ہے۔ امید ہے آپ ضرور اس پر غور کریں گے"۔

محترم سجاد حسین کانجو صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی یکسانیت کی شاندار مثالیں پیش کی ہیں۔ رسی کا بنڈل ظاہر ہے سٹور میں ہی رکھا جا سکتا ہے۔ اب اسے ڈائننگ روم میں یا ڈرائینگ روم میں ڈیکوریشن پیس کے طور پر تو نہیں سجایا جا سکتا اور جہاں تک راہداریوں کا تعلق ہے تو ایسا اکثر ملکوں میں ہوتا ہے۔ وہاں کی طرز تعمیر اگر آپ جا کر دیکھیں تو وہاں کمروں کے رابطے اکثر راہداریوں کے ذریعے ہی رکھے جاتے ہیں اور جہاں تک میری تصویر کا تعلق ہے تو واقعی یہ یکسانیت کی شاندار مثال ہے۔ لیکن اس سے بچنے کا تو بڑا آسان سا طریقہ ہے کہ آپ اس تصویر کو دیکھ کر خود ہی نئی تصویر کا تصور کر لیا کریں۔ اس طرح کم از کم اس حد تک یکسانیت سے آپ بچ جائیں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے اعزاز علی لکھتے ہیں۔ "تقریباً تین سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں اور ان تین سالوں میں آپ کے تمام ناول میں نے پڑھ لئے ہیں۔ آپ کے لکھنے کا انداز واقعی انتہائی دلکش ہے اور آپ معاشرے کے چھپے ہوئے اور تلخ گوشوں کو بھی بڑی خوبصورتی سے بے نقاب کر کے حقیقتاً قلم سے جہاد کا فریضہ ادا کر رہے ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ نے سنگ ہی اور تھریسیا کے کرداروں پر کوئی ناول نہیں لکھا۔ حالانکہ آپ کے بعض ناولوں میں کبھی کبھار ان کا ذکر آتا رہتا ہے۔ امید ہے آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم اعزاز علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سنگ ہی اور تھریسیا کے کرداروں کے سلسلے میں بھی کئی بار پہلے باتوں میں ذکر کر چکا ہوں کہ سنگ ہی، تھریسیا اور اس قبیل کے کردار ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو چکے ہیں۔ زمانہ بہت آگے بڑھ

چکا ہے۔ اب عمران بھی وہ عمران نہیں رہا جو سنگ ہی اور تھریسیا کے دور میں تھا۔ اس لئے اب ماضی میں دفن ان کرداروں کو موجودہ دور میں لے آنے اور پھر ان پر موجودہ دور کے مطابق ناول لکھنے سے ان کرداروں کا وہ حسن بھی مجروح ہو سکتا ہے جو پڑھنے والوں کے ذہنوں میں ان کرداروں کا موجود ہے۔ ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں اور ہر دور کے کردار بھی اور ہوتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ شاعر بھی اپنے محبوب سے کہنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ

مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

امید ہے آپ بھی اس وضاحت کے بعد اس پر اصرار نہیں کریں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

دروازے پر دستک کی آواز سن کر میز کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ لمبوترا تھا۔ سر سامنے کی طرف سے آدھے سے زیادہ گنجا تھا جبکہ سر کے باقی حصے پر انتہائی گھنے اور گھنگھریالے بال تھے جو اس کے کاندھوں کے کچھ اوپر تک تھے۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی اور چہرے پر سختی کا عنصر اس قدر زیادہ تھا کہ اس کا چہرہ گوشت پوست کی بجائے کسی پتھر سے تراشیدہ ہوا لگتا تھا۔ یہ سپر سیکشن کا انچارج کرنل ساروف تھا اور جس کمرے میں وہ موجود تھا وہ اس کا آفس تھا۔ اس نے دستک کی آواز سن کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دروازے کے اوپر ایک چھوٹی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک نوجوان کھڑا نظر آرہا تھا جس نے سیاہ رنگ کی جیکٹ اور سیاہ پتلون پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر کے بال

چھوٹے لیکن ڈریکولا کے بالوں کی طرح اٹھے ہوئے تھے۔ چہرہ پھیلا سا دکھائی دیتا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی مناسبت سے چھوٹی تھیں۔ اس کے سر پر ایسی ٹوپی تھی جیسے عام طور پر روسی فوجی سر پر پہنتے ہیں۔ یہ میجر وارسکوف تھا جسے عام طور پر میجر آف کہا جاتا تھا۔ کرنل ساروف نے بٹن آف کیا تو سکرین بھی آف ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرا بٹن پریس کیا تو دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا اور وہ نوجوان جو سکرین پر نظر آ رہا تھا چست انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"آؤ میجر آف"...... کرنل ساروف نے سرد لہجے میں کہا اور میجر آف نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور میز کی دوسری طرف رکھی چمڑے کے گدے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... کرنل ساروف نے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیا سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ علی عمران اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ایئرپورٹ پر دیکھا گیا ہے۔ وہ اپنی اصل شکل میں ہے لیکن وہ کارمن جا رہا ہے"...... میجر آف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ اب کارمن سے یہاں آئے گا اور یقیناً کارمن میک اپ میں ہو گا اور ایسا اس کے لئے ضروری بھی تھا کیونکہ روسیاہ میں کارمن باشندے روسیاہیوں کی طرح گھومتے پھرتے ہیں اور ان کے بارے میں زیادہ شکوک و شبہات کا اظہار بھی نہیں ہوتا۔ گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے"۔ کرنل ساروف نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے کارمن میں اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دیا ہے۔ وہاں اس کی نگرانی کریں گے اور اس کے بارے میں اطلاعات بھی دیں گے"...... میجر آف نے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمران اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کارمن میں ہی رہ جائے جبکہ سیکرٹ سروس خاموشی سے یہاں آ جائے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران کی بجائے عمران ہی کے بارے میں سب جانتے ہیں"...... کرنل ساروف نے کہا۔

"یس سر۔ یہی پوائنٹ میرے ذہن میں ہے اس لئے میں نے اس سلسلے میں مزید اقدامات بھی کر لئے ہیں۔ البتہ یہاں کے بارے میں ایک رپورٹ ملی ہے جس کے مطابق یہاں کے ایک آدمی نے پاکیشیا کال کی ہے لیکن جہاں اس نے بات کی ہے اس کا نمبر باوجود کوشش کے ٹریس نہیں ہو سکا"...... میجر آف نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سے مواصلاتی رابطے تو بہرحال لوگوں کے رہتے ہیں۔ یہ کوئی شک والی بات نہیں ہے۔ البتہ یہ بات مشکوک ہے کہ وہاں کا نمبر ٹریس نہیں ہو سکا۔ کون ہے وہ"...... کرنل ساروف نے کہا۔

"جناب۔ اس کا نام ماروف ہے اور وہ بالکڑوم کلب کا مالک اور

مینجر ہے۔ انتہائی محب وطن روسیاہی ہے۔ آج تک اس کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے لیکن اس نمبر کے ٹریس نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشکوک ہو گیا ہے"...... میجر آف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے کیا بات کی ہے۔ اس بارے میں رپورٹ ملی ہے"۔ کرنل ساروف نے پوچھا۔

"نو سر۔ کال نہ سنی جا سکی ہے نہ ٹیپ ہو سکی ہے۔ صرف یہ ایکس چینج میں اتنا کاشن ملا ہے کہ اس نے دو بار پاکیشیا کال کی ہے لیکن جدید ترین مشینری پھر بھی اس نمبر کو ٹریس نہیں کر سکی۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ کال پاکیشیا کے دارالحکومت میں کی گئی ہے"۔ میجر آف نے جواب دیا۔

"تم نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ وہ کیا کہتا ہے"...... کرنل ساروف نے پوچھا۔

"نو سر۔ اس کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی"...... میجر آف نے کہا تو کرنل ساروف بے اختیار چونک پڑا۔

"میری اجازت۔ کیوں۔ کون ہے وہ"...... کرنل ساروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ماروف کے تعلقات چیف سیکرٹری صاحب کے ساتھ بہت گہرے ہیں اور چیف سیکرٹری صاحب کی لڑکی ماریا اس کی بہت گہری دوست ہے اور سنا ہے کہ وہ شادی کر رہے ہیں اور چیف سیکرٹری صاحب بھی اس شادی پر نہ صرف راضی ہیں بلکہ خوش بھی

ہیں۔ ایسی صورت میں بغیر کسی ثبوت کے اس سے پوچھ گچھ ہمارے لئے مسئلہ بھی بن سکتی ہے"...... میجر آف نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم اس سے سرسری سی پوچھ گچھ کرو۔ اگر معاملہ مشکوک ہو تو اس کی انکوائری کرو اور اگر کوئی ثبوت مل جائے تو پھر میں چیف سیکرٹری صاحب سے بھی بات کر لوں گا"...... کرنل ساروف نے کہا۔ چیف سیکرٹری کا حوالہ سن کر وہ بھی نرم پڑ گیا تھا کیونکہ روسیاہ میں چیف سیکرٹری کے اختیارات اس قدر زیادہ تھے کہ شاید صدر کے بھی نہ ہوں اور چیف سیکرٹری چاہے تو کرنل ساروف کو بھی اس کی سیٹ سے ہٹا سکتا تھا اس لئے میجر آف کو بھی کرنل ساروف کے سامنے بات کرنا پڑی ورنہ تو وہ خود ماروف کو ٹارچنگ روم میں لے جا کر اس کی روح سے بھی سب اگلوا لیتا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے"...... میجر آف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ میں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں سننا چاہتا ہوں وہ کیا جواب دیتا ہے"...... کرنل ساروف نے بھی اٹھتے ہوئے

"یس سر۔ آپ سپیشل پوائنٹ پر آ جائیں میں اسے وہاں کال کر لوں"...... میجر آف نے کہا۔

"اوکے۔ تم اسے کال کر لو۔ جب وہ پہنچ جائے تو مجھے اطلاع کر دینا"...... کرنل ساروف نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو میجر

آف سلام کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ کرنل ساروف
دروازہ بند کر کے میز پر پڑی ہوئی فائل کھول کر سامنے رکھ لی۔
تقریباً ایک گھنٹے بعد جب اسے اطلاع ملی تو وہ اٹھ کر آفس سے باہر
اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار سپیشل پوائنٹ کی طرف بڑھی چلی
رہی تھی۔ یہ ایک مضافاتی علاقے میں کوٹھی تھی جسے سپیشل
پوائنٹ کا نام دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ساروف اس کوٹھی
میں پہنچ گیا۔ میجر آف اس کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھا۔

"کہاں ہے وہ آدمی"...... کرنل ساروف نے پوچھا۔

"اندر موجود ہے۔ آئیے"...... میجر آف نے کہا اور واپس مڑ گیا
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تہہ خانے میں داخل ہوئے جو اپنے
انداز سے ٹارچنگ روم دکھائی دیتا تھا۔ وہاں ایک کرسی پر ایک
نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو اپنی شکل و صورت اور انداز سے کسی طور
پر دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر دو تین زخموں کے
مندمل نشانات بھی موجود تھے لیکن ان نشانات نے اس کی وجاہت
کو بڑھا دیا تھا۔ کرنل ساروف اور میجر آف کے اندر داخل ہوتے ہی
وہ نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے
تاثرات نمایاں تھے۔

"بیٹھو مسٹر"...... کرنل ساروف نے کہا اور پھر وہ مڑا اور سامنے
رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر آف بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر
بیٹھ گیا۔

"تم مجھے جانتے ہو"...... کرنل ساروف نے کہا۔

"نو سر۔ البتہ وار سکوف کو میں جانتا ہوں جناب۔ وہ میرے
ہوٹل میں اکثر آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کال کیا تو میں دوڑا چلا
آیا ہوں جناب اس کمرے کا ماحول بڑا عجیب سا ہے۔ مجھے تو انتہائی
خوفناک سی محسوس ہو رہی ہے"...... نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"پریشان ہونے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ حالات
مختلف ہوتے۔ میں سپر سیکشن کا چیف ہوں کرنل ساروف۔ ہم کسی
پر بے جا کارروائی نہیں کرتے۔ البتہ تمہارا یہ فرض ہے کہ تم سے
جو پوچھا جائے وہ از خود درست بتا دو"...... کرنل ساروف نے
نرم لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں انتہائی محب وطن آدمی ہوں۔ میرا ماضی اس کا گواہ
ہے۔ آپ فرمائیں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"...... نوجوان ماروف نے
کہا۔

"تم نے دو بار پاکیشیا کال کی ہے لیکن یہ کال ٹیپ نہیں ہو
سکی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے خصوصی انتظامات کئے ہوئے ہیں
اس سلسلے میں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جہاں تم نے کال کی ہے
وہاں کا نمبر بھی ٹریس نہیں ہو سکا اور یہ بات بھی مشکوک ہے۔ اس
لئے تمہیں یہاں کال کیا گیا ہے کہ تم اس سلسلے میں وضاحت
کرو"...... کرنل ساروف نے کہا تو ماروف نے بے اختیار ایک

طویل سانس لیا۔

"جناب۔ جہاں تک کال ٹیپ نہ ہونے کی بات ہے تو
جانتے ہیں کہ کلب ایسی جگہ ہے جہاں کاروباری رقیبوں سے
لئے خصوصی انتظامات کرنے پڑتے ہیں اس لئے میں نے اعلیٰ حکا
اجازت سے کروسی فون سیٹ رکھا ہوا ہے اور کروسی فون کی
خاصیت ہے کہ اس کے ذریعے ہونے والی کال ٹیپ نہیں کی جا
اور نہ اس کے الفاظ سنے جا سکتے ہیں۔ جہاں تک پاکیشیا کال کر
تعلق ہے تو جناب میں نے واقعی پاکیشیا دو کالیں کی ہیں۔ پاکیشیا
ایک خصوصی شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام انگوریا ہے۔ یہ
صرف میرے کلب میں ہی ملتی ہے اور یہ بے حد مقبول ہے۔
وہاں سے یہ شراب منگوا کر یہاں اس پر اپنا لیبل لگا دیتا ہوں
کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ یہ شراب کون سی ہے اور کہاں
ہے تاکہ میرے کلب کی یہ خصوصیت ختم نہ ہو جائے۔ اب
بات کہ وہاں کا نمبر آپ ٹریس نہیں کر سکے تو ہو سکتا ہے کہ
شراب فروشوں نے اس سلسلے میں کوئی مخصوص کارروائی کی
ہو"...... ماروف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میجر۔ یہاں فون لے آؤ اور تم ہمارے سامنے وہاں بات کر
یہ بات کنفرم کراؤ کہ تم نے پہلے وہاں دو کالیں کی ہیں اور شراب
سلسلے میں کی ہیں"...... کرنل ساروف نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی جناب"...... ماروف نے کہا۔

میجر نے اس دوران اٹھ کر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو
سمیت اٹھایا اور اسے لا کر کرنل ساروف کے قریب رکھ دیا۔

"کیا نمبر ہے"...... کرنل ساروف نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ پہلے پاکیشیا کا یہاں سے رابطہ نمبر اور پھر پاکیشیا کے
دارالحکومت کا رابطہ نمبر پریس کرنے پڑتے ہیں"...... ماروف نے کہا
دونوں نمبر بتا دیئے۔ کرنل ساروف نے اثبات میں سر ہلایا اور
انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر
دیا۔

"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

"پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پاکیشیا کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر
...... کرنل ساروف نے سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے
نمبر بتائے گئے جو پہلے ماروف نے بتائے تھے اور کرنل ساروف
اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب جس نمبر پر تم نے بات کی تھی وہ نمبر بتاؤ"...... کرنل
نے کہا تو ماروف نے وہ نمبر بتا دیئے۔ کرنل ساروف نے نمبر
کرنے شروع کر دیئے۔

"راحت کدہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی
تو کرنل ساروف نے رسیور ماروف کی طرف بڑھا دیا۔

"ماسکو سے ماروف بول رہا ہوں۔ پاکٹروم کلب کا ماروف"۔

ماروف نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ کیا مزید ڈیمانڈ پیدا ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہاں۔ سپیشل ڈیمانڈ آ گئی ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے"...... ماروف نے کہا۔

"آپ کی پہلی ڈیمانڈ تو ہم ڈیلیور کر ہی رہے تھے۔ اچھا ہوا۔ اب اکٹھی ہی چلی جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلے میں نے آپ کو کب ڈیمانڈ کی تھی"...... ماروف نے کہا

"کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ آج آپ نے خود ہمیں کال کیا تھا دس ہزار بوتل ڈیمانڈ کی تھی۔ پھر آپ نے آدھے گھنٹے بعد دوبارہ کال کی تو آپ نے اپنی ڈیمانڈ بارہ ہزار بوتل کر دی اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ کب ڈیمانڈ کی تھی۔ اسی لئے تو میں نے آپ کی کال ملنے پر پوچھا تھا کہ مزید ڈیمانڈ کی ضرورت پڑ گئی ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے صرف کنفرم کرنے کے لئے پوچھا تھا۔ بہر حال آپ دس ہزار بوتل مزید ساتھ بھجوا دیں اور جلدی"...... ماروف نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ کل ڈیلیوری ہو جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... ماروف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اوکے مسٹر ماروف۔ آپ کی وضاحت درست ہے۔ اب آپ جا سکتے ہیں"...... کرنل ساروف نے اٹھتے ہوئے کہا تو میجر آف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ تہہ خانے سے باہر آ گئے۔ ماروف اٹھا اور تہہ خانے سے باہر آ کر پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی جبکہ کرنل ساروف میجر آف کو ساتھ لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم مطمئن نہیں ہو"...... کرنل ساروف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے میجر آف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بظاہر تو میں مطمئن ہو گیا ہوں سر۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ وہ نہیں ہے جو بتایا جا رہا ہے"...... میجر آف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اس کی نگرانی شروع کرا دو۔ اگر کوئی بات ہو گی تو سامنے آ جائے گی۔ فی الحال یہ نوجوان کلیئر ہے"...... کرنل ساروف نے کہا تو میجر آف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اس کی بجائے اپنی زیادہ توجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف رکھو"...... کرنل ساروف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... میجر آف نے کہا اور وہ بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کرنل ساروف پورچ میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"یہ تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو۔ پہلے پاکیشیا سے کارمن تک
اب کارمن سے فن لینڈ پہنچے ہو"...... تنویر نے فن لینڈ کے
پورٹ سے باہر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹائیگر بھی
کے ساتھ تھا لیکن وہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا آ رہا تھا۔
"جس طرح بچوں کو میلہ دکھانے لے جایا جاتا ہے اس طرح
تمہیں دنیا دکھانے لے آیا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"میں نے دنیا تم سے زیادہ دیکھی ہوئی ہے۔ اصل بات
تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"کہاں دیکھی ہے تم نے دنیا۔ چلو بتاؤ تم نے ارامسک دیکھا
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارامسک۔ وہ کیا ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں"۔
ی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ ٹیکسی سٹینڈ تک پہنچ
گئے۔
"یہاں فن لینڈ میں ارامسک اس جھولے کو کہا جاتا ہے جو
ان کو ہوا میں سینکڑوں فٹ کی بلندی پر اچھال کر پھر واپس کیچ کر
ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک ٹیکسی کا دروازہ
ل کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر دونوں عقبی سیٹ پر
گئے۔
"ریزے کلب"...... عمران نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات
سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔
"ہاں تو میں تمہیں بتا رہا تھا کہ ارامسک اس جھولے کو کہتے ہیں
انسان کو سینکڑوں فٹ کی بلندی پر اچھال کر واپس کیچ کر لیتا
یہاں فن لینڈ میں یہ جھولا بے حد مقبول ہے"...... عمران نے
کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر سے کہا۔
"میں نہیں مان سکتا۔ ایسا جھولا ہو ہی نہیں سکتا"...... تنویر نے
باتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں گریٹ لینڈ کی زبان میں بات کر
تھے۔
"چلو ڈرائیور سے پوچھ لیتے ہیں۔ کیوں مسٹر۔ ارامسک ایسے
لے کو نہیں کہا جاتا"...... عمران نے اس بار ٹیکسی ڈرائیور سے
طب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ یہ جھولا جدید ایجاد ہے اور یہاں کے نوجوانوں میں اس
قدر مقبول ہے کہ باقی جھولوں والے اپنی قسمت کو رو رہے
ہیں"....... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لو سن لو۔ ابھی تم کہتے ہو کہ تم نے دنیا دیکھی ہوئی ہے۔
تو کیا تم نے تو اراسک جھولا تک نہیں دیکھا جبکہ میں اس پر ام
بار جھول بھی چکا ہوں۔ اب یہ اور بات ہے کہ جھولے کے مجھے وا
کچھ کر لینے کے باوجود کئی گھنٹوں تک میرا دل بند رہا اور جسم
رونگٹے ٹیڑھے میڑھے انداز میں کھڑے رہے"....... عمران نے کہا
ڈرائیور بے اختیار ہنس پڑا۔

"جناب اس سے خطرناک جھولا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔
نے بھی کئی بار ارادہ کیا لیکن ہمت نہیں ہوئی اور کئی لوگ تو مر
چکے ہیں اس لئے یہاں کے عوام اب مطالبہ کرنے لگے ہیں کہ
جھولے کو بند کر دیا جائے"....... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ یہ کیسا جھولا ہے۔ کیا کشش ہے اس میں"....
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت تھی

"یہ بتانے کا نہیں جھولنے کا مسئلہ ہے۔ جب تک اس میں
نہ جائے اس وقت تک اس کے بارے میں صحیح تاثر قائم ہی نہیں
سکتا"....... عمران نے جواب دیا۔

"تم کب فن لینڈ آئے اور کب تم نے اسے جھول لیا۔
تک میرا خیال ہے تم شاید پانچ سال بعد فن لینڈ آ رہے ہو اور

بار بھی میں تمہارے ساتھ تھا"....... تنویر نے کہا تو عمران بے
اختیار ہنس پڑا۔

"اصل فرق تمہارے اور میرے درمیان تو یہی ہے اور بیچ میں
دیوار بن گئی ہے بے چاری جولیا"....... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"....... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اراسک اس قدر مقبول ہے کہ اب فن لینڈ کے بڑے بڑے
ہوٹلوں والے اپنے اشتہارات میں نہ صرف اس کا ذکر کرتے ہیں بلکہ
اس کی تصویر بھی شائع کرتے ہیں کہ ان کے ہوٹل میں ٹھہرنے
والوں کو اس جھولے کی سیر مفت کرائی جائے گی اور یہ اشتہارات
بھی غیر ملکی رسالوں میں چھپتے رہتے ہیں لیکن تم نے کبھی غور ہی
نہیں کیا حالانکہ جب میں نے اشتہار میں اس کے بارے میں پڑھا تو
مجھے بڑا تجسس ہوا۔ پھر میں نے اس کے بارے میں باقاعدہ معلومات
حاصل کیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم ہوٹلوں کے اشتہارات کیوں پڑھتے ہو۔ کیا تمہارا تعلق
ہوٹل بزنس سے ہے"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو ضرورت رشتہ کے اشتہارات بھی پڑھتا رہتا ہوں"۔
عمران نے کہا۔

"وہ تو تمہیں پڑھنے ہی چاہئیں"....... تنویر نے بے ساختہ کہا تو
عمران کے ساتھ ساتھ اس بار ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی

دیر بعد ٹیکسی ریمزے کلب کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی تو عمران اترا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اور ٹائیگر بھی نیچے اتر آئے۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور کو ادائیگی کی اور پھر وہ کلب میں داخل ہو گئے۔ کلب کا ہال اعلیٰ طبقے کے مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور انتہائی مہنگی اور قیمتی شرابوں کے دور چل رہے تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے تین خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔

"یس سر"...... ایک لڑکی نے عمران کے قریب پہنچنے پر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر ریمزے سے کہو کہ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ آیا ہے"۔ عمران نے کہا۔ وہ تینوں اپنے اصل چہروں میں تھے۔

"پاکیشیا۔ اوہ۔ اتنی دور سے آپ تشریف لائے ہیں"...... لڑکی نے حیران ہو کر کہا اور پھر جلدی سے رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"روزی بول رہی ہوں سر کاؤنٹر سے۔ تین ایشیائی صاحبان تشریف لائے ہیں۔ ان میں سے ایک نے بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا سے آئے اور اپنا نام پرنس"...... لڑکی نام پر اٹک گئی تھی۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سر"...... لڑکی نے کہا۔

"یس سر۔ سوری سر"...... لڑکی نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"باس خود آرہے ہیں آپ کے استقبال کے لئے"...... لڑکی نے عجیب طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے یہ بات اس کے لئے عجوبہ ہو۔

"اچھا۔ تو ابھی وہ چل سکتا ہے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ وہ اس قدر موٹا ہو چکا ہو گا کہ اب چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ رہا ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد ایک سائیڈ پر موجود لفٹ نیچے آکر رکی اور پھر اس کا دروازہ کھلا اور چھوٹے قد کا ایک بہت موٹا آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا پھدکنے کے سے انداز میں چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کا چہرہ جوش کی زیادتی سے سرخ ہو رہا تھا اور گوشت میں دھنسی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ہیرے کی کنی جیسی چمک تھی۔

"مائی لارڈ پرنس۔ مائی لارڈ پرنس"...... موٹے نے یکلخت بچوں کی طرح چیختے ہوئے کہا اور اس طرح دوڑ کر عمران سے لپٹ گیا جیسے چھوٹا بچہ اپنے والد کی ٹانگوں سے لپٹتا ہے۔ سارے ہال کی توجہ ان کی طرف ہو گئی تھی اور سب کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر رہے تھے۔

"ارے ارے۔ اب میں کیا تمہارے سر پر پیار کروں۔ ویسے تم نے کیوں بے چاری لفٹ پر اس قدر وزن ڈالا ہے کہ ابھی تک کراہ رہی ہے۔ ہم خود آ جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ یکدم پیچھے ہٹ گیا۔

"آؤ۔ آؤ۔ پرنس۔ اوہ۔ اوہ۔ میری حسرت تھی کہ کاش میں زندگی میں ایک بار پھر پرنس سے مل سکتا۔ آؤ۔ آؤ"...... ریزے نے واقعی چھوٹے بچوں کی طرح عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے لفٹ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے پاس لولی پاپ لینے کے پیسے نہیں ہیں"۔ عمران نے کہا تو ہال میں یکلخت ہنسی کی آواز سنائی دی۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکیاں بھی دھیرے سے ہنس پڑی تھیں اور پھر ریزے انہیں لفٹ میں ساتھ لے کر دوسری منزل پر واقع اپنے انتہائی شاندار اور وسیع و عریض آفس میں آ گیا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کیا پیو گے۔ کافی یا جوس"...... ریزے نے اس طرح دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے کہا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ جلد از جلد عمران کی کوئی خدمت کر سکے۔

"اس قدر سردی میں جوس پی کر ہم نے آئس کریم تو نہیں بننا۔ ہاٹ کافی منگوا لو"...... عمران نے کہا تو ریزے نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور پھر ہاٹ کافی لانے کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کب آئے ہو اور کہاں ٹھہرے ہو۔ مجھے کیوں اطلاع نہیں دی۔ میں تمہارا استقبال ایئر پورٹ پر کرتا"...... ریزے نے کہا۔

"ہم ابھی آئے ہیں اور سیدھے تمہارے کلب آ کر رکے ہیں۔ جہاں تک ایئر پورٹ پر استقبال کا تعلق ہے تو مجھے خطرہ تھا کہ تمہیں دیکھ کر کہیں جہاز نیچے اترنے سے ہی انکار نہ کر دے کہ رن

لون لڑھکتا پھر رہا ہے"...... عمران نے کہا تو ریزے بجائے ناراض ہونے کے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس دنیا میں واحد تم آدمی ہو جو میرا مذاق اڑا کر بھی زندہ بچ جاتے ہو اور میں بھی تمہارے منہ سے اپنے موٹاپے کا سن کر خوش ہوتا ہوں ورنہ کسی دوسرے کی مجال نہیں کہ وہ ایسی کوئی بات تو ایک طرف اشارہ بھی کر سکے"...... ریزے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو مذاق کر لیتا ہوں کہ چلو ریزے دو چار قہقہے ہی لگا لے ورنہ پیشانی پر تیوریوں نے مستقل جگہ بنا لی ہوتی۔ اچھا اب میری بات سن لو۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو ریزے چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"وقت نہیں ہے۔ کیوں نہیں ہے۔ تم مجھ سے وقت لے لو۔ جتنا چاہو"...... ریزے نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ تنویر اور ٹائیگر دونوں حیرت سے اس موٹے کو دیکھنے لگے جس نے واقعی بچوں جیسی بات کی تھی۔

"تم سے وقت لینے کے لئے تو آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ فن لینڈ میں وقت بھی ریزے کے حکم پر چلتا ہے۔ سنو۔ ہم نے کاسکو جانا ہے لیکن اس طرح کہ وہاں کے جی پی اور سپر سیکشن کو یہ معلوم نہ ہو سکے کیونکہ انہوں نے وہاں ہر طرف سرحدوں پر میک اپ چیک کرنے والے جدید ترین کیمرے نصب کر رکھے ہیں اور ایک ایک آدمی کی باقاعدہ چیکنگ کی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا تو ریزے

کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ تو کیا انہیں معلوم ہے پرنس کہ تم کاسکو آ رہے ہو"۔ ریزے نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ہاٹ کافی کی پیالیاں تھیں۔ نوجوان نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور پھر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"ہاں۔ نہ صرف معلوم ہے بلکہ وہ ہمارے منتظر ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ ریزے یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے کہ آپ کو کاسکو اس طرح پہنچا دے کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے۔ لیکن پرنس۔ کاسکو میں کون سا گروپ آپ کی فیور کرے گا"۔ ریزے نے کہا۔

"فی الحال تو اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ابھی تو وہاں داخلے کے بارے میں سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہاں ایک خاص گروپ ہے جس کا نام کیمرا[illegible] گروپ ہے۔ اس کا چیف کیروف ہے اور اس کے بارے میں یوں سمجھو کہ جیسے وہاں بھی ریزے خود موجود ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا وہ اپنی جانیں دے کر بھی آپ سے تعاون کریں گے۔ بس صرف بھاری رقم اسے دینا ہو گی اور مجھے معلوم ہے کہ بھاری رقم آپ کے

لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ گیم کلبوں کو بھی خالی کر سکتے ہیں"۔ ریزے نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے لیکن تم ہمیں وہاں تک کیسے پہنچاؤ گے۔ مجھے تفصیل بتاؤ کیونکہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"فن لینڈ کی بندرگاہ ہلسنکی سے ایک خصوصی لانچ آپ کو روسیاہ کی بندرگاہ گراڈ پہنچا دے گی۔ وہاں سے آپ ٹرین کے ذریعے اطمینان سے کاسکو پہنچ سکتے ہیں"...... ریزے نے کہا۔

"لیکن گراڈ پر بھی تو انہوں نے چیکنگ کر رکھی ہو گی کیونکہ انہیں معلوم ہو گا کہ ہم فن لینڈ پہنچ چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کرتے رہیں۔ گراڈ سے پہلے ماہی گیروں کا ایک جزیرہ ہے جسے [illegible] کہا جاتا ہے۔ وہاں آپ کو پہنچا دیا جائے گا اور پھر آپ ماہی گیروں کے ساتھ ان کی کشتی میں گراڈ پہنچ جائیں گے۔ جہاں تک میک اپ چیک کرنے والے کیمروں کا تعلق ہے تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ایسے ہی کیمرے اس بارے میں بے کار ثابت ہوئے ہیں۔ اگر آپ میک اپ میں سیسے کی آمیزش کر لیں تو یہ کیمرے کام ہی نہیں آتے۔ میں نے بے شمار بار یہی ترکیب استعمال کرائی ہے اور کامیاب رہی ہے"...... ریزے نے کہا تو عمران کے چہرے پر پہلی بار مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ بس یہی بات ہے جس کے لئے میں نے اتنا طویل سفر طے کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس بارے میں خاص

بات تم ہی بتا سکتے ہو۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ہم بائی ایئر بھی تو جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کی مرضی ہے پرنس۔ میں بہرحال ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں"...... ریمزے نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہم یہاں سیسہ ملا ہوا میک اپ تیار کر لیتے ہیں پھر انہی تصویروں کے ساتھ تم ہمارے فن لینڈ کے ایسے کاغذات تیار کرا دو جن کی تصدیق ہو سکے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے بائی ایئر چلے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہو جائیں گے۔ آپ بے فکر رہیں"...... ریمزے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی روسیاہی ساخت کی کار تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر میجر آف بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سلیٹی رنگ کا سوٹ تھا۔ مختلف سڑکوں پر مڑنے کے بعد کار ایک تین منزلہ بلڈنگ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی اور پھر مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی تو میجر آف نیچے اترا۔ اس کے ساتھ ہی ڈرائیونگ کرنے والا نوجوان بھی نیچے اترا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ کر مین گیٹ کی طرف بڑھا جبکہ میجر آف وہیں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ بلڈنگ سے لوگ باہر اور اندر آ جا رہے تھے لیکن وہ سب اپنی اپنی مستی میں غرق تھے۔ ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان واپس آگیا۔

"آیئے باس"...... اس نوجوان نے کہا تو میجر آف تیزی سے آگے

بڑھا اور پھر وہ ہال میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں لفٹ میں سوار ہو کر تیسری منزل پر واقع ایک آفس کے دروازے پر آ گئے۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے میجر آف کو باقاعدہ سیلوٹ کیا جبکہ نوجوان ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا تو میجر آف سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا تو اندر موجود ایک بھاری جسم کا آدمی تیزی سے کرسی سے اٹھ کر میجر آف کی طرف بڑھا۔

"تشریف لائیے میجر"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ مڑ کر سائیڈ پر موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میجر آف اس کے پیچھے چل پڑا جبکہ ڈرائیور وہیں رک گیا تھا۔ ایک چھوٹی سی راہداری کراس کر کے وہ ایک اور کمرے میں پہنچ گئے جو ساؤنڈ پروف تھا۔

"تشریف رکھیں"...... اس آدمی نے کہا تو میجر آف سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا بلکہ اس آدمی نے دروازہ بند کیا اور پھر میجر آف کے سامنے کی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا نام کیمروف ہے اور تم اس کیمروف کلب کے مالک ہو"۔ میجر آف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں"...... اس آدمی کیمروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے بارے میں تمہیں بتا دیا گیا ہے کہ میرا نام میجر آف ہے اور میرا تعلق سپیشل سیکشن سے ہے"...... میجر آف نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"میں ویسے بھی آپ کو جانتا ہوں میجر"...... کیمروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خاص تعلق فن لینڈ کے ریمزے کلب کے مالک ریمزے سے ہے"...... میجر آف نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ میرا گہرا دوست ہے"...... کیمروف نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہارا گہرا دوست ہے۔ اب غور سے سنو۔ پاکیشیا کے تین ایجنٹ یہاں داخل ہو کر روسیاہ کا ایک اہم فارمولا اڑانا چاہتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں اطلاع مل گئی اور ہم نے اس سلسلے میں ریڈ الرٹ کر دیا جبکہ پاکیشیا میں ہمارے مخبروں نے ان تینوں کو چیک کیا ہے۔ یہ ایجنٹ پاکیشیا سے پہلے کارمن گئے پھر کارمن سے یہ فن لینڈ پہنچے اور وہاں ایئرپورٹ سے سیدھے ریمزے کلب گئے جہاں ریمزے سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد اچانک یہ تینوں غائب ہو گئے اور وہاں ریمزے نے جس طرح ان کا استقبال کیا اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ ان کا خاص دوست ہے اور یقیناً اب وہ ریمزے کی مدد سے یہاں کاسکو پہنچنے کی کوشش کریں گے اور لامحالہ یہاں بھی وہ تمہیں ریفر کرے گا اس لئے اب تم ریمزے سے بات کر کے معلوم کرو کہ یہ لوگ کس طرح یہاں داخل ہوں گے"...... میجر آف نے کہا۔

"لیکن اگر میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو وہ چونک پڑے گا۔ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے جبکہ میں انہیں جانتا تک نہیں۔ البتہ یہ

میرا وعدہ کہ اگر وہ مجھے اس بارے میں کال کرے گا یا ... میرے پاس کسی بھی انداز میں پہنچے تو میں فوراً آپ کو اطلاع کر دوں گا"...... کیروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے وہاں سے ان کے بارے میں تفصیل چاہئے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ یہ کام تم کس طرح کرتے ہو ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارے اور تمہارے گروپ اور کلب کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے"... میجر آف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیروف چند لمحے ہونٹ بھینچے سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"ریزے کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کاسکو سے کیروف بول رہا ہوں۔ ریزے سے بات کراؤ"...... کیروف نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ریزے بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ریزے کی آواز سنائی دی۔

"کیروف بول رہا ہوں ریزے۔ تم نے چکر ہی نہیں لگایا اس طرف۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی ناراضگی ہے"...... کیروف نے کہا۔

"اوہ نہیں کیروف۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ بس مصروفیات ہی ایسی ہیں کہ کہیں نکل ہی نہیں سکتا"...... ریزے نے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے پاکیشیا جا رہا ہوں۔ تم پاکیشیا میں اپنے کسی دوست پرنس کا ذکر کرتے رہتے ہو۔ مجھے اس کا پتہ بتا دو میں اس سے مل لوں گا۔ شاید اس کی ضرورت پڑ جائے"...... کیروف نے کہا۔

"تم کب پاکیشیا جا رہے ہو"...... ریزے نے پوچھا۔

"چند روز تک۔ کیوں"...... کیروف نے کہا۔

"اس لئے کہ جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو اسے تو میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں تاکہ تم اس کی امداد کر سکو۔ وہ میرا عزیز دوست ہے اور تم جا رہے ہو۔ پھر تو اب مسئلہ بن جائے گا"...... ریزے نے کہا۔

"کس قسم کی امداد۔ میں سمجھا نہیں"...... کیروف نے میجر آف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میجر آف نے پیڈ سے کاغذ نکالا اور پھر قلم سے اس پر لکھنا شروع کر دیا۔

"یہ تو وہ خود تم سے مل کر بتائے گا۔ فون پر نہیں بتایا جا سکتا"۔ دوسری طرف سے ریزے نے کہا۔ اسی لمحے میجر آف نے کاغذ کیروف کے سامنے رکھ دیا۔

"وہ کب پہنچ رہا ہے یہاں"۔ کیروف نے کاغذ سے پڑھ کر کہا۔

"وہ کل صبح کی فلائٹ سے آ رہا ہے۔ اس کے دو ساتھی بھی ہیں۔ میں نے انہیں تمہارے بارے میں بتا دیا ہے۔ میں تمہیں فون کرنے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آ گئی"...... ریزے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر وہ خود یہاں آ رہا ہے اور اسے کسی قسم کی مدد
کی ضرورت ہے تو میں رک جاتا ہوں۔ میں اپنی بجائے اپنے
اسسٹنٹ کو بھجوا دیتا ہوں لیکن ان کے بارے میں کچھ تفصیل تو بتا
دو۔ ان کے نام وغیرہ"...... کیمروف نے کاغذ پر نظریں جماتے ہوئے
کہا۔

"میرے دوست جس کا اصل نام علی عمران ہے کا نیا نام مائیکل
ہے اور اس کے ساتھیوں کے کاغذات کی رو سے نئے نام جانسن اور
ولسن ہیں"...... ریزے نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو میں ہر لحاظ سے ان کی مکمل
اور بھرپور مدد کروں گا"...... کیمروف نے جواب دیا۔

"تھینک یو۔ مجھے تم سے یہی امید تھی"...... ریزے نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ایک دوسرے کو گڈ بائی کہہ کر
کیمروف نے رسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو کیمروف۔ تم نے واقعی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے۔ اب
ایک اور بات سن لو کہ اگر تم نے میرے جانے کے بعد ریزے کو
کال کر کے اطلاع دی تو اس کے نتائج تمہارے حق میں انتہائی برے
ثابت ہو سکتے ہیں"...... میجر آف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ میں نے یہاں روسیاہ
میں رہنا ہے۔ میں ریزے یا اس کے دوست کی خاطر ملک سے
غداری تو نہیں کر سکتا"...... کیمروف نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے

نے کہا۔

"بہرحال خیال رکھنا کیونکہ پورے کاسکو سے ہونے والی کالیں
سیکشن میں چیک ہوتی رہتی ہیں"...... میجر آف نے کہا اور تیزی
مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور
اری سے گزر کر وہ بیرونی آفس میں آیا جہاں اس کا ڈرائیور موجود

"آؤ"...... میجر آف نے ڈرائیور سے کہا اور تیزی سے اس آفس
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے
کر اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا۔

"ایئرپورٹ چلو"...... میجر آف نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں
ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایئرپورٹ کے
حصے میں پہنچ کر رک گئی۔ میجر آف کار سے اترا اور تیز تیز قدم
ا ایک کونے میں موجود آفس کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا
دروازے پر کے جی بی کے الفاظ کے ساتھ ساتھ کے جی بی کا
اس نشان بھی بنا ہوا تھا۔ باہر ایک مسلح باوردی آدمی موجود
اس نے میجر آف کو آتے دیکھا تو وہ تن کر کھڑا ہو گیا اور پھر میجر
کے قریب پہنچنے پر اس نے اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ
میجر آف نے صرف سر کو ہلکے سے ہلا کر سیلوٹ کا جواب دیا اور
روازہ کھول کر وہ اندر آفس میں داخل ہوا۔ یہاں چار آدمی موجود
میجر آف کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھو"...... میجر آف نے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ
یہ اس کے سیکشن کے آدمی تھے۔

"سنو۔ میں نے جو اطلاعات حاصل کی ہیں ان کے مط
تینوں کل فن لینڈ سے کسی بھی پرواز پر ماسکو پہنچ رہے ہیں۔ ا
سے جو ان کا بڑا ہے اس کا نام نئے کاغذات کی رو سے مائیکل
اس کے دونوں ساتھیوں کے نام جانسن اور ولسن ہیں۔ تم ۔
فن لینڈ سے آنے والی تمام پروازوں کو اچھی طرح چیک کرنا
جیسے ہی کسی بھی پرواز پر یہ تینوں سامنے آئیں انہیں بغ
ہچکچاہٹ کے اور بغیر کوئی وقت ضائع کئے گولی مار دینی ہے"......
آف نے سرد لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہ تینوں نام فن لینڈ کے عام سے نام ہیں اس
نام تو تقریباً ہر پرواز کے مسافروں میں یقیناً موجود ہوں گے۔
صورت میں تو بڑی گڑبڑ ہو جائے گی۔ اگر ہمیں ان کے حلیئے مع
جاتے تو زیادہ بہتر تھا"...... ایک آدمی نے کہا تو میجر آف بے
چونک پڑا۔

"اور جناب یہ بھی تو ضروری نہیں کہ وہ کسی ایک پرواز پ
آئیں۔ فن لینڈ سے تو ہر دو گھنٹے بعد فلائٹ ماسکو آتی رہتی ہ
علیحدہ علیحدہ تین پروازوں سے بھی تو آ سکتے ہیں۔ ایسی صورت
وہ صاف بچ کر نکل جائیں گے کیونکہ ہم تو ان تینوں کے نام
ایک ہی پرواز سے دیکھ کر کارروائی کریں گے"...... دوسرے

ے کہا۔

"ویری بیڈ۔ ان ساری باتوں کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ تم
وں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے لیکن اب ان کے حلیئے کیسے
لوم کئے جائیں"...... میجر آف نے کہا۔

"جناب حلیئے آسانی سے معلوم ہو جائیں گی"...... تیسرے آدمی
جو خاموش بیٹھا ہوا تھا، کہا تو میجر آف اور دوسرے ساتھی بے
یار چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... میجر آف نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں ایئرپورٹ پر خصوصی کیمرے نصب ہیں۔ یہ لوگ اصل
تو ایشیائی ہیں۔ انہوں نے میک اپ چاہے جہاں کا بھی کیا ہوا ہو
کے حلیئے سامنے آ جائیں گے اور ساتھ ہی نام بھی ہمیں معلوم ہو
ہیں اس طرح ہم کنفرم ہو سکتے ہیں چاہے یہ تینوں علیحدہ علیحدہ
وں میں آئیں چاہے ایک فلائٹ پر"...... تیسرے آدمی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی مسئلہ حل ہو گیا"...... میجر آف
وش ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک اور پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے"۔ اس
تھے آدمی نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"وہ کیا"...... میجر آف نے چونک کر کہا۔

"یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اور ویسے بھی پاکیشیا سیکرٹ
اس کی بڑی شہرت ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ عین آخری لمحات

میں بائی ایئر آنے کی بجائے سمندر کے راستے سفر کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ اس طرح ہم یہاں ان کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں اور وہ سمندر کے راستے یہاں پہنچ کر آگے بڑھ جائیں"...... چوتھے آدمی نے کہا۔

"لیکن وہاں بھی تو کیمرے موجود ہیں"...... میجر آف نے کہا۔

"کیمرے تو موجود ہیں باس لیکن ناموں کا تو انہیں علم نہیں ہو گا"...... اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جنرل کال کر دیتا ہوں تاکہ جہاز، سمندر اور سڑکوں پر موجود چیکنگ کرنے والے سب الرٹ ہو جائیں"۔ میجر آف نے کہا۔

"سڑکوں کا کیا مطلب ہوا باس"...... ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضروری نہیں کہ یہ لوگ براہ راست کاسکو ہی آئیں۔ یہ کسی شہر پہنچ کر بائی روڈ بھی آ سکتے ہیں اس لئے میں نے کاسکو میں داخل ہونے والی ہر سڑک پر، ہر علاقے اور ہر چیک پوسٹ پر کیمرے نصب کر دیئے ہیں اور وہاں آنے والے ہر آدمی کو ان کیمروں کے سامنے سے لازماً گزرنا پڑتا ہے"...... میجر آف نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گراڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ فن لینڈ سے بجائے کاسکو جانے کے گراڈ پہنچ گئے تھے اور اب گراڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔

"باس۔ آپ نے اچانک کاسکو کی بجائے گراڈ جانے کا فیصلہ کیوں کر لیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے اس بارے میں کیا سوچا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ نے صرف احتیاطاً ایسا کیا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ہم نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے جو بقول ریمزے کیمروں سے چیک نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ریمزے نے اپنے دوست

کیروف کو ہمارے بارے میں تفصیل بتا دی ہو۔ ناموں کے علاوہ حلیئے بھی اور وہ بہرحال کاسکو میں رہتا ہے اس سے بات لیک آؤٹ بھی ہو سکتی ہے اس لئے میں نے احتیاطاً یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم براہ راست کاسکو پہنچنے کی بجائے پہلے گراڈ جائیں اور پھر گراڈ سے کاسکو میں اس انداز میں داخل ہوں کہ وہ ہمیں کسی صورت بھی چیک نہ کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"اس طرح چھپ کر جانے کا کیا فائدہ۔ اگر وہ چیک کر لیں گے تو ہم ان سے نمٹ بھی تو سکتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نمٹنے میں عمر گزر جائے گی جبکہ ہم نے ایکس وی فائل حاصل کرنی ہے"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون کو ڈائریکٹ کر کے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"راسٹن کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"راسٹن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد باوقار تھا۔

"فن لینڈ کے ریمزے کلب کے مالک ریمزے نے مجھے جناب راسٹن کی ٹپ دی ہے۔ میرا نام مائیکل ہے۔ آپ ان سے اس حوالے سے میری بات کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راسٹن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر راسٹن۔ میرا نام مائیکل ہے۔ فن لینڈ کے ریمزے کلب کے مالک ریمزے نے مجھے آپ کی ٹپ دی تھی۔ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے جس کا میں آپ کو منہ مانگا معاوضہ نقد دوں گا۔ کیا آپ مجھے ملاقات کا وقت دیں گے۔ میرے ساتھ دو اور ساتھی بھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ریمزے کے حوالے کے بعد تو میں انکار ہی نہیں کر سکتا۔ آپ آ جائیں۔ کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دیں۔ آپ کو مجھ تک پہنچا دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ چلیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے اتنی دیر اس کال کے لئے انتظار کیوں کیا۔ یہ کال ایئر پورٹ سے بھی کی جا سکتی تھی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ریمزے نے بتایا تھا کہ راسٹن ایک مخصوص وقت میں ملاقات

کرتا ہے اور مجھے اس وقت کا انتظار تھا"...... عمران نے کہا تو جو
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں
راسٹن کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ راسٹن کلب ایک ہوٹل
عمارت تھی لیکن یہاں آنے والے معزز لوگ دکھائی دے رہے تھے
تھوڑی دیر بعد وہ تینوں راسٹن کلب کے شاندار انداز میں سجے ہوئے
آفس میں موجود تھے۔ راسٹن کارمن نژاد تھا۔

"آپ یہاں باقاعدہ کلب چلا رہے ہیں۔ کیا آپ یہاں کی شہریت
حاصل کر چکے ہیں"...... عمران نے تعارف کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہاں کارمن کے لوگوں کو بزنس کرنے کی اجازت
ہے۔ روسیاہ کا کارمن سے باقاعدہ معاہدہ ہے"...... راسٹن نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مسٹر راسٹن۔ کیا یہ جگہ محفوظ ہے"...... عمران نے کہا تو
راسٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"محفوظ سے آپ کا مطلب کیا ہے"...... راسٹن نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت
نہ جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آیئے پھر سپیشل روم میں بیٹھتے ہیں"...... راسٹن نے
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر عقبی طرف بنے ہوئے ایک
چھوٹے سے ساؤنڈ پروف کمرے میں آ گیا۔

"یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے اس لئے یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے"۔
ٹن نے کہا۔

"مسٹر راسٹن آپ چاہے ہمارا کام کریں یا نہ کریں لیکن یہ بات
نہیں ہونی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ میں نے ریزے کو فون کر کے آپ کے
میں پوچھ لیا ہے اس لئے آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ میں
کن کوشش کروں گا کہ آپ کا کام ہو سکے۔ آپ کا تعارف جس
ا ریزے نے کرایا ہے اس پر میں حیران رہ گیا ہوں کیونکہ
ے تو کسی کو گھاس تک نہیں ڈالتا اور آپ کے بارے میں تو وہ
بولتے چپ ہی نہ ہو رہا تھا"...... راسٹن نے کہا تو عمران بے
مسکرا دیا۔

"وہ واقعی دوستوں کا دوست ہے۔ بہرحال ہمارا کام بڑا آسان سا
ہم نے کاسکو میں اس انداز میں داخل ہونا ہے کہ ہم کسی سڑک
کے راستے وہاں نہ پہنچیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہر سڑک پر
سٹیشن پر ہماری چیکنگ کے لئے کے جی بی یا اس کا کوئی سیکشن
رہا ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ کب جانا چاہتے ہیں"...... راسٹن نے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ابھی اسی وقت۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے"...... عمران نے
دیا۔

"ایک راستہ ایسا ہے جس کے ذریعے آپ بغیر کسی چیکنگ کاسکو میں داخل ہو سکتے ہیں"...... راسٹن نے کہا۔

"پہلے مجھے اس راستے کی تفصیل بتائیں پھر آگے بات ہو گی" عمران نے کہا۔

"گراڈ سے کاسکو بائی روڈ جاتے ہوئے جہاں کاسکو کی چیک پوسٹ آتی ہے اس سے تقریباً دو کلو میٹر پہلے سائیڈ پر ایک جانوروں کا فارم ہے۔ یہ فارم ہمارے ایک خاص آدمی کا ہے۔ اس فارم کے ساتھ کاسکو کی سرکاری نرسری ہے۔ اس نرسری میں گھنے درخت بھی ہیں۔ اس جنگل نما نرسری کا اختتام اس چیک پوسٹ سے کافی پیچھے ایک نہر پر جا کر ہوتا ہے۔ اس نہر پر کوئی پل نہیں ہے اور نہر بھی کافی ... ہے لیکن اس فارم سے ایک ربڑ کی کشتی آپ کے ساتھ جائے گی پھر اس کشتی سے آپ کو نہر پار کرا دی جائے گی۔ اس کے بعد جہاں چاہیں اطمینان سے جا سکتے ہیں۔ ہمارے خاص آدمی سی... بار اس راستے سے جا چکے ہیں۔ اس کام کے لئے فارم کا مالک اور نرسری کا انچارج معاوضہ لیتے ہیں"...... راسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ مکمل معاوضہ بتا دیں"...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"آپ چونکہ ریمزے کے دوست ہیں اس لئے آپ صرف ای... روبل دیں گے اور آپ کو اس نہر کے پار پہنچا دیا جائے گا اور

...ٹی ہے کہ آپ کو راستے میں چیک نہ کیا جا سکے گا"...... راسٹن ... کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر بھاری مالیت کے ...لی نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے راسٹن کے سامنے رکھ ...ی۔ عمران فن لینڈ سے ہی یہ کرنسی ساتھ لے آیا تھا اور یہاں گراڈ ...پورٹ پر اس نے اسے ڈالرز سے روسیاہی کرنسی روبل میں ...یل کرا لیا تھا کیونکہ یہاں روسیاہ میں ڈالرز عام طور پر استعمال ...یں ہوتے تھے۔

"ٹھیک ہے مسٹر مائیکل۔ مجھے ایک گھنٹہ لگ جائے گا ...امات کرنے میں۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... راسٹن ... کہا تو عمران نے اسے ہوٹل کا نام اور کمرہ نمبر بتا دیا۔

"اوکے۔ ایک گھنٹے بعد میرا آدمی جس کا نام سٹاگ ہے کار لے ...پ کے پاس پہنچ جائے گا۔ آپ اطمینان سے اس کار میں بیٹھ کر ... کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ آپ کو وہاں پہنچا دیا جائے گا"۔ ...ٹن نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ...ا اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آیئے"...... راسٹن نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ...وں کی گڈی اس نے جیب میں ڈال لی تھی۔

میجر آف اپنے آفس میں موجود تھا۔ اسے اب ان لوگوں ۔
چیک ہونے اور مارے جانے کی رپورٹس کا انتظار تھا لیکن
طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی اس لئے اس کی بے؟
بڑھتی جا رہی تھی۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے
پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔ کافی دیر تک نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹا
دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"فن لینڈ ایئرپورٹ"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کاسکو سے بول رہا ہوں۔ یہاں ایک صاحب ہیں انتھونی
ایئر ٹریفک آفیسر ہیں۔ ان سے بات کرنی ہے"...... میجر آف
کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ہی ایک مردانہ
واز سنائی دی۔

"میجر آف بول رہا ہوں کاسکو سے"...... میجر آف نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے انتھونی نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا کیونکہ انتھونی سپیشل سیکشن کا خاص مخبر تھا اور اسے
باقاعدہ بھاری معاوضہ ماہانہ بنیادوں پر دیا جاتا تھا۔

"تین آدمی جن میں سے ایک کا نام مائیکل دوسرے کا جانسن اور
تیسرے کا نام ولسن ہے کاسکو کے لئے روانہ ہوئے ہوں گے۔ کیا تم
چیک کر کے بتا سکتے ہو کہ وہ کس فلائٹ پر گئے ہیں۔ حوالے کے
لئے یہ بتا دوں کہ ریمزے کلب کا کوئی آدمی بھی ان کے ساتھ ہو سکتا
ہے جو انہیں یہاں چھوڑنے آیا ہو"...... میجر آف نے کہا۔

"اوہ۔ ریمزے کلب کا ایک آدمی میں نے دیکھا تو تھا۔ ایک
منٹ ہولڈ کریں میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں"...... انتھونی نے
جواب دیا اور پھر فون پر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... میجر آف نے جواب دیا۔

"یہ تینوں افراد آج صبح کی پہلی فلائٹ سے گراڈ گئے ہیں جناب
اور انہیں وہاں پہنچے ہوئے چار پانچ گھنٹے بھی گزر چکے ہیں"۔ انتھونی
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے"...... میجر آف نے کہا۔

"یس سر۔ کیونکہ ریزے کلب کا آدمی ان تینوں کے ساتھ تھا اس لئے
اسے یہاں سب جانتے ہیں"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ان کے حلیئے معلوم ہو سکتے ہیں"...... میجر آف نے کہا۔
"حلیئے۔ ہاں ان کے کاغذات کی نقول یہاں کمپیوٹر میں موجود
ہوں گی جن میں ان کی تصویریں بھی ہوں گی۔ میں چیک کر کے آپ
کو بتاتا ہوں۔ آپ فون ہولڈ رکھیں"...... انتھونی نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔
"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد انتھونی کی آواز
ایک بار پھر سنائی دی۔
"یس"...... میجر آف نے کہا تو انتھونی نے حلیوں کی تفصیل بتا
دی۔
"او کے۔ تم نے خصوصی کام کیا ہے اس لئے تمہیں اس کا
خصوصی انعام ملے گا"...... میجر آف نے خوش ہو کر کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر تیزی سے ایک بار پھر نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے۔
"چاؤش کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"کاسکو سے میجر آف بول رہا ہوں۔ چاؤش سے بات کراؤ"۔ میجر
آف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے

میں کہا گیا۔
"چاؤش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا کیونکہ چاؤش کا تعلق بھی سپیشل سیکشن
سے تھا۔
"چاؤش۔ فن لینڈ کے ریزے کلب کے مالک ریزے کو جانتے
ہو"...... میجر آف نے کہا۔
"یس سر۔ اسے کون نہیں جانتا سر"...... دوسری طرف سے کہا
گیا۔
"یہاں گراڈ میں اس کا کوئی ایسا دوست جو اس کی طرح کے
کام میں ملوث ہو"...... میجر آف نے کہا۔
"یس سر۔ راسٹن کلب کا راسٹن اس کا انتہائی گہرا دوست ہے اور
ریزے کی طرح اسلحہ کو ہی ڈیل کرتا ہے"...... چاؤش نے جواب
دیا۔
"میں تمہیں تین آدمیوں کے حلیئے اور نام بتاتا ہوں۔ یہ تینوں
فن لینڈ سے پہلی فلائٹ سے گراڈ پہنچے ہیں۔ تم چیک کراؤ کہ یہ
یہاں کہاں گئے ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیوروں سے یہ معلومات مل سکتی
ہیں اور اس راسٹن کو بھی چیک کرو۔ مجھے ان کے بارے میں
معلومات چاہئیں۔ فوری"...... میجر آف نے کہا۔
"یس سر۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ آپ کہاں سے کال کر رہے
ہیں"۔ چاؤش نے کہا۔

"اپنے آفس سے"...... میجر آف نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں آپ کو جلد ہی فون کروں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر آف نے رسیور رکھ دیا۔

"تم کچھ بھی کر لو تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ہے"۔ میجر آف نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد چاوش کی کال آ گئی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... میجر آف نے پوچھا۔

"جناب۔ یہ تینوں آدمی ایئرپورٹ سے پہلے ہوٹل راگوٹ گئے پھر وہاں سے ٹیکسی میں بیٹھ کر راسٹن کلب گئے۔ وہاں راسٹن کے پاس کافی دیر تک رہنے کے بعد واپس ہوٹل میں آ گئے۔ اس کے بعد راسٹن کا خاص آدمی سٹاگ کار لے کر ہوٹل پہنچا تو ان تینوں نے ہوٹل چھوڑ دیا اور سٹاگ کے ساتھ کار میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے انہیں یہاں سے گئے ہوئے تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ میں نے راسٹن کے ایک خاص آدمی کو بھاری رقم دے کر معلومات حاصل کی ہیں۔ راسٹن چونکہ اسلحے کو ڈیل کرتا ہے اس لئے اس نے اسلحہ کو لے جانے اور چیک پوسٹ سے بچنے کے لئے ایک سپیشل اور خفیہ راستہ بنایا ہوا ہے اور سٹاگ ان تینوں آدمیوں کو اس خفیہ راستے سے کاسکو پہنچانے کے لئے لے گیا ہے"...... چاوش نے کہا تو میجر آف بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کون سا راستہ ہے یہ۔ جلدی بتاؤ"...... میجر آف نے کہا۔

"جناب۔ گراڈ سے کاسکو پہنچنے والی سڑک پر جہاں چیک پوسٹ ہے اس سے دو کلو میٹر پہلے سائیڈ پر ہٹ کر ایک جانوروں کا فارم ہے جس کے پیچھے سرکاری نرسری ہے جس کے درخت کافی پیچھے تک چلے جاتے ہیں۔ یہ جنگل سا ہے جس کا اختتام نہر پر جا کر ہوتا ہے۔ یہ جگہ چیک پوسٹ سے کافی پیچھے ہے۔ نہر پر کوئی پل نہیں ہے اس لئے انہوں نے ربڑ کی خصوصی کشتی رکھی ہوئی ہے جسے یہ ساتھ لے جاتے ہیں اور نہر کے کنارے پر اس کشتی میں ہوا بھر کر اس کے ذریعے نہر پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ جاتے ہیں اور وہاں سے وہ آسانی سے کاسکو میں پہنچ جاتے ہیں۔ بغیر کسی چیکنگ کے اور گراڈ سے کاسکو اس کے ذریعے راستہ تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹے کا ہے اس لئے یہ لوگ وہاں پہنچنے ہی والے ہوں گے"...... چاوش نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے"...... میجر آف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"راکوف بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راکوف۔ فوراً چار مسلح افراد کے ساتھ تیار ہو جاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔ ہم نے فوری طور پر ایک جگہ ریڈ کرنے کے لئے پہنچنا ہے"۔ میجر آف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جوش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان تینوں ایجنٹوں کو ہلاک کرنے میں
کامیاب ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دو کاریں آفس سے نکل کر تیزی
سے دوڑتی ہوئیں اس طرف کو بڑھتی چلی گئیں جس کے بارے میں
چاوش نے بتایا تھا۔ آگے والی کار کی عقبی سیٹ پر میجر آف موجود تھا
جبکہ ڈرائیور کے ساتھ لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا راکوف موجود
تھا اور عقبی کار میں اس کے سیکشن کے چار مسلح افراد موجود تھے۔

"باس۔ ہم نے کن پر ریڈ کرنا ہے" ...... راکوف نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ایجنٹ ایک خفیہ راستے سے
کاسکو میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان کا شکار کھیلنا ہے" ...... میجر آف
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ تو کیا کاسکو میں داخل ہونے کا کوئی خفیہ راستہ بھی
ہے۔ ایسا راستہ جس پر چیکنگ نہ ہوتی ہو" ...... راکوف نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اس راستے کا علم بھی آج ہی ہوا ہے" ...... میجر آف
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چاوش سے ملنے والی تفصیل بتا
دی۔

"یہ لوگ تو اپنی جگہ مطمئن ہوں گے کہ انہیں کوئی چیک نہیں
کر سکتا اس لئے میرے خیال میں زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں
پڑے گی" ...... راکوف نے کہا۔

"ہاں۔ بس مجھے صرف اتنی فکر ہے کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ

کاسکو میں داخل نہ ہو گئے ہوں ورنہ پھر کاسکو میں ان کی تلاش بے حد
مشکل ہو جائے گی" ...... میجر آف نے کہا اور راکوف نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ تقریباً بیس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد ان کی کار اس نہر
کے پل پر پہنچ گئی جہاں سے آگے سڑک گراڈ کو جاتی تھی اور جس پر
الی آگے کر کے چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی لیکن میجر آف کے کہنے پر
ڈرائیور نے کار کا رخ پل کراس کرنے سے پہلے بائیں طرف کو موڑا
اور پھر دونوں کاریں نہر کی پٹڑی پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔
کچھ فاصلے پر نہر کی دونوں اطراف پر درختوں کے ذخیرے نظر آنے
شروع ہو گئے تو میجر آف نے کار رکوا دی۔ عقبی کار بھی ان کے عقب
میں رک گئی۔ میجر آف نیچے اترا تو راکوف بھی نیچے اتر آیا اور پچھلی کار
میں سے چار افراد بھی نیچے اتر آئے۔ میجر آف نے کار کے ڈیش بورڈ
کے اوپر رکھی ہوئی طاقتور دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی اور گراڈ کی
طرف درختوں کے ذخیرے کو دیکھنے لگا لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی
نقل و حرکت دکھائی نہ دی تو اس نے رخ موڑا اور عقبی طرف موجود
ذخیرے کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن ادھر بھی خاموشی طاری تھی۔

"اب انتظار ہی کیا جا سکتا ہے اور کیا کریں۔ کاریں واپس لے جا
کر درختوں کے عقب میں اس طرح چھپا کر کھڑی کر دو کہ نہر سے وہ
نظر نہ آ سکیں۔ ہمیں اس ذخیرے میں پکٹنگ کرنا پڑے گی" ...... میجر
آف نے کہا اور راکوف نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینا شروع کر
دیں۔ پٹڑی کافی چوڑی تھی اس لئے دونوں کاریں وہیں سے مڑ کر

واپس پل کی طرف چلی گئیں جبکہ میجر آف، راکوف اور اس کے
ساتھی پٹڑی سے نیچے درختوں کے ذخیرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔
کچھ فاصلے پر پہنچ کر میجر آف نے ایک آدمی کو اونچے درخت پر چڑھ کر
نہر کے پار درختوں کے ذخیرے کی دوربین کی مدد سے نگرانی کا حکم دیا
اور خود راکوف اور باقی ساتھیوں کے ساتھ بکھر کر جھاڑیوں اور
درختوں کی اوٹ میں ہو کر کھڑے ہو گئے۔ مشین گنیں ان کے
کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔

"ایک مشین گن مجھے دے دو۔ ان پر پہلے فائرنگ میں کروں
گا"...... میجر آف نے کہا تو راکوف نے اپنی مشین گن میجر آف کی
طرف بڑھا دی جبکہ خود راکوف نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر
ہاتھ میں لے لیا۔ وہ خود چونکہ نہر کی پٹڑی سے کافی گہرائی میں تھے اس
لئے انہیں نہر کے پار درختوں کے ذخیرے کی نچلی سطح نظر نہ آ رہی
تھی۔ صرف درختوں کی چوٹیاں نظر آ رہی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ
ان کا جو ساتھی درخت پر چڑھا ہوا ہے وہ انہیں چیک کر کے بروقت
اطلاع دے دے گا اس لئے وہ مطمئن تھے۔

"باس۔ یہ لوگ جب تک نہر کراس کر کے اس طرف پٹڑی پر
پہنچ جائیں اس وقت تک ہمیں نظر نہیں آ سکتے اور نہ ہم ان پر فائر
کھول سکتے ہیں"...... راکوف نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمارا آدمی ان کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ گائیڈ
بھی کرتا رہے گا اور پھر جیسے ہی یہ لوگ ادھر پہنچیں گے ہم ان پر

فائر کھول دیں گے"...... میجر آف نے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ لوگ نہر کیسے کراس کریں گے۔ کیا تیر کر"۔ را
کوف نے کہا۔

"نہیں۔ ربڑ کی کشتی کے ذریعے جو وہ ساتھ لے آئیں گے"۔ میجر
آف نے جواب دیا اور راکوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً
پچیس منٹ بعد اچانک درخت پر موجود آدمی کی آواز انہیں
سنائی دی۔

"جناب۔ چار آدمی اس طرف آتے دکھائی دے رہے ہیں"۔ اس
آدمی نے کہا۔

"انہیں نظروں میں رکھو۔ گم نہ ہو جائیں اور جب وہ پٹڑی کے
قریب پہنچ جائیں تب مجھے بتانا"...... میجر آف نے کہا۔

"یس باس"...... درخت کے اوپر موجود اس آدمی نے جواب
دیا۔

"کیا ان کے پاس کشتی ہے"...... میجر آف نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ایک آدمی کے ہاتھ میں بیگ ہے جناب۔ باقی خالی ہاتھ
ہیں"...... اسی آدمی نے جواب دیا تو میجر آف نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

"باس وہ اب قریب آ گئے ہیں"...... درخت کے اوپر سے آواز
سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ چیک کرتے ہو"...... میجر آف نے کہا اور پھر

تھوڑی دیر بعد اسے نہر کے دوسرے کنارے سے ان کے سر ابھرتے ہوئے نظر آنا شروع ہو گئے۔

"وہیں اوپر درخت پر ہی رہنا۔ نیچے نہ اترنا"....... میجر آف نے درخت پر ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنتے ہی اونچی آواز میں کہا۔ کھڑکھڑاہٹ جو شاید اس آدمی کے نیچے اترنے کی کوشش سے ہوئی تھی یکلخت رک گئی۔ میجر آف اب واضح طور پر دیکھ رہا تھا کہ آدمی نہر کی پٹڑی پر چڑھ آئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بیگ تھا جبکہ باقی تین خالی ہاتھ تھے۔

"اب انہیں مزید وقت دینا حماقت ہے"....... میجر آف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر ٹریگر دبتے ہی فضا تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی دور سے ہلکی سی انسانی چیخیں سنائی دیں اور وہ چاروں افراد نیچے گر کر میجر آف کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"چلو اوپر۔ یہ ہٹ ہو گئے ہیں"....... میجر آف نے مسرت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر نہر کی پٹڑی پر چڑھنے کے لئے دوڑ پڑا۔ اس کے دوڑتے ہی اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے جبکہ درخت پر موجود آدمی نے بھی اوپر سے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر وہ تیزی سے ان کے پیچھے دوڑا۔ سب سے آگے میجر آف تھا۔ وہ پوری رفتار سے دوڑ رہا تھا۔ وہ چڑھائی چڑھ کر اوپر نہر کی پٹڑی پر پہنچا۔ اس کے پیچھے راکوف اور اس کے دوسرے

ساتھی بھی اوپر چڑھ آئے لیکن دوسرے لمحے میجر آف بے اختیار رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ نہر کی دوسری طرف پٹڑی پر ایک آدمی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جبکہ باقی تین غائب ہو چکے تھے۔ یہ وہ آدمی تھا جس کے ہاتھ میں بیگ تھا جو اس کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ شاید زخمی ہیں اس لئے واپس پیچھے نیچے اتر گئے ہیں۔ پل کی طرف دوڑو۔ اس سے پہلے کہ وہ نکل جائیں ہم نے انہیں ختم کرنا ہے"....... میجر آف نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دائیں طرف مڑ کر اس طرف دوڑنے لگا جدھر پل تھا۔ راکوف اور باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ وہ سب اس طرح تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے جیسے نہر کی پٹڑی پر ہنڈرڈ میٹر ریس کا مقابلہ ہو رہا ہو۔

عمران، ٹائیگر اور تنویر اس مقامی آدمی کے ساتھ نیچے سے چڑھ کر اوپر نہر کی پٹڑی پر پہنچے اور پھر ابھی وہ نہر کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک عمران نے نہر کی دوسری طرف گہرائی میں شعلہ سا دیکھا۔

"نیچے ہو جاؤ"...... عمران نے یکلخت غوطہ کھا کر زمین پر گرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر اور ٹائیگر نے بھی غوطہ لگایا تھا لیکن ان کا مقامی ساتھی شاید صورت حال کو سمجھ نہ سکا تھا اس لئے وہ ہٹ ہو کر چیختا ہوا نیچے گرا تھا اور تڑپ رہا تھا جبکہ عمران، تنویر اور ٹائیگر گولیوں سے محفوظ رہے تھے کیونکہ ایک تو گولیاں گہرائی سے فائر کی گئی تھیں جس کی وجہ سے ان کا اینگل بلندی کی طرف تھا، اس لئے تینوں کے غوطے مارتے ہی گولیاں ان کے سروں کے

اوپر سے نکل گئی تھیں۔ ویسے وہ ان گولیوں کی زد سے بال بال بچے تھے۔ اگر گولیاں گہرائی سے فائر نہ کی گئی ہوتیں تو شاید وہ غوطہ مار کر بھی اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ اس دوسرے آدمی کی گردن اور سینے پر گولیاں لگی تھیں۔

"پیچھے مڑ کر نیچے اتر جاؤ"...... عمران نے تیزی سے مڑ کر جھکے جھکے انداز میں پیچھے کی طرف دوڑتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور تنویر بھی اس کے پیچھے اسی انداز میں آنے لگے اور چند لمحوں بعد وہ گہرائی میں اترتے چلے گئے۔

"باس۔ یہ لوگ ابھی اوپر آ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہمارے پاس مشین گنیں نہیں ہیں اور نہر کی چوڑائی بہت زیادہ ہے۔ ہمارے پاس مشین پسٹل ہیں جن کی رینج اتنی نہیں ہے۔ اگر ہمارے پاس مشین گنیں ہوتیں تو ہم بھی ان کے انداز میں جوابی وار کر گزرتے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ اوپر کی طرف چڑھنا شروع ہو گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری باقاعدہ مخبری ہوئی ہے"...... تنویر نے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بہر حال وہ سپر سیکشن ہے۔ عام لوگ نہیں ہیں"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کنارے پر موجود جھاڑیوں کے درمیان والی رخنوں سے دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ تینوں چھپکلیوں کے سے انداز میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد

انہیں نہر کے دوسرے کنارے پر انسانی سر ابھرتے ہوئے
دینے لگے اور پھر پہلے ایک آدمی جس کے ہاتھ میں مشین گن
چڑھا۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی اور پھر یکے بعد دیگرے تین آدمی
گئے اور پھر سب سے آخر میں چوتھا آدمی اوپر آیا۔ سب سے
آدمی رک کر عمران والی سائیڈ کی پٹڑی پر پڑے ہوئے مقامی آدمی
دیکھتا رہا۔ پھر وہ یکلخت دائیں طرف کو دوڑ پڑا۔ اس کے
آدمی بھی دوڑنے لگے۔ ان کی رفتار خاصی تیز تھی۔

"اوہ۔ یہ پل کراس کر کے ادھر آنا چاہتے ہیں۔ اب ہمیں
تیر کر عبور کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ وہ کشتی ابھی تک موجود ہے۔ وہ اس آدمی کے ہاتھ
تھی اس لئے یقیناً اس پر گولیاں نہیں لگی ہوں گی"......
کہا۔

"لیکن کشتی میں ہوا بھرنے اور اسے دوسرے کنارے
پہنچانے میں تو دیر ہو جائے گی"...... تنویر نے کہا۔

"انہیں کافی طویل فاصلہ طے کرنا پڑے گا اس لئے
کافی دور نکل گئے ہیں۔ اس طرح ہم پانی میں تیرنے سے
گے ورنہ پھر پانی کے نشانات ہمارا سراغ بن جائیں گے"
نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر پٹڑی پر چڑھ گیا۔ اس کے
بھی اس کے پیچھے اوپر آ گئے۔ عمران نے جھک کر وہ بیگ اٹھایا
مقامی آدمی کی لاش کے پاس پڑا ہوا تھا۔ حملہ آور اب ان کی

مکمل ہو چکے تھے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بیگ کھولا
میں موجود کشتی اور پمپ نکالا اور پھر ان تینوں نے مل کر
برق رفتاری سے کشتی میں ہوا بھری اور پھر اس کا سوراخ بند
اسے نہر میں ڈالا اور تینوں اس پر چڑھ گئے اور ربڑ کی ہلکی پھلکی
انتہائی تیزی سے دوسرے کنارے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
دیر بعد وہ نہر عبور کر کے دوسری طرف پہنچ گئے تھے۔
یقیناً ان کی جیپیں یا کاریں یہاں قریب ہی موجود ہوں گی۔
عمران نے نہر کے دوسرے کنارے پر موجود پٹڑی پر چڑھتے
کہا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑتے ہوئے گہرائی میں اترتے
جبکہ کشتی وہیں پانی میں ہی تیرتی رہ گئی۔ نیچے اتر کر وہ
ان کے درمیان دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر انہیں
درختوں کے آخر میں دو کاریں کھڑی نظر آئیں۔ تھوڑی دیر بعد
کاروں کے قریب پہنچ گئے۔ کاروں کے دروازے لاکڈ نہیں

پچھلی کار کے ٹائر مشین پسٹل کی مدد سے برسٹ کر دو"۔ عمران
ٹائیگر تیزی سے عقبی کار کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران نے آگے
دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا۔ دروازہ لاکڈ نہیں تھا۔ عمران
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اگنیشن میں چابی موجود نہ تھی
عمران نے سٹیئرنگ کے نیچے تیزی سے ہاتھ ڈال کر دو تاریں
اور پھر ان تاروں کو اس نے جیسے ہی ملایا کار سٹارٹ ہو گئی۔

تنویر اس دوران عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور پھر ٹائیگر بھی تیزی سے
عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے کار کو آگے بڑھا کر اسے ٹرن دیا
اور پھر پوری طرح موڑ کر اس نے کار کو پوری رفتار سے آگے بڑھا
دیا۔

"وہ لوگ دوسری طرف سے پٹڑی پر چڑھ کر چیک کریں گے۔ ہم
انہیں اڑا سکتے تھے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ اگر ہمارے پاس مشین گنیں ہوتیں۔ بہرحال نہ صرف
ہم اس اندھی چیکنگ کے باوجود بچ گئے بلکہ کاسکو میں بھی داخل ہو
گئے ہیں اور یہ ہماری بنیادی کامیابی ہے"...... عمران نے جواب
دیا۔ کار اب سڑک پر پہنچ چکی تھی اور عمران اسے اب کاسکو شہر کی
طرف اڑائے لئے جا رہا تھا۔

"اب ہم نے کہاں جانا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ بس اصل مسئلہ کاسکو میں داخلے کا تھا"۔ عمران
نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد کار شہر کے نواح سے ہوتی ہوئی شہر میں داخل
ہو گئی اور عمران نے شہر میں داخل ہوتے ہی کار ایک پبلک
پارکنگ میں موڑ کر روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی
نیچے اتر آئے۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ پارکنگ سے باہر
آئے اور تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر وہ سڑک کراس کر کے
دوسری سڑک پر پہنچ گئے۔

"ہم نے اب بس میں سوار ہو کر شہر پہنچنا ہے ورنہ یہ

ڈرائیوروں سے وہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے
ہیں"۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد بس آ گئی اور لوگ قطار بنا کر
اس پر چڑھنے لگے۔ اترنے کے لئے علیحدہ دروازہ تھا۔ وہاں سے لوگ
اتر رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی بس میں سوار ہو گئے۔
عمران نے جیب سے روبل نکالے اور بس کے دروازے کے ساتھ
لگے ہوئے بس کے روٹ پر ایک نظر ڈال کر اس نے مخصوص باکس
میں ایک بڑا نوٹ ڈال کر اس پر موجود بٹن پریس کئے تو نچلے خانے
سے تین ٹکٹ اور ساتھ ہی باقی رقم نکل آئی تو عمران ٹکٹیں اور باقی
رقم لے کر ہٹ گیا تو دوسرے مسافروں نے بھی ٹکٹیں لینا شروع کر
دیں۔ یہاں کی بسوں میں کنڈیکٹر نہیں تھے بلکہ ٹکٹیں لینے کا خودکار
کمپیوٹر نظام تھا اور ہر شخص قومی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ٹکٹ ضرور لیتا
تھا۔ عمران اور تنویر ایک سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ ٹائیگر عقبی سیٹ پر
بیٹھ گیا۔ بس مختلف سٹاپس پر رکتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی
دیر بعد جیسے ہی بس ایک سٹاپ پر رکی تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو
اٹھنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے بس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے بس سے نیچے اتر آئے اور بس آگے
بڑھ گئی۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ قریب ہی ایک اور
بس سٹاپ تھا۔ وہاں سے عمران ایک اور بس میں سوار ہو گیا اور پھر
ایک اور سٹاپ پر وہ اتر گئے۔ اس بار جس علاقے میں وہ اترے تھے۔

وہاں سڑک پر ہر طرف کلب اور جوئے خانے تھے۔ عمران اب سڑک
چلنے والے ہجوم کے درمیان چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی د
بعد وہ ایک کلب کے سامنے رکا اور پھر مڑ کر کلب کے مین گیٹ
طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھے۔ اندھے شیشے
دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ ہال میں رش نہیں تھا۔ ایک
طرف کاؤنٹر تھا۔ عمران اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے وہ تینوں
کارمن میک اپ میں تھے اور ان کے پاس کاغذات بھی کارمن
ہی تھے۔

"یس سر"...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے عمران سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"گاروف سے ملنا ہے۔ میرا نام راسٹر ہے اور ہم کارمن سے آئے
ہیں"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام
رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔

"کاؤنٹر سے مگانی بول رہی ہوں۔ کارمن سے راسٹر اپنے
ساتھیوں سمیت آئے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا
رسیور رکھ دیا۔

"آپ اس سامنے والے دروازے سے چلے جائیں۔ یہ راہ
آپ کو کلب کے عقب میں پہنچا دے گی۔ وہاں ایک مقامی

ہو گا جو آپ کو باس تک لے جائے گا"...... لڑکی نے ایک
نے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران
نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں اس دروازے کی طرف بڑھ
گئے۔ دروازہ ایک طویل راہداری میں کھلتا تھا۔ راہداری کے اختتام
ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کو کھول کر وہ عقبی طرف
ک پر آگئے۔

"مسٹر راسٹر"...... ایک سائیڈ پر کھڑے آدمی نے کہا تو عمران
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آئیے میرے ساتھ"...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے بائیں
طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ پھر ایک راہداری میں موجود دروازہ کھول کر
اندر داخل ہوا تو عمران بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ یہ بھی
ایک راہداری تھی جس کا اختتام ایک ہال نما کمرے میں ہوا تھا جو
خالی تھا۔ اس خالی کمرے کے کونے میں ایک دروازہ تھا۔

"اندر چلے جائیں۔ باس موجود ہیں"...... اس آدمی نے اس
دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تو عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ
گیا۔ دروازہ کھول کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا۔ تنویر اور
ٹائیگر بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ کمرے میں ایک مقامی
آدمی موجود تھا جو ان کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آئیے جناب۔ میرا نام گاروف ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"میرا نام راسٹر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے

کہا۔

"آپ فوری طور پر ریڈ پوائنٹ پر جانا چاہتے ہیں یا کچھ دیر آرام کر"...... گاروف نے کہا۔

"ہم ماسک میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے جانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آئیے میرے ساتھ"...... اس آدمی نے کہا اور ایک اور دروازے سے انہیں ایک اور کمرے میں لے آیا۔ جہاں ریکس میں مختلف سائز کے لباس موجود تھے۔

"یہاں سے آپ اپنے اپنے ناپ کا لباس لے لیں"...... اس نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ماسک باکس نکال کر اس نے وہ بھی درمیانی میز پر رکھ دیا

"ماسک لگا کر اور لباس تبدیل کر کے آپ آفس میں آ جائیں۔ میں وہیں موجود ہوں"...... گاروف نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"یہ سب انتظامات کیا تم نے پہلے سے کر رکھے تھے۔ کس طرح"۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے چیف کے مقرر کردہ فارن ایجنٹ کا کام ہے۔ وہ مشکوک ہو چکا ہے۔ اس نے چیف سے فون پر بات کی تو اسے ٹریس کر لیا گیا لیکن سپر سیکشن کی طرف سے کال سن کر وہ سنبھل گیا اور اس نے ان سے ملنے سے پہلے متبادل انتظام کر لیا تھا اس لئے وہ

ان لوگوں کا شک دور ہو گیا تو پھر اس نے مخصوص ٹرانسمیٹر کے ذریعے چیف کو ساری صورت حال بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ ابھی اس کی نگرانی ہو رہی ہے اس لئے وہ خود سامنے نہیں آئے گا۔ یہ گاروف اس کا خاص آدمی ہے"...... عمران نے ماسک نکالتے ہوئے کہا تو تنویر اور باقی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مقامی میک اپ اور نئے لباسوں کے ساتھ ایک کار میں بیٹھے گاروف کے ساتھ ماسکو کی مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے ایک متوسط ٹائپ کی رہائش گاہوں پر مبنی کالونی میں داخل ہوئے اور پھر تھوڑی دیر بعد گاروف نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے روک دی اور چار بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔ اس نے گاروف کو دیکھ کر سلام کیا اور پھر مڑ کر اس نے پھاٹک کو پوری طرح کھول دیا۔ گاروف کار اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ گاروف نے کار روکی اور وہ نیچے اترا تو عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ اس نوجوان نے پھاٹک بند کر دیا تھا اور وہ اب تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آ رہا تھا۔

"یہ لارگی ہے۔ انتہائی قابل اعتماد آدمی اور لارگی یہ پاکیشیا کے عمران صاحب اور ان کے ساتھی ہیں"...... گاروف نے اس نوجوان کے قریب آنے پر اس کا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میں تو جناب آپ کے کارناموں کا دیوانہ ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ چیف نے مجھے پہلے ہی تفصیلی ہدایات دے رکھی ہیں۔ اب آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی" ...... لارگی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ گاروف کے ساتھ اندر آ گئے۔

"یہاں چیف نے آپ کے لئے تین مختلف ٹائپ کے کاغذات تیار کرا رکھے ہیں اور یہاں لباس بھی موجود ہیں اور ضروری اسلحہ بھی اور کار بھی باہر موجود ہے جس کے کاغذات بھی ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہو گی" ...... گاروف نے اندر پہنچ کر انہیں وضاحت سے سب کچھ دکھاتے اور سمجھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ لیکن اگر کوئی معلومات حاصل کرنا ہوں تو کیا آپ سے یا آپ کے چیف سے رابطہ ہو سکے گا" ...... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ یہاں سب کچھ مہیا کر دیا گیا ہے۔ اب آپ آزاد ہیں البتہ اب یہاں سے جانے کے بعد آپ کا رابطہ نہ مجھ سے ہو سکے گا اور نہ چیف سے کیونکہ نگرانی اور چیکنگ کے انتہائی سخت انتظامات ہیں اور معمولی سی غفلت سے سارا کیا کرایا خراب ہو سکتا ہے۔ یہ لارگی یہاں آپ کے پاس رہے گا۔ وہ یہاں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور انتہائی قابل اعتماد، انتہائی بہادر اور جفا کش آدمی ہے۔ وہ آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گا" ...... گاروف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گاروف ان سے اجازت لے کر

...ں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لارگی اندر داخل ہوا۔

"جناب کچھ کھانا پینا چاہیں تو میں لے آؤں" ...... لارگی نے کہا۔

"یہاں میرے پاس بیٹھو۔ میں نے تم سے چند ضروری باتیں ...ل ہیں" ...... عمران نے کہا تو لارگی ساتھ ہی پڑی ہوئی ایک خالی ...ی پر بیٹھ گیا۔

"تم سپر سیکشن کے ہیڈ کوارٹر یا اس کے چیف کے بارے میں کچھ ...تے ہو" ...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں کے جی بی میں کام کرتا رہا ہوں۔ پھر ایک غلطی پر ...ہ سزا دی گئی اور سزا کاٹنے کے بعد مجھے فارغ کر دیا گیا تو میں نے ...ب کی ملازمت اختیار کر لی" ...... لارگی نے جواب دیا۔

"سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

"نواحی علاقے میں فیکٹری ایریا ہے جس میں چار ٹیکل بورڈز ...ڑی ہے۔ اس فیکٹری کے نیچے سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر ہے" ۔ لارگی ...ے جواب دیا۔

"تم کبھی وہاں گئے ہو" ...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ صرف ایک بار گیا تھا لیکن فیکٹری کے آفس میں ہی مجھ ...ہ وہ سامان لے لیا گیا تھا جو میں نے وہاں پہنچانا تھا اور پھر میں ...ں آ گیا تھا۔ میں ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہو سکا تھا" ...... لارگی نے ...اب دیا۔

"اس فیکٹری سے اس کا راستہ کہاں سے ہے" ...... عمران نے

پوچھا۔

"جی مجھے تو معلوم نہیں ہے"...... لارگی نے جواب دیا۔

"اس کے چیف کے بارے میں جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میجر وارسکوف جسے سب میجر آف کہتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے آپ کو میجر آف ہی کہتا ہے"...... لارگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ فیکٹری کتنی بڑی ہے جس میں سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کے بیرونی انتظامات کیا ہیں"...... عمران نے کہا اور لارگی نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر عمران نے اس سے اس علاقے کی طرف آنے والے راستوں کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

"جناب۔ یہاں کاسکو کا تفصیلی نقشہ موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ لا دوں۔ اس سے آپ تمام راستے زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں"...... لارگی نے کہا۔

"ہاں۔ لے آؤ"...... عمران نے کہا تو لارگی اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا تم سپر سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہتے ہو"...... [illegible] نے کہا۔

"ہاں۔ گو ہمارے مشن کا اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ سپر سیکشن ہمارے لئے اصل رکاوٹ بن سکتا ہے اس لئے پہلے اس کا قلع قمع ضروری ہے۔ پھر ہم

اطمینان سے مشن مکمل کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔ اس کے بعد تو کے جی بی نے پورے کاسکو کو سیل کر دینا ہے اور ہمارے لئے مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ خاص طور پر کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر پر تو شاید روسیاہ کی پوری فوج ہی لگا دی جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن اس میجر آف اور اس کے سیکشن کو راستے سے ہٹانا بے حد ضروری ہے۔ اب تک ان کی جو کارکردگی سامنے آئی ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے اس لئے ان کو مزید ڈھیل دینا ہمارے حق میں بہتر ثابت نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہم تین افراد اتنے بڑے ہیڈ کوارٹر کو کیسے تباہ کریں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہم سے"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے لارگی اندر داخل ہوا تو تنویر بولتے بولتے رک گیا۔ لارگی کے ہاتھ میں رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ کھول کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا اور پھر عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں ہی اس نقشے پر جھک گئے۔

میجر آف اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بگڑا نظر آ رہا تھا۔

"یہ لوگ کامیاب ہو گئے۔ کاش میں وہاں سے جانے کی حماقت نہ کرتا"...... میجر آف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا کہ اچانک سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میجر آف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے ایک مترنم سی نسوانی آواز سنائی دی تو میجر آف بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم راڈیو۔ تم کب کاسکو پہنچی ہو۔ تم تو کارمن گئی ہوئی تھی" میجر آف نے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔

"آج صبح پہنچی ہوں اور ہیڈ آفس کو رپورٹ کر کے وہاں سے فارغ ہوئی ہوں تو میں نے سوچا کہ تمہیں اپنی آمد کی اطلاع دے دوں لیکن تم تو شاید اپنا سر خود ہی پیٹ رہے ہو"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"تم نے تو شاید مذاق کیا ہے لیکن تمہاری بات سو فیصد درست ہے۔ اس وقت واقعی میں اپنا سر اپنے ہی ہاتھوں پیٹ رہا ہوں"۔ میجر آف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ پہلے تو تمہاری ایسی حالت کبھی نہیں ہوئی۔ تم تو کے جی بی کا چیف بھی رشک کرتا ہے اور اعلیٰ حکام بھی تمہارے گن گاتے ہیں"...... راڈیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آفس آجاؤ پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... میجر آف نے کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوا تو میجر آف نے رسیور رکھا اور ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"راشیف بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میجر آف بول رہا ہوں۔ مس راڈیو آ رہی ہیں انہیں میرے آفس میں بھجوا دینا"...... میجر آف نے کہا اور بغیر دوسری طرف سے جواب سنے اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ راڈیو کے جی بی کی کیٹگری کی ایجنٹ تھی اور اس نے اپنا ایک علیحدہ گروپ بنایا

ہوا تھا لیکن وہ اور اس کا گروپ صرف خصوصی مشن پر کام کرتا تھا۔
ویسے وہ انتہائی تربیت یافتہ تیز اور فعال ٹائپ کی ایجنٹ تھی اور
جی بی میں اس کی ذہانت اور کارناموں کی خاصی دھوم تھی۔ میجر
کی اس سے کئی سالوں سے فرینڈ شپ چل رہی تھی اور وہ جلد
شادی کا اعلان کرنے والے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا
اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہنی
ہوئی تھی۔

"آؤ راڈیو۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"...... میجر آف نے کہا اور
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ کیا ہوا"...... راڈیو نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس
کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک مشن پر
آئی ہوئی ہے"...... میجر آف نے کہا تو راڈیو بے اختیار اچھل پڑی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور یہاں۔ کیا کہہ رہے ہو"...... راڈیو
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ پھر بات تمہاری سمجھ میں آ جائے
گی"...... میجر آف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساگان میں
ایکس وی دحات کے ٹریس ہونے سے لے کر اب تک کے تمام
حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ۔ حیرت ہے کہ صرف تین افراد اتنے بڑے مشن پر یہاں
ئے ہیں۔ حیرت ہے"...... راڈیو نے کہا۔

"اور میری سرتوڑ کوشش کے باوجود وہ کاسکو میں صحیح سلامت
ل ہونے میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور ابھی تک ان کا کوئی پتہ
یں چل رہا"...... میجر آف نے کہا۔

"لیکن جب تم نے ان پر اچانک فائر کھولا تو پھر وہ کیسے بچ کر نکل
ے"...... راڈیو نے کہا۔

"مجھ سے حماقت ہوئی۔ وہ پیچھے واپس نیچے اترے تھے۔ میں اپنے
ھیوں سمیت پل کی طرف بھاگ پڑا تاکہ پل کراس کر کے نہر کی
ری پٹڑی پر پہنچ کر ان کا خاتمہ کر دوں۔ مجھے یقین تھا کہ وہ زخمی ہو
ہیں۔ کاریں وہاں سے کافی دور تھیں اس لئے کاریں لے آنے اور
اں جانے تک وہ نکل سکتے تھے۔ ہم انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے
ے جب وہاں پہنچے تو میں نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا کیونکہ نہر
ر کی خالی کشتی تیرتی پھر رہی تھی اور میں سمجھ گیا کہ وہ ہمارے
ی طرف جانے کے بعد کشتی کے ذریعے نہر پار کر کے نکل گئے
مجھ سے حماقت یہ ہوئی کہ میں نے وہاں اپنے دو آدمیوں کو نہ
ا، نہ وہ لوگ اس طرح نہ نکل سکتے۔ بہرحال ہم واپس آئے تو
کار غائب تھی جبکہ دوسری کار کا ٹائر برسٹ کر دیا گیا تھا۔ پھر
ہیل تبدیل کر کے ہم واپس آ گئے۔ راستے میں، میں نے اپنے
ں کو اس کار کے بارے میں ہدایات دے دیں۔ پھر اطلاع ملی

کہ وہ کار ایک پبلک پارکنگ میں موجود ہے لیکن ان لوگوں کا
نہیں چل سکا۔ اب پورے کاسکو میں سپر سیکشن کے لوگ انہیں
تلاش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں مل سکی"۔ میجر
آف نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی گروپ ان کا ساتھ دے رہا ہے
ورنہ ان حالات میں وہ یہاں کسی جگہ بھی پناہ نہیں لے سکتے"۔ راڈیو
نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے باوجود ہم تمام ہوٹل چیک کر رہے ہیں لیکن
ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں انہوں
نے پہلے سے انتظامات کر رکھے تھے اور یقیناً انہوں نے میک اپ
لباس بھی تبدیل کر لئے ہوں گے۔ جہاں تک کاغذات کا تعلق ہے
اب پورے کاسکو شہر کے لاکھوں افراد کے کاغذات تو چیک نہیں
سکتے"...... میجر آف نے جواب دیا۔

"وہ ایکس وی کی فائل حاصل کرنے آئے ہیں۔ یہ فائل کہاں
ہے"...... راڈیو نے کہا۔

"کے جی بی کے ٹاپ سیکرٹ ریکارڈ روم میں"...... میجر آف
کہا۔

"اوہ۔ پھر تو وہ انتہائی محفوظ جگہ پر ہے۔ وہاں سے تو
صورت بھی اسے حاصل نہیں کر سکتے مگر وہ اس کی کوشش تو
گے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی بیرونی

اؤ۔ وہ لوگ وہاں کسی نہ کسی انداز میں ضرور پہنچیں گے"۔ راڈیو
نے کہا۔

"اس کام کا میں نے پہلے ہی حکم دے دیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں
کہ انہیں وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک کر دوں لیکن ان کے بارے
میں کچھ معلوم ہو، تو ہی ایسا ہو سکتا ہے"...... میجر آف نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ دو
تین روز کہیں چھپے رہیں گے تاکہ تم تھک کر سست پڑ جاؤ۔ اس کے
بعد ہی وہ اپنی کارروائی شروع کریں گے اس لئے تم بھی اپنے آپ کو
تیار کرو تاکہ ان کا مقابلہ کر سکو۔ ویسے اگر تم کہو تو میں اپنے
گروپ کو بھی ان کی تلاش پر لگا دیتی ہوں"...... راڈیو نے کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے۔ ان لوگوں کا خاتمہ میرے لئے
چیلنج بن گیا ہے اور اب جب تک ان کا خاتمہ نہیں ہو جائے گا مجھے
چین نہیں آئے گا"...... میجر آف نے کہا۔

"اوکے۔ تم بے فکر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ مل کر ان کے
خلاف کام کروں گی۔ تمہاری پریشانی میری پریشانی ہے اور مجھے یقین
ہے کہ دو تین روز بعد جب وہ اپنی بلوں سے باہر نکلیں گے تو مارے
جائیں گے۔ تین آدمی چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہوں کاسکو میں ہمارا
کچھ نہیں بگاڑ سکتے"...... راڈیو نے کہا تو میجر آف نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے

"آج رات باسٹر روم کا فنکشن دیکھتے ہیں۔ میں بھی اب اگلے
ہفتے کی چھٹی پر ہوں۔ کل سے تمہارے ساتھ باقاعدہ کام شروع
دیں گے۔ آؤ اٹھو"...... راڈیو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ
کھڑی ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی میجر آف بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے فیکٹری سے نکل کر شہر کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔

رات کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر چونکہ گہرے
تھے اس لئے چاند کی روشنی بھی موجود نہیں تھی۔ اس کے ساتھ
اں ہر طرف دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ جس کا رنگ ہلکا سیاہی
ا تھا۔ یہ دھند شہر کی نسبت یہاں فیکٹری ایریا میں زیادہ تھی
یہاں فیکٹری ایریا میں آلودگی خاصی زیادہ رہتی تھی۔ فیکٹریوں
یوں سے نکلنے والا دھواں رات کو درجہ حرارت بے حد کم ہو
کی وجہ سے فضا میں موجود مٹی کے ذرات سے مل کر سیاہی
ھند کی شکل میں ہر طرف پھیل جاتا تھا۔ اس دھند کی وجہ سے
رات مزید تاریک نظر آ رہی تھی۔ دھند کے اندر سٹریٹ
اور فیکٹریوں کے اندر جلنے والی روشنیاں ٹمٹماتے ہوئے
ا کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ چارٹیکل بورڈ فیکٹری خاصے وسیع
پر مشتمل تھی جس کی چار دیواری تقریباً آٹھ فٹ بلند تھی اور

اس چار دیواری کے اوپر خاردار تاریں نصب تھیں جن میں یقیناً
کی رو بھی گزاری جا رہی تھی کیونکہ اس تار کے ہر جوڑ پر ایک
بلب موجود تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ ان خاردار تاروں
میں بجلی کی رو چل رہی ہے۔ فیکٹری کے سامنے سڑک کے پار طویل
عریض گراسی پلاٹ تھے جس کے بعد ایک اور سڑک تھی اور اس
سڑک کے بعد ایک اور فیکٹری کی دیوار تھی۔ اس گراسی پلاٹ میں
اونچے پودوں کی اوٹ میں عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں موجود تھے۔
شہر سے کار میں آئے تھے لیکن انہوں نے کار یہاں سے کافی فاصلے
ایک درختوں کے ذخیرے کے اندر چھوڑ دی تھی اور وہ وہاں
پیدل چلتے ہوئے یہاں تک آئے تھے۔ ان کے لباس سیاہ رنگ کے
تھے۔ ٹائیگر کی پشت پر سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا بیگ تھا۔
لارگی کے ساتھ مل کر اس فیکٹری ایریئے کے تفصیلی نقشے کو
طرح سمجھ چکے تھے اس لئے انہیں یہاں تک پہنچنے میں کوئی دقت
ہوئی تھی۔ دھند نے ان کی بے حد مدد کی تھی۔ ویسے بھی اس وقت
سردی شدید تھی اس لئے اس علاقے میں کوئی آدمی پیدل چلتا ہوا
نہیں آ رہا تھا اور سڑکوں پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔
کبھی کوئی گاڑی جس نے خصوصی فوگ لیمپ لگائے ہوئے
گزرتی نظر آ جاتی تھی۔ عمران کی تیز نظریں فیکٹری کے بڑے
کے پھاٹک پر جمی ہوئی تھیں جس کے اوپر خاردار تار موجود
تھی۔ البتہ دونوں پلرز پر چھوٹے چھوٹے بلب جل رہے تھے

صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس پھاٹک میں بھی بجلی کی رو دوڑ رہی ہے۔
در سے وقفے وقفے پر کتوں کے بھونکنے اور غرانے کی آوازیں بھی
سنائی دے رہی تھیں۔

"اب بیٹھے کیا سوچ رہے ہو"...... تنویر نے عمران سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"فیکٹری کے حفاظتی انتظامات خاصے سخت ہیں اس لئے بیٹھا سوچ
رہا ہوں کہ کیا کیا جائے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں بیٹھے سوچتے رہ جاؤ گے اور صبح ہو جائے گی"...... تنویر
نے کہا۔

"تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے پاس طاقتور بم موجود ہیں اور مشین گنیں بھی۔ یہ
پھاٹک اڑا دیتے ہیں اور اندر موجود کتوں کا بھی گنوں سے خاتمہ ہو
جاتا ہے۔ پھر انہی بموں سے راستہ کھول کر اندر ہیڈ کوارٹر میں داخل
ہو جائیں گے اور پھر اسے بھی اڑا دیا جائے گا"...... تنویر نے جواب
دیا۔

"اندر ہیڈ کوارٹر میں ایسے آلات موجود ہیں جن کی وجہ سے
بارودی اسلحہ وہاں فائر ہی نہیں ہو سکتا اس لئے تم زیادہ سے زیادہ
اس فیکٹری کو ہی نقصان پہنچا سکتے ہو۔ مشن تو پھر بھی مکمل نہ ہو
گا۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر یہاں بیٹھے سوچتے ہی رہ جائیں گے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ بلب ہولڈر میں سکہ ڈال کر بجلی کی رو کو بند کیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"آٹھ فٹ بلند چار دیواری اور اس پر چار فٹ اونچی باڑ ہے جس میں بجلی کی رو دوڑ رہی ہے۔ اس کے اوپر بلب ہولڈر ہے کس طرح سکہ ڈالو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر تنویر صاحب میرے کاندھوں پر چڑھ جائیں اور میں کھڑا ہو جاؤں تو تنویر صاحب یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کر تو سکتے ہیں لیکن جیسے ہی اس کا سر دیوار سے بلند ہوا اندر سے گارڈ کی گولی نے اس میں سوراخ کر دینا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

"تم کسی طرح مانتے ہی نہیں ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ اندر تو پہنچیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ کیا تمہارے ذہن پر بھی دھند نے قبضہ کر رکھا ہے کہ تم کوئی قابل عمل حل ہی نہیں سوچ رہے"...... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس پر کیوں ناراض ہو رہے ہو۔ تم خود بھی تو بت کی طرح گم

م بیٹھے ہوئے ہو۔ تم خود سوچ لو"...... تنویر نے اس بار ٹائیگر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آئی ایم سوری۔ میرے ذہن میں واقعی کوئی قابل عمل ترکیب نہیں آ رہی"...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تم دیوار، پھاٹک اور خاردار تاروں کی طرف دیکھ کر سوچ رہے ہو۔ ان سے ہٹ کر سوچو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ ٹھیک ہے۔ میں آپ کا اشارہ سمجھ گیا ہوں"۔ ٹائیگر نے فوراً ہی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسا اشارہ۔ کیا مطلب"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اندر جانے کے لئے گٹر کا راستہ بھی استعمال ہو سکتا ہے اور گٹر کا دہانہ سڑک کے کنارے پر مجھے نظر آ رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی قابل عمل ترکیب ہے۔ گڈ شو"...... تنویر نے فوراً ہی کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"میں صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں گٹر کے اندر بھی انہوں نے کوئی حفاظتی آلات نصب نہ کر رکھے ہوں لیکن اب بہرحال یہی ایک راستہ ہے ورنہ ہم کسی صورت بغیر گارڈز سے لڑے ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے اور میں چاہتا ہوں کہ ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے اور کسی کو آخری لمحے تک اس کا علم بھی نہ ہو سکے ورنہ یہاں چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو پھر باس میں ٹرائی کروں۔ آپ یہاں رہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ابھی ٹھہر جاؤ۔ دھند لحہ بہ لحہ مزید گہری ہوتی جا رہی ہے۔ میں اس انتظار میں یہاں بیٹھا ہوں کہ دھند اس قدر گہری ہو جائے کہ فیکٹری کی دوسری منزل سے اگر باہر کی نگرانی کی جا رہی ہو تو دھند کی وجہ سے وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں ورنہ پھر گٹر ہمارے لئے [illegible] وان بھی ثابت ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم اس لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔ ایک تو تمہارا اصل مقصد کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اگر تم یہ بات پہلے کر دیتے تو ہمارا خون تو خواہ مخواہ نہ کھولتا رہتا"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس سردی میں اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ انسان کا خون کھولنا شروع ہو جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ اب مشن کا آغاز کریں"...... عمران نے کچھ دیر بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔ سڑک کراس کر کے وہ گٹر کے اس بڑے دہانے کے قریب پہنچ گئے جو زمین سے قدرے اونچا رکھا ہوا تھا اس لئے واضح طور پر معلوم ہو رہا تھا کہ یہاں گٹر کا دہانہ ہے۔ عمران نے

ب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا بٹن آن کر کے اس نے ہ گٹر کے فولادی ڈھکن سے لگا دیا تاکہ اگر فولادی ڈھکن میں بجلی رو ہو تو چیک کر سکے۔ لیکن جب آلے پر موجود بلب نہ جلا تو ران نے آلہ آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا اور پھر اس نے لک کر ایک کنڈے میں ہاتھ ڈال دیا۔ دوسری طرف تنویر نے اے میں ہاتھ ڈالا اور پھر دونوں نے مل کر ایک ہی جھٹکے سے اس ادی فولادی ڈھکن کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

"بیگ سے ٹارچ نکلو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"میں نے نکال لی ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا اور ہاتھ میں ای ہوئی پتلی سی ٹارچ عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ٹارچ رے دہانے کے اندر کرتے ہوئے اس کا بٹن پریس کیا تو روشنی کی اور انتہائی روشن دھار سی ٹارچ سے نکلی۔ اندر واقعی ایک کافی بڑا تھا اور دہانے سے لوہے کی سیڑھی نیچے جا رہی تھی۔ گٹر میں پانی کی ار خاصی کم تھی۔ شاید فیکٹری بند ہونے کی وجہ سے پانی کا تعمال نہیں ہو رہا تھا اس لئے گٹر خالی تھا۔ اس کی سائیڈوں پر امد و چلنے کے لئے اونچا فٹ پاتھ بھی بنایا گیا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور ٹارچ بند کر کے وہ سیڑھی سے نیچے انے لگا۔

"باس۔ ڈھکن واپس نہ رکھ دیا جائے تاکہ کوئی چیک نہ کر ے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تنویر کے ساتھ مل کر اسے کھسکا دو اور پھر جب نیچے اتر
اسے گھسیٹ کر دہانے پر رکھ دینا"...... عمران نے کہا اور نیچے
چلا گیا۔ نیچے گٹر کی سائیڈوں پر موجود فٹ پاتھ پر کھڑا ہو کر اس نے
ٹارچ جلا کر اس کا رخ اوپر کی طرف کر دیا۔ تنویر اور ٹائیگر دونوں
اکٹھے ہی سیڑھی پر سمٹے ہوئے کھڑے تھے اور اوپر موجود فولادی ڈھکن
کو کھسکانے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد ڈھکن ایک ہلکے سے
دھماکے سے اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا تو پہلے تنویر نیچے اترا اور پھر ٹائیگر۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور ٹارچ سمیت آگے بڑھ گیا۔ گٹر کا
کافی چوڑا تھا اور اس کی چھت بھی کافی بلند تھی اس لئے وہ تینوں
اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ گٹر کافی فاصلے پر جا کر دو
حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ آگے جا رہا تھا جبکہ دوسرا چھوٹا
حصہ بائیں طرف کو مڑتا تھا۔ عمران نے ٹارچ کی روشنی میں دیکھا تو
اس چھوٹے حصے والے گٹر میں گندگی موجود تھی اور وہاں تیز بو
محسوس ہو رہی تھی جبکہ پہلے یہ گندگی نظر نہ آ رہی تھی۔

"یہ گندگی بتا رہی ہے کہ یہ چھوٹا حصہ ہیڈ کوارٹر کے باتھ روم
کے لئے ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر گٹر کا
اختتام ہو گیا لیکن اختتام سے پہلے اوپر چھت میں ایک چھوٹا سا سوراخ
نظر آنے لگ گیا تھا جس میں سے ہلکی سی روشنی بھی موجود تھی لیکن وہ
سوراخ بہت چھوٹا تھا۔ عمران نے ٹارچ کی روشنی میں چھت کا
تفصیل سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔

"جلدی کرو میرا دم گھٹنے لگا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"آؤ ادھر ایک دہانہ ہے۔ شاید یہ صفائی کے لئے کوئی درمیانی جگہ
ہو گی۔ آؤ"...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ تھوڑا سا آگے
واقعی ایک دہانہ موجود تھا جس کے ساتھ لوہے کی سیڑھی اوپر جا رہی
تھی۔ عمران سیڑھی پر چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اوپر ڈھکن موجود تھا۔
البتہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ ایک آدمی آسانی سے اندر اتر سکتا تھا یا باہر
جا سکتا تھا۔ عمران نے اوپر چڑھ کر دونوں ہاتھوں سے ایک جھٹکے سے
لکڑی کا ڈھکن اٹھا کر ایک سائیڈ پر رکھ دیا اور پھر اس نے جھک کر
سیڑھی پر موجود ٹائیگر کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی۔ اس نے اسے آف
کیا اور اوپر چڑھ گیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں گھپ
اندھیرا تھا۔ اس نے چند لمحے رک کر ٹارچ جلائی اور پھر تیزی سے اوپر
آ گیا۔

"آ جاؤ۔ یہ کچن کی سائیڈ ہے"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور
چند لمحوں بعد ٹائیگر اور تنویر بھی اوپر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپر
ایکشن کے سارے ہیڈ کوارٹر میں گھوم پھر رہے تھے۔ کمروں کے
دروازے بند تھے البتہ وہ لاکڈ نہیں تھے اور اندر کسی قسم کا کوئی
حفاظتی نظام موجود نہیں تھا کیونکہ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ باہر
موجود انتہائی سخت حفاظتی نظام سے بچ کر کوئی اندر بھی آ سکتا ہے۔
تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک تہہ خانہ ٹریس کر لیا اور پھر ٹارچ کی
روشنی میں جب وہ اس تہہ خانے میں داخل ہوئے تو عمران سمیت

تنویر اور ٹائیگر بھی اچھل پڑے کیونکہ تہہ خانہ اسلحے کی پیٹیوں سے
بھرا ہوا تھا۔ عمران نے مختلف پیٹیوں کا جائزہ لیا۔ ان میں مشین
گنیں، مشین پسٹل اور ان کے میگزین کے علاوہ انتہائی طاقتور اور
انتہائی جدید انداز کے بموں کی بھی دس بارہ پیٹیاں موجود تھیں۔
عمران نے ایک پیٹی میں سے ایک بم باہر نکالا اور پھر مخصوص انداز
میں اسے چارج کر کے اس نے اسے واپس پیٹی میں رکھ دیا اور اس کا
وائرلیس ڈی چارجر بم سے علیحدہ کر کے اس نے اپنی جیب میں ڈال
لیا۔

"آؤ اب اس میجر آف کے آفس کا جائزہ لے لیں"...... عمران نے
کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو
وہ سمجھ گئے کہ یہی مین آفس ہے۔ عمران نے اس کی تلاشی لینا شروع
کر دی اور پھر وہ دراز میں سے ایک فائل برآمد کرنے میں کامیاب ہو
گیا۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں فائل کا جائزہ لیا اور پھر مسکرا کر اس
نے فائل بند کر کے اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ اب نکل چلیں۔ اب ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے"...... عمران
نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گٹر کے
سڑک والے دہانے سے باہر آ گئے۔ دھند اس قدر گہری ہو چکی تھی کہ
اب وہ قریب موجود ایک دوسرے کو بھی پوری طرح نہ دیکھ سکتے
تھے۔ تنویر اور ٹائیگر نے مل کر گٹر کے دہانے کو واپس اس کی جگہ
رکھا اور پھر وہ تینوں تیزی سے واپس اس طرف کو بڑھنے لگے جہاں

ان کی کار موجود تھی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پیدل چلنے کے بعد وہ درختوں
کے اس ذخیرے تک پہنچ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی اور پھر تھوڑی
دیر بعد وہ صحیح سلامت اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔

"کیا اتنے فاصلے سے وہ بم ڈی چارج ہو جائے گا باس"۔ ٹائیگر
نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کی رینج چیک کر لی ہے۔ وہ کاسکو جیسے بڑے
شہر کے دوسرے کنارے سے وائرلیس کے ذریعے ڈی چارج
ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔

"اس بند ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کا کیا فائدہ کہ وہاں کوئی آدمی بھی
نہ تھا اور نہ ہی کوئی لطف آیا"...... تنویر نے سٹنگ روم کی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لطف تمہیں کیا آتا ہے۔ لطف تو روسیاہی حکام اور سپر سیکشن
والوں کو آئے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہاں سے ایک قیمتی فائل مل
گئی ہے اور میرے لئے یہ سب سے پرلطف بات ہے"...... عمران
نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس فائل میں"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"اس میں سپر سیکشن کے سربراہ سے لے کر عام ممبر تک سب
کے نام، پتے، فوٹو اور ان کے پرسنل ایڈریسز حتیٰ کہ ان کے دوستوں
کے نام اور فون نمبرز درج ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس میجر آف کو تلاش کرنے کے کام آئے گی اور ایک بار نمبر آف ٹریس ہو گیا تو سمجھو کہ پورا سپر سیکشن ٹریس ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل نکالی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔

"لیکن وہ کیسے ٹریس ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی دیکھو کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ گلوکوف بول رہا ہوں"...... نیند کے خمار میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری بول رہا ہوں مسٹر گلوکوف"۔ عمران نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری کسی اہم معاملے میں فوری طور پر میجر وارسکوف سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں اور کس نمبر پر موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ چیف اپنی دوست مس راڈیو کے ساتھ ہیں۔ یقیناً وہ

ے فلیٹ پر ہی ہوں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہا دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صاحب کو بتا دیتا ہوں۔ اگر انہوں نے ی سمجھا تو بات کر لیں گے ورنہ کل بات ہو جائے گی کیونکہ ں میجر صاحب ہیں وہاں اس وقت فون کرنا مناسب نہیں ہے"۔ ن نے کہا۔

"اوہ۔ آپ درست کہہ رہے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے ے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے فون آنے لوکوف کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری ف گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... نیند میں ڈوبی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

"مس راڈیو آپ کو اس وقت ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتا ں۔ میں گلوکوف بول رہا ہوں میجر صاحب کا پرسنل سیکرٹری۔ اب سے بات کرا دیں۔ انتہائی اہم رپورٹ ہے"...... عمران نے بار گلوکوف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک قدرے غصیلی سی آواز سنائی دی۔ ں میں نیند کا خمار بہرحال موجود تھا۔

"گلوکوف بول رہا ہوں سر"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیوں اس وقت یہاں فون کیا ہے"...... آف نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی مجھے کال آئی ہے کہ دوسری طرف سے بتایا گیا ہے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کا پی اے بول رہا ہوں اور ڈیفنس سیکرٹری صاحب آپ سے کوئی فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے آپ کا پوچھا کہ آپ اس وقت کہاں موجود ہوں گے تو مجھے معلوم تھا اور مجبوراً مجھے یہاں کا فون نمبر دینا پڑا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں"...... عمران نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اگر وہ بات کریں گے تو میں بات کر لوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جھٹکے سے رسیور رکھ دیا گیا۔

"یہ آخر تم کیا کر رہے ہو۔ کیا اس میجر آف کی آواز سننا چاہتے تھے۔ لیکن اس سے فائدہ"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری آفس سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بول رہا ہوں"...... عمران نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی خاتون کا لہجہ یک

مؤدبانہ ہو گیا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کریں اور جہاں یہ فون نمبر نصب ہے اور جس کے نام ہے وہ نام اور پتہ بتائیں۔ لیکن انتہائی توجہ اور احتیاط سے کام کرنا کیونکہ یہ انتہائی اہم ملکی معاملہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے مس راڈیو کا فون نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"سر یہ نمبر مس راڈیو کے نام پر ہے اور ٹاور پلازہ کے فلیٹ نمبر دو سو آٹھ میں نصب ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے دو بار چیک کیا ہے کمپیوٹر سے"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب اس میجر آف سے دو دو باتیں ہو جائیں۔ اس نے ہمارے

یہاں کا سکو میں داخلے میں رکاوٹیں ڈالی تھیں"...... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے
ہوئے۔

"حیرت ہے۔ تمہارا ذہن تو واقعی کمپیوٹر ہے۔ میں تو سوچ بھی نہ
سکتا تھا کہ اس طرح بھی اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... تنویر نے
کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"تم یہیں رہو گے ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو
کر کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ تو چیک کر لو کہ یہ ٹاور پلازہ ہے کہاں"...... تنویر نے کہا۔

"آؤ۔ مجھے معلوم ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار شہر کی دھند آلود سڑکوں پر دوڑتی
ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ شہر میں اتنی دھند تو بہرحال نہ تھی
جتنی فیکٹری ایریئے میں تھی لیکن بہرحال دھند موجود تھی۔ سڑکیں
تقریباً خالی تھیں۔ عمران اطمینان سے کار ڈرائیو کرتا ہوا آگے بڑھا
چلا جا رہا تھا۔

"اس میجر نے کہیں ڈیفنس سیکرٹری کو فون نہ کر دیا ہو"......
اچانک تنویر نے کہا جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"نہیں۔ یہ ایک سیکشن کا انچارج ہے۔ کے جی بی کا چیف نہیں
ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر
بعد عمران نے ایک آٹھ منزلہ پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑی

اسے ایک طرف پارکنگ میں لے گیا جہاں کافی تعداد میں کاریں
د تھیں لیکن وہاں کوئی پارکنگ بوائے موجود نہیں تھا۔ شاید یہ
یں اس پلازہ کے رہائشیوں کی تھیں۔ عمران نے ایک خالی جگہ پر
رکی اور پھر تنویر کے نیچے اترنے پر اس نے کار کی سائیڈ سیٹ
ئی۔ نیچے باکس میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا
اسے جیب میں ڈال کر اس نے سیٹ دوبارہ برابر کر دی اور پھر کار
روازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ وہاں استقبالیہ میں روشنی ہو رہی تھی
عمران اور تنویر استقبالیہ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ پر
لفٹوں کی طرف بڑھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد لفٹ نے انہیں
ی منزل پر پہنچا دیا۔ فلیٹ کے نمبر سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ
دوسری منزل پر ہو گا۔ فلیٹس کے دروازوں کی ساخت بتا رہی
کہ یہ لگژری فلیٹ ہیں اور مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہیں۔ پھر دو
نمبر فلیٹ کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئے۔ دروازے پر موٹے اور
ے ہوئے حروف میں نمبر موجود تھا اور سائیڈ پر مس راڈیو کی نیم
بھی موجود تھی۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا۔ راہداری خالی
عمران نے جیب سے وہی چھوٹا سا پسٹل نکالا اور کی ہول کے
لگے ہوئے کور کو ہٹا کر اس نے پسٹل کی نال سوراخ پر رکھ دی
ٹریگر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے پسٹل ہٹایا اور اسے واپس
میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک مڑی
تار نکالی اور اسے کی ہول میں ڈال کر اس نے اسے مخصوص

انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ تقریباً تین یا چار منٹ بعد کلک کی ہلکی
سی آواز سنائی دی تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں تار باہر نکالا
اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔
"سانس بند رکھنا۔ باہر کھڑے رہنے کی بجائے ہم اندر محفوظ رہیں
گے"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ہینڈل دبایا تو دروازہ بغیر آواز کے کھلتا چلا گیا۔ عمران آہستہ سے اندر
داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر بھی اندر آ گیا تو عمران نے دروازہ بند
کر دیا۔ کلک کی آواز کے ساتھ ہی لاک دوبارہ لگ گیا۔ عمران نے
سانس روکا ہوا تھا اور پھر وہ دبے قدموں آگے بڑھنے لگا۔ ایک کمرے
میں نائٹ بلب جل رہا تھا۔ عمران نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا اور
پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ
سے سانس لیا۔ جب اسے کوئی بو محسوس نہ ہوئی تو اس نے کھل کر
سانس لیا۔
"اب سانس لے لو۔ گیس کا اثر ختم ہو چکا ہے"...... عمران نے
کہا تو تنویر نے اتنے زور سے سانس لیا کہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"تم دوسرے کمرے چیک کرو۔ شاید کوئی اور موجود ہو اور کوئی
رسی بھی تلاش کرو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
بیڈ روم میں داخل ہو گیا جس کی لائٹ جل رہی تھی۔ بیڈ پر ایک
آدمی اور ایک خوبصورت لڑکی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ دونوں
ہی نامکمل لباس میں تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر پہلے ایک طرف

ہوا کمبل اٹھا کر اس لڑکی پر ڈالا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی پینٹ
اٹھا کر اس نے اس مرد کو پہنانی شروع کر دی کیونکہ وہ صرف
انڈر ویئر میں تھا۔
"یہ کیا کر رہے ہو"...... تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید سمجھا تھا کہ عمران اس کی پینٹ اتارنے
کی کوشش کر رہا ہے۔
"کچھ نہیں۔ اسے انسان بنا رہا تھا"...... عمران نے پیچھے ہٹتے
ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔
"دو کمرے اور ہیں لیکن وہاں کوئی موجود نہیں ہے اور رسی بھی
کہیں موجود نہیں ہے۔ البتہ ایک الماری سے یہ ایک ڈبل کلپ
ہتھکڑیوں کا جوڑا مل گیا ہے۔ یہ لے آیا ہوں"...... تنویر نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اس آدمی اور اس لڑکی کی کلائیوں میں ڈال دو۔
البتہ اس آدمی کے ہتھکڑی کے بٹن جام کرنے پڑیں گے کیونکہ یہ
تربیت یافتہ ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ تھوڑی دیر بعد بے ہوشی کے عالم میں ان دونوں کے ہاتھ ان کے
عقب میں کر کے تنویر نے ہتھکڑیاں ڈال دیں۔
"اس لڑکی کو لباس پہنانا پڑے گا"...... تنویر نے کہا۔
"ہاں"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد
تنویر نے ان دونوں کو بیڈ سے اٹھا کر کرسیوں پر ڈال دیا۔ اس نے
اس آدمی کو بھی شرٹ پہنا دی تھی اور لڑکی کو بھی۔ لڑکی نے چست

پاجامہ پہلے سے ہی پہنا ہوا تھا۔

" اب پانی لے آؤ تاکہ انہیں ہوش میں لایا جا سکے۔ میں اس دوران اس میجر صاحب کی ہتھکڑیوں کے بٹن جام کر دوں"۔ عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے اس میجر آف کی ہتھکڑی کے بٹن جام کئے اور پھر سامنے موجود کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد تنویر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی ایک بوتل موجود تھی۔

" ان دونوں کے جبڑے بھینچ کر پانی ان کے حلق میں ڈالنا پڑے گا۔ آؤ"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ان دونوں کے حلق میں پانی اتارنے میں کامیاب ہو گئے۔

" بس کافی ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس لڑکی کی ہتھکڑیاں بھی جام کر دیتا ہوں۔ مجھے یہ بھی تربیت یافتہ لگتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

" تمہیں تو ہر لڑکی تربیت یافتہ دکھائی دے گی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ کر دو"...... عمران نے کہا تو تنویر مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے لڑکی کی ہتھکڑیوں کے بٹن جام کر دیئے اور پھر وہ بھی واپس آ کر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ میجر آف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر ایک جھٹکے سے اس کا جسم سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے وہ لڑکی بھی

کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

" یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو"...... میجر آف نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ میجر وارسکوف۔ ہم وہ ہیں جن کو کاسکو میں داخل ہونے سے روکنے کی تم نے سرتوڑ کوشش کی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا مطلب"...... میجر آف نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ کون ہیں یہ تو میرا فلیٹ ہے کیا مطلب۔ یہ میرے ہاتھ"۔ لڑکی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ یہ تمہارا ہی فلیٹ ہے اور تمہارے جسم پر تمہارا ہی لباس ہے۔ ہم تم سے صرف چند باتیں کرنا چاہتے ہیں اس لئے تمہیں اسٹرب کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے ہاتھوں میں موجود ہتھکڑیاں تم سے نہیں کھل سکیں گی۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھو۔ اگر ہمارا مقصد تمہیں ہلاک کرنا ہوتا تو یہ کام تمہاری بے ہوشی کے دوران زیادہ اطمینان سے ہو سکتا تھا"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں

ہے"۔ میجر آف کی حالت واقعی خراب ہو رہی تھی۔

"سنو تمہارے ہیڈ کوارٹر کی سلامتی صرف ایک بٹن دبنے تک محدود ہو چکی ہے لیکن میں تمہارا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ نہیں کرنا چاہتا ورنہ یہ کام بھی یہاں آنے سے پہلے ہو چکا ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم نجانے یہاں تک کیسے پہنچ گئے ہو لیکن ہیڈ کوارٹر میں تو مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی"...... میجر آف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مکھی واقعی داخل نہیں ہو سکتی ہو گی کیونکہ مکھی کے سر میں انسانی دماغ نہیں ہوتا۔ یہ دیکھو۔ یہ فائل بھی تمہارے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں سب سے نچلی دراز میں رکھی ہوئی تھی۔ اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم تمہارے ہیڈ کوارٹر تو ایک طرف، تمہارے آفس کا بھی ایک چکر لگا آئے ہیں"...... عمران نے جیب سے فائل نکال کر اسے سیدھا کیا اور پھر میجر آف کے سامنے کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ میجر آف کی حالت حیرت کی شدت سے لمحہ بہ لمحہ تباہ ہوتی جا رہی تھی۔

"اور یہ دیکھو۔ یہ ہے وہ ڈی چارجر۔ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ایک تہہ خانے میں انتہائی طاقتور اسلحے کی پیٹیاں موجود ہیں۔ ایک پیٹی میں ایک انتہائی طاقتور بم کو چارج کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اب میں

میں صرف اس ڈی چارجر کا بٹن ہی دباؤں گا اور تمہارا ہیڈ کوارٹر مع فیکٹری کے راکھ کا ڈھیر بن جائے گا"...... عمران نے جیب سے ڈی چارجر نکال کر میجر آف کو دکھاتے ہوئے کہا تو میجر آف کا چہرہ یکلخت تاریک پڑ گیا۔

"یہ۔ یہ سب اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم جادوگر ہو"۔ میجر آف نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ انسانی دماغ مکھی کے سر میں نہیں ہوتا اس لئے وہ داخل نہیں ہو سکتی۔ سنو۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ فیکٹری سے باہر گٹر کا دہانہ ہے اور یہ گٹر آگے جا کر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور چھوٹا حصہ ہیڈ کوارٹر جاتا ہے جس کا دہانہ کچن سائیڈ میں موجود ہے اور تمہارے سر میں یقیناً مکھی کا دماغ ہے کہ تم نے باقی حفاظتی انتظامات تو کئے لیکن اس گٹر کو نظرانداز کر دیا"...... عمران نے کہا تو میجر آف نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اس کے چہرے پر اب مایوسی اور شکست واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی جبکہ لڑکی کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم کیا چاہتے ہو"...... میجر آف نے انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"میں کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر میں موجود سپیشل ٹاپ سیکرٹ ریکارڈ روم سے ایکس وی کی فائل چاہتا ہوں ورنہ دوسری صورت یہ

ہو گی کہ پہلے تم اور تمہاری یہ دوست لڑکی ہلاک ہوں گے اس کے بعد تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد اس فائل میں موجود سپر سیکشن کے تمام افراد کو چن چن کر ہلاک کیا جائے گا اور پھر ہم کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں سے فائل نکالیں گے اور پھر کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ اگر تمہیں یہ سب کچھ منظور ہو تو ٹھیک ہے۔ ہم مزید کارروائی کا آغاز کر دیتے ہیں اور اگر منظور نہ ہو تو ہم سے معاہدہ کر لو۔ ہمیں وہ فائل دلوا دو۔ اس سے نہ صرف تم دونوں اور تمہارے سیکشن کی زندگیاں محفوظ رہیں گی بلکہ تمہارا ہیڈ کوارٹر اور تمہارے سیکشن کے ساتھ ساتھ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر بھی محفوظ رہے گا۔ بولو کیا کہتے ہو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو کچھ تم کہہ رہے ہو ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کے جی بی کا چیف کرنل کاروف تو مجھ سمیت میرے پورے سیکشن کی موت تو برداشت کر لے گا لیکن وہ یہ برداشت نہیں کرے گا کہ وہ فائل دے دے اور اس کے جاری کردہ خصوصی اجازت نامہ کے بغیر وزیراعظم اور صدر بھی یہ فائل وہاں سے نہیں نکال سکتے"...... میجر آف نے کہا۔

"تم اس سے بات تو کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ سوری۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں بات کر کے [illegible] کیسے کر سکتا ہوں"...... میجر آف نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر اس کی رہائش کا فون نمبر بتا دو۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ مجھے تم مار سکتے ہو لیکن میرے منہ سے کچھ اگلوا نہیں سکتے"...... میجر آف نے کہا۔ وہ اب ذہنی طور پر کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔

"سوچ لو۔ موت بہت بھیانک چیز ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہی ہو گا"...... میجر آف نے کہا۔

"لڑکی۔ تم کیا کہتی ہو"...... عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں تو صرف اس کی دوست ہوں اور بس"...... لڑکی نے بڑے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن عمران اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ وہ اداکاری کر رہی ہے۔

"اوکے۔ پھر تم چھٹی کرو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ اس لڑکی کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھے مت مارو۔ پلیز۔ مجھے مت مارو"...... لڑکی نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور لڑکی کے حلق سے یکلخت

چیخیں نکل گئیں۔ میجر آف کا چہرہ بھی پتھر کی طرح ہو رہا تھا لیکن گولیاں لڑکی کے سر کے دائیں بائیں سے گزر کر عقبی دیوار سے جا ٹکرائی تھیں۔

"یہ صرف وارننگ ہے۔ اب بولو"...... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میری بات سنو۔ اگر تمہارے پاس اس کا کوئی قابل قبول حل ہے تو وہ بتاؤ"...... میجر آف نے کہا۔

"مجھے فائل چاہئے۔ حل تم خود تلاش کرتے رہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح میجر آف اپنی جگہ سے اچھلا اور عمران کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا جبکہ میجر آف قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے ہتھکڑی کھول رہا تھا لیکن اسی لمحے تنویر اچھلا اور اس نے میجر آف پر جمپ لگا دیا لیکن میجر آف تیزی سے ہٹ گیا لیکن تنویر نے بھی سائیڈ ماری اور وہ میجر آف سمیت نیچے جا گرا لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ میجر آف نے اس کے سر پر فولادی ہتھکڑی ماری تھی۔ عمران اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"بس اب مزید اچھل کود نہیں کرو گے"...... عمران نے کہا لیکن میجر آف بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے عمران کی ٹانگوں پر لات مار کر اسے گرانا چاہا لیکن عمران تیزی سے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ

اسی لمحے لڑکی نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے دونوں ہاتھ عمران کی گردن پر پڑے اور اس نے زور دار جھٹکا دے کر عمران کی گردن توڑنی چاہی لیکن عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور لڑکی قلابازی کھا کر چیختی ہوئی ایک طرف جا گری۔ ادھر تنویر اور میجر آف کے درمیان انتہائی خوفناک لڑائی ہو رہی تھی۔ عمران نے لڑکی کے گرتے ہوتے ہی ہاتھ گھمایا اور لڑکی چیختی ہوئی اچھل کر سائیڈ دیوار سے ٹکرائی اور پھر اس طرح نیچے گری جیسے مردہ چھپکلی چھت سے فرش پر گرتی ہے جبکہ اسی لمحے میجر آف کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور اس کا جسم بھی دھماکے سے فرش پر گرا اور اس طرح پھڑکنے لگا جیسے ذبح ہوتا ہوا جانور پھڑکتا ہے جبکہ تنویر ایک طرف کھڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"ارے کہیں کراٹیوز تو اس پر نہیں لگا دیا تم نے"...... عمران نے تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے میجر آف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایکاڈو کا داؤ لگایا ہے۔ اب یہ لڑنے کے قابل نہیں رہے گا۔ ایسے ٹھیک ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ اس تنگ جگہ پر اس قدر کامیاب انداز میں ایکاڈو کا استعمال واقعی مہارت کی بات ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھڑکتے ہوئے میجر آف کی گردن پر پیر رکھ کر اسے دبا دیا۔ میجر آف نے دونوں ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا البتہ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا اور

منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

"بولو کہاں ہے رہائش کرنل کاروف کی۔ بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹپ۔ ٹپ۔ ٹاپ رینک کالونی۔ ٹاپ رینک کالونی میں" میجر آف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"کوٹھی کا نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اٹھارہ۔ سپیشل بلاک"...... میجر آف نے کہا اور عمران نے فون نمبر معلوم کر کے اپنے پیر کو پوری طرح گھما دیا اور میجر آف کے جسم نے جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی میجر آف کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں تو عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"اس نے جام ہتھکڑی بھی کھول لی۔ حیرت ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اچانک مار کھا گیا ہے ورنہ شاید یہ ہمارے تصور سے زیادہ تیز آدمی تھا"...... عمران نے کہا۔

"اس لڑکی کا کیا کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"گولی مار دو اور کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے ایک طرف پڑا ہوا عمران کا مشین پسٹل اٹھایا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی اس نے فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی کے جسم میں گولیاں اتار دیں۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میجر آف بول رہا ہوں۔ کیا چیف سے بات ہو سکتی ہے"۔ عمران نے میجر آف کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ۔ لیکن اس وقت تو چیف آرام کرنے اپنے بیڈ روم میں جا چکے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ پھر صبح بات ہو جائے گی۔ میں نے سوچا کہ پوچھ لوں کہ اگر وہ خوابگاہ میں نہ گئے ہوں تو ان سے ایک اہم معاملے پر بات کر لوں لیکن بہرحال معاملہ اتنا بھی اہم نہیں ہے کہ انہیں اس طرح بے آرام کیا جائے۔ صبح ہو جائے گی بات"...... عمران نے میجر آف کے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر اب ہم نے ٹاپ رینک کالونی ریڈ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم کے جی بی کے چیف کو کور کرنا چاہتے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں تاکہ اس کی مدد سے ریکارڈ روم سے فائل نکلوائی جا سکے"۔ عمران نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے اس وقت رات کو وہ فائل کسی صورت میں منگوا سکے گا اس لئے اسے چھیڑنے کی بجائے ہمیں اس

ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے اس سپیشل ریکارڈ روم سے اسے نکالنا ہو
گا"۔ تنویر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کے قدوقامت ا
چیک کر لوں۔ اگر یہ میرے، تمہارے یا ٹائیگر کے قدوقامت میں
تو پھر ہم اس کا سپیشل میک کر کے اطمینان سے فائل نکال سکتے ہیں
ورنہ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر بہرحال اتنا آسان ٹارگٹ نہیں ہو
سکتا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"تو پھر اسے ہلاک کر دیں گے اور کیا کریں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیا۔

"لیکن اس سے ہمارا مسئلہ کیسے حل ہو گا۔ اس کی جگہ کوئی ا
لے لے گا جس کا شاید ہمیں علم ہی نہ ہو جبکہ سپر سیکشن کا میجر الف
ہلاک ہو گیا ہے لیکن سپر سیکشن تو بہرحال ہماری تلاش میں کام کر
ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"تو تم چاہتے ہو کہ ہم یہاں سے نکل کر سیدھے کے جی بی
ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر دیں اور وہاں سے فائل نکال کر فوراً واپس پاکیشیا
پہنچ جائیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میرے نزدیک اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے"
تنویر نے جواب دیا۔

"اس کا ایک اور حل بھی ہو سکتا ہے۔ ٹھہرو مجھے سوچنے دو"

عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر
ڈائل کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی رہائش گاہ کا نمبر دیں"۔۔۔۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"سوری سر۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو اس ڈیفنس سیکرٹری کا نمبر معلوم کر کے"۔
تنویر نے کہا۔

"میں چاہتا تھا کہ اس کی یا اس کے سیکرٹری کی جگہ لے لوں۔
اگر قدوقامت ملتی جلتی ہو کیونکہ اب ہم نے سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر
ختم کر دینا ہے اور صبح جب میجر آف کی لاش ملے گی تو لامحالہ رپورٹ
ڈیفنس سیکرٹری کو ہی دی جائے گی اور ڈیفنس سیکرٹری کی جگہ لے
کر ہم ایسے مزید انتظامات کر سکتے ہیں کہ یہ فائل خود بخود اس ریکارڈ
روم سے باہر آ جائے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ سب خیالی باتیں ہیں کہ یوں ہو جائے تو یوں ہو جائے گا اور
یوں ہو جائے گا تو یوں ہو جائے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم نے
اگر کچھ کرنا ہے تو ٹھوس اقدام کرو"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ بہرحال آؤ۔ فی الحال یہاں سے تو

چلیں پہلے ان سپر سیکشن کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کریں پھر سوچیں گے۔" عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی واپس ان کی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ البتہ عمران کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں اور تنویر بھی سائیڈ سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ شاید وہ بھی آئندہ کے اقدامات کے بارے میں ہی سوچ بچار میں مصروف تھا۔

کے جی بی کے ہیڈکوارٹر میں عجیب سی بے چینی اور بھاگ دوڑ ہاری تھی۔ فلیگ ہراتی ہوئیں یکے بعد دیگرے کئی کاریں وہاں پہنچ ہا تھیں جن کا نہ صرف باقاعدہ استقبال کیا جاتا بلکہ ان کی آلات کی وے انتہائی سخت چیکنگ بھی کی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ جب آخر میں اسیاہ کے پرائم منسٹر کی کار پہنچی تو کرنل کاروف نے ازخود ان کا ستقبال کیا لیکن آنے والے کے پاس گو وزیراعظم کا عہدہ تھا لیکن ن کے باوجود انہیں بھی ایک ایسی راہداری سے گزار کر بڑے ہال لے جایا گیا جس میں چیکنگ کے انتہائی جدید آلات نصب تھے۔ جی بی کا چیف کرنل کاروف ان کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تا اور پھر وہ ایک بڑے ہال میں داخل ہو گئے جہاں ایک بڑی سی میز کے گرد آٹھ افراد موجود تھے۔ وہ پرائم منسٹر کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے جبکہ کرنل کاروف نے دروازہ اندر سے لاک کیا

اور پھر سائیڈ پر موجود سوئچ بورڈ پر ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس
دیا تو اس ہال نما کمرے کے تمام دروازوں پر کسی نرم سی دھات
چادریں سی چڑھ گئیں۔ کرنل کاروف بٹن پریس کر کے تیز تیز
اٹھاتا ہوا میز کی طرف آیا اور پھر وہ سائیڈ پر موجود پرائم منسٹر
ساتھ پڑی ہوئی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ باقی سات افراد کا تعلق
روسیاہ کے اعلیٰ ترین عہدوں سے تھا۔ ان میں ملٹری سیکرٹ سروس
چیف، سول انٹیلی جنس بیورو کا چیف، ڈیفنس سیکرٹری، ا
سلامتی امور کا انچارج اور اسی طرح کے دیگر اعلیٰ ترین عہدیدار
تھے۔ کے جی بی کا چیف بظاہر ان سے عہدے کے لحاظ سے کم تر
لیکن چونکہ یہ خصوصی میٹنگ کے جی بی میں ہو رہی تھی اس
کرنل کاروف بطور میزبان پرائم منسٹر کے ہمراہ سائیڈ پر بیٹھا ہوا
" اس ہنگامی اور خصوصی میٹنگ کا مقصد روسیاہ پر منڈلا
والے انتہائی خوفناک خطرے کے بارے میں آپ کو آگاہ کرنے
اس کے سدباب کے لئے کوئی جامع پلان بنانا ہے۔ کرنل کا
آپ کو مختصر طور پر پس منظر بتائیں گے "...... پرائم منسٹر نے کہا
کرنل کاروف اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پاکیشیا سے ملحقہ علاقے سا
سے ملنے والی قیمتی دھات کے حصول کے لئے دوسکا اور نا
حکومت کے تمام منصوبے کے بارے میں تفصیل بتائی اور وا
بتایا کہ یہ منصوبہ کس طرح ناکام ہو گیا اور اس کے بعد کیا منصوبہ
بنایا گیا۔

" صاحبان۔ ہمیں معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس دھات
ایکس وی کی فائل حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔
چنانچہ کسی بین الاقوامی کمپنی کو ساگان میں معدنیات نکالنے کا ٹھیکہ
دینے اور پھر خفیہ سرنگ کے ذریعے اس دھات کا ذخیرہ نکال کر
روسیاہ پہنچانے کے طویل عمل کے درمیان یہاں ایسے انتظامات کئے
گئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی طرح بھی اول تو کاسکو میں داخل
ہی نہ ہو سکے اور اگر داخل ہو جائے تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔ یہ
مشن کے جی بی کے سب سے بہترین سیکشن یعنی سپر سیکشن کے ذمے
لگایا گیا۔ سپر سیکشن کا میجر آف انتہائی تیز، فعال، ذہین اور بے پناہ
کارکردگی کا حامل آدمی ہے اس لئے سپر سیکشن کے چیف نے یہ مشن
میجر آف کے ذمے لگا دیا اور چونکہ انہوں نے ہی اصل ٹھیکے والے
منصوبے پر کام کرنا تھا اس لئے وہ خود کارمن چلے گئے تاکہ وہاں اس
سلسلے میں انتظامات کئے جا سکیں اور ابھی تک وہ وہیں ہیں۔ اس
دوران ان کی جگہ پر میجر آف ہی کام کرتا رہا۔ میجر آف نے کاسکو میں
داخل ہونے والے تمام راستوں پر خصوصی کیمرے نصب کرا دیئے
جن سے میک اپ چیک کیا جا سکتا ہے اور تمام راستوں پر چیکنگ
انتہائی سخت کر دی گئی۔ چونکہ سپر سیکشن کے چیف ملک سے باہر
تھے اس لئے میجر آف مجھے براہ راست رپورٹ دیا کرتا تھا۔ مجھے
رپورٹ مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین افراد پر مشتمل
گروپ جس کا سربراہ وہاں کا معروف سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ہے

روسیاہ میں داخل ہو کر ایکس وی کی فائل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ
گروپ مختلف ملکوں سے ہوتا ہوا یہاں پہنچ گیا۔ اس گروپ کی نگرانی
ہوتی رہی۔ یہ گروپ فن لینڈ سے اچانک غائب ہو گیا لیکن میجر آف
نے اس کا سراغ لگا لیا اور پھر آخری رپورٹ جو میجر آف سے ملی وہ
تھی کہ اس کی سر توڑ کوششوں کے باوجود جس کی تفصیل بتانے کی
ضرورت نہیں یہ گروپ ماسکو میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔
سپر سیکشن انہیں تلاش کر رہا تھا اور مجھے یقین تھا کہ چاہے یہ تین
افراد کچھ بھی کر لیں۔ بہرحال یہ ٹریس ہو ہی جائیں گے اور پھر ہلاک کر
دیئے جائیں گے لیکن آدھی رات کے بعد اچانک مجھے جگا کر بتایا گیا کہ
سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر جو فیکٹری ایریا میں ایک فیکٹری کے نیچے موجود
ہے اور اس فیکٹری اور اس ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے فول پروف
انتظامات ہیں اچانک خوفناک دھماکوں سے تباہ ہو گیا ہے۔ پوری
فیکٹری اور پورا ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح ہوا میں بکھر گیا اور آگ سے
جل کر راکھ ہو گیا۔ اس پر میرے نائٹ فون آپریٹر نے مجھے بتایا کہ
آدھی رات سے پہلے جب میں خوابگاہ میں جا چکا تھا تو میجر آف کا فون
آیا تھا۔ وہ مجھے کوئی اہم بات بتانا چاہتا تھا لیکن پھر اس نے میرے
خوابگاہ میں ہونے کی وجہ سے ارادہ ملتوی کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ
شاید میجر آف کو ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہو جانے کے بارے میں کوئی
رپورٹ ملی ہو۔ بہرحال میں نے میجر آف کو تلاش کرنے کا حکم دیا
کیونکہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے باوجود وہ نہیں مل رہا تھا اور نہ اس نے

رابطہ کیا تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہ اپنی دوست لڑکی راڈیو کے
فلیٹ میں لاش کی صورت میں موجود ہے۔ میجر آف کا گلا کچل کر اسے
ہلاک کیا گیا ہے اور ڈاکٹروں نے اس کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد
جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے کہ مرنے سے پہلے میجر
آف کا اعصابی نظام پراسرار طور پر بریک کر دیا گیا تھا اور وہ معمولی سی
حرکت کے سوا اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا گلا کچل کر
ہلاک کیا گیا۔ اسے بہرحال گولی نہیں ماری گئی تھی۔ البتہ اس کی
ساتھی لڑکی مس راڈیو کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی موجود تھی جس
کے ہینڈ جام تھے۔ اس کے باوجود اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا
اور پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق یہ کام ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے سے
پہلے ہوا ہے۔ میں نے تفصیلی رپورٹ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی
وساطت سے پرائم منسٹر صاحب کو دی تو انہوں نے یہ میٹنگ کال
کی ہے ..... کرنل کاروف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو پرائم
منسٹر کے اشارے پر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ حضرات نے پس منظر سن لیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ صرف
تین آدمی جو کہ یہاں اجنبی ہیں انہوں نے نہ صرف یہاں سپر سیکشن کا
ہیڈ کوارٹر پراسرار طور پر تباہ کر دیا ہے بلکہ میجر آف کو بھی ہلاک کر
دیا ہے لیکن سپر سیکشن اور کے جی بی میں سے کوئی بھی ان تین افراد
کو ہلاک کرنا تو ایک طرف انہیں ٹریس بھی نہیں کر سکا اور یقیناً
اب ان کا ٹارگٹ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر ہو گا اور میں نہیں چاہتا کہ

سپر سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی طرح وہ لوگ کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر کو
بھی تباہ کر دیں اور فائل لے اڑیں اور ہم صرف بے بسی سے ہاتھ
ملتے رہ جائیں اس لئے آپ سب حضرات کھل کر بات کریں۔ میں
کوئی ایسا ٹھوس اقدام چاہتا ہوں جس سے ان کا حتمی طور پر خاتمہ کیا
جا سکے"...... پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب جب تک انہیں ٹریس نہ کیا جائے ان کا خاتمہ کیسے ہو
سکتا ہے اور ان کے بارے میں تفصیلات شاید سپر سیکشن کے پاس
ہوں۔ ہم میں سے تو کسی کے پاس نہیں ہیں"...... ملٹری انٹیلی
جنس کے چیف نے کہا۔

"آپ کے پاس ان کی تفصیلات ہیں"...... پرائم منسٹر نے کرنل
کاروف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اس لئے حلیوں کے بارے میں
کچھ بتانا فضول ہے۔ صرف ان کے قدوقامت ہی فائدہ دے سکتے ہیں
لیکن ایسے قدوقامت کے لاکھوں نہیں تو ہزاروں افراد بہرحال ملک
میں موجود ہوں گے اس لئے ہم کس کس کی نگرانی کرتے رہیں گے۔
جہاں تک پرائم منسٹر صاحب کے اس خدشے کا تعلق ہے کہ وہ سپر
سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی طرح کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیں
گے تو معافی چاہتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ ایسا ممکن ہی نہیں۔ بلکہ
میری گزارش ہے کہ آپ یہ مشن کے جی بی پر چھوڑ دیں۔ اب سپر
سیکشن کی بجائے میں خود ذاتی طور پر اس مشن کو ہاتھ میں لے لوں گا

آپ یقین کیجئے یہ تینوں کبھی زندہ واپس نہیں جائیں گے"۔
کرنل کاروف نے کہا۔

"میرا مقصد آپ کے ادارے کی توہین نہیں تھا بلکہ میں نے
تو خدشے کا اظہار کیا تھا"...... پرائم منسٹر نے فوراً ہی معذرت
خواہانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کرنل کاروف درست کہہ رہے ہیں۔ ان لوگوں کا
ٹارگٹ بہرحال کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر ہی ہو گا اس لئے چاہے یہ کسی
میک اپ میں ہوں بہرحال یہ یہاں داخل ہونے کی کوشش
کریں گے اس لئے انہیں یہیں چیک کیا جا سکتا ہے ورنہ شہر میں ان
کی تلاش ناممکن ہے"...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا اور
ایک ایک کر کے سب نے اس رائے کی تائید کر دی۔ دراصل وہ
سب کے جی بی کی مخالفت مول نہ لینا چاہتے تھے کیونکہ انہیں کے جی
بی کے بارے میں علم تھا کہ اگر کے جی بی چاہے تو ان کے خلاف
ایسے ثبوت سامنے لا سکتی ہے جس کے بعد انہیں گولی بھی ماری جا
سکتی ہے کیونکہ اعلیٰ عہدیدار ہونے کے باوجود وہ بہرحال انسان بھی
تھے اس لئے ان سے کوئی نہ کوئی غلطی ہو ہی جاتی تھی اور انہیں یہ
بھی معلوم تھا کہ کے جی بی کے خصوصی سیکشن ایسی ہی غلطیاں
چیک کرتے رہتے تھے اور ان کے ثبوت محفوظ کرتے رہتے تھے اور
کرنل کاروف کو جب بھی موقع ملتا تھا وہ اس بارے میں انہیں آگاہ
بھی کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ سب کرنل کاروف سے بہرحال

دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان سب نے ہی اس بات کی تائید کر دی تھی کہ مشن کے جی پی کے ذمے ہی لگایا جائے۔

" ٹھیک ہے۔ اگر آپ سب کی یہی رائے ہے تو ایسا ہی سہی لیکن میں اس گروپ کی ہر صورت میں ہلاکت چاہتا ہوں اور مجھے ناکامی کی رپورٹ ہرگز نہیں ملنی چاہئے "...... پرائم منسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

" میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب کہ آپ کو ناکامی کا لفظ نہیں پڑے گا بلکہ جلد ہی آپ کے سامنے ان تینوں کی لاشیں موجود ہوں گی "...... کرنل کاروف نے اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ یہ میٹنگ برخاست "...... پرائم منسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل کاروف سمیت سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر کرنل کاروف پرائم منسٹر کو واپس چھوڑنے گیا اور پھر وہ اس وقت تک رکا رہا جب تک تمام ارکان گاڑیوں میں واپس نہ چلے گئے۔ اس کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے آفس میں آگیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات موجود تھے کیونکہ پرائم منسٹر نے ایک لحاظ سے اس کی اور کے جی پی کی توہین کر دی تھی اور اب وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد اپنے عمل سے بتا دے کہ انہوں نے کے جی پی کے بارے میں غلط بات کی تھی۔ آفس میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

" میجر راکوف بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میرے آفس میں آؤ میجر "...... کرنل کاروف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کم ان "...... کرنل کاروف نے میز کے کونے میں موجود ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل کاروف کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

" بیٹھو میجر "۔ کرنل کاروف نے کہا تو میجر راکوف میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

" تم نے سپر سیکشن اور میجر آف کے بارے میں سن لیا ہو گا "۔ کرنل کاروف نے کہا۔

" یس سر "...... میجر راکوف نے جواب دیا۔

" پرائم منسٹر صاحب نے اس سلسلے میں یہاں خصوصی میٹنگ کال کی تھی اور اب یہ ٹاسک کے جی پی کے ذمے لگایا گیا ہے کہ ہم ان تینوں ایجنٹوں کو ہلاک کریں اور میں نے باقاعدہ چیلنج دے کر یہ ٹاسک حاصل کیا ہے "...... کرنل کاروف نے کہا۔

" یس سر "...... میجر راکوف نے مختصر سا جواب دیا۔

" سب کا آئیڈیا ہے کہ یہ تینوں میک اپ کے ماہر افراد ماسکو جیسے گنجان شہر میں ٹریس نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بہرحال وہ یہاں کے سپیشل ریکارڈ روم سے ایکس ڈی کی فائل

حاصل کرنے کے لئے ہر صورت میں کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے اس لئے یہاں ریڈ الرٹ کر دیا جائے اور تم اپنے آدمیوں سمیت باہر ان کی اس انداز میں نگرانی کرو کہ اگر وہ چیک ہو جائیں تو ان کا باہر ہی خاتمہ کیا جاسکے "...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس باس۔آپ بے فکر رہیں۔میں ایسے انتظامات کر دوں گا کہ وہ چاہے جس روپ میں بھی آئیں وہ چیک ہو جائیں گے اور ایک بار چیک ہو جائیں تو پھر ان کا خاتمہ معمولی بات ہو گی"...... میجر راکوف نے کہا۔

"کیا پلان ہے تمہارے ذہن میں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"جناب۔میں میک اپ چیک کرنے والے خصوصی کیمرے کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے باہر چاروں طرف نصب کرا دیتا ہوں اور ان کی باقاعدہ کمپیوٹر مانیٹرنگ کی جائے گی۔اس طرح جیسے ہی وہ کے جی بی میں داخل ہونے کے لئے ان کیمروں کی رینج میں داخل ہوں گے چیک ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی مارک ہو کر ختم بھی کر دیئے جائیں گے"...... میجر راکوف نے کہا۔

"میجر آف نے بھی یہی ترکیب استعمال کی تھی لیکن وہ لوگ کسی خفیہ راستے سے کاسکو میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔لیکن تمہاری یہ بات درست ہے کہ کے جی بی میں داخل ہونے کے لئے ان کے پاس کوئی خفیہ راستہ نہیں ہو گا اس لئے ٹھیک ہے۔تم ایسا ہی کرو لیکن یہ سن لو کہ ایک بار ٹریس ہونے کے بعد انہیں

یہ چانس نہیں لینا چاہئے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس"...... میجر راکوف نے کہا۔

"اوکے۔جاؤ اور جا کر انتظامات کرو لیکن جلد از جلد یہ انتظامات ہو جانے چاہئیں"...... کرنل کاروف نے کہا تو میجر راکوف اٹھا۔ اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔کرنل کاروف نے اس کے باہر جانے کے بعد ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"میجر فلارسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میجر فلارسن تا حکم ثانی ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات کو ریڈ الرٹ کر دو۔تمام کمپیوٹرز آن کر دو۔ایک مکھی بھی بغیر شناخت اور چیک کے نہ اندر داخل ہو سکے اور نہ اندر سے باہر جاسکے اور میری ذات بھی اس میں شامل ہو گی"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر۔حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل کاروف نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔اب اسے یقین تھا کہ یہ تینوں ایجنٹ چاہے کتنے ہی تیز کیوں نہ ہوں بہرحال کے جی بی میں داخل نہ ہو سکیں گے۔چنانچہ وہ اپنے دفتری کام میں مصروف ہو گیا۔اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات تھے۔

عمران، تنویر اور ٹائیگر کے ہمراہ اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے
میں موجود تھا۔ انہوں نے کار پر کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر کا ایک راؤنڈ
لگایا تھا اور عمران نے وہاں وہ خصوصی کیمرے بھی چیک کر لئے تھے
جو جگہ جگہ اس انداز میں نصب تھے کہ سڑک پر سے گزرنے والے
افراد چاہے وہ کاروں میں سوار ہوں یا پیدل چل رہے ہوں ان
کیمروں کی چیکنگ سے باہر نہ ہو سکیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی
چونکہ یہاں مسلسل سینہ ملے ہوئے خصوصی میک اپ میں تھے
اس لئے انہیں یقین تھا کہ یہ کیمرے انہیں چیک نہ کر سکے ہوں گے
اور پھر اس بات کی چیکنگ بھی ہو گئی کہ ان کیمروں کے سامنے سے
گزرنے کے باوجود نہ انہیں روکا گیا تھا اور نہ ہی ان کی نگرانی کی
گئی۔ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر ماسکو کے ایک علاقے چاخوف میں تھا

یہ وسیع و عریض علاقہ تھا جس میں کسی چھاؤنی کے انداز میں
عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ احاطے کے گرد دس فٹ اونچی چار دیواری
تھی جس میں انتہائی جدید ترین سائنسی انتظامات کئے گئے تھے۔
عمارتوں کی چھتوں پر باقاعدہ ایئر کرافٹ اور بھاری مشین گنیں اور
گنیں بھی نصب تھیں۔ اس کے علاوہ چاروں طرف اونچی
پوسٹیں بنی ہوئی تھیں جن میں انتہائی جدید ترین مشینری
تھی جو کے جی بی کی سیکورٹی ملٹری کے انتہائی تربیت یافتہ افراد
تھی اور دن رات اس کی مسلسل چیکنگ اور نگرانی کی جاتی
عمران کو یقین تھا کہ اوپر والی عمارتوں میں تو سیکورٹی اور کے
کے مختلف آفسز ہوں گے لیکن اصل ہیڈ کوارٹر زیر زمین ہو گا
سپیشل ریکارڈ روم بھی یقیناً زیر زمین ہو گا۔ عمران نے چیک کیا
وہاں گیٹ کے بعد ایک احاطہ ہے جس میں جگہ جگہ آلات
تھے اور اس کے بعد ایک عمارت تھی جس میں انتہائی جدید
آلات نصب ہوں گے اور وہاں ہر آنے جانے والے کی انتہائی
چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ پھاٹک کے باہر کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا
بورڈ موجود تھا اور نہ صرف بورڈ موجود تھا بلکہ سارے روسیاہ
کا علم تھا کیونکہ اسے چھپایا نہ جاتا تھا۔
وہاں یقیناً ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہو گا باس"...... ٹائیگر نے کہا۔
ظاہر ہے سر سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی اور میجر آف کی
کے بعد ایسا ہونا لازمی بات ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی انداز میں ایک
واخل ہو جانا چاہئے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے
"نہیں۔ ان حالات میں ایسا کرنا سوائے حماقت کے اور
ہے۔ ہمیں اس کے لئے ایسی پلاننگ بنانی ہے کہ ہم کم
رسک میں پڑ کر اپنا مشن مکمل کر سکیں کیونکہ ایک بار ہم
گیا تو ہمیں دوسرا سانس لینے کا بھی موقع نہیں ملے گا"......
نے کہا۔

"باس۔ ہیڈ کوارٹر سے آدمی باہر آ رہے تھے۔ کیوں نہ کسی
آدمی کا تعاقب کیا جائے اور پھر اسے پکڑ کر اس سے اندر کے
کے بارے میں تفصیلات حاصل کی جائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لباسوں میں یا
جوتوں میں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے جسموں کے اندر
آلات رکھے گئے ہوں کہ ہم انہیں پکڑتے ہی یا ان کا تعاقب
کرتے ہوئے نظروں میں آ جائیں اور یہ پوائنٹ لازماً ان کے
بھی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"پھر ایک آدمی ایسا ہے جو یقیناً صاف ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"وہ کون"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔ ٹائیگر بھی
تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔

"کے جی بی کا چیف کرنل کاروف"...... تنویر نے کہا تو
بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ واقعی تم نے درست بتایا ہے۔ کرنل کاروف واقعی ایسے
سے صاف ہو گا لیکن ہو سکتا ہے کہ ریڈ الرٹ ہونے کے بعد وہ
کوارٹر سے باہر ہی نہ آیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آخری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ تم دونوں واپس چلے
مشن میں اکیلا مکمل کر لوں گا"...... تنویر نے کہا تو عمران بے
ہنس پڑا۔

"تمہارا چیف مجھے کچا چبا جائے گا کہ اس کی ٹیم میں ایک ہی
ایجنٹ تھا جسے ہم نے ضائع کر دیا"...... عمران نے کہا تو تنویر
اختیار مسکرا دیا۔ شاید عمران کے الفاظ بہترین ایجنٹ نے اس
کو تسکین پہنچائی تھی۔

"باس۔ عقبی جانب ایک راستہ بنایا جا سکتا ہے"...... اچانک
نے کہا۔

"کون سا راستہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ عقبی جانب بائیں طرف جو چیک پوسٹ ہے وہ دیوار
بالکل قریب ہے جبکہ باقی چیک پوسٹیں دیوار سے کافی فاصلے پر
اور اس دیوار کے ساتھ ایک درخت بھی موجود ہے جو کافی گھنا
اور پھیلا ہوا بھی۔ لیکن اس کا تنا چونکہ دیوار سے کافی فاصلے پر ہے
لئے شاید اسے نظرانداز کر دیا گیا ہے لیکن اگر ہم اس درخت پر
کر براہ راست اس چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں تو ہم بہرحال اندر
ہو سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن درخت کی ٹہنیوں سے چیک پوسٹ تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کے لئے آنکڑہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہاں سے آسانی سے مل جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ۔ یہ کام کی بات ہے۔ اس چیک پوسٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس بھی درخت سے سپرے کی جا سکتی ہے اور پھر وہاں بیٹھا بھی جا سکتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ہماری قدوقامت کا ہوا تو اس کی یونیفارم بھی کام آ سکتی ہے اور پھر ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے کوئی ترکیب تو تمہیں پسند آئی۔ اب چلو اٹھو"۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یہ کام رات کو ہو سکتا ہے۔ اس وقت نہیں۔ اس وقت تو ہمیں درخت پر بھی کوئی نہ چڑھنے دے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو تنویر نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے اسے عمران کی بات سن کر واقعی انتہائی سخت مایوسی ہوئی ہو۔

"باس۔ کیا آپ اس تجویز سے مطمئن ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"فی الحال جب تک کوئی اور ترکیب سمجھ نہیں آتی اس وقت تک اسی پر گزارہ کرنا پڑے گا۔ ویسے ابھی رات ہونے میں کافی دیر ہے اس لئے ہمیں جلدی بھی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں پھر کچھ دیر آرام کر لوں"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ شاید پھر آرام کرنے کا وقت نہ ملے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر بھی مسکراتا ہوا قدم بڑھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم بھی اگر آرام کرنا چاہو تو کر لو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"نہیں باس۔ جب تک کوئی حتمی حل سمجھ میں نہ آ جائے مجھے نیند نہیں آئے گی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو اپنی طرف سے حتمی حل پیش کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں خود اس پر پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔ یہ نہ ہونے سے بہتر تو ہے لیکن بہرحال فول پروف نہیں ہے۔ اس میں بے شمار رسک بھی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم خود ذہنی طور پر اس سے مطمئن نہیں ہو۔ تمہاری بات میں نے اس لئے تسلیم کر لی تھی کہ تنویر انتہائی بے چین ہو رہا تھا لیکن تمہاری بات بچگانہ ہے اس لئے کہ اس درخت کو کسی صورت بھی سیکورٹی نقطہ نظر سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے یقیناً اس درخت میں انہوں نے سیکورٹی لائٹنگ کی ہوئی ہو گی اور ہم جیسے ہی درخت پر چڑھیں گے کہیں نہ کہیں الارم بج اٹھیں گے اور پھر ہمارے پاس سوائے موت کے اور کوئی راستہ نہ ہو گا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر باس آپ نے کیا سوچا ہے"...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میری سوچ کا مرکز تو یہ پوائنٹ ہے کہ کسی طرح یہ فائل بھی ریکارڈ روم سے حاصل ہو جائے اور کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی حل سامنے نہیں آیا"...... عمران نے کہا۔

"ایسا تو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے بغیر فائل حاصل کر لیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہمارا مشن ایکس وی فائل حاصل کرنا ہے اور بس۔ ہمارا مطلب کے جی بی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا نہیں ہے۔ البتہ اگر اس دوران وہ تباہ ہو جائے تو دوسری بات ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ڈیفنس سیکرٹری کو گھیر کر اس کے ذریعے فائل ہیڈ کوارٹر سے باہر منگوائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ موجودہ حالات میں کرنل کاروف کبھی صرف ڈیفنس سیکرٹری کے کہنے پر فائل نہیں نکالے گا بلکہ وہ صدر اور وزیراعظم کو اطلاع دے دے گا اس لئے ہمیں حالات بدلنے ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے باس۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حکومت تاجکستان نے مشن کا آغاز ساگان سے کیا تھا اس لئے ہو

سکتا ہے کہ فائل کی کوئی کاپی تاجکستان کے حکام کے پاس موجود ہو۔ ہم کے جی بی پر تمام دباؤ ڈالنے کی بجائے تاجکستان کے حکام سے بھی انکوائری کر سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تاجکستانی حکام کو اس کے لئے استعمال کیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ تاجکستان اب آزاد ریاست ہے۔ وہ روسیاہ کی یونین سے الگ ہو گئی ہے پھر وہ کیسے روسیاہ پر دباؤ ڈال سکتی ہے اور روسیاہ اس اور قیمتی فائل تاجکستان کے حوالے کیسے کر سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تاجکستان کے موجودہ حکام دراصل روسیاہ سے ملے ہوئے ہیں لیکن ابھی عوام کے ذہنوں کو اس سطح پر نہیں لا سکے کہ وہ روسیاہ میں دوبارہ شمولیت کو قبول کر لیں اس لئے حکام کی حد تک روسیاہ اور تاجکستان ایک ہیں لیکن عوام کی حد تک تاجکستان کی روسیاہ سے علیحدہ اور آزاد ریاست ہے۔ وہ حالات کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ عوام کے ذہنوں کو اس سطح پر لا کر دوبارہ اسے روسیاہ میں شامل کر دیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تاجکستانی حکام ہمارے ساتھ تعاون نہیں کریں گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تعاون وہ کیسے کر سکتے ہیں۔ البتہ تعاون کرایا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ تپائی پر پڑا ہوا فون اٹھا کر میز پر رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر

پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"تاجکستان کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے روسیاہی زبان اور لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... اس بار ایک اور آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل آسکروف بول رہا ہوں چیف آف ٹرائی سٹار فرام روسیاہ۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے لہجہ اور آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ یوسف بول رہا ہوں ڈیفنس سیکرٹری"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"کرنل آسکروف بول رہا ہوں چیف آف ٹرائی سٹار"...... عمران نے کہا۔

"یہ ٹرائی سٹار کیا ہے۔ میں تو یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کے سامنے چونکہ یہ نام پہلی بار آیا ہے جناب اس لئے آپ کو حیرت ہو رہی ہے۔ یہ روسیاہ کی ایک ایسی خفیہ ایجنسی ہے جو براہ راست روسیاہ کے صدر کے تحت کام کرتی ہے اور اس کو اس حد تک خفیہ رکھا گیا ہے کہ روسیاہ کے اعلیٰ ترین حکام بھی اس کے بارے میں نہیں جانتے۔ اس کا کام زیادہ تر دوسرے ممالک میں ہوتا ہے اس لئے روسیاہ سے ملحقہ ریاستوں میں اس کا نام سامنے نہیں آیا"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے ایک فرضی نام لے دیا تھا اس لئے اسے اس طرح کی وضاحت تو کرنی تھی۔

"اچھا۔ بہرحال فرمائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"روسیاہ میں ان دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکس دی کے خلاف کام کر رہی ہے اور بظاہر تو کے جی بی اس کے خلاف کام کر رہی ہے لیکن ٹرائی سٹار بھی اس سلسلے میں خفیہ طور پر اپنا کام کر رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ پھر"...... ڈیفنس سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"کے جی بی کے کرنل کاروف کو ان لوگوں کی کارکردگی کے بارے میں وضاحت سے علم نہیں ہے جبکہ مجھے ان کے بارے میں علم ہے کیونکہ ٹرائی سٹار اکثر ان سے ٹکراتی رہتی ہے اور جس طرح

یہ لوگ کاسکو میں داخل ہوئے اور کارروائیاں کر رہے ہیں اور انہوں نے جس انداز میں سپر سیکشن کا ہیڈ کوارٹر اڑایا ہے اور اس کے چیف آف کو ہلاک کیا گیا ہے اس سے صدر صاحب کو بے حد تشویش لاحق ہو گئی ہے اس لئے انہوں نے ٹرائی سٹار کو خصوصی طور پر یہ ٹاسک دیا ہے کہ ہم علیحدہ رہ کر اس فائل کی نہ صرف حفاظت کریں بلکہ اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ بھی کریں میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ اگر ایس ڈی کی کوئی کاپی تاجکستان حکومت کے پاس ہے تو اسے بھی محفوظ کر لیا جائے یا روسیاہی حکام بھجوا دی جائے تاکہ وہ لوگ وہاں کامیاب نہ ہو سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایکس ڈی کی کاپی اور یہاں تاجکستان میں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو کس نے یہ بات کہی ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے چونک کر پوچھا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ ڈیفنس سیکرٹری کے چونکنے اور اس کا بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ کاپی وہاں موجود ہے۔

"میں نے تو جناب ایک امکانی بات کی ہے صرف سیکورٹی کے نقطہ نظر سے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسی کوئی کاپی یہاں تاجکستان میں نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس ڈیفنس سیکرٹری کا لہجہ تو بتا رہا تھا کہ کاپی وہاں موجود ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ دونوں باتیں ہو سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر مجھے اجازت دیں۔ میں وہاں جا کر معلوم کرتا ہوں۔ اگر کاپی ہوئی تو میں لے آؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں پھر آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تاجکستان سے ہم بڑی آسانی سے ساگان میں داخل ہو کر پاکیشیا پہنچ سکتے ہیں۔ اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہوتا تو ہم اس قدر مشکلات کا سامنا کر کے یہاں کاسکو آنے کی بجائے ساگان سے تاجکستان میں داخل ہو جاتے"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ ہمیں پہلے تاجکستان میں ٹرائی کرنی چاہئے اگر تو کاپی مل جائے تو ہم وہاں سے ساگان نکل جائیں گے اور اگر نہ ملی تو ہم واپس آ جائیں گے۔ اس دوران یہاں بھی حالات اس قدر خراب نہیں رہیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اب ایسا ہی کرنا ہو گا ورنہ یہاں جس قسم کے انتظامات کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں کئے گئے ہیں وہاں سے فائل نکالنا آسان کام نہیں ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی ساتھی اس معاملے میں ضائع ہو جائے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو یہ طے ہو گیا باس کہ ہم تاجکستان جائیں گے"...... ٹائیگر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم رات کو ہی نکل جائیں گے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل کاروف اپنے آفس میں موجود تھا۔ جب سے ہیڈکوارٹر میں الرٹ کیا گیا تھا کرنل کاروف نے ہیڈکوارٹر سے باہر نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ویسے بھی یہاں ہیڈکوارٹر میں اس کے لئے ایک رہائشی یونٹ موجود تھا اس لئے وہ یہاں بھی اطمینان سے رہ سکتا تھا۔ ویسے اس کا زیادہ تر وقت آفس میں ہی گزرتا تھا کیونکہ اسے ہر لمحہ سیکرٹ سروس کی طرف سے کسی اطلاع کا خیال رہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کا کسی طرح خاتمہ ہو جائے تو وہ سرخرو ہو سکے کیونکہ جیک آف کی ہلاکت اور سپر سیکشن کے ہیڈکوارٹر کی اس طرح تباہی نے اعلیٰ حکام کو انتہائی برافروختہ کر رکھا تھا۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری تاجکستان کی کال ہے جناب"...... دوسری

طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی تو کرنل کاروف بے اختیار چونک
پڑا۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"کراؤ بات"...... کرنل کاروف نے کہا۔
"ہیلو۔میں یوسوف بول رہا ہوں ڈیفنس سیکرٹری تاجکستان"۔
چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔کرنل کاروف پہلے
یوسوف سے کئی بار مل چکا تھا اس لئے وہ نہ صرف اچھی طرح اسے
جانتا تھا بلکہ اس کی آواز بھی پہچانتا تھا۔
"یس۔کرنل کاروف بول رہا ہوں چیف آف کے جی بی"۔کرنل
کاروف نے بھی لہجے کو باوقار اور بھاری بناتے ہوئے کہا۔
"کرنل کاروف کیا روسیاہ میں ٹرائی سٹار نامی کوئی خفیہ سرکاری
ایجنسی بھی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاروف بے
اختیار اچھل پڑا۔
"ٹرائی سٹار۔ہاں پہلے ایسی ایجنسی تھی لیکن پھر اسے ختم کر دیا
گیا تھا اور اسے ختم ہوئے بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے۔آپ نے کیوں
پوچھا ہے"...... کرنل کاروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے روسیاہ سے فون آیا تھا۔کوئی کرنل
آسکروف بول رہا تھا۔اس نے اپنا تعارف چیف آف ٹرائی سٹار کی
حیثیت سے کرایا۔میری حیرت پر اس نے بتایا کہ یہ انتہائی خفیہ
ایجنسی ہے جو روسیاہ کے صدر کے تحت کام کرتی ہے اور اس کا علم
سوائے صدر کے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔اس نے مجھے بتایا کہ کے

اب کے ساتھ ساتھ ٹرائی سٹار بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام
ری ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔
"لیکن آپ کو اس نے فون کیوں کیا"...... کرنل کاروف نے
ٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"اس کا خیال تھا کہ شاید ایکس وی کی کوئی کاپی تاجکستان کے
یا ہو۔اس نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ہم اس کی پوری طرح
ظت کریں۔میں نے اسے بتایا کہ ایسا نہیں ہے۔ہمارے پاس
ئی کوئی کاپی نہیں ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔
"اوہ۔کیا مطلب۔کیا آپ کے پاس ایس وی کی کاپی موجود
"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اسے تو میں نے انکار کر دیا تھا لیکن آپ کو بتانے میں تو کوئی
نہیں ہے۔کاپی تو ہمارے پاس موجود ہے۔شروع سے ہی یہ
بوائی گئی تھی تاکہ ساگان کا تاجکستان سے الحاق ہوتے ہی ہم
کے مطابق وہاں سے دھات نکالنے کا کام شروع کر دیں۔اس
تو سب کا یہی خیال تھا کہ یہ منصوبہ تو صرف چند ہفتوں میں
مکمل ہو جائے گا۔روسیاہ کی ایجنسی ووسکا کے چیف بھی انتہائی
تھے لیکن بعد میں حالات بدل گئے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے

"اوہ۔ویری بیڈ۔میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا ہو سکتا
ہے۔یہ بھی بتا دوں کہ یہ کال کسی آسکروف کی طرف سے نہیں ہو

سکتی۔ لازماً یہ کال اس پاکیشیائی ایجنٹ نے کی ہو گی اور جس طر
آپ کے بات کرنے کے مصنوعی انداز سے میں چونک پڑا ہوں
آپ کے پاس کاپی ہو گی۔ اسی طرح اس پاکیشیائی ایجنٹ کو بھی آ
نے جس لہجے میں انکار کیا ہے اس سے وہ سمجھ گیا ہو گا کہ کاپی آپ
پاس موجود ہے اور اب وہ لوگ یقیناً وہاں سے کاپی حاصل کرنے
کوشش کریں گے کیونکہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں تو وہ کسی صو
بھی داخل نہیں ہو سکتے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"میں نے تو انکار کیا ہے۔ پھر وہ کیسے سمجھ لے گا کہ کاپی
موجود ہے۔ آپ کو بھی میں نے خود بتایا ہے ورنہ آپ کو کیسے علم
سکتا تھا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"آپ کے انکار کرنے کا انداز ایسا ہے کہ تربیت یافتہ آدمی
سمجھ سکتا ہے کہ آپ مصنوعی طور پر انکار کر رہے ہیں۔ بہرحال
بات کو چھوڑیں یہ معمولی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ
آپ نے کہاں رکھی ہوئی ہے۔ کس کی حفاظت اور تحویل میں
کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹریٹ کے سپیشل ریکارڈ روم میں موجود ہے
اس کی حفاظت انتہائی سختی سے کی جاتی ہے"...... دوسری طرف
کہا گیا۔

"آپ وہ کاپی فوراً وہاں سے نکالیں اور اسے کسی سپیشل چار
فلائٹ کے ذریعے روسیاہ بھجوائیں۔ یہاں ایئر پورٹ پر میرا آدمی

ول کر لے گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"سوری کرنل۔ یہ تاجکستان حکومت کی تحویل میں ہے اور
کستان حکومت کو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ نااہل لوگوں پر مبنی ہے
ایک فائل کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے"...... دوسری طرف سے
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"نانسنس۔ یہ احمق آدمی اسے اپنی انا بنا بیٹھا ہے۔ نانسنس"۔
ل کاروف نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس
ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا اور پھر ہاتھ بڑھا
یں نے دوسرے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ یہ خصوصی اور ڈائریکٹ
تھا۔ اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
لی سی آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں چیف آف کے جی بی۔ صدر صاحب
انتہائی ضروری بات کرنی ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی مخصوص آواز سنائی

"کرنل کاروف بول رہا ہوں سر"...... کرنل کاروف نے انتہائی
انہ لہجے میں کہا۔

"یس کرنل۔ کیا بات ہے"...... صدر صاحب نے پوچھا تو کر
کاروف نے ڈیفنس سیکرٹری تاجکستان سے فون پر ہونے والی
بات چیت دوہرا دی۔

"اوہ۔ تو کاپی ان کے پاس بھی ہے"...... صدر صاحب
چونک کر کہا۔

"یس سر۔ میں نے انہیں درخواست کی ہے کہ وہ کاپی ہمیں
دیں۔ وہاں وہ محفوظ نہیں رہے گی لیکن انہوں نے اسے اپنی تو
سمجھا اور انکار کر دیا جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے آسانی سے
حاصل کر لیں گے اور اس طرح روسیاہ کو زبردست نقصان پہنچ جا
گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن آپ نے
حاصل کرنے کے لئے کیا پلان بنایا ہے کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے
وہ راستے میں سے ہی اسے اڑا لیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب آپ کاپی منگوانے کا فوری بندوبست کر دیں۔ میرا
آدمی اسے ایئر پورٹ سے لے لے گا اور پھر سپیشل وے کے ذر
کاپی بھی سپیشل ریکارڈ روم میں پہنچ جائے گی اور محفوظ ہو جا
گی"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"اوکے۔ میں بات کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کاروف نے رسیور رکھ
پھر تقریباً دس منٹ بعد اس ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس

بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری تاجکستان کی کال ہے جناب"...... اس کے پی
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کراؤ بات"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"ہیلو۔ یوسوف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈیفنس
ٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں"...... کرنل کاروف نے سپاٹ لہجے
ں کہا۔

"روسیاہ کے صدر نے تاجکستان کے صدر سے درخواست کی ہے
ہ ایکس وی کی کاپی روسیاہ بھجوا دی جائے اور تاجکستان کے صدر نے
کی درخواست منظور کر کے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو کاپی
ا دوں۔ چنانچہ میں نے کاپی سپیشل ریکارڈ روم سے نکلوا کر اسے
ل طیارے کے ذریعے بھجوانے کے آرڈر دے دیئے ہیں اور جو
یل بتائی گئی ہے اس کے مطابق طیارہ اب سے ایک گھنٹے بعد
یاہ ایئر پورٹ پر لینڈ کر جائے گا۔ میرے آدمی کا نام ستاڈا ہے۔
کا آدمی اس سے مل لے گا اور آپ کا حوالہ دے کر اس سے فائل
لے گا اور اسے رسید دے دے گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے بھی
ٹ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ جیسے ہی یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک

ہوئے کاپی آپ کو دوبارہ بھجوا دی جائے گی"...... کرنل کاروف نے
جان بوجھ کر کہا تاکہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو مزید شرمندگی ا
ہو۔

"اوکے "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کاروف نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا ا
پھر فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا تاکہ وہ اپنے آدمی کو ا
پورٹ بھیجنے اور کاپی لے کر سپیشل وے کے ذریعے اس تک پہنچانے
کا انتظام کر سکے۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی چیک پوسٹ پر پہنچی اور
ـ سائیڈ پر رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر موجود عمران جو اس
ت تاجکستانی میک اپ میں تھا نیچے اترا اور ایک طرف بنے ہوئے
ے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے نیچے اترتے ہی اس کے ساتھی
نیچے اتر آئے۔ وہ اس وقت تاجکستان کے دارالحکومت کاشام میں
نس سیکرٹریٹ میں داخل ہونے والی سڑک پر بنی ہوئی چیک
ٹ پر موجود تھے۔ تاجکستان آئے ہوئے انہیں آج دوسرا روز تھا۔
ن نے ایک مخصوص ٹپ کے ذریعے نہ صرف رہائش گاہ حاصل
ی تھی بلکہ یہ کار بھی رہائش گاہ کے ساتھ ہی انہیں مل گئی تھی اور
انہوں نے تاجکستان کا مقامی میک اپ کر لیا تھا اور یہاں کے
صی شناختی کارڈ بھی ان کی جیبوں میں موجود تھے۔ عمران ڈیفنس
ٹری کو اس کے آفس میں ملنا چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ

ایکس وی کی کاپی ڈیفنس سیکرٹریٹ کے ہی ریکارڈ روم میں رکھی گئی
ہو گی اور وہ ڈیفنس سیکرٹری کو مجبور کر کے آسانی سے اسے حاصل کر
لے گا۔ عمران کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس
کے پیچھے ایک مقامی فوجی کیپٹن موجود تھا۔

"یس سر"...... کیپٹن نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے ہماری ملاقات طے ہے۔ میرا نام
پروفیسر ریموف ہے اور میرے ساتھی بھی گرینڈ یونیورسٹی کے
پروفیسر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تو اطلاع نہیں ملی جناب۔ آپ تشریف رکھیں میں معلوم
کرتا ہوں"...... فوجی کیپٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"چیک پوسٹ سے کیپٹن اناف بول رہا ہوں۔ گرینڈ یونیورسٹی
کے تین پروفیسر صاحبان یہاں تشریف لائے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ
ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے ان کی ملاقات طے ہے"...... کیپٹن
اناف نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس کیپٹن اناف
نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر تین کا ہندسہ
تاجکستان کی زبان میں لکھ کر اس نے اس کے گرد دائرہ لگایا اور
نیچے دستخط کر کے کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے جناب۔ واپسی میں یہ کارڈ آپ یہاں جمع کرا دیں گے"۔
کیپٹن اناف نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... عمران نے کارڈ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا
اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔ ملاقات واقعی طے تھی اس
لئے عمران بے فکر تھا۔ عمران نے پہلے ہی اس کا بندوبست کیا ہوا
تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران، ٹائیگر اور تنویر تینوں ڈیفنس سیکرٹری کے
خصوصی ملاقاتی کمرے میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ
کھلا اور ایک بھاری جسامت اور درمیانے قد کا آدمی جس نے گہرے
نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا تو عمران اور اس کے
ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"پروفیسر ریموف۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ میزائل سازی کے
جدید ترین فارمولے کے سلسلے میں مجھ سے کوئی خصوصی بات کرنا
چاہتے ہیں۔ فرمائیے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے رسمی فقرات کے بعد
ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ کیا یہ کمرہ ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ ہے"۔ عمران
نے تاجکستانی لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"کیونکہ اس فارمولے کے پیچھے ایکریمین ایجنٹ لگے ہوئے ہیں۔
یہ فارمولا اصل میں ایکریمین ہی ہے۔ میں نے وہاں سے اڑایا ہے اور
میں اسے آپ کے حوالے اس لئے کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ یہاں کے

سائنس دانوں کے ساتھ مل کر اگر اس پر کام کر سکیں تو پاکیشیا
میزائل سازی میں انتہائی ترقی یافتہ اقوام کے ساتھ برابر کی سطح پر
آسانی سے پہنچ سکتا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھے کچھ خصوصی انتظامات کرنے
پڑیں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں
نے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"میں وزیٹنگ روم میں ہوں اسے سپیشل آف کر دو"۔ ڈیفنس
سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں۔ اب فرمائیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔ اسی لمحے
دروازوں پر سرخ بلب جل اٹھے تھے۔

"ایکس وی دھات کی وہ کاپی جو آپ کے پاس ہے وہ ہمیں
چاہئے"۔ عمران نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ"...... ڈیفنس سیکرٹری نے اچھلتے
ہوئے اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سائیلنسر لگا پسٹل آپ دیکھ رہے ہیں۔ ایک لمحے میں یہاں
آپ کی لاش پڑی نظر آئے گی اس لئے آپ کا فائدہ اسی میں ہے کہ آپ
وہ کاپی ہمارے حوالے کر دیں اور اپنی جان بچا لیں"...... عمران نے
سرد لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔ وہ اب حیرت کے فوری جھٹکے سے نکل آئے تھے۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں کہ
آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے بہرحال وہ کاپی لے کر جانا ہے"۔
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن میرے پاس تو کاپی نہیں ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے
کہا۔

"جبکہ ہمارے پاس حتمی اطلاع ہے کہ کاپی آپ کے پاس ہے اس
لئے انکار کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"آپ نے شاید ٹرائی سٹار کا چیف بن کر مجھے فون کیا تھا"۔
ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"جو مرضی آئے سمجھ لیں۔ آپ وہ کاپی ہمارے حوالے کر دیں
ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کا قدوقامت میرے ساتھی کے
قدوقامت کے مطابق ہے اس لئے آپ کی جگہ میرا ساتھی لے لے گا
لیکن آپ کی لاش باتھ روم کے نیچے گٹر میں پہنچ جائے گی اور کاپی تو
بہرحال ہم نے حاصل کر لینی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے
میں کہا۔

"آپ کو اطلاع درست ملی تھی کہ کاپی میرے پاس ہے لیکن ٹرائی
سٹار کے چیف کی طرف سے کال آنے پر ہمیں تشویش ہوئی۔ میں نے
کے جی بی کے چیف کرنل کاروف کو خود فون کیا تھا۔ انہوں نے مجھے
کاپی بھجوانے کا کہا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد روسیاہ

کے صدر نے تاجکستان کے صدر سے درخواست کی جسے منظور کر لیا گیا اور پھر کاپی خصوصی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے روسیاہ بھجوا دی گئی"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ نے یقیناً بھجوا دی ہو گی لیکن اس کی کاپی بہرحال آپ کے پاس موجود ہے اور ہمارے لئے وہی کافی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ حقیقت ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے واقعی کاپی واپس بھجوا دی ہے اور اب اس کی کوئی کاپی ہمارے پاس نہیں ہے۔ اصل میں ہمارے لئے یہ بے کار تھی کیونکہ پہلے منصوبہ بندی کے تحت تاجکستان کو اس میں شامل کیا گیا تھا جبکہ اصل دھات بہرحال روسیاہ کو ہی ملنی تھی لیکن اب وہ منصوبہ ہی ختم ہو گیا ہے اس لئے اب ہمیں اس کاپی کی کوئی ضرورت نہیں تھی"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہ کاپی کہاں رکھی ہوئی تھی"...... عمران نے کہا۔

"سپیشل ریکارڈ روم میں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"ریکارڈ روم کا انچارج کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"ساگوف انچارج ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری نے فون نمبر بتا دیا۔

"اس کا خیال رکھنا۔ اس کے منہ سے آواز نہ نکلے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا پاکیشیائی زبان میں کہا تو ٹائیگر تیزی

سے اٹھ کر ڈیفنس سیکرٹری کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے مشین پسٹل کی نال ڈیفنس سیکرٹری کی کنپٹی سے لگا دی۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... ڈیفنس سیکرٹری کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا تھا۔

"صرف خاموش رہنا اگر تمہارے منہ سے کوئی آواز نکلی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا جبکہ عمران نے اس دوران نمبر پریس کر دیئے جو ڈیفنس سیکرٹری نے بتائے تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ساگوف۔ تم نے ایکس وی فائل کی کاپی روسیاہ کے لئے ریکارڈ روم سے نکالی تھی۔ کیا اس کی کاپی کروا لی تھی"...... عمران نے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا تو ڈیفنس سیکرٹری کا چہرہ یکلخت حیرت سے بگڑ گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تو اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لیا۔

"کاپی۔ اوہ نہیں سر۔ آپ نے تو حکم ہی نہیں دیا تھا"۔ دوسری طرف سے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ اسے دوبارہ منگوا لیں گے"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب دروازے کھولو تاکہ ہم جا سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو"...... عمران نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری نے انٹرکام کا

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے اس نے کمرے کے خصوصی
انتظامات آف کرنے کا حکم دے دیا اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا
کہ دروازوں پر جلنے والے سرخ بلب بجھ گئے۔

"اب میری بات غور سے سنو۔ اگر ہم چاہیں تو ایک لمحے میں
تمہاری زندگی کا چراغ گل کر سکتے ہیں لیکن چونکہ تم غیر متعلق آدمی
ہو اس لئے ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہے ہیں لیکن اگر تم نے
ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی یا روسیاہ میں ا
کسی بھی مقامی ایجنسی کو کال کیا تو پھر نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا۔
تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ خاموش رہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم مسلمان ہو"...... اچانک ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو
عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاں۔ الحمد للہ۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ کوئی خاص
بات"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں بھی مسلمان ہوں اور سنو۔ تم میرے ساتھ میری رہائش
گاہ پر چلو۔ میں تمہارے ساتھ اس وحات کے بارے میں خاص باتیں
کرنا چاہتا ہوں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"کیسی باتیں"...... عمران نے کہا۔

"تم چلو تو سہی۔ میں تمہاری خفیہ طور پر مدد کرنا چاہتا ہوں اس
لئے کہ تم مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہوں جبکہ یہاں حکومت
میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ باقی جو ہیں وہ لادین لوگ ہیں

ر چونکہ یہاں مذہب کے خلاف بے حد پروپیگنڈہ کیا گیا ہے اس لئے
لوگ بھی بظاہر خاموش رہتے ہیں لیکن اصل میں ہمارے دل بھی
ری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہی دھڑکتے ہیں اور دوسری بات یہ
ر روسیاہ کے، کے جی بی کے چیف کرنل کاروف نے میری توہین کی
ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں کاپی بھجوا دوں لیکن میں نے صاف
ار کر دیا جس کے بعد اس نے روسیاہ کے صدر سے تاجکستان کے
در کو کہلوا کر کاپی منگوا لی اس لئے میں اسے سبق دینا چاہتا ہوں"۔
فنس سیکرٹری یوسف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا تو یوسف آگے بڑھا۔ اس
دروازہ کھولا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اپنے شاندار انداز میں
ہوئے آفس میں آ گیا۔

"آپ کار میں آئے ہیں یا ٹیکسی میں"...... یوسف نے پوچھا۔

"کار پر"...... عمران نے جواب دیا تو یوسف نے اثبات میں سر
دیا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن
ہں کر دیئے۔

"میں یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان کے ساتھ ضروری مذاکرات
لئے اپنی رہائش گاہ پر جا رہا ہوں اس لئے باقی تمام ملاقاتیں منسوخ
دو اور مجھے وہاں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ جب میں فارغ ہو جاؤں گا تو
ہی کال کر لوں گا اور ڈرائیور کو کہو کہ وہ کار نکالے"۔ یوسف
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ گاڑی لے کر چیک پوسٹ پر پہنچیں میں آ رہا ہوں"
ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ
تینوں خاموشی سے اس کے آفس سے باہر آ گئے۔

"ہم لیٹ ہو گئے ورنہ یہاں سے بڑی آسانی سے کاپی حاصل ہو
جاتی"...... آفس سے باہر آتے ہی تنویر نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اصل میں پہلے مجھے اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا ورنہ
سیدھے یہاں پہنچ جاتے"...... عمران نے کہا اور پھر ان کی کار واپس
چیک پوسٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے چیک
پوسٹ پر پہنچ کر کارڈ واپس کیپٹن اناف کو دیا اور پھر کمرے سے نکل
کر واپس کار کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کی سرکاری کا
جس کے آگے باقاعدہ جھنڈا لہرا رہا تھا وہاں پہنچی اور چیک پوسٹ
موجود فوجیوں نے باقاعدہ سلیوٹ کیا۔

"میری کار کے پیچھے آ جائیں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کار رک
کر کھڑکی سے سر باہر نکال کر عمران کو کہا اور دوسرے لمحے اس کی
آگے بڑھ گئی۔ عمران اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور
دونوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں مختلف سڑکوں سے گزر کر ای
اور چیک پوسٹ پر پہنچ کر رک گئیں۔ ڈیفنس سیکرٹری کا باوردی
ڈرائیور نیچے اترا اور اس نے وہاں موجود مسلح گارڈ سے کچھ کہا تو
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو آگے بڑ
کا اشارہ کیا اور پھر ڈیفنس سیکرٹری کی کار آگے بڑھ گئی تو عمران

کار اس کے پیچھے لگا دی۔ یہ ایک بہت بڑی کالونی تھی جس میں
ائی شاندار کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ایک کوٹھی کے پھاٹک پر
کر ڈیفنس سیکرٹری کی کار رک گئی اور اس کے ساتھ ہی پھاٹک
خود کھلتا چلا گیا۔ شاید اس کا سسٹم ریموٹ کنٹرولڈ تھا جسے کار کے
سے ڈرائیور نے بٹن دبا کر کھولا تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری کی کار اندر
میں جا کر رک گئی تو عمران نے بھی اپنی کار اس کے پیچھے لے جا
روک دی اور پھر وہ سب کاروں سے نیچے اتر آئے۔

"آؤ"...... ڈیفنس سیکرٹری نے عمران سے کہا اور پھر وہ قدم
اتا برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا ایک راہداری سے گزر کر ایک
کمرے میں پہنچ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی پیچھے تھے۔ ابھی وہ
میں موجود آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ ایک باوردی
م اندر داخل ہوا۔

"ہاٹ کافی لے آؤ"...... ڈیفنس سیکرٹری نے ملازم سے کہا اور
م سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"میں آپ لوگوں کو یہاں اس لئے لے آیا ہوں کہ یہ جگہ ہر لحاظ
محفوظ ہے اور یہاں کے ملازم بھی میرے اعتماد کے ہیں۔ یہاں
بات کسی صورت بھی باہر نہیں جا سکتی جبکہ وہاں اس کا خدشہ
سکتا تھا"...... ڈیفنس سیکرٹری یوسف نے ملازم کے باہر جاتے
کہا۔

"آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔ کھل کر کریں"...... عمران نے

کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اس فائل کو حاصل کر لیں اور
وحدت کو روسیاہ کی بجائے مسلمانوں کے استعمال میں آنا چاہئے
مجھے دراصل واقعی اس بات کا خیال نہیں آیا تھا کہ میں اس فائل
واپس بھجوانے سے پہلے اس کی ایک کاپی کرا لوں ورنہ میں یہی
کرتا"...... یوسف نے کہا۔

"لیکن اس سے پہلے جب آپ لوگوں نے ساگان کو سازش
ذریعے پاکیشیا سے علیحدہ کر کے روسیاہ کے تحت تاجکستان کے سا
شامل کرنے کی کوشش تو اس وقت آپ کو مسلمانوں کا خیال نہ
آیا تھا"...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میں نے واقعی اس نقطہ نظر سے
بارے میں نہیں سوچا تھا لیکن جب کے جی بی کے چیف کرنل
کاروف نے تاجکستان پر بداعتمادی کا اظہار کیا تو پہلی بار میرے ذہن
میں یہ بات آئی اور اب آپ کی باتوں سے میں ذہنی طور پر اس نتیجے
پہنچا ہوں کہ یہ فائل واقعی پاکیشیا اور دیگر مسلمان ممالک کے کام آ
سکتی ہے کیونکہ اگر پاکیشیا میزائل سازی میں ترقی کرے گا تو اس
فائدہ پوری دنیا کے مسلم ممالک اور مسلم ریاستوں کو یقیناً ہو
کاش فائل دیتے ہوئے مجھے خیال آ جاتا تو میں یقیناً اس کی کاپی
پاس محفوظ کر لیتا"...... یوسف نے کہا۔

"لیکن اب آپ کیوں ہمیں یہاں لے آئے ہیں۔ آپ کھل

کریں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی
ہوتی دروازہ کھلا اور باوردی ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل
ٹرالی پر ہاٹ کافی کے برتن موجود تھے۔ ملازم نے ہاٹ کافی تیار
اور پھر اس کی ایک ایک پیالی اس نے سب کے سامنے رکھی اور
کو ایک طرف دھکیل کر دیوار کے ساتھ کر کے وہ خاموشی سے
چلا گیا۔

"میں یہ فائل حاصل کرنے میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں"۔
ف نے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اصل فائل اور وہ کاپی جو اب ہم نے بھجوائی ہے کے جی بی کے
فل ریکارڈ روم میں موجود ہے جہاں سے اس کا نکالا جانا بظاہر
ن ہے لیکن میرے خیال میں اسے نکالا جا سکتا ہے"...... یوسف
نے کافی کا گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی کافی
گھونٹ لے رہے تھے۔

"میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ کھل کر بات کریں"۔ عمران
کہا۔

"کرنل کاروف اس وقت کے جی بی کا چیف بنا ہے جب روسیاہ
ستیں اس سے علیحدہ ہو گئی تھیں۔ جب روسیاہ متحدہ ملک تھا
وقت کے جی بی کا چیف مارشل موزوف تھا جو اس انقلاب کے
ہلاک کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی کے جی بی کے بے شمار

افراد بھی مارے گئے اور پھر کے جی بی ہیڈ کوارٹر اور کے جی بی کو
کے حوالے کر دیا گیا۔ کرنل کاروف پہلے روسیاہ کی ایک ایجنسی
کا چیف تھا۔ یہ ایجنسی خالصتاً فوجی تھی لیکن انقلاب روسیاہ کے
بعد اس ایجنسی کو ختم کر دیا گیا اور کرنل کاروف کو کے جی بی کا
چیف بنا دیا گیا اور کے جی بی کی نئے سرے سے تنظیم کی گئی کیونکہ
اس میں بے شمار افراد کا تعلق ان ریاستوں سے تھا جو روسیاہ کے
ٹوٹنے کے بعد آزاد ہو گئیں۔ یہ لوگ واپس اپنی اپنی ریاستوں میں
چلے گئے۔ ان میں میری ذات بھی شامل ہے۔ متحدہ روسیاہ کے دور
میں وزارت دفاع میں ڈپٹی سیکرٹری دفاع تھا اور مارشل سوزوف
ذاتی دوست بھی تھا کیونکہ ہم دونوں کلاس فیلو رہے تھے اس لئے میں
بے شمار بار کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر میں بھی گیا ہوں اور بے شمار
اس سپیشل ریکارڈ روم میں بھی گیا ہوں۔ جب تاجکستان ریاست
روسیاہ سے علیحدہ ہو گئی تو میں نے اپنی خدمات تاجکستان کے حوالے
کر دیں اور مجھے یہاں پہلے اسسٹنٹ سیکرٹری ڈیفنس بنایا گیا اور اب
میں سیکرٹری ڈیفنس ہوں۔ اس لحاظ سے میں کے جی بی کے ہیڈ کوار
کے بارے میں تفصیلات جانتا ہوں اور اس سلسلے میں آپ کی مدد کر
سکتا ہوں "...... یوسوف نے کہا تو عمران کی آنکھیں بے اختیار چمک
اٹھیں۔

" اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو واقعی ہمارے لئے خوشخبری ہے "۔ عمران
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ ہیڈ کوارٹر کا ریڈ الرٹ سسٹم انتہائی سخت
ن ہے اور اس سسٹم کے آن ہونے کے دوران اگر آپ نے وہاں
ل ہونے کی کوشش کی تو آپ ایک لمحے میں خود بخود جل کر راکھ
جائیں گے۔ اس طرح سپیشل ریکارڈ روم میں بھی سوائے مخصوص
وں کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں کا سارا سسٹم سپر
یوٹر کے تحت کام کرتا ہے۔ فائلیں اندر سے باہر کمپیوٹر کے ذریعے
ہیں اور باہر سے واپس اندر بھی کمپیوٹر کے ذریعے جاتی ہیں اس
کوئی آدمی اگر چاہے بھی تو اندر سے فائل نہیں نکال سکتا کیونکہ
فائلیں صرف کے جی بی کے چیف کے خصوصی کوڈ فیڈ کرنے کے
ہی باہر آ سکتی ہیں ورنہ کسی صورت نہیں آ سکتیں اور ہر فائل کے
الگ کوڈ ہے اور جب تک وہی کوڈ استعمال نہ ہو گا اس وقت
فائل باہر نہ آ سکے گی "...... یوسوف نے کہا۔

" لیکن ریکارڈ روم میں تو سینکڑوں فائلیں ہوں گی۔ اس قدر کوڈ
ل کاروف کیسے یاد رکھ سکتا ہے "...... عمران نے کہا۔

" فائلوں کو علیحدہ علیحدہ سیکشن الاٹ کئے گئے ہیں اور صرف
شن کا کوڈ اجازت نامے پر لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ باقی فائل کا نام
تا ہے۔ یہ اجازت نامہ جب سپر کمپیوٹر میں فیڈ کیا جاتا ہے تو فائل
ہر آ جاتی ہے۔ البتہ ہر اجازت نامے پر کرنل کاروف کے بائیں
ٹھے کے نشانات ضرور ہوتے ہیں اور اجازت نامہ خاص قسم کے
ذ پر ہوتا ہے جس کی ایک سائیڈ پر چھوٹی سی جگہ ایسی ہوتی ہے

جہاں کرنل کاروف اپنے بائیں انگوٹھے کو رکھتا ہے تو اس
انگوٹھے پر موجود لکیروں کے نشانات اس کاغذ پر ثبت ہو جاتے ہیں
نظر نہیں آتے لیکن کمپیوٹر انہیں مخصوص انداز میں چیک کر لیتا
ہے"...... یوسف نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فائل حاصل کرنے کے لئے کرنل کاروف
سے اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بغیر کسی صورت بھی فائل باہر نہیں آ سکتی
لیکن اصل مسئلہ کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا ہے اور میں
اس لئے آپ کو یہاں لایا ہوں تاکہ میں آپ کو ایک ایسا مخصوص
راستہ بتا سکوں جس کا علم یقیناً کرنل کاروف کو بھی نہیں ہو گا
کیونکہ یہ راستہ مارشل سوزوف نے خفیہ طور پر تیار کرایا تھا۔ وہ اس
راستے سے اپنی دوست لڑکیوں اور اپنے خاص دوستوں کو کے جی بی
کے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر لے جایا کرتا تھا اور میں بھی کئی بار
اس راستے سے وہاں گیا ہوں۔ کرنل کاروف کو اس لئے اس کا علم
نہیں ہو گا کہ یہ راستہ کسی فائل میں درج نہیں ہے اور اس کے
کھولنے اور بند کرنے کا طریقہ کسی کو معلوم نہیں۔ سوائے ان کے جو
مارشل سوزوف کے ساتھ اس راستے سے اندر گئے ہوں اور باہر
آئے ہوں اور ظاہر ہے جب سے مارشل سوزوف ہلاک ہوا ہے
راستہ بند ہی پڑا ہو گا"...... یوسف نے کہا۔

"اوہ۔ یہ واقعی انتہائی اہم بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں کاغذ لاتا ہوں۔ اس پر اپنے ذہن سے اس راستے کا نقشہ بنا
کر آپ کو سمجھاتا ہوں"...... یوسف نے کہا اور اٹھ کر بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ یہ ہمیں کہیں ڈاج نہ دے رہا ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کس طرح"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے ہمیں یہ درست بتائے گا اور ہمارے جانے کے بعد
کرنل کاروف کو بھی یہ بات بتا دے گا۔ اس طرح ہم چوہوں کی
طرح مارے جائیں گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کرنل کاروف کا نام زبان سے نکلتے ہوئے اس کے لہجے
میں نفرت کا عنصر موجود ہوتا ہے کیونکہ کرنل کاروف کے اس طرح
اس سے فائل منگوانے کے عمل کو اس نے اپنی ذاتی توہین سمجھا ہے
اور اب وہ اصل میں اس توہین کا انتقام اس کرنل کاروف سے لینا
چاہتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ایسا نہیں کرے گا اور اگر
کرے گا بھی سہی تو ہمیں ویسے بھی اس راستے کا علم ہو جانے کے
بعد بہرحال محتاط تو رہنا ہی ہو گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اور
تنویر دونوں نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

کرنل کاروف ہیڈ کوارٹر میں واقع اپنے رہائشی کمرے میں موجود تھا۔ وہ ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ شراب پینے میں بھی مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاروف بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس وقت رات گئے یہاں اس کے بیڈ روم میں اسی صورت کال کی جا سکتی تھی جب کوئی ایمرجنسی ہو اس لئے وہ اس وقت انٹرکام کی گھنٹی بجتے ہی چونک پڑا تھا۔ کرنل کاروف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مین آپریشن روم سے کارسکو بول رہا ہوں جناب۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ تین اجنبی افراد ایک خفیہ راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ کرنل کاروف بے اختیار اچھل پڑا۔

"تین اجنبی افراد ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہے ہیں۔ خفیہ راستے سے۔ کیا مطلب۔ کس خفیہ راستے سے اور کس طرح داخل ہو سکتے ہیں"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ فوراً آ جائیں جناب۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... کرنل کاروف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اچھل کر کرسی سے اٹھا اور تقریباً دوڑتے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوا جہاں ہر طرف چھوٹی بڑی اور مختلف شکلوں کی مشینری نصب تھی اور ہر مشین کے سامنے سٹول پر ایک آپریٹر موجود تھا۔ یہ ہیڈ کوارٹر کا مین آپریشن روم تھا جہاں چوبیس گھنٹے حفاظتی مشینری آن رہتی تھی اور وہاں کام کرنے والے البتہ شفٹوں میں کام کرتے تھے اور ان سب کی رہائش گاہیں بھی ہیڈ کوارٹر کے اندر ہی تھیں۔ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا کمرہ تھا جس میں مین کنٹرولنگ مشین تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا جیسے ہی ہال میں داخل ہو کر اس شیشے والے کمرے کی طرف بڑھنے لگا شیشے کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ یہ کارسکو تھا۔ مین آپریشن روم کی اس شفٹ کا انچارج۔

"ادھر آئیے جناب۔ ادھر والی مشین پر"...... کارسکو نے کہا اور

سائیڈ پر موجود ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے سامنے سٹول پر بیٹھا ہوا آدمی اچھل کر سٹول سے نیچے اترا اور ایک طرف انتہائی مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ مشین پر چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بے شمار بلب جل بجھ رہے تھے اور ڈائلوں پر سوئیاں آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی سکرین تھی جو روشن تھی لیکن سکرین صاف تھی۔

"کیا کہہ رہے تھے تم کارسکو۔ خفیہ راستہ کون سا ہے اور کون اندر داخل ہو رہے ہیں"...... کرنل کاروف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا ایک خفیہ راستہ بھی ہے باس جس کا علم شاید آپ کو بھی نہیں ہے لیکن میں اس بارے میں جانتا ہوں۔ اسے عرف عام میں مارشل وے کہا جاتا ہے۔ آپ سے پہلے مارشل سوزوف چیف تھا اس نے یہ خفیہ راستہ خصوصی طور پر تیار کرایا تھا اور وہ اپنے دوستوں کو خفیہ طور پر اس راستے سے اندر لے آیا کرتا تھا۔ میں اس وقت یہاں آپریٹر تھا۔ مارشل سوزوف نے اس راستے کو چیک کرنے کے لئے کہ اس راستے سے کوئی غلط آدمی اندر داخل نہ ہو سکے یہ مشین نصب کرائی تھی۔ میں خود اس کا آپریٹر تھا لیکن جب مارشل سوزوف انقلاب کے دوران ہلاک ہو گیا تو ایک لحاظ سے یہ مشین بے کار ہو گئی کیونکہ راستہ بند تھا اور اسے اب کھولنے والا کوئی نہ تھا لیکن مشین بہرحال کام کرتی رہتی تھی۔ آج اچانک اس مشین نے

کسی کے راستہ کھولنے کے کاشن دیئے تو میں چونک پڑا اور میں نے اس آپریٹر کو یہاں تعینات کر دیا اور میں نے خود اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا تو میں نے تین افراد کو اس راستے کو کھول کر اندرونی کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو میں نے آپ کو کال کر لیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ جب تک آپ خود اپنی آنکھوں سے اس راستے کو نہ دیکھیں گے آپ میری بات پر یقین نہیں کریں گے۔ یہ لوگ چونکہ اس کمرے میں ہیں اس لئے سکرین پر نہیں آ رہے لیکن جیسے ہی یہ سرنگ میں داخل ہوں گے اس مشین پر نظر آنا شروع ہو جائیں گے"۔ کارسکو نے کہا۔

"لیکن تم نے انہیں کیسے دیکھ لیا"...... کرنل کاروف نے پوچھا۔

"کنٹرولنگ مشین کے ذریعے انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا تاکہ عام سکرین مارشل سوزوف کے دوستوں اور خاص طور پر دوست لڑکیوں کو نہ دیکھ سکے۔ صرف کنٹرولر دیکھ سکے جو مارشل سوزوف کا خاص دوست اور ملازم تھا"...... کارسکو نے کہا۔

"تو پھر چلو وہاں کنٹرول روم میں تاکہ میں انہیں دیکھ سکوں"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

"وہ ابھی یہاں سکرین پر نظر آ جائیں گے۔ میں نے یہاں سکرین کو اس کنٹرولنگ مشین سے لنک کر دیا ہے"...... کارسکو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سکرین پر اچانک جھماکا سا

ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک تنگ سی راہداری کا اندرونی منظر ابھرا جس میں تین افراد داخل ہو رہے تھے۔ ان میں سے دو نے سیاہ رنگ کے تھیلے اپنی پشت پر باندھے ہوئے تھے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ چہروں کے لحاظ سے وہ مقامی نظر آ رہے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ ان کا فوری خاتمہ کر دو"...... کرنل کاروف نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ اس سپیشل وے میں کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کیونکہ یہ راستہ مارشل موزوف کے دوستوں کے لئے بنایا گیا تھا دشمنوں کے لئے نہیں۔ البتہ اس راستے کا اختتام جب بلیک روم میں ہوگا تو وہاں ان پر ایسی ریز فائر کی جا سکتی ہیں کہ یہ بے حس و حرکت ہو جائیں اور پھر انہیں گولیوں سے اڑایا جا سکتا ہے"...... کارسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں اس خفیہ راستے کا علم کیسے ہو گیا جس کا علم مجھے بھی نہیں۔ یہاں تمہارے علاوہ اور کس کس کو اس کے بارے میں معلوم ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے میرے علاوہ اس وقت ہیڈ کوارٹر میں اور کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جسے اس خفیہ راستے کا علم ہو"۔ کارسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی ایسا آدمی بہرحال ہے جس نے انہیں یہ اہم ترین اطلاع دی ہے اور اس نے انہیں یہ اطلاع دے کر نہ صرف روسیاہ سے غداری کی ہے بلکہ اپنی زندگی کا سب سے بھیانک جرم کیا ہے جس کی اسے انتہائی عبرتناک سزا ملے گی"...... کرنل کاروف نے اس قدر اونچی آواز میں کہا کہ نہ صرف کارسکو بلکہ ہال میں موجود سب افراد کے جسم خوف سے لرز اٹھے۔

"یس سر"...... کارسکو نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں منمناتے ہوئے کہا۔

"انہیں بے حس و حرکت کر کے بلیک روم میں بھجوا دو۔ خیال رکھنا انہیں واقعی بے حس و حرکت ہونا چاہئے"...... کرنل کاروف نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... کارسکو نے کہا تو کرنل کاروف تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اپنے آفس کمرے میں واپس پہنچ کر کرنل کاروف نے چونک کر ٹی وی کی طرف دیکھا جسے وہ چلتا چھوڑ گیا تھا۔ اس نے ٹی وی آف کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

"میجر فلارسن بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"فلارسن۔ بلیک روم کو آن کر دو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ایک خفیہ

راستے سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن
کارسکو نے انہیں چیک کر لیا ہے اور میں نے اسے حکم دیا ہے کہ
انہیں بے حس و حرکت کرنے والی ریز فائر کر کے تمہارے بلیک
روم میں بھجوا دے۔ تم نے ان تینوں کو ٹی کراس میں حکڑ دینا ہے
اور پھر مجھے اطلاع دینی ہے اور ہاں گومر کو بھی بلیک روم میں بھجوا دو
تاکہ وہ ان سے پوچھ گچھ کے دوران مدد کر سکے"...... کرنل کاروف
نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جب یہ ٹی کراس میں حکڑے جائیں تو مجھے اطلاع دینا"۔ کرنل
کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور
رکھ دیا۔

"ایسا کون سا آدمی ہو سکتا ہے جسے اس خفیہ راستے کا بھی علم ہو
اور پاکیشیائی ایجنٹوں سے بھی اس کا رابطہ ہو"...... کرنل کاروف
نے سوچنے کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن کافی سوچ بچار
کے باوجود وہ کسی واضح نتیجے پر نہ پہنچ سکا تو اس نے اس انداز میں
کاندھے جھٹکے جیسے اس نے اس بات پر سوچنا ترک کر دیا ہو۔

"وہ خود بتائیں گے۔ میں ان کی روح سے بھی اگلوا لوں گا"۔
کرنل کاروف نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پندرہ
منٹ کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاروف
نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"فلارسن بول رہا ہوں چیف۔ تین مقامی آدمی بلیک روم کے
لئے کارسکو کی طرف سے لائے گئے تھے۔ میں نے انہیں آپ کی ہدایت
کے مطابق ٹی کراس میں حکڑ دیا ہے اور گومر کو بھی کال کر کے بلیک
روم میں بھجوا دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ مقامی میک اپ میں پاکیشیائی ہیں۔ بہرحال میں چیکنگ کر
لوں گا"...... کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر
آگیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی
راہداری میں داخل ہو گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا
جس پر بلیک روم کے الفاظ سرخ رنگ سے لکھے ہوئے دور سے نظر آ
رہے تھے۔ کرنل کاروف نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا
اور کرنل کاروف اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا
جس میں سامنے والی دیوار کے ساتھ سفید رنگ کی چمکدار دھات سے
بنی ہوئی ایک باریک زنجیر میں تین افراد اس انداز میں حکڑے
ہوئے تھے کہ ان کے ہاتھ ان کے سروں کے اوپر دیوار میں موجود
کنڈوں میں منسلک زنجیروں میں اس طرح حکڑے ہوئے تھے کہ وہ
ہاتھوں کو نہ اونچا لے جا سکتے تھے اور نہ نیچے۔ ان کے پیر بھی دیوار
کے ساتھ منسلک کنڈوں اور ان سے منسلک زنجیروں میں اس انداز
میں حکڑے ہوئے تھے کہ وہ سوائے پیروں کو معمولی سی حرکت دینے

کے اور کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے ایک ہاتھ سے سفید رنگ کی چمکدار دھات کی باریک زنجیر ان کے جسموں کے گرد گھومتی ہوئی مخالف پیر کے ساتھ موجود زنجیر سے منسلک تھی جبکہ دوسرے ہاتھ سے نکلنے والی زنجیر بھی ان کے جسموں کے گرد پہلی زنجیر سے متضاد انداز میں گھوم کر دوسرے پیر کے ساتھ منسلک زنجیر سے آملتی تھی۔ اس طرح نہ صرف ان کے جسموں کے گرد بلکہ ان کی گردنوں کے گرد بھی اوپر نیچے دو باریک زنجیریں موجود تھیں اور انہیں اس انداز میں جکڑا گیا تھا کہ اگر وہ تیز حرکت کرتے تو یہ دونوں زنجیریں ان کی گردن میں مزید تنگ ہو جاتیں۔ اس طرح وہ دم گھٹ کر ہی ہلاک ہو جاتے۔ اس سسٹم کو روسیاہ میں ٹی کراس کہا جاتا تھا اور یہ اس قدر کامیاب تھا کہ اس میں جکڑا ہوا آدمی کسی صورت بھی اس سے نجات حاصل نہ کر سکتا تھا۔ اس کی معمولی سی حرکت سے اس کا دم گھٹنا شروع ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے مجبوراً اسے جدوجہد ترک کرنا پڑتی تھی۔ یہ مخصوص دھات اس قدر سخت تھی کہ اسے انتہائی طاقتور ویلڈنگ کے شعلے سے بھی پگھلایا نہ جا سکتا تھا اور پھر یہ ایک مسلسل زنجیر تھی اس لئے اس کے درمیان کوئی جوڑ بھی نہیں تھا جسے کھولا جا سکتا ہو۔ ہال میں ایک دیو قامت آدمی موجود تھا جس نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ شرٹ ہاف آستین تھی۔ اس کے چہرے پر سفاکی اور سختی کے تاثرات نمایاں تھے۔ یہ گومر تھا۔ اس نے کرنل کاروف کو بڑے

مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میک اپ واشر الماری سے نکالو اور ان کے چہرے واش کرو"...... کرنل کاروف نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے گومر سے کہا۔

"یس باس"...... گومر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دیوار میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے بیٹری سے چلنے والا جدید ترین میک اپ واشر نکالا اور پھر الماری بند کر کے وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے ہوش اور بے حس و حرکت آدمیوں کی طرف مڑ گیا۔ ایک آدمی کے چہرے پر اس نے میک واشر کا ہیلمٹ چڑھایا اور پھر اسے ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے میک اپ واشر ہٹایا تو اس آدمی کا میک اپ صاف ہو چکا تھا۔ اب وہ مقامی کی بجائے ایشیائی چہرے کا حامل نظر آ رہا تھا۔ پھر اسی طرح باقی دونوں کے میک اپ بھی واش کئے گئے اور پھر گومر نے واپس مڑ کر میک اپ واشر کو دوبارہ الماری میں رکھ دیا اور الماری بند کر کے وہ واپس کرنل کاروف کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ان کی تلاشی لو۔ ان کی جیبوں سے جو سامان نکلے وہ علیحدہ رکھ دو۔ ان کے ہاتھوں میں گھڑیاں ہوں تو وہ بھی اتار لو۔ ان کے جوتے اور جرابیں بھی اتار لو"...... کرنل کاروف نے کہا تو گومر ایک بار پھر آگے بڑھا اور اس نے حکم کی تعمیل کر دی۔ ان کی جیبوں سے نکلنے والا سامان اس نے ایک طرف میز پر رکھ دیا۔ اس میں مشین پسٹل

کے ساتھ ساتھ دوسرا چھوٹا سامان بھی تھا۔ گھڑیاں، جوتے اور جرابیں
بھی اتار کر گومر نے میز کے قریب رکھ دیئے اور اب وہ تینوں ننگے
پاؤں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ تینوں ابھی تک بے ہوش تھے اور بے
حس و حرکت بھی اس لئے ان کے جسم ڈھلکے ہوئے تھے۔

"اب کراس سرکٹ سے انہیں ہوش میں لے آؤ"...... کرنل
کاروف نے کہا تو گومر اثبات میں سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر مڑ گیا۔ اس
نے ایک اور الماری میں موجود بیگ میں سے ایک سرخ رنگ کی
پتلی سی ٹارچ نکالی اور پھر واپس آکر اس نے ٹارچ کا سرا جکڑے
ہوئے ایک آدمی کی گردن پر رکھ کر ٹارچ کا بٹن پریس کر دیا۔ چند
لمحوں بعد اس نے بٹن آف کر کے ٹارچ ہٹائی اور پھر یہی کارروائی اس
نے باقی دونوں جکڑے ہوئے آدمیوں کے ساتھ کر کے ٹارچ آف کر
کے اسے واپس الماری میں موجود بیگ میں رکھ دیا اور پھر مڑ کر وہ
کرنل کاروف کی کرسی کے پیچھے دوبارہ مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔
کرنل کاروف کی نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں۔ گومر بھی
خاموش کھڑا ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران کے تاریک ذہن میں اچانک پھلجڑی سی چھوٹی اور پھر
پھلجڑی کی روشنی آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی گئی۔ جب اس کے ذہن
میں پوری طرح روشنی پھیلی تو اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل
گئیں۔ پھر اسے پوری طرح ہوش آنے میں چند سیکنڈ لگے لیکن ہوش
میں آتے ہی اس کا جسم خود بخود سیدھا ہوا تو اس نے حیرت سے سر
جھکا کر اپنے جسم کو دیکھا اور پھر سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی اور
اس کے پیچھے کھڑے ہوئے دیو قامت آدمی پر اس کی نظریں جم گئیں۔
اس نے گردن گھما کر دائیں طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے
اختیار چونک پڑا۔ وہاں تنویر اور ٹائیگر دونوں اپنی اصل شکلوں میں
موجود تھے۔ عمران کے ذہن میں فوراً ہی بے ہوش ہونے سے پہلے کے
لمحات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ وہ تاجکستان سے واپس کاسکو
پہنچ کر رات گہری ہونے پر کے جی بی کے اس خفیہ راستے کو آسانی

سے کھول کر اندر داخل ہو گئے تھے اور پھر راستے میں انہیں نہ
کہیں روکا گیا تھا اور نہ ہی ایسے کوئی آثار انہیں نظر آ رہے تھے کہ
سمجھتے کہ انہیں چیک کیا جا رہا ہے لیکن طویل سرنگ کے اختتام
جب وہ ایک کمرے میں پہنچے تو اچانک چھت سے سرخ رنگ کی
روشنی کے دھارے ان پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں
محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے توانائی غائب ہو گئی ہو اور
ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح فرش پر گرتے چلے گئے۔
اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں میں تاریکی چھا گئی تھی اور اب تاریکی
دور ہونے پر جب انہیں ہوش آیا تو وہ اس ہال نما کمرے میں
حالت میں اور اپنی اصل شکلوں میں موجود تھے۔ عمران ایک لمحے کے
ہزارویں حصے میں سمجھ گیا تھا کہ انہیں نہ صرف چیک کر لیا گیا ہے
بلکہ انہیں پکڑ بھی لیا گیا ہے لیکن یہ بات اس کے ذہن میں کھٹک
رہی تھی کہ بے حس و حرکت اور بے ہوش کر دینے کے بعد انہیں
ہلاک کرنے کی بجائے اس طرح جکڑنے اور ہوش میں لانے کی
وجہ ہے۔

"میرا نام کرنل کاروف ہے اور میں کے جی بی کا چیف
ہوں"...... اچانک سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کرخت
میں کہا تو عمران نے چونک کر بغور اسے دیکھا۔

"مبارک ہو۔ واقعی اللہ تعالیٰ بعض اوقات چھپڑ پھاڑ کر
ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... کرنل کاروف نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ گو عمران نے روسیاہی زبان میں ہی بات
کی تھی لیکن کرنل کاروف کی ذہنی استعداد شاید اس قدر نہ تھی کہ وہ
عمران کی اس گہری بات کو سمجھ سکتا۔

"بعض اوقات انسان کو وہ کچھ مل جاتا ہے جس کا وہ تصور بھی
نہیں کر سکتا۔ اب دیکھو۔ کہاں مارشل سوزوف اور کہاں تم۔ لیکن
بہرحال یہ خدا کی دین ہے اس لئے کوئی کیا کر سکتا ہے"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"ہونہہ۔ تو تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ نانسنس۔ بہرحال تم اب
مجھے بتاؤ کہ تمہیں اس خفیہ راستے کے بارے میں کس نے بتایا
ہے"۔ کرنل کاروف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے استخارہ کیا تھا"...... عمران نے جواب دیا لیکن اس نے
استخارے کا لفظ پاکیشیائی زبان میں بولا تھا۔

"کیا کیا تھا۔ کیا مطلب"...... کرنل کاروف نے چونک کر
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"استخارہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کون سی زبان کا لفظ ہے۔ کیا مطلب ہے اس کا"...... کرنل
کاروف نے کہا تو عمران نے اسے استخارے کی تفصیل بتا دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم نے خواب مین یہ راستہ دیکھا ہے۔
نانسنس۔ کیا تم اپنے آپ کو پاگل ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ میں تو تمہاری

روح سے بھی اصل بات اگلوا لوں گا۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھے سچ سچ بتا دو ورنہ تمہارا ایسا عبرتناک حشر ہو گا کہ جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"...... کرنل کاروف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر بتا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا تو کرنل کاروف بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی شرط"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تم سپیشل ریکارڈ روم سے ایکس وی کی فائل باہر نکلوا دو"۔ عمران نے کہا تو کرنل کاروف بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم واقعی پاگل ہو گئے ہو"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"اس میں پاگل پن والی کون سی بات ہے۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم یہ فائل مجھے دے دو اور ان باریک زنجیروں سے ہمیں رہائی دلا دو۔ میں نے تو صرف اتنی سی بات کی ہے کہ ایکس وی کی فائل سپیشل ریکارڈ روم سے باہر نکلوا دو"...... عمران نے کہا تو کرنل کاروف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"ہم لوگ فائدہ نقصان کو چیک نہیں کیا کرتے۔ مجھے مرنے سے پہلے بہرحال اتنا اطمینان ہو جائے گا کہ اگرچہ میں فائل حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن میں اسے ریکارڈ روم سے باہر لانے میں

تو کامیاب ہو گیا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ تم بتاؤ کہ تمہیں اس خفیہ راستے کے بارے میں کس نے بتایا ہے"...... کرنل کاروف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم بھی پوچھ لو اگر پوچھ سکتے ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"گومر"...... کرنل کاروف نے گردن موڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے دیو قامت آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... اس دیو قامت آدمی نے کہا۔

"ای ایس سپر مشین لا کر اس آدمی کا منہ کھلواؤ"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس باس"...... گومر نے کہا اور ہال کے ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"الیکٹرک شاک لگا کر تم ہماری زبان نہیں کھلوا سکتے کرنل کاروف۔ ہم نے اس سلسلے میں خصوصی تربیت حاصل کی ہوئی ہے۔ اگر تم واقعی وہ ذریعہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو تمہیں میرے ساتھ سودے بازی کرنا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ابھی تمہاری زبان کھل جائے گی احمق آدمی۔ یہ سپر مشین ہے عام مشین نہیں ہے۔ یہ تمہاری روح سے بھی سب کچھ اگلوا لے گی"...... کرنل کاروف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مجھ سے بات کرو کرنل کاروف"...... اچانک تنویر نے کہا تو
کرنل کاروف نے چونک کر عمران کے ساتھ بندھے ہوئے تنویر کی
طرف دیکھا۔
"بات کرنے کا وقت نہیں رہا۔ اب تمہاری زبان خودبخود سب
کچھ بتا دے گی"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔
"مجھ سے بات کر کے تم بہرحال فائدے میں رہو گے ورنہ زیادہ
سے زیادہ تم ہمیں ہلاک کر دو گے لیکن اس سے پاکیشیا سیکرٹ
سروس ختم نہیں ہو جائے گی"...... تنویر نے جواب دیا۔
"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم بتاؤ کہ کیا کہنا چاہتے ہو"...... کرنل
کاروف نے ہاتھ اٹھا کر گومر کو روکتے ہوئے کہا جو مشین کو دھکیلتا
ہوا ان تینوں کے قریب لے آیا تھا۔ مشین کے نیچے وہیل لگے ہوئے
تھے۔
"میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ ہمیں یہ راستہ کس نے بتایا ہے۔ البتہ
میں یہ شرط نہیں لگاؤں گا جو میرے اس ضدی اور احمق ساتھی نے
لگائی ہے"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا جبکہ نائگر
کے چہرے پر ہلکے سے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"بتاؤ"...... کرنل کاروف نے کہا۔
"لیکن اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا"...... تنویر نے کہا۔
"تم پھر شرط لگا رہے ہو جبکہ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں کسی
شرط کا قائل نہیں ہوں۔ جب میں تمہاری زبان ویسے ہی کھلوا سکتا

ہوں تو پھر مجھے تمہاری شرط ماننے کی کیا ضرورت ہے"...... کرنل
کاروف نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"میں نے فائدے کی بات کی ہے۔ کوئی شرط نہیں لگائی"۔ تنویر
نے کہا۔
"تم کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ یہ پہلے بتا دوں کہ میں تمہیں
کسی صورت بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہیں بہرحال ہلاک ہونا ہی
پڑے گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔
"وہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ اگر ہماری جگہ تم ہوتے تو ہم بھی
تمہیں زندہ نہ چھوڑتے لیکن کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم ان زنجیروں
سے نجات حاصل کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔
"نہیں۔ ٹی کراس سے نجات ناممکن ہے۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو۔
جلدی بتاؤ۔ باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش نہ کرو"۔ کرنل
کاروف نے کہا۔
"جب یہ ناقابل تسخیر ہیں تو پھر تمہیں میری بات ماننے میں کوئی
ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم ہمیں صبح
تک کی مہلت دے دو۔ ہم اس دوران خصوصی عبادت کر لیں گے
تاکہ مرنے کے بعد ہماری روحوں کو سکون حاصل ہو سکے"...... تنویر
نے کہا تو کرنل کاروف انتہائی طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔
"تو تم صرف وقت حاصل کرنا چاہتے ہو تاکہ تم ان زنجیروں سے
نجات حاصل کرنے کی کوشش کر سکو۔ لیکن میں تمہیں وقت دینے کا

قائل نہیں ہوں اس لئے جو کچھ بتانا ہے ابھی بتاؤ ورنہ پھر میں اپنی کارروائی شروع کر دوں گا اور تم ایسے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا بلیک روم ہے۔ یہاں تو مجسمے بھی بول پڑتے ہیں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم ہم سے خوفزدہ ہو۔ چلو صبح کا نہیں صرف پندرہ منٹ کا وقت ہمیں دے دو تاکہ ہم مختصر سی عبادت کر لیں"...... تنویر نے کہا۔ وہ بڑے ٹھنڈے اور مطمئن سے لہجے میں بات کر رہا تھا۔ ایسے انداز میں جو اس کی طبیعت کے یکسر خلاف تھا اس لئے ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

" پندرہ منٹ کا وقت تمہیں دیا جا سکتا ہے۔ بتاؤ کس نے راستہ بتایا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

" سوری۔ پندرہ منٹ بعد آ کر پوچھ لینا۔ پہلے نہیں کیونکہ پھر تم ہمیں پندرہ منٹ بھی زندہ نہ رہنے دو گے"...... تنویر نے جواب دیا۔

" اوکے۔ پندرہ منٹ بعد ہی سہی"...... کرنل کاروف نے مطمئن انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" اپنے ساتھی کو بھی ساتھ لے جاؤ"...... تنویر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ چلو گومر تم بھی باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ پندرہ منٹ میں کیسے ان زنجیروں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں"...... کرنل کاروف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے

سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے گومر بھی باہر چلا گیا تھا۔

" کیا تمہارے ذہن میں کوئی خاص پلان ہے"...... عمران نے دروازہ بند ہوتے ہی تنویر سے کہا۔

" پلان تو تمہارے ذہن میں ہو گا۔ میں نے تو صرف وقت حاصل لیا ہے"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" جب تم اس سے باتیں کر رہے تھے تو میں نے اس ٹی کراس کو چیک کیا ہے۔ اس سے نجات بظاہر تو ناممکن نظر آتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" باس۔ کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ کوشش کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" یہ گردن میں زنجیریں بہت غلط ہیں۔ ذرا سی حرکت کرنے سے دم گھٹنے لگ جاتا ہے"...... تنویر نے کہا۔

" اوہ باس۔ ان زنجیروں میں تو کوئی جوڑ بھی نہیں ہے۔ یہ دھات نجانے کون سی ہے جس سے یہ زنجیریں بنی ہوئی ہیں"۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر نے کہا۔

" یہ خصوصی دھات ہے جس کا نام راسکال ہے۔ یہ اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ ہتھوڑے بھی اس پر اثر نہیں کرتے اور نہ اس پر آگ اثر کرتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر اس دھات سے زنجیر کیسے بن جاتی ہے"...... ٹائیگر نے

کہا۔

"اس کا ایک خاص طریقہ ہوتا ہے جسے کولڈ ریج کہا جاتا ہے۔ اسے انتہائی حد تک ٹھنڈا کیا جاتا ہے تو پھر یہ نرم پڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی فولڈنگ کی جاتی ہے اور جب ٹھنڈک ختم ہو جاتی ہے تو یہ دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ جاتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہمارے ہاتھوں اور پیروں کو جکڑنے کے لئے بہرحال اسے کھولا اور بند تو کیا گیا ہو گا لیکن میں نے چیک کیا ہے اس میں کوئی ہلپ بھی موجود نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"بٹن تو ہیں لیکن انہیں کسی مشین سے آپریٹ کیا جاتا ہو گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ واقعی ناقابل تسخیر ہیں۔ یعنی اس بار ہمارے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں"...... تنویر نے کہا۔

"مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح ٹھنڈے دل و دماغ سے بات کر کے تم نے کرنل کاروف سے وقت لیا ہے اس سے میں واقعی تمہاری صلاحیتوں کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ اس لئے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرو۔ جب کوئی راستہ نظر نہ آئے تب بھی بے شمار راستے موجود ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم خود کوئی راستہ کیوں نہیں تلاش کرتے"...... تنویر نے

"میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا۔ میں نے تو تمہارے چیف کو ت کہا کہ جولیا کو ساتھ بھیج دو تا کہ میرا دماغ کام کرتا رہے لیکن ما نے بھی نجانے کیوں اسے نہ بھیجنے کی ضد کر لی اور نتیجہ اب ہارے سامنے ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ما سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا تو کرنل روف اور اس کے پیچھے گومر اندر داخل ہوا۔

"ابھی پندرہ منٹ تو نہیں ہوئے"...... تنویر نے کہا۔

"میں نے تمہاری گفتگو سن لی ہے اور تم بہرحال ان زنجیروں سے نجات حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو اس لئے اب پندرہ منٹ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم مجھے وہ آدمی بتاؤ اور پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... کرنل کاروف نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کرنل کاروف۔ تم نے ہمیں چیک کیسے کر لیا جبکہ اس راستے کا علم تو تمہیں بھی نہیں تھا"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری بدقسمتی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ آپریشن روم میں ایک آدمی ایسا موجود ہے جسے اس راستے کا علم ہے اور اس نے اس کی چیکنگ کا انتظام بھی کیا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے تم چیک ہو گئے ورنہ شاید چیک نہ ہو سکتے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"کیا نام ہے اس آدمی کا"...... عمران نے پوچھا۔

"کارسکو۔ وہ آپریشن روم کا انچارج ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ راستہ مارشل سوزوف نے بنوایا تھا۔ اس وقت وہ یہاں آیا تھا"...... کرنل کاروف نے جواب دیا۔

"اب وہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپریشن روم میں۔ کیوں"...... کرنل کاروف نے چونک کر پوچھا۔

"کیا وہ ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں کا کوئی رابطہ وہاں سے نہیں ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تو پھر اسے یہاں بلواؤ۔ یہ میرا وعدہ کہ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تم اسے یہاں کیوں بلوانا چاہتے ہو"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"میں اس سے صرف ایک بات کنفرم کرانا چاہتا ہوں اور بس"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہاری یہ آخری خواہش بھی پوری کر دیتا ہوں"۔ کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں کارسکو۔ بلیک روم سے۔ یہ تینوں

تم سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ تم یہاں آ جاؤ۔ ابھی اسی وقت"...... کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... کرنل کاروف نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ آجائے۔ پھر تمہارے سامنے ہی بات ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کرنل کاروف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد بلیک روم کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ کارسکو تھا۔ مین آپریشن روم کا انچارج۔ اس نے اندر داخل ہو کر کرنل کاروف کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"یہ آدمی تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے"...... کرنل کاروف نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنے والے سے کہا۔

"کارسکو۔ ہیڈ کوارٹر کا سپر ماسٹر کمپیوٹر کس کیٹگری اور کس نمبر کا ہے"...... عمران نے کارسکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... کارسکو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس کے بتانے میں کوئی حرج ہے"...... عمران نے کہا۔

"بتا دو اسے کارسکو۔ اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

"وہ ایس اے ٹائپ اور گیارہ ہزار گیارہ نمبر کا ہے"...... کارسکو نے جواب دیا۔

"جبکہ روسیاہ سائنسی لحاظ سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ ایس اے تو کافی پرانے ٹائپ کا سپر کمپیوٹر ہے۔ اب تو ڈبل ایکس تک سپر کمپیوٹر پہنچ چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی اس لئے تبدیل نہیں کیا گیا"...... کارسکو نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو کارسکو نے کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل کاروف کی طرف دیکھا۔

"جاؤ"...... کرنل کاروف نے کہا تو کارسکو نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

"اب پندرہ منٹ پورے ہو چکے ہیں اور تمہاری بات بھی پوری ہو گئی ہے اس لئے اب بتا دو کہ تمہیں اس راستے کے بارے میں کس نے بتایا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تاجکستان کے ڈیفنس سیکرٹری یوسف نے"...... عمران نے کہا تو کرنل کاروف بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارا اس سے کیسے رابطہ ہو گیا اور اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں یہ بات صدر صاحب کے

ٹس میں لے آؤں گا۔ پھر اسے سزا بہرحال کے جی بی دے گی لیکن ب تم چھٹی کرو"...... کرنل کاروف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا صدر صاحب تمہاری بات پر یقین کر لیں گے"۔ عمران لے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے۔ تمہارا نہیں"...... کرنل کاروف نے کہا اور ں کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ تنویر اور ائیگر دونوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس بار واقعی وہ ی طرح پھنس گئے تھے اور انہیں بچ نکلنے کا کوئی چانس نظر نہیں آ ا تھا۔ عمران بھی اسی طرح جکڑا ہوا کھڑا تھا اور ظاہر ہے ایسی ورت حال میں موت یقینی تھی۔ گو ان کے ذہنوں میں موت کا ائی خوف موجود نہ تھا کیونکہ بحیثیت مسلمان وہ موت سے خوفزدہ ہیں تھے لیکن انہیں اصل فکر مشن نامکمل رہ جانے کی تھی لیکن ران اسی طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ کرنل کاروف نے مشین پسٹل رخ عمران کی طرف کیا اور اس کے چہرے پر یکلخت سختی اور سفاکی ے تاثرات ابھر آئے۔

"آخری بار سوچ لو"...... عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے میں کہا۔

"اب سوچنے کا وقت نہیں رہا"...... کرنل کاروف نے انتہائی سرد میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہال تڑتڑاہٹ تیز آوازوں سے گونج اٹھا لیکن تنویر اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ گومر

اور کرنل کاروف بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ فائرنگ کے باوجود
عمران بڑے اطمینان سے کھڑا تھا جبکہ مشین پسٹل سے نکلنے والی
گولیاں عمران کے جسم کے قریب جا کر تیزی سے دائیں طرف اس
عقبی دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گری تھیں۔ ایک گولی بھی
عمران کے جسم سے نہ ٹکرائی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ کیا تم جادوگر ہو"...... کرنل کاروف نے
حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار
ہنس پڑا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ تمہارے پاس اب بھی موقع ہے۔
سوچ لو لیکن تم نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ موت اور زندگی کا اختیار
تمہارے ہاتھ میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ نہیں۔ یہ تو ناممکن ہے"۔
کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا
رخ ایک جھٹکے سے تنویر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ہال ایک بار
پھر فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا لیکن تمام گولیاں تنویر کے جسم
کے قریب جا کر یکلخت اوپر کو اٹھیں اور پھر چھت سے ٹکرا کر نیچے گر
گئیں۔ عمران کے علاوہ ہر آدمی کے چہرے پر انتہائی حیرت کے
تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا میں پاگل ہو گیا ہوں۔ تم بتاؤ گومر
یہ کیا ہو رہا ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"بب۔ بب۔ باس میری تو خود سمجھ میں نہیں آ رہا باس"۔ گومر
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی کرنل کاروف اور یہ بھی
بتا دوں کہ تم اور گومر اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو فوراً جا کر کارسکو سے
کہو کہ وہ تم دونوں کو تھری ایکس مشین سے نکلنے والی ریز کے ذریعے
ٹھیک کر دے ورنہ آدھے گھنٹے بعد تم دونوں کے جسموں کا گوشت گلنے
سڑنے لگ جائے گا اور اس کے بعد دنیا کا کوئی آدمی اس عمل کو نہ
روک سکے گا"...... عمران نے کہا۔

"گلنے سڑنے لگ جائے گا۔ کیا مطلب"...... کرنل کاروف کی
حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"یہ بات کارسکو سے پوچھ لینا۔ میں نے بتایا تو شاید تمہیں سمجھ
نہ آئے۔ ہم تو بہرحال جکڑے ہوئے ہیں۔ تم اپنی جانیں بچا لو
تاکہ ساری عمر میرا احسان یاد رکھنا"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو کرنل کاروف کچھ دیر تک اس طرح عمران کو دیکھتا رہا
جیسے اسے نظر آنا بند ہو گیا ہو۔ پھر وہ چونکا اور تیزی سے مڑ کر اس نے
فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"اس میں لاؤڈر کا بٹن ہے وہ بھی پریس کر دو تاکہ ہمیں بھی
معلوم ہو سکے کہ کارسکو تمہیں کیا جواب دیتا ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل کاروف نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی

پریس کر دیا۔

"کارسکو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کارسکو کی آواز سنائی دی۔

"کارسکو یہاں انتہائی حیرت انگیز معاملہ پیش آیا ہے۔ میں نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر فائر کھولا تو گولیاں ان کے جسموں کے قریب جا کر ادھر ادھر اور اوپر مڑ جاتی ہیں۔ ایک بھی گولی ان میں سے کسی کو نہیں لگی۔ مجھے ایک پاکیشیائی نے بتایا ہے کہ کارسکو سے کہو کہ وہ مجھے اور گومر کو تھری ایکس مشین سے نکلنے والی ریز کے ذریعے کلیئر کرے ورنہ بقول اس کے آدھے گھنٹے بعد ہم دونوں کے جسموں کا گوشت گلنے سڑنے لگ جائے گا۔ یہ سب کیا چکر ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تھری ایکس ریز سے کلیئرنس۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا آپ نے ان پر مشین پسٹل سے فائر کیا تھا"...... کارسکو نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... کرنل کاروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ پھر یہ آدمی درست کہہ رہا ہے۔ آپ اور گومر دونوں فوراً آپریشن روم میں پہنچ جائیں ورنہ بغیر کلیئرنس کے واقعی آپ دونوں کے جسموں کا گوشت گلنے سڑنے لگ جائے گا اور ایک بار یہ عمل شروع ہو گیا تو پھر اسے کسی طرح بھی نہ روکا جا سکے گا"...... کارسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن کیوں۔ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سائنسی سرکل کا مسئلہ ہے اور طویل بات ہے باس۔ آپ فوراً میرے پاس پہنچ جائیں۔ میں آپ کو ساتھ ساتھ تفصیل بتاتا رہوں گا۔ آپ کی کلیئرنس انتہائی ضروری ہے۔ وقت ضائع نہ کریں ورنہ معاملات میرے ہاتھوں سے بھی نکل جائیں گے"...... دوسری طرف سے بے چین سے لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"...... کرنل کاروف نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ کر وہ گومر کی طرف مڑا۔

"میرے ساتھ آؤ"...... کرنل کاروف نے گومر سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گومر بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا ہے عمران۔ یہ تم نے کیا جادو کیا ہے"۔ دروازہ بند ہوتے ہی تنویر نے کہا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔ جو کچھ کیا ہے کرنل کاروف نے کیا ہے۔ بہرحال میں نے ان دونوں کے اس لئے وہاں بھجوایا ہے تاکہ اس دوران ہم زنجیروں سے نجات حاصل کر سکیں۔ تم دونوں بازوؤں کو پوری قوت سے آگے کی طرف کھینچو گے تو دیوار میں موجود کنڈے باہر نکل آئیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں بازوؤں کو آگے کی طرف کر کے زور لگانا شروع کر دیا۔ چند

لمحوں بعد ہی ہلکی ہلکی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے جسم کو آگے کی
طرف جھٹکا لگا۔ اس کے دونوں بازو کنڈوں سمیت دیوار سے باہر آ
چکے تھے۔ وہ تیزی سے اپنے قدموں پر جھک گیا۔ اس نے اپنی دونوں
پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت لگا کر انہیں آگے
کی طرف دبایا تو چند لمحوں بعد ہی وہ اچھل کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے
دونوں پیروں میں موجود زنجیریں جن کنڈوں سے منسلک تھیں وہ
کنڈے دیوار سے باہر آگئے تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران اٹھ کر
سیدھا کھڑا ہو گیا۔ زنجیریں ابھی تک اس کے جسم، گردن، بازوؤں
اور پنڈلیوں کے گرد موجود تھیں لیکن عمران ان زنجیروں سمیت تیزی
سے آگے بڑھا اور پھر کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ
گیا۔ وہاں چار پانچ الماریاں تھیں۔ اس نے تیزی سے یکے بعد
دیگرے الماریاں کھولنا شروع کر دیں اور پھر ایک الماری کھولتے ہی
وہ رک گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اندر موجود ایک کالے رنگ کا لمبا
سا راڈ اٹھا لیا جس کے پچھلے حصے پر ایک سرخ رنگ کا بٹن موجود تھا۔
اس نے راڈ کا نوکیلا سرا ایک کلائی میں موجود کنڈے میں رکھ کر اس
کا بٹن دبایا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کنڈا کھل گیا۔ عمران نے
یہی عمل دوسری کلائی کے کنڈے سے کیا تو وہ کنڈا بھی کھل گیا۔
عمران نے تیزی سے اپنی گردن کے گرد موجود زنجیریں ہٹائیں اور پھر
پیروں پر جھک کر اس نے پنڈلیوں میں موجود کنڈے بھی اسی راڈ
سے کھول لئے۔ اب زنجیریں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور عمران آزاد

ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں
کنڈوں سمیت دیوار سے آگے آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ عمران نے آگے
بڑھ کر اس سیاہ راڈ کی مدد سے ان دونوں کو بھی ان زنجیروں سے
رہائی دلا دی۔

"جلدی کرو۔ جوتے پہنو اور باقی سامان اٹھا کر جیبوں میں رکھ
لو۔ جلدی کرو"...... عمران نے راڈ کو واپس الماری میں رکھتے ہوئے
کہا اور تیزی سے اس میز کی طرف بڑھ گیا جہاں ان کا سامان موجود
تھا۔ سب سے پہلے ان تینوں نے جرابیں اور جوتے پہنے اور پھر اپنا اپنا
سامان اٹھا کر جیبوں میں ڈال لیا۔

"آؤ۔ یہاں سے نکل چلو۔ ہم نے اب اس کرنل کاروف اور اس
گومر دونوں کا انتظار اس بلیک روم سے باہر کھڑے ہو کر کرنا
ہے"۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر
تینوں باہر راہداری میں آگئے جس کا اختتام ایک اور راہداری میں
تھا لیکن یہ راہداری ایک طرف سے بند تھی جبکہ دوسری طرف سے
آگے جا کر مڑ جاتی تھی اور وہاں کسی کمرے کا کوئی دروازہ نہ تھا۔

"یہیں رک جاؤ۔ جیسے ہی یہ دونوں یہاں آئیں ہم نے انہیں کور
کرنا ہے۔ اس گومر کو ہلاک کر دینا جبکہ کرنل کاروف کو زندہ رکھنا
ہے تاکہ اس کی مدد سے ایکس وی کی کاپی حاصل کی جا سکے"۔ عمران
نے کہا۔

"باس۔ کیوں نہ آپریشن روم میں جا کر وہاں کی مشینری کو ہی

تباہ کر دیا جائے ۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا" ۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ سپیشل ریکارڈ روم کا سسٹم جام ہو جائے گا اور پھر فائل کسی صورت بھی باہر نہ آ سکے گی"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ وہاں بلیک روم میں چکر کیا چلا ہے۔ کچھ ہمیں تو بتاؤ" ۔ تنویر نے کہا۔

"تفصیل طلب بات ہے۔ بعد میں بتاؤں گا"...... عمران نے کہا تو تنویر اس لئے خاموش ہو گیا کہ اچانک انہیں دور سے دو آدمیوں کے چلنے کی آوازیں اپنی طرف آتی سنائی دیں۔ قدموں کی دھمک سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ آنے والے کرنل کاروف اور گومر ہیں۔ کرنل کاروف کے قدموں کی آواز ہلکی تھی اور وہ فوجی انداز میں چل رہا تھا جبکہ گومر کے قدموں کی آواز اس کی جسامت اور وزن کے مطابق بھاری تھی اور وہ لمبے لمبے قدم بھرتا چلا آ رہا تھا۔ عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں ایک ہی دیوار سے پشت لگائے کھڑے تھے کیونکہ دوسری دیوار کے سامنے رکنے سے وہ آنے والوں کو مڑنے سے پہلے ہی نظر آ سکتے تھے۔ قدموں کی آوازیں قریب آتی چلی گئیں اور پھر چند لمحوں بعد کرنل کاروف اور اس کے پیچھے گومر راہداری میں مڑے ۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں چونکتے عمران اور تنویر دونوں بھوکے عقابوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑے ۔ عمران نے کرنل کاروف کو اور تنویر نے

ر کو چھاپ لیا تھا۔ عمران نے کرنل کاروف کو ہوا میں اچھال کر
اس انداز میں پھینکا تھا کہ اس کی گردن میں بل آ گیا تھا اور وہ
گر کر اٹھنے کے قابل ہی نہ رہا تھا بلکہ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ
ا جا رہا تھا۔ چنانچہ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس
جھک کر اس کے سر اور کاندھے پر ہاتھ رکھے اور مخصوص انداز
جھٹکا دیا تو کرنل کاروف کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا
رع ہو گیا لیکن وہ بہرحال بے ہوش چکا تھا۔ عمران نے سیدھا ہو
مڑ کر دیکھا تو گومر فرش پر پڑا پھڑک رہا تھا۔ اس کی گردن کی ہڈی
ٹ چکی تھی جبکہ تنویر ایک طرف کھڑا اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے
نے طویل فاصلہ دوڑ کر طے کیا ہو اور پھر گومر ایک جھٹکا کھا کر
م ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

"کیا ہوا"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے ٹراسکی کراس لگایا تھا لیکن یہ میرے اندازے سے زیادہ
اری تھا۔ بہرحال یہ ختم تو ہو گیا لیکن میرا حال بھی خراب ہو گیا
ہے"...... تنویر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اپنے بازو بھی ناکارہ ہو سکتے تھے۔ آئندہ ٹراسکی کراس
تے ہوئے بازوؤں کو اکڑا لیا کرو۔ پھر وزن تمہارے جسم پر اثر
راز نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اس انداز میں سر
یا جیسے عمران کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔

"ٹائیگر اس گومر کی لاش گھسیٹ کر بلیک روم میں ڈال دو۔

جلدی کرو"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر
کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا بلیک روم میں لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد
ٹائیگر واپس آگیا۔

"اب اسے اٹھاؤ۔ ہم نے اس کے آفس پہنچانا ہے۔ وہاں ہم ہر
لحاظ سے محفوظ ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کا آفس کہاں ہے"...... تنویر نے
پوچھا۔

"ہاں۔ یوسف سے میں نے ہیڈ کوارٹر کی اندرونی معلومات
حاصل کر لی تھیں۔ آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر
کرنل کاروف کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال لیا اور پھر وہ تیزی سے
راہداریوں سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔
اس پر آفس کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل
ہو گیا۔ خاصا وسیع و عریض آفس تھا۔ عمران کے پیچھے تنویر اور پھر
ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ عمران نے سائیڈ سوئچ بورڈ پر موجود بٹن
پریس کئے تو آفس میں لائٹ جل اٹھی۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ
کر سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بے ہوش کرنل کاروف کو بٹھا دیا۔

"پردہ اتار کر رسی بناؤ اور اس کے جسم کو اس رسی کی مدد سے
کرسی سے جکڑ دو۔ دونوں ہاتھ بھی کرسی کے بازوؤں پر باندھ دینا اور
ازانا ٹائپ کی گانٹھ لگانا۔ یہ اسے نہ کھول سکے گا"...... عمران نے کہا

نویر اور ٹائیگر دونوں پردہ اتارنے میں مصروف ہو گئے جبکہ عمران
باقاعدہ آفس ٹیبل کی درازوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن وہاں
اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ مل سکی تھی۔ چنانچہ وہ واپس مڑ
کرسی کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے ساتھ
کھڑے ہو گئے کیونکہ کرنل کاروف پردے کی بنی ہوئی رسی سے
ہ چکا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے
کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کرنل کاروف کے جسم میں حرکت کے
ات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے
کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اس آفس میں صرف دو کرسیاں تھیں۔
بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے موجود ریوالونگ چیئر تھی اور
سری میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔ باقی آفس خالی تھا۔ اس میں
ی یا صوفہ نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ شاید کرنل کاروف
ے جان بوجھ کر یہاں صوفے یا کرسیاں نہ رکھوائی تھیں تاکہ کوئی
ں کے سامنے نہ بیٹھ سکے۔ اس کرسی کی بناوٹ بھی بتا رہی تھی کہ
نل کاروف ہی اسے استعمال کرتا ہو گا کیونکہ بعض اوقات آدمی
والونگ چیئر پر بیٹھے بیٹھے تھک جاتا ہے تو وہ ایسی آرام دہ کرسی پر
ام کرتا ہے یا پھر کرنل کاروف کسی خاص آدمی کو ہی اس کرسی پر
ھنے کی اجازت دیتا ہو گا۔

"چند لمحوں بعد کرنل کاروف نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں

اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"یہ۔یہ کیا مطلب۔یہ تو میرا آفس ہے۔تم۔تم کیسے ٹی کراس سے آزاد ہو گئے۔یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل کاروف۔گومر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمیں سپیشل ریکارڈ روم سے فائل نکال کر دے دو۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔یہ کیسے ہو سکتا ہے۔یہ تو ممکن ہی نہیں ہے"۔کرنل کاروف نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب ممکن ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم تو انتہائی خطرناک لوگ ہو۔تم واقعی ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہو۔میں نے غلطی کی کہ تمہیں ہوش میں لے آیا۔تمہیں تو اس بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دینا چاہئے تھا اور اب بھی میرے پاس موقع موجود ہے۔اب بھی"...... اچانک کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اچانک فرش کا وہ حصہ جہاں وہ موجود تھے یکلخت ان کے قدموں کے نیچے سے غائب ہو گیا۔عمران نے اچھل کر چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا کہ وہ سنبھل ہی نہ سکے اور نیچے کسی گہرے

کنوئیں میں گرتے چلے گئے۔

عمران کے ذہن میں کرنل کاروف کے بلند قہقہے کی آواز کافی دیر تک گونجتی رہی اور پھر اس کے ذہن پر موت کی تاریک چادر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

کرنل کاروف کو جب ہوش آیا تو ایک بار تو یہ دیکھ کر ہی اس کا
ذہن ماؤف سا ہو گیا کہ وہ اپنے ہی آفس میں کرسی پر بندھا بیٹھا ہوا
تھا اور اس کے سامنے تینوں پاکیشیائی ایجنٹ زنجیروں سے آزاد
کھڑے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس طرح زنجیروں
سے آزاد ہو گئے لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال برق
کے کوندے کی طرح لپکا کہ وہ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا یہ اس کی
مخصوص کرسی تھی اور اس کے بازوؤں کے نیچے اس نے بٹن لگوائے
ہوئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی
موجود تھے وہاں ایک انتہائی گہرا کنواں ہے جو نیچے جا کر ایک بڑے
گٹر میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی عادت تھی کہ وہ کسی کو اپنے آفس
میں گولی مار کر ہلاک نہ کیا کرتا تھا بلکہ اسے اچانک کنوئیں میں
پھینک کر موت کی سزا دیا کرتا تھا کیونکہ گولی مارنے سے مرنے

والے کے جسم سے جو خون نکلتا تھا وہ فرش پر موجود قالین کو بھی
خراب کر دیتا تھا اور اس کے خون کے چھینٹے دوسری جگہوں پر پڑ کر
انہیں بھی خراب کر دیتے تھے اور یہ بات اسے سخت ناپسند تھی اس
لئے اس نے اپنے آفس میں یہ خصوصی سسٹم تیار کرایا ہوا تھا۔ اس
نے اس کنوئیں کا سسٹم اس کرسی میں اس لئے رکھا تھا کہ یہ کرسی
مخصوص دھات کی بنی ہوئی تھی جس پر لکڑی کا کلر اس انداز میں کیا
گیا تھا اور اس کا ڈیزائن ایسے بنایا گیا تھا کہ وہ کرسی کسی دھات کی
بجائے لکڑی کی عام سی کرسی لگتی تھی لیکن کرسی کے بازوؤں کے نیچے
دھات کے اندر سسٹم نصب تھا۔ وہ جب کسی کو سزا دینا چاہتا تو
اپنی ریوالونگ چیئر سے اٹھ کر سائیڈ پر موجود اس کرسی پر بیٹھ جاتا
تھا اور پھر اس کی انگلیوں کی معمولی سی حرکت سے کنوئیں کا دہانہ
کھل جاتا اور وہاں کھڑا ہوا آدمی یکلخت نیچے گر کر ختم ہو جاتا اور اس
کے نزدیک یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے
اسے اس مخصوص کرسی پر بٹھایا تھا اور وہ تینوں ٹھیک اسی جگہ
کھڑے ہوئے تھے جہاں کنوئیں کا دہانہ تھا۔ گو اس دہانے پر قالین
موجود تھا لیکن دہانہ کافی بڑا تھا اور قالین پر ایسا ڈیزائن تھا کہ اس
دہانے کی گول لکیر نظر نہ آتی تھی۔ جب دہانہ کھلتا تھا تو اتنے حصے کا
قالین جو اس جگہ پر فرش سے مخصوص سلوشن کے ساتھ چپکا ہوا تھا
دہانے کے ساتھ ہی نیچے کنوئیں کی دیوار سے جا لگتا تھا اور چند لمحوں
بعد جب وہ بٹن دباتا تو دہانہ واپس اپنی جگہ پر پہنچ جاتا اور دیکھنے والے

کو اندازہ ہی نہ ہوتا تھا کہ یہاں کوئی ڈھکن ہے۔ اس کے دونوں بازو کرسی کے بازوؤں پر رکھ کر باندھے گئے تھے اس لئے وہ آسانی سے اس کنوئیں کا دہانہ کھول سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے غیر محسوس طور پر اپنی انگلیاں نیچے کی طرف کھسکائیں اور پھر جیسے ہی اس کی انگلیاں مخصوص جگہ پر پہنچیں تو اس کے ساتھ ہی یکلخت فرش کا وہ حصہ غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں پاکیشیائی نیچے گر گئے اور اس کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل پڑا۔ پھر چند لمحوں بعد جب اس نے دوبارہ انگلیوں کو حرکت دی تو دہانہ دوبارہ برابر ہو گیا۔ اب وہاں قالین پہلے کی طرح ہی موجود تھا۔

"یہی کام اگر میں پہلے کر دیتا تو مجھے اتنی تکلیف نہ اٹھانا پڑتی۔ بہرحال اب بھی بروقت یہ کام ہو گیا ہے"...... کرنل کاروف نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ اس قدر بلندی سے نیچے گڑھ میں جا کر گرنے کے بعد ان کے زندہ رہنے کا کوئی امکان ہی نہ تھا اور اگر وہ زندہ رہ بھی گئے تو یہ گڑھ کافی طویل فاصلے تک مکمل طور پر بند تھا اور جہاں اس کا پہلا دہانہ تھا وہاں تک کوئی زندہ انسان ویسے ہی نہ پہنچ سکتا تھا کیونکہ بند گڑھ میں زہریلی گیس ہر وقت بھری رہتی تھی جس سے انسان ویسے ہی ہلاک ہو جاتا تھا اس لئے اب ان کے بچ نکلنے کا ایک فیصد بھی سکوپ نہ رہا تھا۔ ان کی موت کا اسے اس طرح یقین ہو چکا تھا جیسے سورج کا مشرق سے نکلنا۔ لیکن اب اس کے لئے ان بندشوں سے نجات

حاصل کرنے کا مسئلہ تھا۔ اس نے کوشش شروع کر دی لیکن اسے اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ کسی طرح بھی اپنے آپ کو آزاد نہ کرا پا رہا تھا۔ اس نے جسم کو اکڑا کر اور سکیڑ کر رسیاں ڈھیلی کرنے کی کوشش کی لیکن رسیاں چونکہ پردے کی تھیں اس لئے وہ کافی چوڑی بھی تھیں اور انہیں اس سختی سے باندھا گیا تھا کہ اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو رہی تھی۔ اب اس نے اپنے ہاتھوں کو آزاد کرانے کی کوشش شروع کر دی اور اس بار کافی دیر تک کوشش کے بعد اسے کچھ کامیابی محسوس ہونے لگی تو اس نے کوشش تیز کر دی اور پھر آخر کار طویل جدوجہد کے بعد وہ اپنا بایاں ہاتھ رسی کی گرفت سے نکال لینے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس نے اچھل کر کرسی سمیت جمپ لگایا اور پھر دو تین جمپوں کے بعد وہ میز کی دوسری سائیڈ پر پہنچ گیا جہاں فون موجود تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور اسے اپنے کان اور کاندھے کے درمیان پھنسا کر اس نے اسی ہاتھ سے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"فلارسن بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس پہنچو۔ ابھی اور اسی وقت"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاروف نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں آفس کے دروازے کی طرف لگی

ہوئی تھیں۔ اس نے فلارسن کو اس لئے بلایا تھا کہ ایک ہاتھ سے وہ
کسی طرح بھی کرسی کے عقب میں موجود گانٹھ نہ کھول سکتا تھا اور
دوسری بات یہ کہ فلارسن اس کا اعتماد کا آدمی تھا اور اسے یقین تھا
کہ فلارسن اس کے اس طرح بندھے جانے کی بات کسی کو نہیں
بتائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔
"کم ان"...... کرنل کاروف نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا
اور ایک بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل ہوتے
ہی وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے انتہائی طاقتور الیکٹرک شاک لگ
گیا ہو۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔
"آگے آؤ فلارسن اور مجھے ان رسیوں سے نجات دلاؤ۔ جلدی
کرو"...... کرنل کاروف نے کہا۔
"یس۔ یس باس"...... فلارسن نے چونک کر کہا اور پھر تیزی
سے آگے بڑھ کر وہ کرنل کاروف کی کرسی کے عقب میں آیا اور اس
نے عقب میں موجود گانٹھ کھول دی اور اس کے ساتھ ہی پردے کی
بنی ہوئی رسی کھل گئی تو کرنل کاروف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
"آؤ میرے ساتھ"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا اور
تیزی سے آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فلارسن اس
کے پیچھے تھا لیکن اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ویسے ہی
موجود تھے۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ بلیک روم کے دروازے
پر پہنچے اور پھر کرنل کاروف دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو وہ خود

بھی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے پیچھے فلارسن بھی اندر داخل ہوا۔
اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے۔ اس کی نظریں کمرے
میں پڑی ہوئی گومر کی لاش پر جمی ہوئی تھیں۔
"ویری بیڈ۔ گومر بھی ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ ویری سیڈ"۔
کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر اس نے رسیور اٹھایا
اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"کرنل کاروف بول رہا ہوں۔ بلیک روم میں آجاؤ۔ ابھی فوراً"۔
کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور
رکھ دیا۔
"یہ سب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا دھرا ہے۔ یہ لوگ تو
جادوگروں جیسا کام کرتے ہیں لیکن بہرحال اب وہ ہلاک ہو چکے
ہیں"...... کرنل کاروف نے کہا۔
"کیا ہوا ہے باس۔ انہیں تو یہاں ٹی کراس میں جکڑا گیا تھا"۔
فلارسن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔
"میں نے ان سے بات چیت کرنے کے بعد جب انہیں ہلاک
کرنے کے لئے مشین پسٹل سے ان پر فائرنگ کی تو ایک گولی بھی
انہیں نہ لگ سکی۔ ساری گولیاں ادھر ادھر دیواروں سے ٹکرا کر گر
گئیں۔ اس کے بعد ان ایجنٹوں نے کہا کہ اگر میں نے فوری طور پر
ی ایکس مشین سے نکلنے والی ریز سے اپنے آپ کو اور گومر کو کلیئر
کرایا تو آدھے گھنٹے بعد ہم دونوں کے جسم گلنے سڑنے شروع ہو

جائیں گے اور پھر اس عمل کو کوئی بھی نہ روک سکے گا۔ میں نے کارسکو سے بات کی تو اس نے بھی اس کی تائید کر دی۔ چنانچہ میں گومر کو ساتھ لے کر آپریشن روم میں گیا۔ وہاں کارسکو نے تھری ایکس مشین سے نکلنے والی ریز ہمارے جسموں پر مسلسل پندرہ منٹ تک ڈالیں اور پھر ہمیں کلیئر کر دیا۔ ہم دونوں وہاں سے واپس یہاں آنے لگے تو یہاں راہداری میں جیسے ہی ہم داخل ہوئے ایجنٹ جو ٹی کراس میں پھنسے ہوئے تھے یہاں موجود تھے۔ انہوں نے اچانک ہم پر حملہ کر دیا اس لئے ہم سنبھل ہی نہ سکے۔ میں بے ہوش ہو گیا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو اپنے ہی آفس کی کرسی پر بندھے ہوئے پایا۔ میں نے کرسی کا مخصوص سسٹم آن کر کے انہیں نیچے گڑھ میں پھینک دیا اور پھر بڑی جدوجہد کے بعد میں ایک ہاتھ کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا جس سے میں نے تمہیں فون کر کے بلوا لیا۔ میں حیران تھا کہ آخر انہوں نے ٹی کراس سے اپنے آپ کو کیسے آزاد کرا لیا۔ لیکن یہاں دیکھو زنجیریں کھلی پڑی ہیں اور دیوار سے کنڈے بھی نکال لئے گئے ہیں۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"حیرت ہے باس۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ٹی کراس سے کوئی آدمی ٹی راڈ کے استعمال کے بغیر نکل بھی سکتا ہے"۔ فلاہم نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کارسکو اندر داخل ہوا تو وہ اندرونی صورت حال دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ باس۔ یہ سب کیا ہوا۔ وہ۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں گئے"...... کارسکو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل کاروف نے اسے بھی وہی تفصیل بتا دی جو اس نے راہداری میں اپنے اور گومر پر ہونے والے حملے کے بعد سنائی تھی۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ تو یہ عفریت آخر کار ہلاک ہو ہی گئے"۔ کارسکو نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ تو ہلاک ہو گئے ہیں لیکن میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم مجھے بتاؤ کہ ان لوگوں نے ٹی کراس سے بغیر کسی کی مدد کے کیسے آزادی حاصل کر لی"...... کرنل کاروف نے کہا تو کارسکو غور سے فرش پر پڑی ان زنجیروں اور اس دیوار کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"جناب۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ بھی اس مشین پسٹل سے ہونے والی فائرنگ کا نتیجہ ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مشین پسٹل میں جو میگزین استعمال کیا جاتا ہے اس میں بارود کے ساتھ ایک کیمیکل مادہ شامل کیا جاتا ہے تاکہ مخصوص ساخت کی گولیاں بھی بن جائیں اور ان کی طاقت بھی پوری رہے لیکن جب یہ فائر ہوتی ہیں تو ان میں سے اس کیمیکل مادے کی مخصوص ریز نکلتی ہیں۔ عام طور پر تو یہ ریز نہ کسی چیز پر اثر ڈالتی ہیں اور نہ ان کو محسوس کیا جا سکتا ہے لیکن یہ ریز جب راسکال دھات سے بنی ہوئی چیز سے اس حالت میں ٹکراتی ہیں جن کا تعلق کسی انسانی جسم سے ہو اور انسانی

جسم سے نکلنے والی مخصوص حرارت اس سے ٹکرا رہی ہو تو فلسنڈ ریز کا
ایک طاقتور حلقہ سا اس انسانی جسم کے گرد اس طرح بن جاتا ہے
جیسے ڈھال ہوتی ہے اور گولی ان ریز کے قریب پہنچ کر میگنٹ کی
طرح گھوم جاتی ہے اور انسانی جسم سے ہٹ کر کسی چیز سے جا ٹکراتی
ہے یا عام فضا میں گر جاتی ہے۔ ٹی کراس کی زنجیریں رماسکال دھات
سے بنی ہوئی ہیں اور یہ انسانی جسم سے منسلک تھیں اس لئے جیسے
ہی آپ نے مشین پسٹل سے فائرنگ کی ان سے نکلنے والی ریز ان ریز
سے ٹکرائیں اور گولیاں انہیں نہ لگ سکیں اور گھوم گئیں۔ لیکن ان
ریز کا ایک اور اثر بھی ان پر ہوتا ہے جو ان ریز کی ڈھال کے بغیر وہاں
موجود ہوں ان پر یہ ریز اثر کرتی ہیں اور اگر ان ریز کے اثرات کو
تھری ایکس مشین سے نکلنے والی ریز سے کلیئر نہ کیا جائے تو کچھ وقت
کے بعد انسانی جسم گلنے سڑنے لگ جاتا ہے اس لئے جب آپ نے مجھے
فون کر کے گولیاں نہ لگنے کے بارے میں بتایا تو میں نے آپ سے
پوچھا تھا کہ آپ نے مشین پسٹل سے فائرنگ تو نہیں کی اور آپ کے
بتانے پر میں نے آپ کو بلا لیا تھا تاکہ آپ کو کلیئر کر دیا جائے اور پھر
میں نے کلیئر کر دیا۔ اب جہاں تک ان لوگوں کی ٹی کراس سے
آزادی کا تعلق ہے تو دیوار سے ان کنڈوں کی علیحدگی سے یہ بات
معلوم ہوتی ہے کہ ان ریز کی وجہ سے ان کے جوڑ کمزور پڑ گئے ہوں
گے اور کنڈے نکل آنے کے بعد انہوں نے الماری سے ریز راڈ نکال
کر ان زنجیروں سے آزادی حاصل کر لی ہو گی"۔ کارسکو نے تفصیل

سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ تم نے واقعی درست تجزیہ کیا ہے لیکن
مجھے حیرت ہے کہ یہ لوگ ایجنٹ ہیں یا سائنس دان کہ ہم یہاں
طویل عرصے سے ٹی کراس استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں اور مجھے آج
تک اس بارے میں علم نہیں ہو سکا جبکہ انہیں پہلی بار ہی فوراً سب
معلوم ہو گیا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

" باس۔ آپ نے یہاں پہلے کبھی مشین پسٹل استعمال نہیں کیا
ہو گا ورنہ یہ بات پہلے ہی سامنے آ جاتی"...... کارسکو نے کہا۔

" ہاں۔ یہ بات بھی درست ہے۔ یہاں زیادہ تر پوچھ گچھ کی جاتی
ہے اور اکثر لوگ اس پوچھ گچھ کے دوران ہی الیکٹرک شاک یا
کوڑوں کی ضربات سے ہلاک ہو جاتے ہیں یا جنہیں ہلاک کرنے کا
حکم دیا جاتا ہے ان پر مشین گن سے فائرنگ کی جاتی ہو گی۔ مشین
پسٹل تو میں استعمال کرتا ہوں۔ بہرحال اب یہ ختم ہو چکے ہیں جو
بھی تھے"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

" باس۔ ان کی لاشیں تو نکالنا پڑیں گی تاکہ اعلیٰ حکام کو بتایا جا
سکے"...... فلارسن نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی۔ فلارسن تم گیس ماسک پہنا کر اپنے آدمیوں
کو گٹر میں اتارو اور ان کی لاشیں باہر نکلواؤ اور پھر مجھے رپورٹ دو اور
کارسکو تم پہلے اس خفیہ راستے کو بلاک کر دو تاکہ آئندہ کوئی اسے
استعمال نہ کر سکے اور جہاں تک ٹی کراس کا تعلق ہے تو یہ خطرناک

چیز ہے اس لئے میں یہاں فولادی زنجیروں کا بندوبست کراؤں گا۔
فلارسن تم نے مجھے میری رہائش گاہ پر لاشوں کے بارے میں اطلاع
دینی ہے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا"...... کرنل کاروف نے
کہا۔

"باس ۔ لاشیں ہیڈ کوارٹر میں لے آنی ہیں یا"...... فلارسن نے
کہا۔

"ہاں۔ لاشیں لے آنے میں کوئی حرج نہیں ہے"...... کرنل
کاروف نے کہا تو فلارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کرنل کاروف
واپس مڑا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنے رہائشی کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ
سیدھا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اس تمام تگ و دو نے اسے
ذہنی طور پر خاصا تھکا دیا تھا اور اس کی عادت تھی کہ جب بھی ایسا
ہوتا تو وہ گرم پانی سے بھرے ٹب میں کافی دیر تک لیٹا رہتا تھا۔ اس
طرح وہ فریش ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اب بھی ایسا ہی ہوا۔ کافی دیر تک
گرم پانی سے بھرے ٹب میں لیٹنے اور پھر گرم پانی سے غسل کر کے
اس نے لباس پہنا اور جب وہ باتھ روم سے باہر آیا تو اب وہ پوری
طرح فریش ہو چکا تھا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آن
کیا۔ اسے اب فلارسن کی کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے
انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا
لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"فلارسن بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ گڑھ سے نکل
انے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے فلارسن نے
ہا تو کرنل کاروف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی
یرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر گہرائی اور گڑھ
یں گرنے کے بعد اتنے طویل فاصلے تک وہ زندہ سلامت پہنچ سکیں۔
یہ تو ممکن ہی نہیں ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت
ھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ گڑھ کا وہ دہانہ جو راڈیم کے قریب ہے نیا بنا ہوا تھا اور
ہاں ایسے نشانات بھی موجود تھے جیسے پانی سے شرابور افراد یہاں
ے نکل کر عقبی سڑک کی طرف گئے ہوں لیکن اس کے باوجود میں
نے اپنے آدمیوں کو نیچے اتار کر پورے گڑھ کی تفصیلی چیکنگ کرائی
ہے اس لئے تو مجھے رپورٹ دینے میں اتنی دیر ہو گئی۔ بہرحال گڑھ خالی
ہے"...... فلارسن نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ یہ لوگ کس ٹائپ کے ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔
م واپس آ جاؤ اور ایک بار پھر ریڈ الرٹ کر دو۔ وہ خفیہ راستہ تو
اک ہو چکا ہے اس لئے اب یہ لوگ دوبارہ اگر حملہ کریں گے تو
د بخود ہلاک ہو جائیں گے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"باس اگر آپ حکم دیں تو میں کرانسکو سے کہہ کر انہیں کاسکو
ں تلاش کراؤں۔ اگر ان کا خاتمہ ہیڈ کوارٹر سے باہر ہو جائے تو

زیادہ بہتر ہے"...... فلارسن نے کہا۔

"کرانسکو۔ اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ وہ گروپ واقعی ان معاملات میں بے حد تیز ہے۔ میں خود اسے حکم دے دیتا ہوں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ کرانسکو کو گٹڑ کے اس دہانے پر بھیج دیں۔ وہ یہاں سے آگے ان کا کھوج نکال لے گا ورنہ ان کی تلاش خاصی مشکل ہو جائے گی"...... فلارسن نے کہا۔

"او کے۔ تم وہیں رکو۔ میں کرانسکو کو ابھی وہاں بھجواتا ہوں۔ کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارسکو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کارسکو کی آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں کارسکو۔ کیا تم نے وہ خفیہ راستہ بلاک کر دیا ہے یا نہیں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس باس۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو چکی ہے"...... کارسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں گٹڑ سے نہیں ملیں۔ وہ کسی نہ کس طرح زندہ سلامت راڈیم کے قریب واقع گٹڑ کے دہانے سے باہر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ بہرحال اب انہیں اس راستے سے دوبارہ اندر آنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے"...... کرنل

کاروف نے کہا۔

"یس باس۔ راستہ تو بلاک کر دیا گیا ہے۔ اب اسے باہر سے کسی بھی طرح نہیں کھولا جا سکتا"...... کارسکو نے جواب دیا تو کرنل کاروف نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ایک نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں چیف آف کے جی بی"...... کرنل کاروف نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں کرانسکو بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں رات گئے اس وقت اس لئے کال کیا گیا ہے کہ تین پاکیشیائی ایجنٹ کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں ایک خفیہ راستے سے داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن انہیں گٹڑ میں پھینک دیا گیا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وہ گٹڑ میں گر کر ہلاک ہونے کی بجائے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ گٹڑ کا یہ دہانہ راڈیم کے قریب واقع ہے اور وہاں سے آگے بڑھنے کے لئے کلیو موجود ہے۔ تم فوراً راڈیم پہنچ جاؤ۔ وہاں فلارسن تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ اس سے تفصیلات معلوم کر لو اور تم نے اپنے پورے گروپ کو انہیں تلاش کرنے اور ہلاک کرنے پر لگا دینا ہے۔ میں جلد از جلد ان کی ہلاکت

چاہتا ہوں اور اگر تم نے انہیں ہلاک کر دیا تو تمہیں اور تمہارے گروپ کو آئندہ کے جی بی کی سرپرستی بھی حاصل ہو جائے گی اور تمہیں اس کا خصوصی انعام بھی دیا جائے گا لیکن یہ سن لو کہ اچھائی تیز اور خطرناک لوگ ہیں۔ تم نے پوری طرح ہوشیار اور محتاط رہنا ہے"...... کرنل کاروف نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کرانسکو نے کہا تو کرنل کاروف نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اس لئے نہیں کہ اسے یقین تھا کہ کرانسکو انہیں تلاش کر کے ہلاک کر دے گا بلکہ اس لئے کہ اب بہرحال وہ دوبارہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

"باس۔ باس۔ ہوش میں آئیں باس"...... عمران کے کانوں میں یگر کی آواز ایسے پڑی جیسے ٹائیگر کہیں دور سے بول رہا ہو اور پھر ستہ آہستہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی دور ہوتی چلی گئی۔ ڑی دیر بعد عمران نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ شعوری طور پر اٹھنے لگا۔

"لیٹے رہیں باس۔ آپ کے سر پر گہری چوٹ آئی ہے اس لئے آپ بے ہوشی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ ہوش ں آ گئے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک یل سانس لیا۔

"نہیں۔ اب میں ٹھیک ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے اتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اپنی رہائش گاہ کے ے میں ہی موجود تھا اور ٹائیگر بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا

ہوا تھا۔ عمران بیڈ سے نیچے اترا اور ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ویسے اس کا لباس تبدیل ہو چکا تھا۔

" مجھے تو صرف اتنا یاد ہے کہ میں کسی کنوئیں میں گر رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن پر تاریکی چھا گئی۔ کیا ہوا تھا۔ تفصیل بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

" باس۔ اس کنوئیں کا اختتام ایک بڑے گٹڑ میں ہوتا تھا۔ شاید لاشیں پھینکنے کے لئے یہ سسٹم بنایا گیا تھا۔ گٹڑ میں خاصا پانی تھا اس لئے ہم اس پانی میں گرنے کی وجہ سے گہری چوٹوں سے محفوظ رہے لیکن آپ بے ہوش ہو چکے تھے اور گٹڑ میں زہریلی گیس بھی موجود تھی اس لئے میں نے آپ کو کاندھوں پر لاد لیا اور پھر تنویر صاحب اور میں سائیڈ کی خالی اور سوکھی ہوئی جگہ سے آگے کی طرف دوڑ پڑے۔ کچھ فاصلے پر شاید گٹڑ کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو گا یا وہاں کہیں کوئی رخنہ ہو گا کہ وہاں زہریلی گیس کا دباؤ خاصا کم ہو گیا تھا۔ بہرحال تنویر صاحب اور میں آپ کو باری باری اٹھا کر آگے بڑھتے رہے لیکن ہمارے ذہنوں پر بھی گیس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے لیکن بہرحال کسی نہ کسی طرح گرتے پڑتے ہم ایک دہانے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ دہانے پر موجود ڈھکن کچھ ہٹا ہوا تھا۔ اس سے اندر آنے والی روشنی سے ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ دہانے تک جانے کے لئے لوہے کی سیڑھی گٹڑ کے دوسرے کنارے پر

تھی اس لئے ہمیں ایک بار پھر پانی کراس کر کے دوسری طرف جانا پڑا اور بہرحال ہم گٹڑ سے زندہ سلامت باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ہمارے لباسوں سے پانی نچڑ رہا تھا اس لئے ہماری حالت ایسی نہیں تھی کہ ہم کوئی ٹیکسی وغیرہ کر سکتے اس لئے تنویر صاحب اکیلے آگے بڑھ گئے۔ پھر قریب ہی ایک پبلک پارکنگ میں کھڑی ہوئی ایک کار انہوں نے چرائی اور واپس آ گئے۔ آپ مسلسل بے ہوش تھے۔ اس کار کی مدد سے ہم بہرحال یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تنویر صاحب نے یہاں آ کر اپنا لباس تبدیل کیا اور اب وہ کار کو یہاں سے کہیں دور چھوڑنے گئے ہیں۔ میں نے اپنا اور آپ کا لباس تبدیل کیا۔ آپ کے سر پر خاصا گہرا زخم تھا۔ میں نے اس کی بینڈیج کر دی اور اب آپ کو ہوش آیا ہے"۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باہر سے پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔

" تنویر صاحب ہوں گے۔ میں دیکھتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد تنویر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔

" تمہیں ہوش آ گیا۔ خدا کا شکر ہے ورنہ مجھے یہی فکر تھی کہ اگر تمہیں کسی ہسپتال میں داخل کرانا پڑا تو مسئلہ بن جائے گا"۔ تنویر نے کہا۔

" ڈھیٹ آدمی ہوں اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر خلاف معمول

مسکرا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اب واقعی پروگرام سوچنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو ظاہر ہے انہوں نے وہ خفیہ راستہ بند کر دیا ہو گا اس لئے اب سوچنے کا مسئلہ ختم کرو اور وہاں ڈائریکٹ ایکشن کئے جانے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"شاید ایسا ہی کرنا پڑے لیکن ظاہر ہے اس کے بارے میں بھی سوچنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ جو کچھ اس بلیک روم میں ہوا ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ تنویر صاحب نے بھی بہت سوچا لیکن وہاں ہونے والے تمام واقعات کی کوئی توجیہہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تنویر تو خیر سائنس دان نہیں ہے لیکن تم تو سائنس دان ہو۔ تم تو اس بارے میں سوچ سکتے ہو۔ کارسکو جیسا آدمی فوراً ساری بات سمجھ گیا تھا۔ تم کیوں نہیں سمجھ سکے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سائنس۔ اوہ۔ تو یہ سائنسی سلسلہ تھا۔ مگر"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا اور پھر وہ سوچنے لگ گیا۔

"تم خود ہی بتا دو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران

نے مختصر طور پر راسکال دھات سے بنی ہوئی زنجیروں، مشین پسٹل کے میگزین میں استعمال ہونے والے مخصوص کیمیکل اور پھر ان سب سے نکلنے والی ریز اور ان کے اثرات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"تمہیں کیسے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا"...... تنویر نے کہا۔

"جب اس کرنل کاروف نے مجھے ہلاک کرنے کے لئے مشین پسٹل نکالا تو میں سمجھ گیا کہ اب کیا ہو گا۔ اس لئے میں مطمئن تھا اور پھر ویسے ہی ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن ان دونوں کو تم نے کارسکو کے پاس کیوں بھجوا دیا تھا۔ رنے دینا تھا انہیں"...... تنویر نے کہا۔

"اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ کہیں وہ مشین گن سے ائرنگ نہ کر دیں۔ ایسی صورت میں ہمارے بچ جانے کی بظاہر کوئی ورت نہ تھی اور دوسری یہ کہ میں چاہتا تھا کہ وہ دونوں وہاں سے چلے جائیں تاکہ ہم اس دوران ٹی کراس سے نجات حاصل کر سکیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس۔ یہ ٹی کراس کا سسٹم واقعی خوفناک تھا۔ اگر مشین پسٹل کی بجائے وہ مشین گن استعمال کرتے تو ہم واقعی بچ نہ سکتے تھے اور ان سے نجات بھی تقریباً ناممکن تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی بظاہر ناقابل تسخیر تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا۔ اس نے ہمارے بچ نکلنے کی سبیل پیدا کر دی لیکن انہیں اب

تک یقیناً یہ علم ہو چکا ہو گا کہ ہم گرڑ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اس لئے اب ایک تو وہ ہمیں تلاش کریں گے اور دوسرا انہوں نے وہ خفیہ راستہ بھی بلاک کر دیا ہو گا اور ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر کا حفاظتی نظام بھی پہلے سے زیادہ سخت کر دیا ہو گا اس لئے اب ہمیں اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا ہو گا"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ اصل مسئلہ تو اس سپیشل ریکارڈ روم کا ہے۔ اگر ہم کسی طرح بھی اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو بھی جائیں تب بھی اس ریکارڈ روم تک پہنچنا اور وہاں سے فائل حاصل کر کے واپس نکلنا خاصی پیچیدہ بات نظر آتی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واپسی کی بات تو تب ہو گی جب ہم پہلے اندر داخل ہوں گے"۔ عمران نے کہا۔

"اچھے بھلے اندر داخل ہو گئے تھے۔ تم نے خواہ مخواہ اس کاروف کو ہوش دلایا۔ ویسے ہی گولی مار کر ختم کر دیتے۔ وہاں دوسرے لوگ تھے ان سے پوچھ گچھ کر لیتے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ واقعی وہاں ایک ایسا آدمی موجود ہے جسے کور کر کے ہم اس فائل تک پہنچ سکتے ہیں اور وہ ہے آپریشن روم کا انچارج کارسکو۔ جس کی وجہ سے ہی ہم اس خفیہ راستے کے باوجود ٹریس ہو گئے تھے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"لیکن اب اسے کور کیسے کیا جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ انہوں نے یہ راستہ سیل کر دیا ہو گا۔ ہم اسے بم کے ذریعے توڑ بھی سکتے ہیں۔ ایک بار اندر گھس جائیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس انداز میں اب وہاں جانا جان بوجھ کر ہلاکت خرید کرنے کے مترادف ہے۔ اب کوئی اور طریقہ سوچنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں تک وہ بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے بول رہا ہوں۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم کا براہ راست نمبر دیں"...... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"سر۔ وہاں براہ راست نمبر نہیں ہے۔ آگے ان کا اپنا ایکس چینج ہے۔ ہمارے پاس ایکس چینج کے نمبر ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"کیا نمبر ہیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایکس چینج کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کے جی بی ہیڈ کوارٹر"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔آپریشن روم انچارج کارسکو سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"کون بات کریں گے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں خود بات کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کارسکو بول رہا ہوں۔ انچارج آپریشن روم کے جی بی ہیڈ کوارٹر"...... کارسکو کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید اسے پہلے کبھی اس انداز سے براہ راست کال نہ کیا گیا تھا اس لئے وہ حیران تھا کہ پریذیڈنٹ آف روسیاہ کے ملٹری سیکرٹری نے اسے براہ راست کال کیوں کیا ہے۔

"کرنل انکوف بول رہا ہوں۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مسٹر کارسکو۔ کیا یہ فون محفوظ ہے۔آپ سے ایک اہم سرکاری بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نو سر ایکس چینج کے ذریعے بات ہو رہی ہے۔ میں آپ کو فون نمبر دے دیتا ہوں۔ اس پر کال محفوظ رہے گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا ہیڈ کوارٹر میں ذاتی فون بھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ایمر جنسی کے لئے موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو کارسکو نے بتائے تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کارسکو کی آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کرنل انکوف فرم دس اینڈ"۔ عمران نے اسی طرح بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اب فرمایئے سر۔ اب فون محفوظ ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مسٹر کارسکو۔ پریذیڈنٹ صاحب کو ان کے اپنے ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں کسی خفیہ راستے سے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن آپ کی وجہ سے وہ پکڑے گئے اور پھر اس کے بعد جو حالات ہوئے ان کے بارے میں بھی مختصر سی اطلاع ملی ہے۔ جناب پریذیڈنٹ اس بارے میں کرنل کاروف سے ہٹ کر آپ کی رپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے حق میں کوئی بڑا فیصلہ ہو جائے اس لئے کیا آپ ہیڈ کوارٹر سے باہر آ کر خفیہ طور پر جناب پریذیڈنٹ کو اس بارے میں بریف کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر جانا تو سختی سے ممنوع ہے۔آپ چیف

کو حکم دے دیں تو وہ مجھے باہر جانے کی اجازت دے سکتے ہیں"۔ کارسکو نے کہا۔

" مسٹر کارسکو۔ آپ معاملے کی حساس نوعیت کو سمجھ نہیں رہے۔ جناب پریذیڈنٹ چیف کرنل کاروف سے ہٹ کر آپ کی بریفنگ کے خواہش مند ہیں۔ اس صورت میں اگر چیف سے بات کی گئی تو پھر ساری بات ہی ختم ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

" مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس آنا ہو گا سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" نہیں۔ ایک سپیشل پوائنٹ پر آپ بریفنگ دیں گے۔ آپ ہیڈ کوارٹر سے باہر اس انداز میں آسکتے ہیں کہ چیف کو علم نہ ہو کہ آپ کہاں گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" سر۔ مجھے کتنی دیر باہر رہنا پڑے گا"...... کارسکو نے کہا۔

" صرف ایک گھنٹہ"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ ایک خفیہ راستہ موجود ہے جسے میں نے ابھی سیلڈ کیا ہے لیکن میں اسے کھول سکتا ہوں اور اس وقت صبح ہونے والی ہے۔ مجھے کب باہر آنا ہو گا اور کہاں پہنچنا ہو گا"۔ کارسکو نے کہا۔

"آپ کو باہر آنے میں کتنا وقت لگے گا"...... عمران نے کہا۔

" سیلڈ راستہ کھولنے میں دو گھنٹے لگ جائیں گے جناب"۔ کارسکو نے جواب دیا۔

" اوکے۔ آپ دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر کے قریب چوک ریڈ اسکوائر پر واقع سٹار لائن کلب کے سامنے پہنچ جائیں۔ آپ کو وہاں سے پک کر لیا جائے گا۔ حوالہ پریذیڈنٹ ہاؤس ہو گا اور پھر آپ کو واپس وہیں ڈراپ کر دیا جائے گا لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب تک جناب پریذیڈنٹ اس معاملے کو اوپن نہ کریں آپ نے بھی اسے اوپن نہیں کرنا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ دو گھنٹے بعد آپ چوک پر پہنچ جائیں۔ گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ تو صریحاً خودکشی ہے"...... تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ احمق ہیں اور اس طرح بغیر کسی تصدیق کے وہ بھاگا چلا آئے گا۔ لامحالہ ہیڈ کوارٹر میں اول تو ایسا کمپیوٹر موجود ہو گا جس نے تمہاری آواز کو چیک کر لیا ہو گا اور اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تمہاری اس تفصیلی گفتگو کے دوران یہاں کا پتہ معلوم کر لیا ہو اور کسی بھی لمحے وہ یہاں پہنچنے والے ہوں اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تب بھی یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کارسکو خاموشی سے نکل کر چوک پر پہنچ جائے اور کسی کو اس کا علم نہ ہو۔ بلکہ مجھے یقین ہے کہ کارسکو کے چوک پر پہنچنے سے پہلے ہمارے

قاتل وہاں پہنچ چکے ہوں گے اور جیسے ہی ہم وہاں پہنچیں گے وہ ہم پر چاروں طرف سے فائرنگ کھول دیں گے"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویری گڈ تنویر۔ اس کا مطلب ہے کہ تم صرف ڈائریکٹ ایکشن کے بارے میں ہی نہیں سوچتے بلکہ اس سے ہٹ کر بھی سوچتے ہو۔ لیکن تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ ہم اس چوک پر پہنچیں گے اور اس کارسکو کو اٹھا کر یہاں لے آئیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا مقصد صرف راستہ کھلوانا تھا۔ ہمیں اس راستے کے دہانے کا علم ہے۔ جیسے ہی راستہ کھلے گا اور کارسکو باہر آئے گا ہم اندر داخل ہو جائیں گے۔ ان کی تمام توجہ چوک پر ہو گی۔ اس راستے پر نہیں۔ پھر ہم وہاں پورے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں گے۔ جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ وہ یہاں پہنچنے والے ہوں گے تو ہم بھی فوراً یہاں سے چلنے والے ہیں اور یہ دو گھنٹے وہیں گزاریں گے ہیڈ کوارٹر کے پاس"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں بھی تو ہمیں ایک بار پھر ڈائریکٹ ایکشن میں آنا ہو گا ورنہ اس طرح تو ہیڈ کوارٹر پر قبضہ نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے اس بار قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"وہاں جا کر جیسے حالات ہوں گے ویسے کر لیا جائے گا۔ اب اٹھو۔ ہم نے یہاں سے فوری روانہ ہونا ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"باس۔ ہمیں اسلحہ بھی تو ساتھ لے جانا ہو گا"...... ٹائیگر نے ۔

"ہاں۔ ضروری اسلحہ تو بہرحال ساتھ لے جانا ہو گا"...... عمران کہا تو ٹائیگر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل کاروف گہری نیند سویا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بجنے لگی اور پھر وہ مسلسل بجتی چلی گئی تو کرنل کاروف نے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا خمار موجود تھا۔ کرنل کاروف نے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"کارسکو بول رہا ہوں چیف۔ انتہائی اہم مسئلہ آپ سے ڈسکس کرنا ہے اس لئے میں نے آپ کو اس وقت ڈسٹرب کیا ہے"۔ کارسکو نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کی طرف سے مجھے کال آئی ہے"۔ کارسکو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

کرنل کاروف کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کال پاکیشیائی ایجنٹوں کی طرف سے کی گئی ہے"...... کرنل کاروف نے پوچھا۔

"ویسے تو مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ پریذیڈنٹ صاحب کے ملٹری سیکرٹری کا نام کرنل چاکروف ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ میرا کزن ہے اور میں اس کی آواز پہچانتا ہوں اور آخری بات یہ کہ میں نے پریذیڈنٹ ہاؤس فون کر کے معلوم کر لیا ہے۔ وہاں سے مجھے کوئی کال نہیں کی گئی"...... کارسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی یہ کال پاکیشیائی ایجنٹ کی ہے لیکن وہ تمہیں باہر کیوں بلانا چاہتا ہے۔ میں نے ان تینوں ایجنٹوں کو دیکھا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی تمہاری قدوقامت کا نہیں ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"جناب۔ میں نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ دراصل خفیہ راستہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہو گا کہ میں خفیہ راستے کھول کر چوک پر چلا جاؤں گا اور وہ اس راستے سے دوبارہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اور تو کوئی صورت مجھے سمجھ نہیں آتی"...... کارسکو نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی تم نے انتہائی ذہانت سے یہ بات سوچی ہے۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی۔ کیا تم نے وہ جگہ تلاش کی ہے

جہاں سے وہ کال کر رہے تھے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"نو سر۔ وہ اس لئے کہ ایسا کوئی سسٹم میرے ذاتی فون کے ساتھ اٹیچ نہیں ہے۔ البتہ میں نے ایکس چینج آپریٹر سے پوچھا تھا کیونکہ پہلے ایکس چینج کے ذریعے مجھ سے بات ہوئی تھی لیکن ایکس چینج آپریٹر نے بتایا کہ اسے چونکہ کال چیک کرنے کی ہدایت نہیں تھی اس لئے اس نے چیک نہ کیا تھا"...... کارسکو نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ راستہ کھولو۔ میں سپیشل وے کھلوا کر تمہیں باہر بھجوا دیتا ہوں اور کرانسکو کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ ریڈ اسکوائر پر پہلے سے پکٹنگ کر لے۔ اگر یہ لوگ وہاں آئیں تو ان سے نمٹ لیا جائے گا اور اگر یہ لوگ خفیہ راستے کے دہانے پر پہنچیں تو وہاں بھی کرانسکو کے آدمی موجود ہوں گے۔ وہ ان سے نمٹ لیں گے۔ اس طرح دونوں طرف سے کوئی رسک باقی نہیں رہے گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر۔ یہ ٹھیک رہے گا سر"...... کارسکو نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک حد تک تیز اور ذہین ثابت ہو رہے ہیں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر۔ میں محتاط رہوں گا"...... کارسکو نے جواب دیا۔

"او کے۔ دو گھنٹے بعد سپیشل وے کھل جائے گا۔ تم باہر جانا۔ میں آرڈر کر دیتا ہوں"...... کرنل کاروف نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... ایکس چینج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"فلارسن سے میری بات کراؤ"...... کرنل کاروف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"خاصے ذہین لوگ ہیں"...... کرنل کاروف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاروف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"فلارسن بول رہا ہوں چیف"...... فلارسن کی نیند کے خمار میں بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"کرانسکو کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"نو سر۔ ویسے ان لوگوں کا کوئی واضح کلیو آگے جا کر نہیں ملا اس لئے اب دن کے وقت انہیں ٹریس کیا جائے گا"...... فلارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے کارسکو سے خود رابطہ کیا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا اور پھر اس نے کارسکو کی کال کی تفصیلات بتا دیں۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی خطرناک سازش کی ہے انہوں نے۔ کارسکو نے واقعی ذہانت سے تجزیہ کیا ہے چیف"...... فلارسن نے

کہا۔

" ہاں۔ کارسکو کی ذہانت ان سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ وہ ہمارے لئے واقعی سرمایہ ثابت ہو رہا ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کارسکو کو اب اس کی صلاحیتوں کے پیش نظر کے جی بی میں اعلیٰ عہدہ دیا جائے گا۔ تم ایسا کرو کہ دو گھنٹے بعد سپیشل وے کھول کر کارسکو کو باہر بھجوا دینا اور پھر فوراً ہی سپیشل وے بند کر دینا۔ باقی انتظامات میں کرانسکو کے ذریعے کرا لوں گا"...... کرنل کاروف نے کہا۔

" یس چیف "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاروف نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر دو نمبر پریس کر دیئے۔

" یس سر "...... ایکس چینج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" کرانسکو جہاں بھی ہو اس سے فوراً میری بات کراؤ "...... کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاروف نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل کاروف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" کرانسکو بول رہا ہوں چیف "...... دوسری طرف سے کرانسکو کی بھی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

" تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں

دی۔ کیوں "...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

" جناب۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ راڈیم پہنچا تھا۔ وہاں فلارسن اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن وہاں ان کا کوئی کلیو نہیں مل سکا۔ چونکہ رات کا پچھلا پہر تھا اس لئے فوری طور پر انہیں ٹریس نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے میں نے اپنے آدمیوں کو آج صبح کام کرنے کی ہدایات دے کر واپس بھجوا دیا۔ صبح ہوتے ہی ان کی تلاش شروع کر دی جائے گی۔ میں نے فلارسن کو بتا دیا تھا"۔ کرانسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹوں نے کارسکو سے فون پر رابطہ کیا ہے اور وہ اسے چکر دے کر خفیہ راستہ کھلوانا چاہتے ہیں اور انہوں نے اسے ریڈ اسکوائر چوک پر ایک کلب کے سامنے پہنچنے کا کہا ہے "...... کرنل کاروف نے کہا۔

" وہ کیوں چیف "...... کرانسکو نے حیران ہو کر پوچھا تو کرنل کاروف نے کارسکو کی دی ہوئی رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

" اوہ۔ واقعی کارسکو نے درست سوچا ہے چیف۔ ان کا یہی مقصد ہو گا کہ وہ خفیہ راستے سے دوبارہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں اور ان کے راستے کی رکاوٹ کارسکو بھی وہاں موجود نہ ہو "...... کرانسکو نے جواب دیا۔

" ہاں۔ لیکن یہ تجزیہ غلط بھی ہو سکتا ہے اور درست بھی۔ ہمیں دونوں اطراف کا خیال رکھنا ہے اس لئے تم ایسا کرو کہ اپنے آدمی

ریڈ اسکوائر پر پھیلا دو۔ جب کارسکو وہاں پہنچے تو تم نے اس کی اس انداز میں نگرانی کرانی ہے کہ انہیں کسی طرح بھی شک نہ پڑے اور جب کارسکو کا ان سے رابطہ ہو تو تم نے فوری طور پر حرکت میں آنا ہے اور ان سب کا فوری خاتمہ کر دینا ہے۔ سمجھ گئے ہو"....... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر"....... کرانسکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جبکہ تم اپنے دوسرے گروپ کے ساتھ خفیہ راستے کے بیرونی دہانے پر موجود رہو گے۔ اگر وہ لوگ وہاں پہنچیں تو تم نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے"....... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر۔ ان کے حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل وہی ہو گی جو پہلے فلارسن نے بتائی ہے یا مختلف ہو گی"....... کرانسکو نے کہا۔

"وہ لازماً نئے میک اپ میں ہوں گے۔ وہ انتہائی تیز طرار ایجنٹ ہیں اس لئے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ پہلے والے حلیوں میں واپس آئیں۔ البتہ ان کی تعداد اور ان کی قدوقامت ظاہر ہے وہ بدل نہیں سکتے اس لئے تمہیں بھی زیادہ توجہ ان کی تعداد اور ان کے قدوقامت پر رکھنا ہو گی"....... کرنل کاروف نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر"....... کرانسکو نے کہا۔

"تم نے انہیں مشکوک سمجھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ ایک

لمحے کے لئے بھی مت ہچکچانا۔ چیکنگ بعد میں ہوتی رہے گی۔ اگر غلط آدمی بھی مارے گئے تو میں سنبھال لوں گا لیکن انہیں کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"....... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر"....... کرانسکو نے جواب دیا۔

"مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ اب میں آفس میں موجود رہوں گا"۔ کرنل کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور بیڈ سے اٹھ کر ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اب ان حالات میں اسے بہرحال نیند نہ آ سکتی تھی۔

عمران، تنویر اور ٹائیگر کے ہمراہ کار کی بجائے ٹیکسی میں بیٹھ کر ریڈ اسکوائر چوک پہنچا لیکن کارسکو نے کہا تھا کہ وہ دو گھنٹے بعد وہاں پہنچے گا اس لئے عمران اور اس کے ساتھی میک اپ اور لباس تبدیل کر کے فوراً اپنی رہائش گاہ سے چل پڑے تھے کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ فون ٹریس ہو جانے کی وجہ سے کوٹھی پر ریڈ نہ کر دیا جائے اور ویسے بھی عمران وہاں پہلے سے موجود رہنا چاہتا تھا تاکہ صورت حال کو خود چیک کر سکے۔ ابھی صبح صادق کا وقت تھا اس لئے سڑکوں پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ ویسے بھی شدید سردی کی وجہ سے دھند چھائی ہوئی تھی اس لئے ابھی دکانیں اور ادارے نہ کھلے تھے۔ اکا دکا کاریں اور بسیں وہاں سے گزر رہی تھیں۔ وہ تینوں ریڈ اسکوائر چوک سے کچھ فاصلے پر ایک زیر تعمیر عمارت کی دیوار کی اوٹ میں اس انداز میں کھڑے تھے کہ جب تک انہیں خصوصی طور پر مارک نہ کیا

جائے انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ ہم خفیہ راستے والے دہانے کی طرف جائیں گے لیکن وہ تو ہیڈ کوارٹر کے عقبی طرف ہے اور ہم یہاں کھڑے ہیں"...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہماری ٹریننگ کی بنیاد اسی آئیڈیے پر کی جاتی ہے کہ ہمیں ہر وقت تمام ممکنہ آپشنز کھلے رکھنے چاہئیں۔ ایک آپشن کے پیچھے آنکھیں بند کر کے نہیں دوڑنا چاہئے۔ ان دو گھنٹوں کے دوران کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سرے سے کارسکو آئے ہی نہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خفیہ راستہ کھول کر آئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ خفیہ راستہ کھولنے کی بجائے کسی اور راستے سے آئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے ہونے والی گفتگو کی رپورٹ کرنل کاروف تک پہنچ جائے یا کارسکو خود ہی اسے بتا دے اور پھر ہماری ہلاکت کے لئے یہاں اور وہاں دونوں جگہوں پر آدمی تعینات کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہوں اس لئے ہمیں ان سب آپشنز کا خیال رکھنا ہو گا"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا ذہن اس قدر سوچنے سے تھکتا نہیں ہے"...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہر چیز کی عادت پڑ جاتی ہے۔ مجھے سوچنے کی عادت پڑ گئی ہے اور تمہیں نہ سوچنے کی۔ اس لئے دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ایڈجسٹ ہو چکے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ نے جو آپشنز بتائے ہیں ان میں آپس میں بہت تضاد ہے اور آپ نے ہر آپشن کو چیک کرنے کا کیا پلان بنایا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم سوچو اور مجھے بتاؤ"....... عمران نے کہا۔

"تم اس غریب کو بھی اپنی طرح فلاسفر بنانا چاہتے ہو"....... تنویر واقعی موڈ میں تھا۔

"فلاسفر بننا بڑے فائدے کی بات ہے۔ بہت سی کوتاہیاں اور غلطیاں اس فلاسفر بننے سے معاف کر دی جاتی ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"....... تنویر نے کہا۔

"فلاسفر سے کوئی غلطی ہو جائے تو یہ کہہ کر اسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے کہ بے چارہ فلاسفر ٹائپ آدمی ہے۔ اس کا قصور نہیں ہے"....... عمران نے کہا تو اس بار تنویر کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ یہاں رک کر یہ چیک کریں گے کہ کیا کارسکو آتا بھی ہے یا نہیں۔ دوسرا وہ کس طرف سے آتا ہے سامنے کی طرف سے یا عقبی طرف سے۔ تیسرا اگر اس کی نگرانی اور ہمارے لئے یہاں آدمی تعینات کئے جائیں گے تو انہیں بھی پہلے چیک کیا جا سکتا ہے۔ پھر جو صورت حال ہو گی ویسے ہی ایکشن لیا جائے گا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"گڈ۔ تم نے درست تجزیہ کیا ہے اس لئے بجائے مجھ سے پوچھنے کے خود ہی سوچا کرو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ عمران کی تعریف پر بے اختیار کھل اٹھا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ مجھے عقبی طرف جا کر رکنا چاہئے اور تم اور ٹائیگر یہاں رکے رہو۔ اگر کارسکو عقبی طرف سے آتا ہے تو میں فوراً ہی اس خفیہ راستے سے اندر داخل ہو کر تمہیں کال کر لوں گا اور اگر وہ کسی سامنے کے راستے سے آتا ہے تو تم خود اسے کور کر کے اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں اطراف آدمی تعینات کریں۔ اس طرح عقبی طرف موجود آدمیوں کا خاتمہ بھی کیا جا سکتا ہے ورنہ اب ہم وہاں پہنچیں گے تو وہ پہلے سے وہاں موجود ہوں گے"....... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ تو فلسفے کے جراثیم تم میں بھی سرایت کرنے لگ گئے ہیں لیکن تمہاری وہاں موجودگی سے ایک اور آپشن سامنے آ جائے گا جس کا ہم نے پہلے سے کوئی توڑ نہ کیا ہو گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سا آپشن"....... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ خفیہ راستہ کھلتے ہی تم اندر پہنچ جاؤ گے اور پھر اس وقت سے پہلے تم نے ہمیں اطلاع ہی نہیں دینی جب تک تم مطلوبہ فائل کی کاپی حاصل نہ کر لو اور ہیڈ کوارٹر میں قتل عام نہ کر دو۔ پھر یہی دو صورتیں ہوں گی کہ یا تو تم فائل کی کاپی سمیت یہاں پہنچ جاؤ

گے یا پھر تمہاری لاش حاصل کرنے کے لئے ہمیں کرنل کاروف کی منتیں کرنا پڑیں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں سوچ تو واقعی ایسا ہی رہا تھا لیکن چلو وعدہ کہ میں ایسا نہیں کروں گا"...... تنویر نے کہا۔

"او کے ۔ پھر تم دونوں وہاں جاؤ۔ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر مجھے اطلاع دے دینا۔ میں یہاں رکوں گا لیکن خیال رکھنا یہ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ عام مجرموں یا بدمعاشوں کے کسی سینڈیکیٹ کا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ آؤ ٹائیگر"...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دیوار کی اوٹ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا اور ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ اب وہاں عمران اکیلا موجود تھا۔ اس کی تیز نظریں دھند کے باوجود بغور ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اچانک وہ ایک سیاہ رنگ کی کار کو چوک پر رکتے دیکھ کر چونک پڑا۔ کار رکتے ہی اس میں سے دو لمبے تڑنگے آدمی باہر آئے اور اس کے ساتھ ہی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی اور کچھ آگے جا کر دھند میں غائب ہو گئی۔ عمران کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں جنہوں نے سیاہ رنگ کے اوور کوٹ اور سر پر گرم ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ یہ دونوں مقامی آدمی تھے۔ انہوں نے پہلے تو وہیں رک کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کچھ کہا تو ایک آدمی کلب کی طرف بڑھ گیا جس کا پتہ عمران نے کارسکو کو دیا تھا جبکہ دوسرا

آدمی اس طرف کو آنے لگا جدھر عمران موجود تھا۔ عمران نے سر نیچے کر لیا تاکہ آنے والا اسے دور سے نہ دیکھ سکے۔ چند لمحوں بعد اسے قدموں کی آواز قریب درخت کے قریب پہنچ کر رکتی سنائی دی تو چند لمحے مزید انتظار کر کے عمران نے سر اونچا کیا تو اس نے اس آدمی کو درخت کی اوٹ میں کھڑے دیکھا۔ اس کی پشت دیوار کی طرف تھی جس دیوار کے پیچھے عمران موجود تھا جبکہ اس کی نظریں اس کلب والی جگہ پر لگی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں اب مشین گن بھی نظر آنے لگ گئی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس کا خیال درست ثابت ہوا ہے۔ کارسکو کی آمد سے پہلے وہاں باقاعدہ افراد بھجوا دیئے گئے ہیں تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ عمران نے اچانک اپنے دونوں ہاتھ دیوار کے اوپر سے آگے بڑھائے اور پھر اچانک وہ آدمی ایک جھٹکے سے دیوار سے لگا اور اس کے منہ سے ہلکی سی غوں غوں کی آوازیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر نیچے زمین پر جا گری۔ عمران نے اس کی گردن کے گرد اچانک دونوں ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اسے دیوار کی طرف کھینچا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ ہٹائے تو وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔ عمران تیزی سے چلتا ہوا دیوار کی سائیڈ سے ہو کر اس آدمی تک پہنچا اور پھر اس نے پلک جھپکتے ہی اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور اس کی مشین گن بھی اٹھالی

اور پھر اسے اٹھائے ہوئے وہ دوڑتا ہوا واپس دیوار کے پیچھے آ گیا۔ یہاں چونکہ کوئی چوکیدار نہیں تھا اور اوٹ بھی تھی اس لئے عمران کو یقین تھا کہ دن چڑھے تک یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ اس نے دیوار کے ساتھ اس آدمی کو نیچے زمین پر لٹایا اور اس کی مشین گن ایک طرف رکھ کر اس نے جھک کر اس آدمی کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا ہو کر اس نے ایک پیر اس کی گردن پر اس طرح رکھ دیا کہ پیر کا دباؤ ایڑی پر ہی رہا تھا۔ چند لمحوں بعد پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس آدمی نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی تو عمران نے پیر کا دباؤ اس کی گردن پر ڈال کر پیر کو آہستہ سے گھما دیا تو اٹھنے کے لئے اس آدمی کا سمٹتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں تو عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو اس کا چہرہ اتنی تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا جتنی تیزی سے مسخ ہوا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے اس آدمی سے پوچھا۔

"مالوف"...... اس آدمی نے رک رک کر جواب دیا۔

"کس گروپ سے تمہارا تعلق ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کرانسکو گروپ سے"...... مالوف نے جواب دیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر وہ کرانسکو گروپ کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے بتا دیا کہ کرانسکو خود ہیڈ کوارٹر کی عقبی طرف دو آدمیوں کے ساتھ گیا ہے جبکہ اس سمیت دو آدمیوں کو یہاں پہنچایا گیا ہے۔

"کرانسکو کیا کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا ملازم ہے یا"...... عمران نے پیر کو ذرا سا موڑ کر واپس کرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ کے جی بی کے ایکشن سیکشن کا چیف ہے"...... مالوف نے جواب دیا۔

"کیا اس کا آفس ہیڈ کوارٹر کے اندر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ جواگان روڈ پر آفس ہے"...... مالوف نے جواب دیا اور پھر عمران نے ایک ایک کر کے اس سے پوری تفصیل پوچھی اور آخر میں پیر کو ایک جھٹکے سے آگے کر دیا تو اس آدمی کے جسم نے جھٹکا کھایا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ عقبی طرف راستہ نہیں کھولا جائے گا بلکہ کارسکو کسی سپیشل وے سے باہر آئے گا۔ اس مالوف کو اس سپیشل وے کا علم نہیں تھا۔ البتہ اس کرانسکو کو یقیناً اس کا علم ہو گا اور وہ عقبی طرف تھا جہاں تنویر اور ٹائیگر موجود تھے۔ عمران نے جیب سے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ پرنس کالنگ۔ اوور"...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر

ی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"تنویر کہاں ہے۔اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ دوسری سائیڈ پر ہے۔اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تین افراد یہاں پہنچے ہوں گے۔ان کی کیا پوزیشن ہے۔اوور" عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ایک سیاہ رنگ کی کار یہاں آ کر رکی۔اس میں سے تین افراد باہر آئے اور کار واپس چلی گئی ہے۔وہ تینوں آدمی مختلف اونوں کے پیچھے موجود ہیں۔میری تنویر صاحب سے بات ہوئی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جب تک خفیہ راستہ نہ کھلے اس وقت تک ہمیں انتظار کرنا ہو گا۔اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان تینوں میں سے ایک ان کا چیف ہے۔یقیناً اس نے کار میں سے اتر کر ان کی ڈیوٹیاں لگائی ہوں گی۔کیا تم اسے پہچان سکتے ہو۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک کوڑے کے ڈرم کے پیچھے موجود ہے جبکہ اس کے دونوں ساتھی تنویر صاحب کے قریب موجود ہیں۔اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تم اس آدمی کو بے ہوش کر سکتے ہو۔یہ کے جی بی ایکشن گروپ کا چیف ہے۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔میری دوسری کال کا انتظار کرو۔اوور اینڈ آل"۔عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر تنویر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔پرنس کالنگ۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس۔تنویر اٹنڈنگ یو۔اوور"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

"تنویر۔تین افراد میں سے دو تمہارے قریب ہیں جبکہ ایک ٹائیگر کی طرف ہے۔ٹائیگر سے میری بات ہوئی ہے۔ٹائیگر کے قریب موجود آدمی ایکشن گروپ کا چیف ہے۔ہم نے اسے بے ہوش کر کے اس سے سپیشل وے کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کیونکہ یہاں جو آدمی آئے ان میں سے ایک سے میں نے معلومات حاصل کی ہیں۔کار سکو خفیہ راستے کی بجائے کسی سپیشل وے سے باہر آئے گا اور اسے ابھی دیر ہے اس لئے ہمیں پہلے اس بارے میں معلوم ہونا چاہئے۔کیا تم ان دونوں افراد کو خاموشی سے ٹھکانے لگا سکتے ہو۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود ہے اس لئے آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔اوور"...... تنویر نے کہا۔

"تم ٹائیگر سے بات کر کے یہ طے کر لو اور پھر حرکت میں آ جاؤ۔جب یہ دونوں ختم ہو جائیں اور ان کا چیف بے ہوش ہو جائے تو مجھے کال کر لینا۔میں اس دوران یہاں موجود دوسرے آدمی کا خاتمہ کرتا ہوں۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور

اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے دیوار کی اوٹ سے نکل کر اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر مالوف کا دوسرا ساتھی گیا تھا۔ وہ سڑک پر پہنچ کر اس انداز میں آگے بڑھنے لگا جیسے وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے تیز تیز قدم اٹھاتا جا رہا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ گرم اوور کوٹ کی جیبوں میں تھے جن میں سے ایک ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ چونکہ وہ مقامی میک اپ اور لباس میں تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ مالوف کا ساتھی اسے نظر انداز کر دے گا اور پھر کلب کے قریب پہنچنے پر اس نے اس آدمی کو ایک پبلک فون بوتھ کی سائیڈ میں کھڑے دیکھ لیا۔ اس نے فون بوتھ کی اوٹ لے رکھی تھی۔ اگر عمران نے اسے پہلے سے نہ دیکھا ہوتا تو شاید وہ بھی اسے نظر انداز کر دیتا لیکن وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا اور پھر اچانک عمران نے فون بوتھ کی طرف دیکھا اور پھر کندھے جھٹک کر وہ فون بوتھ کی طرف مڑ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اچانک اسے فون بوتھ نظر آ گیا ہو۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا فون بوتھ کی طرف بڑھا اور اس نے اوٹ میں موجود آدمی کو اس طرح نظر انداز کر دیا جیسے وہاں اس کا وجود ہی نہ ہو اور پھر فون بوتھ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ عقبی طرف کوئی شیشہ وغیرہ نہیں تھا بلکہ لکڑی کی سالم پشت تھی اس لئے وہ آدمی اس پشت کے پیچھے تھا۔ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور کارڈ کو فون پیس کے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ آدمی کان لگائے ہوئے ہو گا۔

"ہیلو۔ راؤف بول رہا ہوں"...... عمران نے روسیاہی زبان اور خالصتاً مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے آواز دانستہ اونچی رکھی تھی تاکہ اوٹ میں موجود آدمی تک آسانی سے اس کی آواز پہنچ سکے مگر کوئی رابطہ نہ ہوا تھا لیکن عمران اس طرح بات کر رہا تھا جیسے اس کا رابطہ ہو گیا ہو۔

"سٹانوف ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ یانوف نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کی جگہ ڈیوٹی کرو۔ اگر تم نے کمپنی میں اس کی پوزیشن حاصل کر لی تو ہمارا بزنس چمک اٹھے گا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے دوسری طرف سے ہونے والی بات سن رہا ہو۔ پھر وہ اسی طرح باتیں کرتا رہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا اور کارڈ فون پیس سے نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور فون بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر آ کر اس نے دروازہ بند کیا اور سامنے سے گھوم کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا۔ اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عقب میں موجود آدمی سنبھلتا عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی اچھل کر نیچے گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل سکی تھی اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران نے گولیاں عین اس کے دل میں اتار دی تھیں۔ پھر عمران نے اسے

گھسیٹ کر اس طرح ایڈجسٹ کر دیا کہ جب تک عقبی طرف سے خصوصی طور پر آکر چیک نہ کیا جائے اس وقت تک اسے دیکھا نہ جا سکے اور پھر مشن پسٹل واپس جیب میں رکھے وہ تیزی سے مڑ کر سڑک پر آیا ہی تھا کہ اس کی جیب میں موجود زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی۔ عمران تیزی سے سائیڈ پر مڑا اور پھر ایک سائیڈ پر ہو کر اس نے جیب سے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر اس کو آن کیا اور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ تنویر کالنگ۔ اوور"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ پرنس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کام ہو گیا ہے۔ ٹائیگر نے اپنے قریب موجود آدمی کو بے ہوش کر دیا ہے جبکہ میں نے باقی دو کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب کیا کرنا ہے۔ اوور"...... تنویر نے کہا۔

"وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دوبارہ جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سے گھوم کر وہ ہیڈ کوارٹر کے عقبی طرف پہنچ سکتا تھا۔ اسے صرف ایک خطرہ تھا کہ کہیں اسے وہاں پہنچنے میں دیر نہ ہو جائے اور کارسکو سپیشل وے کھول کر چوک پر پہنچ جائے۔ عمران چاہتا تھا کہ وہ اس وقت سپیشل وے کے دہانے پر پہنچے جب کارسکو وہاں سے باہر آئے اس لئے چلنے میں وہ خاصی تیزی دکھا رہا تھا۔ پھر بھی اسے عقبی طرف پہنچنے میں کافی دیر لگ گئی۔

ٹائیگر اسے دیکھ کر ایک اوٹ سے باہر آ گیا تو عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی پرانی دیوار تھی۔

"تنویر کہاں ہے"...... عمران نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"وہ وہیں اپنی جگہ پر ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ دیوار کی اوٹ میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

"کیسے بے ہوش کیا ہے اسے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں رینگ کر اس کے عقب میں گیا تھا اور میں نے اس کی گردن پر اچانک ٹارگر کا وار کر دیا جو پہلی بار ہی درست انداز میں لگ گیا اور یہ بغیر کوئی آواز نکالے ڈھیر ہو گیا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پھر تو ناک اور منہ دبانے سے یہ ہوش میں آ جائے گا"۔ عمران نے کہا اور دیوار کی اوٹ میں بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"تم خیال رکھنا میں اس سے کچھ پوچھ گچھ کر لوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو کر اس نے بوٹ کی نو اس آدمی کی گردن پر اس انداز میں رکھ دی کہ پیر کا سارا وزن ایڑی پر رہا

لیکن وہ جب بھی چاہتا وزن کو پنجے میں منتقل کر سکتا تھا۔ اس طرح شہ رگ دب جاتی تھی اور پھر پیر کو گھمانے سے شہ رگ اس انداز میں بند ہو جاتی تھی کہ آدمی دنیا کے سب سے خوفناک عذاب میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ عمران یہ طریقہ اس وقت استعمال کرتا تھا جب اسے فوری اور بغیر کسی مداخلت کے کسی سے پوچھ گچھ کرنا ہوتی تھی۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اس کا جسم اٹھنے کے لئے سمٹنے ہی لگا تھا کہ عمران نے پیر کو اس کی گردن پر رکھ کر تیزی سے اسے موڑ دیا تو اس آدمی کے جسم کو اس طرح جھٹکے لگنے شروع ہو گئے جیسے لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ اس کے جسم میں دوڑنے لگ گیا ہو۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا جسم اس طرح ڈھیلا پڑ گیا تھا کہ جیسے غبارے سے ہوا نکل جانے کے بعد غبارے کی حالت ہوتی ہے۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو وہ آدمی بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا اور اس کا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا۔

"بولو۔ تمہارا نام کیا ہے۔ بولو"...... عمران نے پیر کو ذرا سا دباتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ عذاب ختم کرو۔ میرا نام کرانسکو ہے۔ کرانسکو"۔ اس آدمی نے رک رک کر کہا۔

"تم کے جی بی کے ایکشن گروپ کے چیف ہو۔ بولو۔ سپیشل

وے کس طرف ہے جہاں سے کارسکو نے ہیڈ کوارٹر سے باہر آنا ہے۔ بولو ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو تیزی سے پہلے اوپر کی طرف گھمایا اور پھر واپس کر دیا۔ اس ایک لمحے میں کرانسکو کی حالت غیر ہو گئی۔

"یہ۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ یہ کیا ہے۔ وہ۔ وہ شمال کی طرف سے باہر آئے گا۔ راگوف ہوٹل کے ساتھ دیوار میں دروازہ کھلے گا"۔ کرانسکو نے رک رک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو اور عمران نے پوری قوت سے پیر کو دبا کر موڑ دیا۔ کرانسکو کے ڈھیلے پڑے ہوئے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

"آؤ۔ تنویر کو بلاؤ"...... عمران نے دیوار کے پیچھے سے نکل کر ایک طرف کھڑے ٹائیگر سے کہا اور تیزی سے شمال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے تنویر کو اشارہ کر کے بلایا اور پھر وہ خود بھی عمران کے پیچھے چل پڑا۔ اب صبح کی روشنی تیز ہو گئی تھی اور اب سڑک پر انہیں لوگوں کے چلنے اور ٹریفک کی آوازیں سنائی دینے لگ گئی تھیں۔ گو دھند موجود تھی لیکن اب وہ پہلے کی طرح کثیف نہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران اس سڑک پر پہنچ گیا جو ہیڈ کوارٹر کے شمال میں تھی۔ اس کی تیز نظریں راگوف ہوٹل کو تلاش کر رہی تھیں اور چند لمحوں بعد وہ راگوف ہوٹل کا سائن بورڈ دیکھ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ ہوٹل کے گیٹ کے ساتھ ایک سپاٹ دیوار تھی لیکن اس دیوار

کے درمیان کوئی دروازہ نہیں تھا۔

"اس دیوار میں سپیشل وے کھلے گا۔ یہاں اوٹ لے لو۔ اگر تو کارسکو نکل کر چلا گیا ہے تو پھر وہ کچھ دیر بعد واپس آئے گا اور اگر وہ ابھی نہیں نکلا تو ہم اسے کور کر کے واپس اندر لے جائیں گے"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور پھر خود وہ ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ ٹائیگر نے اپنے پیچھے آنے والے تنویر سے بات کی اور پھر وہ دونوں بھی ستونوں کے پیچھے ہو گئے۔ یہ ستون دیوار کی سائیڈ میں بنی ہوئی ایک عمارت کے سامنے بنے ہوئے تھے جبکہ عمران راگوف ہوٹل کے آرائشی ستون کے پیچھے تھا اور پھر ابھی انہیں وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سپاٹ دیوار کے درمیان خلا سا پیدا ہوا اور اس میں سے ایک آدمی باہر آ گیا۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کارسکو ہے۔ آپریشن روم کا انچارج۔

"کارسکو"...... عمران نے یکلخت اوٹ سے نکلتے ہوئے کہا اور کراسکو چونک کر عمران کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ گھوما اور کارسکو چیختا ہوا اچھل کر اس خلا کے اندر جا گرا اور اس کے پیچھے عمران بھی بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ کارسکو نیچے گر کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے جھک کر اس کی گردن پکڑی اور اسے جھٹکا دے کر آگے کی طرف گھسیٹتا چلا گیا۔ یہ ایک بند راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے ٹائیگر اور تنویر

اندر داخل ہوئے۔ کارسکو کے منہ سے غاں غاں کی آوازیں نکل رہی تھیں لیکن عمران اسے گردن سے پکڑے دھکیلتا ہوا تیزی سے راہداری کے آخری حصے کی طرف لے جا رہا تھا جبکہ ٹائیگر اور تنویر دونوں عمران کے پیچھے تھے کہ یکلخت کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی راہداری کے آخر میں موجود دروازہ غائب ہو گیا اور ان کے عقب میں وہ خلا غائب ہو گیا جس سے کارسکو باہر نکلا تھا۔

"سانس روک کر سائیڈوں میں ہو جاؤ اور دیوار کی جڑ میں لیٹ جاؤ"...... عمران نے یکلخت کارسکو کو چھوڑ کر دیوار کی سائیڈ میں غوطہ مارتے ہوئے کہا تو تنویر اور ٹائیگر نے بھی بجلی کی سی تیزی سے اس کی پیروی کی جبکہ کارسکو لڑکھڑاتا ہوا نیچے گرا اور پھر اٹھنے ہی لگا تھا کہ اچانک چھت سے تیز فائرنگ شروع ہو گئی اور کارسکو کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا لیکن عمران اور اس کے ساتھی دیوار کی جڑ اور سائیڈ میں ہونے کی وجہ سے راہداری کے درمیان میں ہونے والی فائرنگ سے بچ نکلے تھے۔ چند لمحوں بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی یکلخت چھت سے سفید رنگ کا دھواں جگہ جگہ سے نکل کر تیزی سے راہداری میں بھرتا چلا گیا۔ عمران نے فائرنگ کے بعد اپنا رکا ہوا سانس بحال کر لیا تھا کیونکہ اس نے سانس روکنے کی بات اس لئے کی تھی کہ اسے یہ آئیڈیا نہ تھا کہ ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس یہاں فائر کی جائے گی یا فائرنگ ہو گی اس لئے فائرنگ شروع ہوتے ہی اس نے سانس لینا شروع کر دیا تھا لیکن یہاں دونوں کام ہو گئے

تھے۔ سفید رنگ کا دھواں دیکھتے ہی عمران نے ایک بار پھر سانس روک لیا لیکن یہ گیس شاید انتہائی زود اثر تھی کہ سانس روک لینے کے باوجود اس کا ذہن کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا تھا۔ اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی لیکن جب وہ کنٹرول کرنے میں ناکام رہا تو اس نے ذہن کو بلینک کر کے اپنے آپ کو مستقل بے ہوش ہونے سے بچانے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی تھی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ختم شد

عمران سیریز
کے جی بی
ہیڈکوارٹر
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ساگان مشن سے شروع ہونے والے سلسلے کی نئی کتاب " کے جی بی ہیڈ کوارٹر" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اپنے دو ساتھیوں ٹائیگر اور تنویر کے ہمراہ روسیاہ کی انتہائی خوفناک ایجنسی کے جی بی اور اس کی بے شمار ذیلی ایجنسیوں سے جس دیوانہ وار انداز میں ٹکرا گیا ہے اور جس طرح صرف تین پاکیشیائی افراد پورے روسیاہ کے جی بی کے ہزاروں تربیت یافتہ ایجنٹوں اور بے شمار ذیلی ایجنسیوں سے دیوانہ وار جنگ لڑ رہے ہیں وہ جدوجہد اور بے جگری کی ایسی نادر مثال ہے کہ جس کا تصور ہی انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے اور پھر کے جی بی ہیڈ کوارٹر جسے دنیا کا ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا اور جسے تباہ کرنا تو ایک طرف اس میں داخل ہونا بھی ناممکن تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے عمران اور اس کے دو ساتھیوں نے جو خوفناک جدوجہد کی ہے اور جس انداز میں وہ دیوانہ وار یقینی موت سے ٹکرا گئے ہیں یہ سب کچھ ہمت، حوصلے اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر مکمل یقین رکھنے والے دیوانے ہی کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے مثال جدوجہد آپ کے دلوں پر بھی لاثانی نقش چھوڑ جائے گی۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے اور اس کے ساتھ ساتھ

اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح ناول سے کم نہیں ہیں۔

شہر کا نام لکھے بغیر سید وقار شاہ لکھتے ہیں۔ "مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے ناولوں نے مجھے جینے کا نیا انداز اور رہنے کا سلیقہ سکھایا ہے ورنہ جو حالات میرے ہو گئے تھے ان حالات میں اگر آپ کے ناول میری رہنمائی نہ کرتے تو شاید میں زندہ بھی نہ رہ سکتا۔ آپ اپنے ناولوں کے ذریعے انتہائی مایوسی میں بھی جدوجہد کا جو سبق دیتے ہیں وہ واقعی زندگی کا سبق ہے۔ اس لئے میں نے جدوجہد کی اور آج اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بے حد کرم ہے۔ آپ کے ناولوں کے تمام کردار بھی بے حد اچھے ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے والدین کے کردار ہمارے سب سے پسندیدہ کردار ہیں۔ آپ عمران کے والدین کو زیادہ سے زیادہ سامنے لایا کریں"۔

محترم سید وقار شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ مایوسی تو شیطان کا سب سے بڑا اور سب سے کامیاب جال ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم بے پایاں ہے اور ہر وہ آدمی جو مایوسی کے باوجود جدوجہد کرتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے سرفراز ہوتا ہے۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ آپ نے بھی انتہائی مایوسی کے باوجود جدوجہد کا راستہ اپنایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر انشاء اللہ اپنا زیادہ سے زیادہ کرم کرے گا۔ جہاں تک عمران کے والدین کے کردار کو زیادہ سے زیادہ سامنے لانے کا تعلق ہے تو یہ خصوصی کردار ہیں اس لئے جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہے صرف وہیں یہ آتے ہیں اور اچھے بھی لگتے ہیں۔ امید ہے آپ میری بات بخوبی سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

تلہ گنگ ضلع چکوال سے شفیق الرحمن لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ اس قدر پسند کہ ان کی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ اس لئے میں آپ کو خط بھی نہ لکھ سکتا تھا لیکن موجودہ خط میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آپ کے قارئین کا حلقہ ماشاء اللہ بے حد وسیع ہے اس لئے آپ اپنے قارئین کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ اس وقت یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہر سطح پر جنگ جاری ہے اس لئے مسلمانوں کو ان یہودیوں کے ساتھ کاروباری سطح پر بھی جنگ کرنی چاہئے اور ایسا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے جن سے ان کو مالی مفادات پہنچ سکیں۔ امید ہے آپ ضرور میرا یہ پیغام قارئین تک پہنچا دیں گے"۔

محترم شفیق الرحمن صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یہ پیغام انتہائی تفصیل کے ساتھ اپنے خط میں درج کیا ہے اور اس قدر تفصیل کے متحمل "چند باتیں" کے یہ محدود صفحات نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں نے آپ کے تفصیلی پیغام کا مفہوم قارئین تک پہنچا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین آپ کے اس پیغام کو سمجھ کر اس پر عمل بھی ضرور کریں گے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے اقصیٰ علی خان لکھتے ہیں۔ "ہم سب لوگ آپ کے ناول بے حد شوق سے پڑھتے ہیں۔آپ کا ہر ناول دوسرے سے مختلف اور منفرد ہوتا ہے۔آپ کے خیرو شر پر لکھے گئے ناولوں نے تو ہمیں بے حد متاثر کیا ہے۔امید ہے آپ آئندہ بھی اس سلسلے کو جاری رکھیں گے۔ البتہ ایک درخواست ہے کہ آپ اگر کسی کی شادی نہیں کراتے تو کم از کم سلیمان کی شادی تو ضرور کرا دیں۔وہ صرف اس لئے کنوارہ پھر رہا ہے کہ عمران کا باورچی ہے ورنہ گاؤں والے تو بچوں کی شادیاں بہت جلد کر دیا کرتے ہیں۔امید ہے آپ ضرور اس درخواست پر توجہ دیں گے"۔

محترم اقصیٰ علی خان صاحب۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ خیر و شر پر مبنی سلسلے پر انشاء اللہ جلد ہی مزید ناول بھی لکھوں گا۔جہاں تک سلیمان کی شادی کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ گاؤں کے لوگ اپنے بچوں کی شادیاں نو عمری میں ہی کر دیا کرتے ہیں لیکن آپ خود غور کریں کہ کیا اب سلیمان واقعی گاؤں کا ایک سیدھا سادہ سا نوجوان رہ گیا ہے یا نہیں۔کیا واقعی وہ اب گاؤں کی کسی سیدھی اور سادہ لوح لڑکی سے گزارہ کر سکے گا۔امید ہے آپ اس پر غور کریں گے اور پھر جو رائے بھی آپ کی ہو اس سے مجھے ضرور آگاہ کریں گے۔

جھنگ صدر سے نیہا چوہدری لکھتی ہیں۔"آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھتی ہوں۔آپ کا ناول "ستارگ" بھی ایک شاندار ناول ثابت ہوا ہے لیکن اس ناول کو پڑھنے کے بعد میں یہ خط اس لئے لکھ رہی ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پاکیشیا کے لئے لاتعداد فارمولے حاصل کرتی رہتی ہے اس کے علاوہ بھی وہ بے شمار ایسے منصوبے مکمل کرتی ہے جس سے پاکیشیا ترقی کر سکے لیکن پاکیشیا ویسے کا ویسا پسماندہ ملک ہے۔آخر اس کی کیا وجہ ہے"۔

محترمہ نیہا چوہدری صاحبہ۔خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔آپ نے واقعی دلچسپ سوال کیا ہے اور دیگر قارئین بھی اکثر اس سلسلے میں لکھتے رہتے ہیں اور مجھے یاد ہے کہ کئی بار چند باتوں میں اس کا جواب بھی میں دے چکا ہوں۔تو محترمہ اصل میں کسی ملک کی ترقی صرف دفاعی فارمولوں یا ایسے فارمولوں جس سے ملک کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جانے پر نہیں ہوا کرتی۔ملک ترقی کرتے ہیں اپنے شہریوں کے ترقی یافتہ رویوں سے۔ان میں احساس ذمہ داری پیدا ہونے سے ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کرنے اور انہیں مہیا کرنے سے مجموعی طور پر آپ کہہ سکتی ہیں کہ ترقی یافتہ ملک وہ کہلاتے ہیں جہاں کے عوام سماجی اور انسانی رویوں میں باشعور ہوتے ہیں۔ جہاں لوٹ کھسوٹ کا معاشرہ نہیں ہوتا۔جہاں قانون کی بالادستی کا خیال رکھا جاتا ہے۔جہاں امیر غریب کو یکساں انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔جہاں لوگوں کے لئے تعلیم، روزگار اور صحت کے لئے بہترین اور یکساں مواقع حکومت کی طرف سے مہیا کئے جاتے ہیں۔اس لحاظ سے اگر آپ پاکیشیا کو دیکھیں تو آپ اکثر عمران کو ملک کے اداروں اور

عوام کے رویوں پر کڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں گی۔ امید ہے اب آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ ملک کس طرح پسماندگی سے نکل کر ترقی یافتہ بنتے ہیں اور آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

رحیم یار خان سے عادل گلزار انصاری لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول سٹار گ پڑھا جو واقعی بالکل منفرد نوعیت کا ناول ہے اور کرنل فریدی نے بھی اس ناول میں واقعی بھرپور حصہ لیا ہے اور اس طرح ناول کا لطف واقعی دوبالا ہو گیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ خیر و شر کے سلسلے میں لکھے جانے والے ناولوں میں بھی کرنل فریدی کو ضرور شامل کریں۔ ان سے ان ناولوں کا لطف بھی دوبالا ہو جائے گا"۔

محترم عادل گلزار انصاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ کرنل فریدی کو خیر و شر کے کسی ناول میں زبردستی تو نہیں لایا جا سکتا کیونکہ آپ بھی جانتے ہیں کہ پہلے پہل عمران نے بھی اس سلسلے میں داخل ہونے پر بڑی ناک بھوں چڑھائی تھی لیکن پھر بہت سے تجربات کے بعد آخرکار اسے ہتھیار ڈالنے پڑے تھے اور کرنل فریدی تو بہرحال عمران کے پیر و مرشد ہیں۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

کرنل کاروف اپنے آفس میں بیٹھا شراب نوشی میں مصروف تھا۔ اسے کرانسکو کی طرف سے کال کا انتظار تھا کیونکہ کارسکو کے باہر جانے کا وقت ہو گیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی کارسکو سے پاکیشیائی ایجنٹ رابطہ کریں گے کرانسکو ان کا خاتمہ کر کے اسے کال کرے گا اور وہ ان کی لاشیں حکومت کے حوالے کر کے مشن کلوز کر دے گا۔ تھوڑی دیر بعد جب فون کی بجائے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی تو کرنل کاروف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"فلارسن بول رہا ہوں چیف۔ تینوں پاکیشیائی ایجنٹ سپیشل وے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور کارسکو ہلاک ہو چکا ہے"۔ دوسری طرف سے فلارسن کی آواز سنائی دی تو کرنل کاروف محاورتاً

نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سپیشل وے کے اندر اور کارسکو ہلاک ہو گیا ہے۔ کیا مطلب"۔ کرنل کاروف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ کارسکو جیسے ہی سپیشل وے سے باہر نکلا اچانک اچھل کر واپس اندر آ گرا اور اس کے پیچھے ایک آدمی اندر آیا۔ اس کے پیچھے دو اور آدمی اندر آ گئے۔ وہ کارسکو کو دھکیلتے ہوئے تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں پہلے تو حیرت کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا لیکن پھر میں فوری حرکت میں آیا اور میں نے سپیشل وے کو بند کر کے آٹو میٹنگ فائرنگ کر دی کیونکہ کارسکو کو بچانے کا وقت ہی نہ رہا تھا۔ اگر کارسکو کو بچانے کی کوشش کرتا تو یہ خطرناک لوگ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاتے۔ چنانچہ کارسکو تو فائرنگ سے چھلنی ہو گیا لیکن یہ تینوں انتہائی حیرت انگیز طور پر سائیڈوں میں غوطے لگا گئے اور فائرنگ سے محفوظ ہو گئے تو میں نے فائرنگ روک کر سپیشل وے میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی۔ اس طرح یہ تینوں وہیں بے ہوش ہو گئے۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے کہ اب ان تینوں کو ہلاک کرنا ہے یا زندہ رکھنا ہے"۔ فلارسن نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ کارسکو اس خفیہ راستے کی بجائے سپیشل وے سے باہر جائے گا اور پھر سپیشل

وے کا محل وقوع انہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ ویری سٹرینج۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں کا کوئی آدمی ان کا مخبر ہے اور یہ انتہائی تباہ کن بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں سپیشل وے سے اٹھوا کر سپیشل چیکنگ روم میں لے جاؤ اور پھر ان کے نچلے جسموں کو فرش میں جکڑ دو۔ اس کے بعد مجھے اطلاع دو۔ میں ان کے جسموں کا ایک ایک ریشہ اپنے ہاتھوں سے ادھیڑ دوں گا اور اس غدار کا پتہ چلاؤں گا جس نے انہیں مخبری کی ہے"...... کرنل کاروف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہے"...... فلارسن نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں چیف اس پر ہی مخبری کا شک نہ کر رہا ہو۔

"تم یہ کام کرو۔ مرنا تو بہرحال انہوں نے ہے ہی لیکن ان کے مخبر کا پتہ چلانا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے ورنہ اگر یہ اسی حالت میں ہلاک کر دیئے گئے تو پھر یہ راز کھل نہ سکے گا اور سنو۔ [illegible]سکو کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جائے۔ اب اس کے ایکشن کی ضرورت نہیں رہی"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاروف نے کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"کون ہو سکتا ہے جو انہیں یہ بات بتائے۔ ویری بیڈ۔ اس کا

مطلب ہے کہ ہم لوگ احمق ہیں کہ یہاں بیٹھے ہیں اور ہمیں معلوم ہی نہیں اور ایک اجنبی ملک کے رہنے والے اس سے رابطہ کر لیتے ہیں اور کام بھی کرا لیتے ہیں۔ ویری بیڈ"...... کرنل کاروف نے رسیور رکھ کر میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تپ رہا تھا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹہ گزر گیا لیکن کسی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو کرنل کاروف بے چین ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل کاروف نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"فلارسن بول رہا ہوں چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بیڈ نیوز بھی ہے"...... فلارسن نے کہا۔

"بیڈ نیوز۔ کیا مطلب"...... کرنل کاروف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرانسکو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ فلارسن نے کہا تو کرنل کاروف کے جسم کو اس طرح جھٹکا لگا جیسے کسی نے اسے زوردار تھپڑ مار دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... کرنل کاروف نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ اسی لئے تو مجھے آپ کو کال کرنے میں دیر ہو گئی تھی۔ میں نے کرانسکو کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا تو کوئی جواب نہ ملا جس پر میں نے کلورسر کو کال کر کے ریڈ اسکوائر چوک اور ہیڈ کوارٹر کے عقبی اطراف میں کرانسکو اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہدایات دیں۔ اس کا ابھی فون آیا ہے کہ ریڈ اسکوائر چوک کے قریب ایک زیر تعمیر عمارت کی دیوار کے پیچھے کرانسکو کے ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی ہے جس کی شہ رگ کچل کر اسے ہلاک کیا گیا ہے اور ہوٹل کے ساتھ پبلک فون بوتھ کے پیچھے کرانسکو کے دوسرے ساتھی کی لاش ملی ہے جسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور ہیڈ کوارٹر کے عقبی طرف ایک دیوار کے پیچھے کرانسکو کی لاش ملی ہے۔ اسے بھی شہ رگ کچل کر ہلاک کیا گیا ہے جبکہ اس کے دو اور ساتھیوں کی لاشیں بھی وہاں سے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی ملی ہیں۔ ان دونوں کی پشت پر اس طرح گولیاں ماری گئی ہیں کہ گولیاں عقب سے سیدھی دل میں اتر گئی ہیں"...... فلارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن یہ شہ رگ کچل کر ہلاک کرنے کا کیا مطلب ہوا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"...... کرنل کاروف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں خود بھی یہ بات نہیں سمجھ سکا۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ واقعی ہیڈ کوارٹر میں کوئی آدمی ایسا موجود ہے

جس نے انہیں کرانسکو کے بارے میں بھی اطلاع دی اور انہوں نے کرانسکو اور اس کے آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور خود وہ سپیشل وے سے اندر داخل ہو گئے۔ اب تو اس آدمی کو تلاش کرنا مزید ضروری ہو گیا ہے"...... فلارسن نے کہا۔

"نہ صرف یہ آدمی ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے بلکہ وہ یہاں خاصا باخبر بھی ہے کہ اسے ہمارے تمام اقدامات کا بھی علم تھا۔ ٹھیک ہے تم ان کی لاشیں ایکشن گروپ کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دو تاکہ انہیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیا جائے اور کلورسر کو کرانسکو کی جگہ دینے کے احکامات بھی دے دو۔ میں سپیشل چیکنگ روم میں پہنچ رہا ہوں۔ تم بھی یہ احکامات دے کر وہاں آجاؤ تاکہ تمہارے سامنے ان لوگوں سے تمام معلومات حاصل کر لی جائیں"...... کرنل کاروف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاروف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"تم۔ تم ہو فلارسن۔ اس قدر باخبر یہاں تم ہی ہو سکتے ہو۔ تم بلف کر رہے ہو۔ بہرحال اب پتہ چل جائے گا"...... کرنل کاروف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کو اچانک محسوس ہوا کہ جیسے اس کے جسم میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کے احساسات ایک دھماکے سے جاگ اٹھے۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک اور دھماکہ ہوا جب اس نے محسوس کیا کہ اس کا نچلا جسم بے حس و حرکت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کا شعور بھی پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس نے بے اختیار ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے منہ سے حیرت بھری آواز نکل گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ بنے ہوئے قدرے اونچے پلیٹ فارم پر موجود ہے لیکن اس کا جسم ناف تک پختہ فرش کے اندر دھنسا ہوا ہے جبکہ اس کے جسم کا اوپر والا حصہ فرش سے باہر ہے۔ اس کے ہاتھ بھی آزاد ہیں اور اوپر والا جسم بھی پوری طرح

ساتھ ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اسی حالت میں نظر آرہے تھے جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود ٹائیگر کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ تنویر کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔ اسی لمحے اس آدمی نے سرنج ہٹائی اور پھر وہ پیچھے مڑ کر پلیٹ فارم سے نیچے اترا۔

"ہم کہاں ہیں"۔ عمران نے کہا تو اس آدمی نے چونک کر اس طرح عمران کی طرف دیکھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

"تم۔ تم ہوش میں آگئے ۔ کیا مطلب۔ اتنی گیس کے باوجود تمہیں پندرہ منٹ سے پہلے تو ہوش نہیں آسکتا تھا"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پندرہ منٹ تو بہت طویل وقفہ ہے۔ کیا ہم کراگاس گیس سے بے ہوش کئے گئے تھے"...... عمران نے کہا تو وہ آدمی ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم اس گیس کے بارے میں جانتے ہو۔ کیسے۔ یہ تو انتہائی جدید ترین ایجاد ہے"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ میں نے جو پوچھا ہے وہ بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"تم کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے سپیشل چیکنگ روم میں ہو۔ چیف ابھی تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ پھر تمہاری ہڈیاں توڑی جائیں گی اور تمہارے جسم کے ریشے ادھیڑے جائیں گے"۔ اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کے دل میں ہمیں ہوش میں لے آنے کی بات ڈال دی ورنہ تو یہ ہمیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر سکتے تھے"...... عمران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ وہ واقعی انتہائی خلوص سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا کیونکہ ان حالات میں انہیں اس طرح ہوش میں لے آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اب اس نے اس پلیٹ فارم کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ظاہر ہے وہ خود بخود تو اندر دھنس نہیں گئے ہوں گے۔ لازماً یہ کھلتا ہو گا اور نیچے اس کے خلا ہو گا۔ اس نے اپنے سامنے فرش کو تھپتھپایا لیکن فرش کھوکھلا نہ تھا۔ اس نے اپنی ٹانگیں ہلانے کی کوشش کی لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے نچلے جسم میں معمولی سی حرکت کرنے کی بھی گنجائش نہ ہو۔ البتہ اس کے نچلے جسم میں کسی قسم کا درد محسوس نہ ہو رہا تھا ورنہ اگر اس طرح فرش برابر کر دیا جاتا اور کوئی خلا نہ ہوتا تو ظاہر ہے اس کا نچلا جسم کچلا جاتا اور اس کے بعد انہیں اس طرح جکڑنے کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوتا اور درد بھی لازماً محسوس ہوتا لیکن ایسی کوئی بات اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اسی لمحے تنویر کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور پھر ٹائیگر نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ سب۔ کیا مطلب"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ ہمیں ہوش میں لایا گیا ہے ورنہ وہ لوگ ہمیں

بے ہوشی کے عالم میں بھی ہلاک کر سکتے تھے۔ البتہ ہمارے جسم فرش میں جکڑے ہوئے ہیں اور ہم ہیڈ کوارٹر کے کسی سپیشل چیکنگ روم میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

" باس یہ ہمارے نچلے جسم میں کوئی حرکت ہی نہیں ہے۔ کیا انہیں بے حس کر دیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر ہمیں جکڑنے کی کیا ضرورت تھی"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور کرنل کاروف اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور نوجوان تھا اور اس کے پیچھے وہ آدمی تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔ اس نے پلاسٹک کی دو کرسیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ اس نے دونوں کرسیاں پلیٹ فارم کے سامنے فرش پر رکھ دیں تو کرنل کاروف اور اس کا ساتھی نوجوان ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" کوڑا اتار لو مار کو"...... کرنل کاروف نے اس آدمی سے کہا جو کرسیاں لایا تھا۔

" یس چیف"...... اس آدمی نے کہا اور ایک طرف دیوار سے ٹنگا ہوا کوڑا اتار لیا اور پھر کرسیوں کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔

" ہاں۔ تم میں سے علی عمران کون ہے"...... کرنل کاروف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" تمہیں علی عمران سے قرضہ لینا ہے تو سن لو کہ میں نے اپنا نام بدل لیا ہے اور اگر قرضہ واپس کرنا ہے تو پھر علی عمران میرا نام ہی

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ میرے آفس میں بھی تم نے ہی مجھ سے بات کی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ہی علی عمران ہو۔ اب سنو۔ ہم چاہتے تو تمہیں سپیشل وے میں ہی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دیتے لیکن تمہیں ہوش میں اس لئے لایا گیا ہے کہ تم مجھے بتا سکو کہ یہاں تمہارا مخبر کون ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

" تم کے جی بی کے چیف ہو اور ہیڈ کوارٹر کے انچارج ہو۔ تم خود معلوم نہیں کر سکتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے اب معلوم ہوا تھا کہ انہیں ہوش میں لانے کی اصل وجہ کیا ہے۔

" یہ بات تو طے ہے کہ جو بھی یہاں تمہارا مخبر ہے وہ یہاں انتہائی بااثر ہے کیونکہ تمہارے خلاف جو پلاننگ بنائی گئی تھی اس کا علم یہاں میرے، فلارسن اور کارسکو کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا یا پھر اس کا علم ایکشن گروپ کے چیف کرانسکو کو تھا۔ پھر کرانسکو نے اپنے آدمی پلاننگ کے تحت ریڈ اسکوائر چوک اور عقبی طرف تعینات بھی کر دیئے اور وہ خود بھی عقبی طرف موجود تھا لیکن تم نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ کرانسکو بہرحال تمہارا مخبر نہیں تھا ورنہ تم اسے اس انداز میں شہ رگ کچل کر ہلاک نہ کرتے۔ اب باقی رہ جاتے ہیں ہم دونوں اور ہم دونوں بہرحال کسی طرح بھی تمہارے مخبر نہیں ہو سکتے اس لئے اب تمہیں بتانا ہو گا کہ کون ہے وہ شخص اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تم بلیک روم سے تو رہا ہو گئے تھے

لیکن اب یہاں سپیشل چیکنگ روم میں اس فرش کی گرفت سے تم مر کر بھی رہا نہیں ہو سکو گے اور مارکو کو دیکھ رہے ہو یہ سپیشل چیکنگ روم کا انچارج ہے اور یہ انسانوں کو اذیت دینے میں پورے روسیاہ میں مشہور ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو"...... کرنل کاروف نے تیز اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے واقعی اچھا تجزیہ کیا ہے کرنل کاروف لیکن دوسرے چیفس کی طرح تمہارے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے کہ تم سامنے کی چیز کو نظر انداز کر کے دور دیکھنا شروع کر دیتے ہو۔ بہرحال یہ بات میں تمہیں بتا دوں کہ تم ہمیں ہلاک تو کر سکتے ہو لیکن ہم سے ہماری مرضی کے بغیر کچھ معلوم نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے اندر ایک خصوصی سسٹم رکھا گیا ہے۔ جیسے ہی تکلیف ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو گی یہ سسٹم خود بخود آن ہو جائے گا اور ہم فوراً ہلاک ہو جائیں گے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف ہم تین افراد پر مشتمل نہیں ہے۔ ہماری ہلاکت کے بعد بھی مشن جاری رہے گا اور ضروری نہیں کہ ہمارے بعد آنے والے ہماری طرح صرف فائل حاصل کرنے کا مشن لے کر یہاں آئیں۔ وہ اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن بھی لے کر آ سکتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر ایکریمین ایجنسیوں کے ہیڈ کوارٹرز سے زیادہ محفوظ نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے تو اسے تنکوں کی طرح اڑا کر رکھ دیتے لیکن چونکہ ہمارا مشن

صرف فائل حاصل کرنا ہے اس لئے ہم نے اپنے آپ کو صرف اس مشن تک ہی محدود رکھا ہے لیکن ہماری ہلاکت کے بعد ظاہر ہے انتقامی کارروائی شروع ہو جائے گی اور پھر مشن تک کوئی بھی محدود نہیں رہ جائے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جو تمہارے بعد میں آئیں گے ان سے بھی ہم نمٹ لیں گے اور یہ بھی سن لو کہ تم دوسروں کی طرح مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ ایسا کوئی سسٹم کسی سرکاری ایجنٹ کے جسم میں نہیں رکھا جا سکتا اس طرح تو ہر ایجنٹ معمولی سے تشدد سے بھی ہلاک ہو سکتا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ہمیں اس مخبر کے بارے میں بتا دو۔ اگر تم ایسا کر لو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں یہاں سے زندہ سلامت باہر بھجوا دوں گا۔ اس کے بعد تم اپنی جان بچا کر واپس چلے جانا اور اگر نہیں تو تمہیں یہاں سے باہر بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

"لیکن اگر تمہیں بتا بھی دیا جائے تو تمہیں یقین کیسے آئے گا"۔ عمران نے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تو پھر میری ایک شرط ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیسی شرط۔ جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو پھر کیسی شرط"۔ کرنل کاروف نے چونک کر کہا۔

"مجھے تمہارے اس وعدے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں زندگی اور موت کے مالک اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی سے زندگی کی بھیک نہیں مانگا کرتا۔ اگر میری موت یہاں لکھی ہوئی ہے تو وہ تمہارے نہ چاہنے کے باوجود بھی آکر رہے گی اور اگر نہیں لکھی گئی تو تم چاہے لاکھ کوشش کر لو موت میرے نزدیک بھی نہیں پھٹک سکتی"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا شرط ہے"...... کرنل کاروف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے ان دونوں آدمیوں کو باہر بھیج دو۔ اس کے بعد تمہیں بتاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم فلارسن کا نام لینا چاہتے ہو۔ میں سمجھ گیا ہوں لیکن فلارسن ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا سب سے قابل اعتماد آدمی ہے"...... کرنل کاروف نے کہا تو ساتھ بیٹھے ہوئے فلارسن کے چہرے پر یکلخت چمک سی آگئی۔

"یہی تو اصل نکتہ ہے لیکن میں نے تو ابھی کوئی نام نہیں لیا۔ ویسے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم پہلے تسلی کر لو۔ بعض اوقات اندھا اعتماد بھی نقصان پہنچا دیتا ہے اور تم نے جس طرح یہ نام لیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے ذہن میں بہرحال یہ بات پہلے سے موجود تھی اس لئے ہمیں ہلاک کرنے میں جلدی کرنے کی بجائے پہلے اپنی تسلی کر لو۔ ہمارا کیا ہے ہم تو یہاں کسی صورت نکل ہی نہیں سکتے"...... عمران نے کہا۔

"فلارسن۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارا لاشعور چیک کرنا چاہتا ہوں۔ مار کو تم بھی آؤ"...... کرنل کاروف نے یکلخت اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے شک چیک کر لیں چیف تاکہ آپ کی پوری طرح تسلی ہو سکے"۔ فلارسن نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیکنگ ضروری ہے۔ آؤ۔ یہ لوگ تو یہاں سے نہیں نکل سکتے اس لئے ان کی طرف سے مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ آؤ"...... کرنل کاروف نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے فلارسن اور اس کے بعد مار کو بھی باہر چلا گیا۔

"اس سے کیا فرق پڑے گا۔ وہ چیکنگ کے بعد پھر یہاں آجائیں گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر اس فرش کی گرفت سے نجات حاصل کرنی ہے ورنہ یہ ہمیں واقعی ہلاک کر دیں گے لیکن اس فرش کی ساخت میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی اس لئے میں نے بہرحال اتنا وقفہ حاصل کر لیا ہے کہ ہم کوشش تو کر سکیں۔ اس کے بعد جو ہو گا پھر دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ یہ فرش یقیناً دو حصوں میں ہو گا اور ہم تینوں چونکہ ایک قطار میں سیدھے اس فرش میں جکڑے ہوئے ہیں اس لئے جس جگہ ہمارے جسم ہیں یہ جگہ دونوں حصوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ جڑنے کی جگہ ہو گی اور نیچے ہمارے جسم تنگ سوراخ میں

ڈالے گئے ہیں۔اسی وجہ سے ہمارے نچلے جسم حرکت نہیں کر پا رہے اور ایسے سوراخ اس صورت میں بنائے جاتے ہیں کہ فرش کا صرف اوپر کا حصہ حرکت کرتا ہے۔پورا فرش نیچے گہرائی تک حرکت نہیں کرتا"...... ٹائیگر نے اچانک کہا۔

"تمہارا اندازہ درست ہو سکتا ہے لیکن پھر"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ یہ فرش یقیناً کسی بیرونی سسٹم سے حرکت کرتا ہو گا لیکن بہرحال یہ سسٹم فرش کی اوپر والی سطح سے زیادہ نیچے نہیں ہو گا اس لئے اگر ہم اس فرش کو کسی طرح تھوڑا سا کھود لیں تو ہم اس سسٹم تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر اسے یہاں سے بھی حرکت میں لایا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ویری گڈ۔ لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ فرش کو کھودا کیسے جائے"۔ عمران نے کہا۔

"میرے کوٹ کی جیب میں ایک تیز دھار فولادی خنجر موجود ہے۔میں نے چیک کر لیا ہے۔ویسے تو ہماری تلاشی لے کر سب کچھ نکال کیا گیا ہے لیکن یہ خنجر بہرحال میری جیب میں موجود ہے کیونکہ یہ جیب عام نہیں ہے۔کاندھے کے پیڈ کے نیچے خصوصی طور پر بنائی گئی ہے۔اس طرح یہ ہاتھوں سے تلاشی لینے اور گائیگر سے تلاشی لینے کے باوجود چیک نہیں ہو سکتی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تو پھر ابھی پوچھ رہے ہو۔ ہری اپ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے صرف اس لئے یہ بات پوچھی ہے باس کہ یہ سسٹم بہرحال الیکٹرک سے چلتا ہو گا۔اگر فولادی خنجر الیکٹرک رو سے ٹکرا گیا تو میری ہلاکت بھی ممکن ہو سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہلاکت نہیں شہادت کہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کے بعد بہرحال یہ شہادت ہی ہو گی کیونکہ آپ کے حکم کے بعد یہ ساری کارروائی ڈیوٹی میں شامل ہو جائے گی"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وقت مت ضائع کرو ٹائیگر۔ جلدی جو کچھ ہو سکتا ہے کر لو۔ اللہ مالک ہے"...... اس بار عمران کے بولنے سے پہلے ہی تنویر بول پڑا۔

"کیا تمہارے خنجر پر لکڑی کا دستہ ہے یا کسی اور دھات کا"۔ عمران نے کہا۔

"پلاسٹک کا دستہ ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کوٹ کی اس خصوصی جیب سے خنجر نکالنا شروع کر دیا کیونکہ آدھے سے زیادہ کوٹ فرش کے اندر تھا اس لئے وہ کوٹ اتار نہیں سکتا تھا۔ بہرحال جلد ہی خنجر اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"اوکے۔ پھر بے فکر ہو کر کام کرو۔ کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اپنے جسم کے سامنے والے حصے پر خنجر کی نوک سے فرش کو کھودنا شروع کر دیا۔ مسلسل کوشش کے بعد فرش وہاں سے اکھڑنا شروع ہو گیا۔ ٹائیگر کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے

تھے لیکن فرش کی ساخت خاصی مضبوط تھی اس لئے آسانی سے کام
مکمل نہیں ہو رہا تھا۔ عمران اور تنویر دونوں کی نظریں ٹائیگر پر جمی
ہوئی تھیں کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں بے
اختیار چونک پڑے ۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا وہ ہاتھ جس
میں خنجر تھا پشت پر کر لیا۔ کمرے میں داخل ہونے والا مارکو تھا۔ اس
کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔

" اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ فرش کس طرح کھودا گیا ہے"۔ مارکو
نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی
سی تیزی سے مشین گن کاندھے سے اتار لی۔

" یہ فرش خود بخود کھد رہا ہے ۔ لیکن تم کیوں آئے ہو"۔ عمران
نے کہا۔

" میں تمہیں ہلاک کرنے آیا ہوں۔ چیف مطمئن ہو گیا ہے کہ
فلارسن نے مخبری نہیں کی اس لئے اس نے تم تینوں کو ہلاک کرنے
کا حکم دے دیا ہے"...... مارکو نے کہا ہی تھا کہ اچانک ٹائیگر کا وہ
ہاتھ گھوما جس میں خنجر تھا اور دوسرے لمحے پلیٹ فارم پر چڑھ آنے
والا مارکو چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ خنجر اس کے سینے
میں اتر گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھٹکا کھا کر
نیچے گرنے کی وجہ سے ٹائیگر کی طرف اڑتی ہوئی آئی تھی اور ٹائیگر نے
اسے دونوں ہاتھوں سے فضا میں ہی کیچ کر لیا تھا۔ مارکو نے نیچے گر کر
اٹھنے کی کوشش کی لیکن تھوڑا سا اٹھنے کے بعد وہ ایک بار پھر

دھماکے سے گرا اور اس کا جسم ایک زور دار جھٹکا کھا کر ساکت ہو
گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ دل میں اتر جانے والے فولادی خنجر نے اسے
زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

" جلدی کرو ٹائیگر۔ اس کھودی ہوئی جگہ پر فائر کھول دو۔ جلدی
کرو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے مشین گن کی نال اس جگہ پر
رکھی اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی یکلخت فرش
کے دونوں حصے تیزی سے دونوں سمتوں میں پیچھے ہٹے اور پھر کچھ فاصلے
پر پہنچ کر رک گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور تنویر دونوں ہاتھوں کو
فرش پر رکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔ ان کے نچلے جسم واقعی
انتہائی تنگ سوراخوں میں پھنسے ہوئے تھے ۔ عمران اور تنویر باہر تو
نکل آئے لیکن فوری طور پر کھڑے نہ ہو سکے اور لڑکھڑا کر نیچے جا
گرے ۔ شاید اس تنگ جگہ میں پھنسے ہونے کی وجہ سے ان کی
ٹانگوں میں جان نہ رہی تھی لیکن پھر عمران اور تنویر اوپر کو اٹھے اور
چند لمحوں بعد ہی وہ کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گئے جبکہ ٹائیگر
بھی اس دوران اٹھ کر کھڑا ہوا لیکن پھر بیٹھ گیا تھا اور اب وہ بھی
کھڑے ہونے کی کوشش میں مصروف تھا کہ اچانک ایک طرف
سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو اس کے ساتھ ہی عمران، تنویر
اور ٹائیگر جو اب پلیٹ فارم پر ہی اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے تیزی سے
اس طرف مڑے تو انہوں نے سائیڈ دیوار میں ایک خلا پیدا ہوتے
دیکھا جس کے پیچھے ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور ابھی وہ اس

بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک چھت پر سے کھڑکھڑاہٹ کی
آوازیں سنائی دیں۔

"بھاگو اس راہداری میں چھت سے آٹومیٹک فائرنگ ہونے والی
ہے"....... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی
سے اس خلا کی طرف دوڑ پڑا۔ ٹائیگر اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے اور
پھر وہ جیسے ہی اچھل کر راہداری میں داخل ہوئے چھت سے تیز
فائرنگ شروع ہو گئی اور وہ ابھی سنبھلے ہی نہ تھے کہ گڑگڑاہٹ کی تیز
آوازوں کے ساتھ ہی راہداری کا وہ خلا بند ہو گیا۔ یہ سب کچھ جیسے
پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا۔ راہداری میں اب گھپ اندھیرا چھا گیا تھا
لیکن اس دیوار کی دوسری طرف سے جس میں سے وہ اندر راہداری
میں آئے تھے فائرنگ کی مدھم سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ
تینوں اس بند راہداری میں اس طرح کھڑے تھے جیسے وہ ہر طرف
سے بے بس ہو کر رہ گئے ہوں۔ چند لمحوں بعد فائرنگ کی مدھم
آوازیں بند ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی
آواز کے ساتھ ہی دیوار میں خلا نمودار ہو گیا۔ اب دوسری طرف فرش
پر ہر طرف مشین گنوں کی گولیاں بکھری ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ مارکو
کی لاش گولیوں سے اس طرح چھلنی ہو چکی تھی جیسے انسانی جسم کی
بجائے وہ شہد کی مکھیوں کا چھتہ ہو۔ عمران نے گردن اس خلا سے
باہر نکال کر چھت کی طرف دیکھا۔ وہ شاید چھت سے نمودار ہونے
والی مشین گنوں کی نالوں کو دیکھنا چاہتا تھا کہ اچانک گڑگڑاہٹ

کی آواز انہیں دوبارہ سنائی دی جو اس سے پہلے اس خلا کے نمودار
ہونے اور بند ہونے کے وقت سنائی دیتی تھی۔ عمران کا پورا جسم
راہداری کے اندر تھا۔ صرف اس نے گردن باہر نکالی ہوئی تھی۔
گڑگڑاہٹ کی آواز سنتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی گردن کو
اندر کر لیا تھا۔ اسی لمحے دیوار ایک بار پھر برابر ہو گئی اور عمران
محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً بال بال بچا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یکلخت
راہداری کی چھت سے تیز روشنی نمودار ہوئی اور گھپ اندھیرے میں
ڈوبی ہوئی راہداری یکلخت اس طرح روشن ہو گئی جیسے سورج آسمان
کی بجائے اس راہداری کی چھت پر چمک رہا ہو۔ یہ تیز روشنی چند لمحوں
کے لئے رہی۔ اس کے بعد ایک بار پھر گھپ اندھیرا چھا گیا۔

"یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے"....... تنویر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"ہماری رونمائی ہو رہی ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر راہداری کے دوسرے
آخری حصے کی طرف بڑھنے لگا۔

"باس۔ ہمیں اس روشنی میں چیک کر لیا گیا ہے اس لئے ہمیں
اب محتاط رہنا ہو گا"....... ٹائیگر نے کہا۔

"کس سے محتاط"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے
لہجے اور انداز میں اس قدر اطمینان تھا جیسے یہ سب حالات نارمل
ہوں۔

" اس راہداری کی چھت سے بھی فائرنگ ہو سکتی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں۔ اس چھت کی بناوٹ اس سپیشل چیکنگ روم کی چھت کی بناوٹ سے یکسر مختلف ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی راہداری کی عقبی دیوار تک پہنچ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔ ابھی عمران وہاں پہنچ کر رکا ہی تھا کہ اچانک چھت سے کھڑکھڑاہٹ کی مخصوص آواز ابھری۔

" دیوار کے ساتھ ہو جاؤ۔ فائرنگ ہونے والی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں راہداری کی عقبی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے پوری راہداری میں گولیاں برسنے لگیں۔ گولیاں ان کے پیروں سے صرف چند انچ کے فاصلے پر فرش سے ٹکرا رہی تھیں۔ انہیں اب اصل خطرہ ان فرش سے ٹکرانے والی گولیوں سے تھا کہ اگر کوئی گولی فرش سے ٹکرا کر انہیں لگی تو وہ زخمی بھی ہو سکتے ہیں لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ایسا نہیں ہوا تھا اور پھر فائرنگ ختم ہو گئی۔

" اب فرش پر اس طرح ٹیڑھے میڑھے ہو کر لیٹ جاؤ کہ چیکنگ سے یہ معلوم ہو کہ ہم ہٹ ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے فرش پر موجود گولیاں ہٹائیں اور فرش پر لیٹ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر چند لمحوں بعد چھت سے ایک بار پھر پہلے جیسی تیز روشنی نمودار ہوئی اور

دوسرے لمحے بجھ گئی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی آوازیں انہیں اپنے قدموں میں سنائی دیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ان آوازوں کی وجہ تسمیہ سمجھتے اچانک ان کے قدموں تلے سے فرش یکلخت غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گرتے چلے جا رہے ہو لیکن یہ احساس بھی انہیں صرف چند لمحوں کے لئے ہوا تھا۔ پھر یہ احساس ختم ہو گیا اور ان کے جسم یکلخت خوفناک دھماکے سے کسی نرم اور گداز چیز سے ٹکرائے اور پھر وہ جیسے زمین پر رول ہوتے ہوئے کافی دور تک لڑھکتے چلے گئے اور پھر جیسے ہی ان کے جسم رکے انہیں چند لمحوں تک یوں محسوس ہوا جیسے کائنات کی حرکت رک گئی ہو لیکن اسی لمحے انہیں اپنے سامنے روشنی کا ایک دہانہ سا نظر آیا۔ انہیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی غار میں ہوں اور روشنی غار کے دہانے کی دوسری طرف سے اندر آ رہی ہو۔

" باس۔ کیا آپ ٹھیک ہیں"...... اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران جس کا جسم مفلوج سا ہو گیا تھا یکلخت حرکت میں آیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" یہ سب کیا ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا اور مڑ کر اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تھی۔

"یوں لگتا ہے کہ ہم کسی طلسم ہوشربا میں پہنچ گئے ہیں"...... اسی

لمحے تنویر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" آؤ۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر سے باہر دھکیلا جا رہا ہے"...... عمران نے اٹھ کر اس دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جدھر سے روشنی کا دھارا اندر آ رہا تھا اور پھر واقعی جب وہ اس دہانے سے دوسری طرف نکلے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے مکان کے احاطے میں کھڑے پایا۔ مکان چھوٹا سا تھا جس کی ایک سائیڈ پر دو کمرے بنے ہوئے تھے جن کے سامنے برآمدہ تھا اور یہ دہانہ مکان کی دیوار میں بنا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ اس دہانے سے باہر آئے اچانک برآمدے میں موجود کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز کی پینٹ اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی تیزی سے باہر برآمدے میں آئی۔

" آجاؤ۔ جلدی آجاؤ"...... اس لڑکی نے انتہائی تیز لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم۔ تم کون ہو"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جلدی آجاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ آجاؤ"...... اس لڑکی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس اس کمرے میں چلی گئی۔

" حیرت ہے۔ یہاں تو باقاعدہ میزبان بھی موجود ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ جیسے ہی برآمدہ کراس کر کے کمرے میں پہنچے تو وہ یہ دیکھ کر ٹھٹھک گئے کہ کمرے کی سائیڈ میں ایک دروازہ تھا جس کے

باہر میدان نظر آ رہا تھا۔ دروازے کے باہر ایک فوجی جیپ موجود تھی۔

" جلدی کرو اس جیپ میں بیٹھو۔ ہم نے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے"...... لڑکی نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر جیپ میں سوار ہو گئی۔

" آؤ۔ ہماری پوزیشن تو مردہ بدست زندہ والی ہو گئی ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر اور تنویر دونوں عقبی سیٹ پر سوار ہو گئے تو لڑکی نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو آگے بڑھا دیا۔ وہ اسے واقعی اس قدر تیز رفتاری سے میدان کے دوسرے سرے پر واقع درختوں کے جھنڈ کی طرف لے جا رہی تھی جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ تیز رفتار جیپ واقعی چند لمحوں میں میدان کراس کر کے درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی لڑکی نے جیپ روک دی۔

" اب نیچے اتر کر درختوں کے اس جھنڈ کو پار کر کے نکل جاؤ۔ اب تم محفوظ ہو۔ میں نے فوری واپس جانا ہے ورنہ میں ماری جاؤں گی"...... لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن تم کم از کم اپنا تعارف تو کرا دو"...... عمران نے کہا۔

" میرا نام زیتا ہے۔ میں تمہاری ہمدرد ہوں۔ میں تمہیں تمام تفصیلیں بتا دوں گی۔ تم راسکن روڈ پر واقع راسکن ہوٹل پہنچ جاؤ۔ میں

ایک گھنٹے بعد وہاں آ جاؤں گی۔ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی لیکن اب پلیز تم جاؤ"...... لڑکی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر اور تنویر بھی نیچے اتر آئے اور لڑکی نے جیپ بیک کی اور چند لمحوں بعد وہ اسے موڑ کر ایک بار پھر اسے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتی ہوئی اس مکان کی طرف لے گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں درختوں کے اس جھنڈ میں کھڑے اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ مکان کے قریب پہنچ کر لڑکی نے جیپ کو دروازے کے قریب روکا اور پھر نیچے اتر کر وہ دروازے میں داخل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی اور پھر جیپ میں سوار ہو کر اس نے جیپ کو موڑا اور دوسری طرف لے جا کر وہ اس مکان کی سائیڈ میں غائب ہو گئی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ مکان اس طرح زمین میں دھنسنے لگا جیسے زلزلے سے زمین پھٹ جاتی ہے اور زمین پر موجود عمارت اس پھٹے ہوئے حصے میں دھنس کر نظروں سے غائب ہو جاتی ہے اور واقعی چند لمحوں بعد مکان اس طرح نظروں سے غائب ہو گیا جیسے اس کا کہیں وجود ہی نہ تھا۔ اب دور سے ہیڈ کوارٹر کی وہی دیوار نظر آ رہی تھی جو پورے ہیڈ کوارٹر کے گرد موجود تھی۔

"تنویر کی بات درست ہے۔ یہ تو واقعی طلسم ہوشربا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی حقیقی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

"باس۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ مکان کا نمودار ہونا۔ ہمارا وہاں سے اس انداز میں بچ نکلنا اور یہ لڑکی اور جیپ۔ یہ سب آخر کیا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں دو گروپ موجود ہیں۔ ایک گروپ کرنل کاروف کا ہے جبکہ دوسرا اس کے مخالف کا اور وہ کرنل کاروف کو شکست دینے کی خاطر ہمیں سپورٹ کر رہا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"گڈ شو تنویر۔ تم نے واقعی درست تجزیہ کیا ہے۔ لگتا ہے اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد تمہارے ذہن کے خلیات کام کرنے لگ گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعریف کرنا بھی پڑ جائے تو اس میں مذاق شامل کر کے اپنی انا کی تسکین مت کیا کرو بلکہ اس سے تو بہتر ہے کہ تعریف ہی نہ کیا کرو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ۔ اب یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جو کچھ بھی ہوا ہے بہرحال ہم ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر سے باہر ہیں"...... عمران نے کہا تو اس بار تنویر اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے فلارسن۔ میں نے کبھی تم پر شک نہیں کیا"...... کرنل کاروف نے سامنے بیٹھے ہوئے فلارسن سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں آفس میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مارکو آفس سے باہر موجود تھا۔ وہ تینوں سپیشل چیکنگ روم سے نکل کر سیدھے یہاں پہنچے تھے اور فلارسن کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر کرسی پر بیٹھتے ہی کرنل کاروف نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ آپ میرا ماضی بھی جانتے ہیں اور میرا کردار بھی آپ کے سامنے رہا ہے۔ مجھے غلط فہمی اس لئے ہوئی تھی کہ آپ اس عمران کی بات کو غلط کہنے کی بجائے مجھے ساتھ لے کر یہاں آ گئے"۔ فلارسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں اس لئے تمہیں اور مارکو کو وہاں سے نہیں لے آیا کہ مجھے تم پر کوئی شک تھا۔ میں انہیں ہلاک کرنے سے پہلے تم سے ان کے

بارے میں ایک اہم مشورہ کرنا چاہتا تھا۔ جہاں تک ان کی ہلاکت کا تعلق ہے تو تم جانتے ہو کہ ایسا کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔ فرش سے وہ کسی صورت رہائی پا ہی نہیں سکتے"...... کرنل کاروف نے جواب دیا تو فلارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسا مشورہ چیف"...... فلارسن نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بات تو طے ہے کہ یہاں کوئی نہ کوئی مخبر موجود ہے اور اس کا رابطہ بھی ان سے ہے۔ میں اس لئے تمہیں اور مارکو کو یہاں لے آیا ہوں کہ ہماری عدم موجودگی میں لامحالہ وہ مخبر انہیں آزاد کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح وہ سامنے آ جائے گا ورنہ تم جانتے ہو کہ جہاں ہیڈ کوارٹر میں آپریشن روم اور تہہ خانوں میں نصب مشینری کے آپریٹروں اور انچارج حضرات سمیت سو کے قریب افراد موجود ہیں اور مخبر بہرحال ان میں شامل ہے اور ہم تمام افراد کو چیک نہیں کر سکتے"...... کرنل کاروف نے مسکراتے ہوئے کہا تو فلارسن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ لیکن سر۔ پھر اسے چیک کیسے کیا جائے گا"...... فلارسن نے چونک کر پوچھا تو کرنل کاروف بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے یہاں سپر کنٹرول سسٹم رکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی کوئی سپیشل چیکنگ روم میں داخل ہو گا خود بخود بے ہوش ہو کر گر جائے اور وہی ہمارا مطلوبہ آدمی ہو گا اور اس کی کال بھی مجھے مل جائے ...... کرنل کاروف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔ پھر تو وہ واقعی پکڑا جائے گا"...... فلارسن نے جواب دیا۔

"اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں تھی"...... کرنل کاروف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ کرنل کاروف نے بجلی کی سی تیزی سے میز کے کنارے پر موجود مختلف رنگوں کے بٹنوں میں سے دو بٹن پریس کر دیئے تو سیٹی کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی۔

"یہ کاشن تھا کہ وہاں کوئی غیر معمولی کام ہوا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تو پھر ہم چل کر دیکھ لیں"...... فلارسن نے کہا۔

"نہیں۔ اب مارکو یہ کام کرے گا۔ جو بھی اندر داخل ہوا ہو گا وہ بے ہوش ہو چکا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے اور بے ہوش افراد کو گولیاں مارنے کے لئے ہمارا وہاں جانا ضروری نہیں ہے"...... کرنل کاروف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور مارکو اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"یس چیف"۔ مارکو نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل چیکنگ روم میں جاؤ اور تینوں ایشیائیوں کو گولیوں

سے اڑا دو اور وہاں ہیڈ کوارٹر کا جو آدمی بھی بے ہوش پڑا ہوا ہے اسے اٹھا کر یہاں آفس میں لے آؤ"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس سر"...... مارکو نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔

"میں اس مخبر کو اس لئے آفس میں منگوا رہا ہوں کہ ابھی اسے دوسروں کے سامنے لانے سے پہلے اس سے تمام گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ پھر تمہارے ساتھ مل کر ہیڈ کوارٹر میں بڑا آپریشن کیا جا سکے"...... کرنل کاروف نے فلارسن کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گروپ"...... فلارسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہیں شاید معلوم نہیں لیکن میں یہاں کا انچارج ہوں۔ میری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ میرے کانوں میں کافی عرصہ سے بھنک موجود ہے کہ یہاں ایک ایسا گروپ موجود ہے جو مجھے یہاں سے نکالنا چاہتا ہے لیکن اسے موقع کی تلاش تھی اور اب اسے موقع ملا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا تو فلارسن نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم کچھ کہنا چاہتے تھے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ایسے گروپ کی یہاں موجودگی تو ہم سب کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ اس کا خاتمہ فوری ہونا چاہئے"...... فلارسن نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن مجھے کوئی ثبوت نہیں مل سکا اور میں بغیر ثبوت کے کسی پر ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا ورنہ پورے ہیڈ کوارٹر میں عدم تحفظ کی فضا قائم ہو جاتی۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کے معمول کے کام درست طور پر نہ ہو سکتے تھے۔ میں موقع کی تلاش میں تھا اور اب وہ موقع قدرت نے مجھے دے دیا ہے۔ ان پاکیشیائیوں کی آمد سے اب ثبوت سامنے آ جائے گا"...... کرنل کاروف نے جواب دیا تو فلارسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔

"یہ مارکو ابھی تک واپس نہیں آیا۔ کیوں"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"میں خود حیران ہو رہا ہوں"...... فلارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاروف نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل کاروف بول رہا ہوں"...... کرنل کاروف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میجر آپریشن روم سے فلابیر بول رہا ہوں چیف۔ سپیشل چیکنگ روم میں انتہائی حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے ہیں۔ تینوں پاکیشیائی غائب ہو چکے ہیں جبکہ مارکو کی لاش وہاں موجود ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مارکو کی لاش اور پاکیشیائی غائب ہیں۔

کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ وہ تو فلور کراس میں جکڑے ہوئے تھے جو کسی صورت بھی میرے یہاں آفس سے آپریٹ کئے بغیر کھل ہی نہیں سکتا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... کرنل کاروف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ آ جائیں چیف۔ یہاں غیر معمولی واقعات ہوئے ہیں"۔ فلابیر نے کہا تو کرنل کاروف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ کیسے یہ آزاد ہو گئے۔ آؤ میرے ساتھ"...... کرنل کاروف نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف ایک خاص سے دوڑ پڑا۔ فلارسن بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر وہ دونوں تھوڑی دیر بعد سپیشل چیکنگ روم میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ وہاں فرش کھدا ہوا تھا۔ تینوں پاکیشیائی غائب تھے جبکہ فرش پر سینکڑوں کی تعداد میں چلی ہوئی گولیاں بکھری ہوئی تھیں اور مارکو کی لاش بھی وہاں موجود تھی۔ اس کے سینے میں عین دل کی جگہ خنجر گھسا ہوا تھا۔ اسی لمحے دروازہ ان کے عقب میں کھلا تو وہ دونوں چونک کر مڑے۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے کرنل کاروف اور فلارسن دونوں کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"یہ سب کیا ہے فلابیر۔ یہ ایشیائی کہاں ہیں اور مارکو کو کس نے قتل کیا ہے"...... کرنل کاروف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب آپ کے حکم پر میں نے سپیشل چیکنگ روم کو آٹومیٹک کر دیا تھا اور میجر آپریشن روم کا رابطہ اس سے نہ رہا تھا بلکہ اس کا سپر کنٹرول آپ کے پاس تھا اس لئے مجھے کچھ معلوم نہیں ہو سکا لیکن پھر اچانک سافٹ ویئر ہاؤس سے ہمیں کاشن ملنا شروع ہو گئے تو ہم بے اختیار چونک پڑے۔ میں نے سافٹ ویئر ہاؤس کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ سافٹ ویئر ہاؤس کو زمین سے باہر نکالا گیا اور پھر دوبارہ انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے لیکن ایسا کس نے کیا۔ اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا جس پر میں نے جنرل چیکنگ شروع کر دی اور اس جنرل چیکنگ میں یہاں کی یہ حالت نظر آئی۔ میں نے آپ کے آفس سے رابطہ کاٹ کر اس تمام سسٹم کا رابطہ جوڑا اور پھر چیکنگ کی تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ آٹومیٹک انداز میں ہوا ہے اور تینوں پاکیشیائی سافٹ ویئر ہاؤس میں پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد وہ باہر چلے گئے"...... فلابیر نے کہا۔

"کیا اس کی فلم تیار نہیں ہوئی فلابیر"...... فلارسن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہوئی ہے۔ آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں"۔ فلابیر نے کہا تو کرنل کاروف نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ سپیشل چیکنگ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اب اس کے کاندھے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ گروپ کو ٹریس کرتے کرتے ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت راسکن روڈ پر موجود ایک ہوٹل کے ہال کے کونے میں موجود تھا۔ ان تینوں نے نہ صرف اپنے میک اپ بدل لئے تھے بلکہ انہوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے۔

"باس۔ یہ زیٹا کون ہو سکتی ہے"...... اچانک ٹائیگر نے کہا۔

"ہو سکتا ہے پری ہو، جادوگرنی ہو یا کوئی چڑیل ہو۔ بہرحال آئے گی تو پوچھ کر بتاؤں گا"...... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا تو ٹائیگر نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔ اسے شاید احساس ہو گیا تھا کہ وہ بھی عمران کے ساتھ ہی رہا ہے اس لئے جب اسے معلوم نہیں تو عمران کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے اس لئے یہ سوال بچگانہ تھا۔

"اس میں ٹائیگر کا قصور نہیں ہے۔ تم جس انداز میں کام کرتے ہو اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ تمہیں پہلے سے سب معلوم ہوتا ہے"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"زیتا باس"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے نظریں گھمائیں تو ہال کے دروازے پر زیتا کھڑی ہوئی غور سے ہال کو دیکھ رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ اونچا کر کے اس انداز میں ہلایا جیسے کسی کو اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ یہاں آجائے اور زیتا تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے قریب پہنچنے پر عمران اس کے استقبال کے لئے باقاعدہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہاں پر تفصیل سے بات نہیں ہو سکے گی۔ سپیشل روم میں چلو۔ آؤ میرے پیچھے"...... زیتا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ایک طرف کو بڑھنے لگی۔ عمران، ٹائیگر اور تنویر اس کے پیچھے چل پڑے۔

"اماں بی یہ منظر دیکھ لیں تو صرف ایک سر ہی نہیں بلکہ پورے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی توڑ ڈالیں"...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کاش میں یہ منظر انہیں دکھا سکتا"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار آہستہ سے ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک سپیشل روم میں داخل ہوئے۔ یہاں چھ کرسیاں اور ایک میز موجود تھی۔ زیتا نے دروازہ بند کر کے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو دروازے پر سٹیل کی چادر سی چڑھ گئی۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے"...... زیتا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان کے ساتھ ہی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا تم شادی شدہ ہو"...... اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو نہ صرف زیتا بلکہ تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے اس سوال پر حیرت سے اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... زیتا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر تم شادی شدہ ہو تو تمہارے شوہر کو اس انداز کی میٹنگ پر اعتراض ہو سکتا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کو اعتراض ہو"...... عمران نے جواب دیا تو زیتا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں شادی شدہ تھی اور میرے شوہر کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ میں اس سے طلاق لے چکی ہوں"...... زیتا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر بعد میں اعتراض ہوا تو تم دوسری بار بھی طلاق لے سکتی ہو"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا ہو۔

"تم خاصے خوش مزاج آدمی ہو لیکن اگر میں تم لوگوں کو سافٹ نیئر ہاؤس کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے نہ نکالتی تو تمہاری لاشیں اب تک گٹر میں بہہ رہی ہوتیں"...... زیتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے اپنے سر پر یہ سارا کام کیا ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اپنے سر پر۔ کیا مطلب"...... زیتا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میڈم زیتا تم روسیاہی ہو اور کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں کام کرتی ہو۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہمارا تم سے پہلے کسی طرح کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔ پھر آخر تم نے ہمیں کیوں اس انداز میں وہاں سے نکالا ہے اور پھر یہاں تم ہم سے ملنے آئی ہو۔ ظاہر ہے اس کی یہ وجہ تو نہیں ہو سکتی کہ تمہیں ہم سے کوئی ہمدردی ہے۔ تمہارے سامنے کوئی خاص بات ہو گی اور میں وہ بات پوچھنا چاہتا ہوں اور یہ بات بھی طے ہے کہ تم اکیلی یہ کام نہیں کر سکتی۔ یقیناً تمہارے ساتھی بھی وہاں ہوں گے"...... عمران نے کہا تو زیتا نے ایک طویل سانس لیا۔

"تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ بہرحال میں یہاں اس لئے آئی ہوں کہ تم سے کھل کر باتیں ہو جائیں۔ میں واقعی اکیلی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ چھ اور آدمی ہیں۔ میں کے جی بی کے سافٹ ویئر ہاؤس کی انچارج ہوں۔ سافٹ ویئر ہاؤس وہی مکان ہے جسے زمین سے باہر نکال کر میں نے تمہیں ہیڈ کوارٹر سے باہر نکالا تھا۔ اب میں تمہیں تفصیل بتاتی ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔ ہیڈ کوارٹر کا تمام نظام میجر آپریشن روم کے ذریعے کنٹرول ہوتا ہے لیکن وہاں ایسا بھی ہے کہ کرنل کاروف جس حصے کا سسٹم چاہے میجر آپریشن

سے کاٹ کر اپنے آفس کے ساتھ لنک کر سکتا ہے۔ تمہیں جب اس نے سپیشل چیکنگ روم میں فلور کراس میں جکڑ دیا تو اس نے سپیشل چیکنگ روم کا سسٹم میجر آپریشن روم سے کاٹ کر اپنے آفس کے ساتھ لنک کر لیا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ تمہیں خود اچھی طرح معلوم ہے۔ بہرحال تم نے فلور کراس کا سسٹم توڑ دیا تو یہ سارا آٹو میٹک سسٹم بے قابو ہو گیا اور پھر فائرنگ بھی ہوئی۔ خفیہ راہداری بھی کھل گئی اور پھر وہاں بھی فائرنگ ہوئی لیکن تم انتہائی حیرت انگیز طور پر بچ گئے اور اس کے بعد تم سافٹ ویئر ہاؤس کے حساس ایریئے میں آ گئے تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمہیں ہیڈ کوارٹر سے زندہ سلامت نکال دیا جائے۔ چنانچہ مجھے حکم دیا گیا اور میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمہیں وہاں سے باہر نکال دیا۔ اب میں یہاں اس لئے آئی ہوں کہ اگر تم ہمارے گروپ کے ساتھ تعاون کرو تو ہم تمہیں گارنٹی دیتے ہیں کہ اس فائل کی کاپی تمہیں خاموشی سے دے دی جائے گی اور تمہیں روسیاہ سے باہر بھجوا دیا جائے گا لیکن اگر تم تعاون نہیں کرو گے تو پھر تم تینوں کسی بھی لمحے کے جی بی کے ہاتھوں ہلاک ہو سکتے ہو"...... زیتا نے کہا۔

"تمہارا گروپ ہم سے کس قسم کا تعاون چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم کرنل کاروف کو ہلاک کر دو کیونکہ جب تک کرنل کاروف ہلاک نہیں ہو گا ہمارے گروپ کا لیڈر انچارج نہیں بن سکتا اور ہمارا

گروپ کسی طرح بھی کرنل کاروف کو ہلاک نہیں کر سکتا کیونکہ ہیڈ کوارٹر میں سوائے ہمارے گروپ کے باقی تمام افراد جن کی تعداد تقریباً سو کے قریب ہے وہ کرنل کاروف کے وفادار ہیں اور اگر ہم نے اسے ہلاک کر دیا تو یہ بات اعلیٰ حکام سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس طرح ہمارا کورٹ مارشل ہو جائے گا اور ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے جبکہ اگر تم اسے ہلاک کر دو تو پھر لامحالہ ہم پر کوئی شک نہیں پڑے گا اور یہ ہمارا وعدہ کہ فائل کی کاپی خاموشی سے تمہارے حوالے کر دی جائے گی لیکن تم نے ہاں یا نہ میں جواب دینا ہے اور وہ بھی ابھی کیونکہ تمہارے اس طرح نکل جانے کے بعد کرنل کاروف کا شک مجھ پر ہی پڑے گا کیونکہ میں ہی سافٹ ویئر کی انچارج ہوں"۔ زیتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اس نے تمہیں کیسے وہاں سے آنے کی اجازت دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے انتہائی حساس اسلحہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچایا جاتا ہے جہاں اس کا سٹاک رکھا جاتا ہے اور پھر اعلیٰ حکام کے احکامات پر اسے وہاں سپلائی کر دیا جاتا ہے جہاں پہنچانے کا حکم اور اس حساس اسلحہ کے بارے میں مجھے ایک روز پہلے ایک محکمہ سے تفصیلات حاصل کرنا ہوتی ہیں تاکہ اس کے مطابق سافٹ و ہاؤس کے سٹاک روم میں فوری انتظامات کئے جائیں۔ یہ اسلحہ ا ہوتا ہے اس لئے ایسا کیا جاتا ہے اور یہ روٹین ہے۔ آج کا دن ا

کام کے لئے مختص ہے اور میں اس کام کے لئے باہر آتی ہوں اور اب سے ایک گھنٹہ بعد میں نے واپس پہنچ جانا ہے اور ہو سکتا ہے کہ واپس پہنچتے ہی مجھے کرنل کاروف کی پوچھ گچھ کا سامنا کرنا پڑے اس لئے میں چاہتی ہوں کہ آپ نے جو فیصلہ بھی کرنا ہو ابھی کر لیں"۔ زیتا نے کہا۔

"کیا تمہارا چیف فلارسن ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا چیف سپیشل سٹاف ایریئے کا انچارج میجر روستاف ہے۔ وہ کرنل کاروف کا نمبر ٹو ہے اس لئے اسے اس سپیشل سٹاف ایریئے کا انچارج بنایا گیا ہے اور سافٹ ویئر ہاؤس کا اصل انچارج بھی وہی ہے"...... زیتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اس میجر روستاف سے شادی کرنا چاہتی ہو"...... عمران نے کہا تو زیتا ایک بار پھر اچھل پڑی۔

"یہ تمہیں آخر کیا ہو جاتا ہے۔ میں سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں اور تم الٹی سیدھی باتیں کر کے وقت ضائع کر رہے ہو"...... زیتا نے کہا۔

"میڈم زیتا اس میں ناراض ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ جب ہم بقول تمہارے سافٹ ویئر ہاؤس میں پہنچے تو تمہیں ہمارے بارے میں علم نہیں تھا لیکن تم نے فوری کارروائی کر کے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ میجر روستاف بھی اس وقت سافٹ ویئر ہاؤس میں تمہارے ساتھ موجود تھا اور اس نے فوری

فیصلہ کرتے ہوئے تمہیں یہ کام کرنے پر آمادہ کیا اور تم نے بھی اس خیال سے یہ کام کر دیا کہ اگر میجر روستاف کے جی بی کا چیف بن جائے گا تو تم اس کی بیوی کی حیثیت سے تمام اختیارات کو انجوائے کرو گی اور ظاہر ہے شادی کا یہ وعدہ اسی وقت تو نہیں ہوا ہو گا بلکہ یہ پہلے سے طے ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی بات کی وضاحت کی تو زیتا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم آخر کس قسم کے آدمی ہو۔ تم ایسے انداز میں تجزیہ کر کے نتیجہ نکال لیتے ہو کہ جب تک تم وضاحت نہ کرو تمہاری بات سمجھ میں ہی نہیں آسکتی۔ بہرحال تمہاری بات ٹھیک ہے۔ میجر روستاف اور میں شادی کا وعدہ کر چکے ہیں اور میجر روستاف واقعی اس وقت میرے پاس موجود تھا"...... زیتا نے جواب دیا۔

"ہم تم سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں فائل کیسے اور کب ملے گی اور ہمیں کیا کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا تو زیتا کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

"گڈ شو۔ تم واقعی انتہائی عقلمند آدمی ہو کہ تم نے فوری طور پر تعاون کی حامی بھر لی ہے۔ اب تم غور سے میری بات سنو۔ تم نے درختوں کے اسی ذخیرے میں پہنچنا ہے۔ وہاں سے تمہیں خفیہ طور پر سافٹ ویئر ہاؤس لے جایا جائے گا اور سافٹ ویئر ہاؤس سے ایک خفیہ راستے کے ذریعے تمہیں کرنل کاروف کے آفس پہنچایا جائے گا۔ تم نے اسے ہلاک کر دینا ہے اور پھر تمہیں اسی طرح خاموشی سے

وہاں سے باہر نکال دیا جائے گا اور کل تمہیں یہیں اس فائل کی کاپی مل جائے گی"...... زیتا نے کہا۔

"اگر یہ کام اس انداز میں ہو سکتا ہے تو پھر یہ کام تو تم خود بھی کر سکتی ہو۔ کسی کو معلوم ہی نہیں ہو گا اور تم آفس پہنچ کر کرنل کاروف کو گولی مار دو اور خاموشی سے واپس سافٹ ویئر ہاؤس پہنچ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اس دوران وہاں اپنی موجودگی ثابت کرنا ہو گی ورنہ شک مجھ پر پڑے گا"...... زیتا نے کہا۔

"اوکے۔ ہم کس وقت وہاں پہنچیں تاکہ یہ کام ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"اب سے دو گھنٹے بعد"...... زیتا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم وہاں پہنچ جائیں گے لیکن فائل کی کاپی ہمیں ہر حال مل جانی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"وہ لازمی ملے گی۔ ہمارا وعدہ"...... زیتا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو عمران بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے زیتا نے سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کر دیا تو دروازے پر موجود چادر سرسراہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی اوپر چھت میں غائب ہو گئی۔

"اوکے"...... زیتا نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہی بٹن پریس کر دیا تو چادر ایک بار

پھر دروازے کے سامنے آ گئی۔

"کیا اس کمرے کی چارجنگ نہیں کی جاتی"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واپسی کے وقت ہو گی"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ یہ زیتا نے جو کچھ بتایا ہے یہ تو عجیب سی بات ہے" ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ لڑکی ہمارے خلاف سازش کر رہی ہے۔ میں تو اس لئے خاموش رہا کہ چلو اس طرح ہمیں وہاں ایک بار پھر داخل ہونے کا موقع مل رہا ہے ورنہ میں اس کی گردن یہیں توڑ دیتا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ ہم احمق ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ لڑکی معصوم ہے۔ اصل میں سازش ہمارے ساتھ ساتھ اس کے خلاف بھی ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ میجر روستاف اس لڑکی کو استعمال کر رہا ہے خود کے جی بی چیف بننے کے لئے اور یہ ایک ایسا عہدہ ہے جس کا یہاں روسیاہ خواب بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ کے جی بی کا چیف روسیاہ کا سب طاقتور آدمی ہوتا ہے۔ جو کچھ اس ساری بات چیت سے میں سمجھا ہوں اس کے مطابق یہ بات درست ہے کہ اس میجر روستاف نے چھ

سات افراد کا اپنا علیحدہ گروپ بنایا ہوا ہے لیکن یہ گروپ غیر موثر ہے۔ جب ہم سافٹ ویئر ہاؤس پہنچے تو اس میجر روستاف نے فوری طور پر پلاننگ کی اور زیتا کے ذریعے ہمیں باہر نکال دیا اور ہم سے ملاقات طے کر لی۔ اس دوران ظاہر ہے کرنل کاروف کو یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم بچ کر نکل گئے ہیں اور وہ لازماً انکوائری کرے گا اور ظاہر ہے اسے بھی بہرحال یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ ساری کارروائی سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے ہوئی ہے اور سافٹ ویئر ہاؤس کا انچارج بھی یہی میجر روستاف ہی ہے لیکن کرنل کاروف از خود اپنے ہی ہیڈ کوارٹر کے افراد کو اور خاص طور پر میجر روستاف کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ وہ لازماً اس معاملے کو ثبوتوں سمیت اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لائے گا اور پھر ان کا کورٹ مارشل ہو گا اور اس کے بعد ان کو سزا دی جائے گی اس لئے اب میجر روستاف یہ چاہتا ہے کہ ہمیں زیتا کے ذریعے فائل کا لالچ دے کر وہاں بلوائے اور جب ہم کرنل کاروف کو ہلاک کر دیں تو وہ لوگ ہمیں ہلاک کر دیں اور پھر اعلیٰ حکام کو رپورٹ دیں کہ ہم نے کرنل کاروف کو ہلاک کر دیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ ہم فائل حاصل کرتے میجر روستاف نے ہمیں چیک کر کے ہلاک کر دیا۔ اس طرح لازمی بات ہے کہ وہ کرنل کاروف کی جگہ آسانی سے لے لے گا۔ فائل بھی بچ جائے گی اور پاکیشیائی ایجنٹ بھی ہلاک ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر تم نے کیا سوچا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"میں نے اس لئے زیٹا کی بات تسلیم کر لی ہے کہ ایک بار پھر ہمیں اندر جانے کا موقع مل رہا ہے لیکن اس بار ہم نے اپنی حکمت عملی تبدیل کر دینی ہے۔ ہم نے سب سے پہلے اس میجر آپریشن روم پر قبضہ کرنا ہے۔ وہاں کی مشینری کے ذریعے ہم سپیشل ریکارڈ روم سے فائل باہر نکالیں گے اور اس کے بعد ہم وہاں موجود سوائے اس سافٹ ویئر ہاؤس والے حصے کے باقی مشینری تباہ کر دیں گے اور اس سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے باہر آجائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس زیٹا اور میجر روستاف کا کیا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"وہاں پہنچ کر جیسے بھی حالات ہوں گے ویسے ہی فیصلہ کر لیا جائے گا۔ بہرحال بنیادی حکمت عملی یہی رہے گی"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"آؤ اب یہاں سے چلیں۔ ہمیں وہاں بھی پہنچنا ہے اور اسلحہ بھی حاصل کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کر کے دروازے پر موجود چادر ہٹائی اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔

کرنل کاروف اپنے آفس میں اس انداز میں ٹہل رہا تھا جیسے وہ کسی خاص نکتے پر غور کر رہا ہو لیکن وہ کسی فیصلے تک نہ پہنچ رہا ہو۔ وہ بار بار مڑ کر میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھتا لیکن پھر واپس مڑ کر دوبارہ ٹہلنا شروع کر دیتا۔ پھر اچانک وہ مڑا اور میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ شوگوف بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل کاروف بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس پہنچو"۔ کرنل کاروف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھل گیا۔ اندر آنے والا ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان تھا جس کے چھوٹے

چھوٹے بال سرکنڈوں کی طرح سیدھے کھڑے تھے۔ اس نے اندر داخل ہو کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلیوٹ کیا۔

"بیٹھو شوگوف"...... کرنل کاروف نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور آنے والا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شوگوف۔ تم ہیڈ کوارٹر کے سیکورٹی چیف ہو اور تمہاری اور تمہارے آدمیوں کی موجودگی کے دوران دشمن ایجنٹ ہیڈ کوارٹر سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیوں"...... کرنل کاروف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ان ایجنٹوں کو یہاں سے باقاعدہ سازش کے تحت نکالا گیا ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہی نہیں آئے ورنہ یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ باہر نکل سکتے"...... شوگوف نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو تمہارا کیا خیال ہے۔ کس کی سازش ہے یہ"۔ کرنل کاروف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اس بارے میں کوئی واضح بات نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لوگ سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے باہر گئے ہیں"...... شوگوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سافٹ ویئر ہاؤس کا انچارج کون ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"مادام زینا اور سپیشل ایریئے کا انچارج میجر روستاف اور چیف آپ کو یقیناً یہ علم ہو گا کہ میجر روستاف اکثر مادام زینا کے پاس ہی

رہتے ہیں۔ وہ دونوں جلد ہی شادی کرنے والے ہیں"...... شوگوف نے جواب دیا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے اور میجر روستاف کا عہدہ میرے بعد کیا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"وہ آپ کے نمبر ٹو ہیں"...... شوگوف نے جواب دیا۔

"تو اب بتاؤ کہ ان لوگوں کو یہاں سے کیوں نکالا گیا ہے۔ اس کے پیچھے کیا وجوہات یا سازش ہو سکتی ہے"...... کرنل کاروف نے کہا تو شوگوف نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

"سنو۔ تم ہمیشہ میری گڈ بک میں رہے ہو اور میں نے اس اہم معاملے پر ڈسکس کرنے کے لئے فلارسن کی بجائے تمہیں ہی بلایا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی ذہین آدمی ہو اور میرے انتہائی قابل اعتماد بھی ہو اس لئے کھل کر بات کرو۔ ہم نے اس سازش کا سراغ لگانا ہے اور اگر یہ سازش ثابت ہو گئی تو تم نمبر ٹو بھی بن سکتے ہو"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تھینک یو چیف۔ بہرحال میں حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میجر روستاف آپ کی جگہ لینا چاہتے ہیں اس لئے ان لوگوں کو باہر نکالا گیا ہے"...... شوگوف نے کہا تو کرنل کاروف بے اختیار مسکرا دیا۔

"گڈ۔ میرا اندازہ درست ہے۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ لیکن ان

لوگوں کو باہر نکال کر میجر روستاف کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

"چیف۔ دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اس طرح اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات آنے کے بعد کہ ایجنٹ اس طرح نکل گئے ہیں آپ کی کارکردگی پر حرف آ جائے گا اور اعلیٰ حکام ہو سکتا ہے کہ آپ کو یہاں سے کسی اور پوسٹ پر بھیج دیں اور میجر روستاف آپ کی جگہ لے لے۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ زیتا کی مدد سے ان ایجنٹوں سے رابطہ رکھے اور پھر کسی بھی وقت اس سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے انہیں دوبارہ یہاں بلوا کر آپ پر حملہ کرا دے اور آپ کے بعد ظاہر ہے وہ خود بخود چیف بن جائے گا"...... شوگوف نے کہا۔

"زیتا کے ذریعے رابطہ۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"مادام زیتا ہفتے میں ایک روز حساس اسلحے کی تفصیلات حاصل کرنے ریڈ ہاؤس جاتی ہیں اور وہ دن آج کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں سافٹ ویئر ہاؤس کے ذریعے دوبارہ اندر بلا کر یہاں آفس تک پہنچا دیں اور آپ کو یا مجھے یا کسی اور کو اس کا علم ہی نہ ہو سکے۔ اس کے بعد وہ ان ایجنٹوں کو یہاں ہلاک کر دیں۔ اس طرح وہ ڈبل گیم جیت جائیں گے"...... شوگوف نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ یہ اینگل تو میرے ذہن میں بھی نہ

تھا۔ ویری گڈ۔ تم سمجھ لو کہ آج سے تم میرے نمبر ٹو بن گئے ہو۔ اب ہمیں اس سازش کا قلع قمع کرنا ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"تھینک یو چیف"...... شوگوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو۔ بولو"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"جناب۔ اب آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ میں ان سازشیوں اور ان ایجنٹوں کی لاشیں آپ کے سامنے لا کر رکھ دوں گا"...... شوگوف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن پہلے تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"چیف۔ میں ہیڈ کوارٹر کے تمام خفیہ راستوں کے بارے میں جانتا ہوں کیونکہ میں سکیورٹی آفیسر ہوں۔ میں اپنے آدمی تمام خفیہ راستوں کی نگرانی پر اس طرح لگا دوں گا کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے گا جبکہ میرے خاص آدمی آپ کے آفس اور رہائش گاہ کے گرد بھی خفیہ طور پر موجود ہوں گے۔ جیسے ہی یہ سازشی ان ایجنٹوں کو لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے مجھے اطلاع مل جائے گی اور پھر ان کے آپ تک پہنچنے تک میں اور میرے ساتھی پوری طرح باخبر رہیں گے جبکہ کسی کو اس بارے میں علم نہ ہو گا اور سازشی یہ سمجھ رہے

ہوں گے کہ کسی کو علم نہیں ہے اور عین آخری لمحے میں ہم ان سازشیوں اور ایجنٹوں پر فائر کھول دیں گے اس طرح سازشی بھی ہلاک ہو جائیں گے اور ایجنٹ بھی"...... شوگوف نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے بھی تم نے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا ہے۔ میں تمہیں ایک ایسا ٹرانسمیٹر دے دیتا ہوں کہ تم اس پر مجھ سے بات کر سکو گے اور ہیڈ کوارٹر میں کسی جگہ بھی یہ بات سنی نہ جا سکے گی"۔ کرنل کاروف نے کہا۔

"یس چیف"...... شوگوف نے کہا تو کرنل کاروف اٹھا اور اس نے اپنے عقب میں موجود ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے شوگوف کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو۔ یہ سپیشل ٹرانسمیٹر ہے۔ اس کا بٹن پریس کر کے تم کسی فون کال کی طرح بات کر سکتے ہو۔ جیسے ہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں تم نے مجھے کال کرنا ہے اور پھر لمحہ لمحہ کی رپورٹ مجھے ساتھ ساتھ دینی ہے"...... کرنل کاروف نے کہا۔

"یس چیف"...... شوگوف نے آلہ لے کر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کرنل کاروف کو سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو کرنل کاروف نے میز کے کنارے پر موجود مختلف بٹنوں کو پریس کرنا شروع کر دیا۔ کمرے کے دروازے پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل

اٹھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ آفس اور اس سے ملحقہ اس کی رہائش گاہ کے گرد خصوصی حفاظتی سسٹم آن ہو گیا تھا اور اب اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص کسی صورت بھی آفس یا اس سے ملحقہ رہائش گاہ میں داخل نہ ہو سکتا تھا اور پھر وہ آفس سے اٹھا اور اس کے پیچھے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر وہ اسے اپنے ساتھ آفس میں لے آیا۔ اس نے مشین میز پر رکھ کر اسے آن کر دیا۔ مشین کے درمیان چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں بنی ہوئی تھیں۔ مشین کے آن ہوتے ہی سکرینیں بھی روشن ہو گئیں لیکن ان پر آڑھی ترچھی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ کرنل کاروف نے مشین کا ایک ڈائل گھمانا شروع کر دیا تو ایک سکرین پر مناظر ابھرنے لگے۔ چند لمحوں بعد اس سکرین پر آفس کے دروازے کے باہر کا منظر ابھر آیا تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر اس نے دوسری سکرین کے نیچے موجود ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس طرح باری باری اس نے چاروں سکرینوں پر مناظر کو فکسڈ کر دیا۔ اب چاروں سکرینوں پر اس کے آفس اور اس سے ملحقہ رہائش گاہ کے بیرونی حصے صاف نظر آ رہے تھے۔ آخر میں کرنل کاروف نے مشین کا ایک بٹن اور پریس کر دیا۔ اب شوگوف کی طرف سے اس خصوصی ٹرانسمیٹر پر آنے والی کال وہ سن بھی سکتا تھا اور اس کا جواب بھی دے سکتا تھا اور اس نے ایسے انتظامات بھی کر لئے تھے کہ وہ سکرین پر

اپنے آفس کے باہر چاروں سمتوں کو بھی چیک کرتا رہے اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن تھا کہ اگر سازشیوں نے اس کے خلاف کوئی سازش کی تو اول تو یہ سازش مکمل نہیں ہو سکے گی اور وہ لوگ مارے بھی جائیں گے اس لئے اب وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

عمران، تنویر اور ٹائیگر جیسے ہی راہداری سے گزر کر کمرے میں داخل ہوئے کمرے میں موجود تین افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کی گرز نما ٹھوڑی بتا رہی تھی کہ وہ اپنے مطلب کے لئے دوسروں کا بڑے سے بڑا نقصان کر دینے سے بھی گریز نہیں کرتا اور اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی جبکہ اس کے دوسرے دو ساتھی دراز قد اور درمیانے جسم کے مالک نوجوان تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہنمائی زیتا کر رہی تھی۔ وہ انہیں درختوں کے اس جھنڈ سے لے کر ایک خفیہ راستے سے راہداری میں اور پھر راہداری سے اس کمرے میں لے آئی تھی۔

"میرا نام میجر روستاف ہے اور میں سپیشل ایریئے کا انچارج ہوں اور یہ دونوں میرے نائب ہیں"...... اس لمبے قد اور بھاری جسم

والے آدمی نے آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے انتہائی دوستانہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے بھی صرف اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھیں۔ ہمیں پہلے تفصیل سے بات چیت کر لینی چاہئے"۔ روستاف نے کہا اور پھر وہ وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"زیتا نے آپ سے جو باتیں کی ہیں وہ اس نے مجھے بتا دی ہیں اور مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ ہم سے تعاون کرنے پر تیار ہو گئے ہیں لیکن بہت سی ایسی باتیں ہیں جو اب پہلے طے ہونا ضروری ہیں"...... میجر روستاف نے کہا۔

"آپ کھل کر بات کریں میجر روستاف کیونکہ ہم سب کی بہتری اسی میں ہے کہ بات چیت کھل کر ہو جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مسٹر علی عمران۔ آپ جب تک سپیشل ایریئے کی حدود میں ہیں آپ محفوظ ہیں کیونکہ سپیشل ایریئے کو کسی اور جگہ سے چیک نہیں کیا جا سکتا اور یہاں میں اور میرے ساتھی ہی مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ سپیشل ایریئے سے ایک خفیہ راستہ کرنل کاروف کے آفس کے قریب جا کر نکلتا ہے۔ اس راستے میں کوئی چیکنگ آلہ موجود نہیں ہے کیونکہ اس راستے کو استعمال نہیں کیا جاتا اس لئے آپ آسانی سے اس راستے سے کرنل کاروف کے آفس تک پہنچ جائیں گے لیکن

اگر آپ نے کرنل کاروف کے آفس میں فائر کھولا تو میجر آپریشن روم والے اسے چیک کر لیں گے اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ راستہ ہی بند کر دیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ پر خفیہ طور پر گولیوں کی بارش کر دی جائے اور آپ وہاں پھنس جائیں اور ہم بھی وہاں آپ کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ اس کا حل جو میں نے سوچا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کرنل کاروف کے آفس میں فائرنگ نہیں کریں گے بلکہ کرنل کاروف کو گردن توڑ کر ہلاک کریں گے اور آپ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے آپ یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اس طرح کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا اور پھر آپ اس خفیہ راستے سے واپس سپیشل ایریئے میں پہنچ جائیں گے اور پھر یہاں سے آپ کو خاموشی سے باہر نکال دیا جائے گا اور اس کے بعد ہم آپ کو اس فائل کی کاپی بھی خاموشی سے پہنچا دیں گے اور کے جی بی کی مدد سے آپ کو واپس پاکیشیا بھی پہنچا دیا جائے گا"...... میجر روستاف نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا بھی ہو جائے گا لیکن آپ ایک بات بتائیں کہ آپ یا آپ کا کوئی آدمی کیا یہ کام نہیں کر سکتا جو آپ اتنا بڑا رسک لے کر ہم سے یہ کام کرانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو میجر روستاف بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے۔ یہ کام ہمارا کوئی آدمی بھی کر سکتا ہے لیکن آپ کو اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم نہیں ہے۔

ہیڈ کوارٹر میں جو آدمی بھی کام کرتا ہے اس کے جسم کے اندر کھال میں ایک خصوصی آلہ مستقل طور پر لگا دیا جاتا ہے۔ اس آلے کے ذریعے باقاعدہ چیکنگ کی جاتی ہے اور پھر ہمارے ہر آدمی کا دائرہ کار مخصوص ہے۔ اس دائرہ کار کے اندر جب تک وہ آدمی رہتا ہے اس وقت تک اس کی چیکنگ نہیں ہوتی اور جیسے ہی وہ آدمی مخصوص دائرہ کار سے باہر جاتا ہے تو اس کی چیکنگ شروع ہو جاتی ہے اور اگر وہ خلاف معمول حرکت کرے تو اس کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم میں سے کوئی بھی آدمی اگر سپیشل ایریئے سے نکل کر دوسرے ایریئے میں داخل ہو گا تو اس کی چیکنگ شروع ہو جائے گی جبکہ آپ کے ساتھ ایسا نہیں ہے اور آپ سے یہ کام لینے کا مقصد اتنا ہے کہ آپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو علم ہے کہ آپ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح یہ جواز بھی ختم ہو جاتا ہے کہ باہر کا کوئی آدمی اندر داخل ہو کر کرنل کاروف کو ہلاک کر سکتا ہے"...... میجر روستاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو علم ہے میجر روستاف کہ سپیشل ریکارڈ روم کہاں ہے اور اس کی مشینری کو کہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اس بارے میں معلوم ہے۔ یہ ریکارڈ روم زیر زمین ہے اور اس کی مشینری آٹومیٹک ہے۔ اس کا کنٹرول کے جی بی چیف کے پاس ہے۔ جب تک اس کا مخصوص کارڈ اس مشین کے اندر نہ

ڈالا جائے اندر سے کوئی فائل باہر نہیں آ سکتی اس لئے جب تک وہ نہ چاہے آپ کسی صورت بھی فائل یا اس کی کاپی حاصل نہیں کر سکتے"...... میجر روستاف نے کہا۔

"تو پھر ہمیں کاپی کیسے ملے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل کاروف کی موت کے بعد میں اس کے نائب کی حیثیت سے کے جی بی کا چیف بن جاؤں گا اور پھر میں خود یہ کاپی آپ کو سپلائی کر دوں گا۔ چونکہ اصل فائل موجود رہے گی اس لئے کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے گا"...... میجر روستاف نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں آپ کے وعدے پر اعتبار ہے۔ اب کارروائی شروع کر دی جائے"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کے پاس کوئی ہتھیار موجود ہے تو پلیز وہ ہتھیار یہیں رکھ دیں ورنہ آپ اس خفیہ راستے کو کراس بھی نہ کر سکیں گے اور مارے جائیں گے"...... میجر روستاف نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

"ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہتھیار ہمیں آپ سپلائی کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ زیتا انہیں آفس تک پہنچا دو اور پھر کارروائی مکمل ہونے کے بعد انہیں واپس لے آنا"...... میجر

روسناف نے زیتا سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔آئیں"...... زیتا نے اثبات میں سرہلایا اور کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ عمران، ٹائیگر اور تنویر تینوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ سپیشل ایریئے میں بڑے بڑے سٹاک روم بنے ہوئے تھے جن کے درمیان متعدد راہداریاں تھیں۔وہ زیتا کی رہنمائی میں مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بند دیوار کے سامنے جاکر رک گئے۔

"اس دیوار تک سپیشل ایریئے کی حدود ہے"...... زیتا نے مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ زیتا نے دیوار کی جڑ میں اپنا پیر مخصوص انداز میں دو بار مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ زیتا نے انہیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور اس راہداری میں داخل ہو گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموشی سے اس راہداری میں داخل ہو گئے۔ راہداری کافی طویل تھی لیکن بہرحال دو موڑ گھومنے کے بعد وہ ایک بار پھر ایک بند دیوار کے سامنے جا کر رک گئے۔

"اس دیوار کی دوسری طرف کرنل کاروف کا آفس ایریا ہے"۔ زیتا نے آہستہ سے کہا۔

"کیا میجر آپریشن روم بھی اس ایریئے میں ہے"...... عمران نے

پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن وہ علیحدہ ہے"...... زیتا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا تو زیتا نے ایک بار پھر پہلے والا عمل دوہرایا اور ایک بار پھر سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار کھل گئی۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ زیتا نے پہلے گردن باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر آگے بڑھ گئی۔ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر وہ بھی آگے بڑھ گیا۔ راہداری کا اختتام ایک کمرے کے دروازے پر ہوا۔ زیتا نے اس دروازے کو ہاتھ سے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف کمرہ خالی تھا۔ زیتا اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں ایک میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک طرف فولادی ریک رکھا ہوا تھا جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ زیتا پنجوں کے بل چلتی ہوئی کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھی اور پھر اس نے دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ پیچھے مڑی۔

"اس راہداری کا اختتام جس دروازے پر ہو گا وہ کرنل کاروف کے آفس کا دروازہ ہے اور دروازے پر جلنے والا بلب بتا رہا ہے کہ کاروف اندر آفس میں موجود ہے۔آپ خاموشی سے اندر چلے جائیں اور کارروائی کر کے واپس آ جائیں۔ میں یہاں ٹھہروں گی"۔ زیتا نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑی جبکہ عمران نے آگے بڑھنے کی بجائے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ زیتا کچھ کرتی

تنویر کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور زیتا کے منہ سے صرف غوں غوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہ نکل سکی اور چند لمحوں بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ تنویر نے اسے وہیں فرش پر لٹا دیا۔

"آؤ۔ اب پہلے اس سپیشل ایریئے کو صاف کر دیں۔ پھر یہاں آئیں گے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ وہ دوڑتا ہوا واپس جا رہا تھا لیکن ابھی وہ راہداری کے درمیان میں ہی تھے کہ اچانک ان کے عقب میں بند دروازہ کھلا اور وہ تینوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں ابھریں اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں گرم گرم سلاخیں اترتی جا رہی ہوں۔ وہ اچھل کر فرش پر گر گیا۔ اس نے تنویر اور ٹائیگر کو بھی اسی طرح نیچے گرتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے حلق میں اٹک سا گیا۔ اس نے سانس لینے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کی ساری کوشش بے کار ثابت ہوئی اور اس کے حواس پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح اس کے ذہن پر تاریکی پھیلی تھی اسی طرح یہ سیاہ چادر سمٹتی چلی گئی اور جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے شعور میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ دیکھ کر اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کہ اس کا جسم ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر اسی حالت میں موجود تھے لیکن عمران نے

دیکھا کہ اس سمیت اس کے ساتھیوں کے جسموں پر باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔ عمران کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کسی فلم کی طرح گھوم گئے اور اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اسے کوئی بات سمجھ نہ آ رہی تھی لیکن اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ جب وہ زیتا کو بے ہوش کر کے واپس آ رہے تھے تو عقب سے ان پر فائرنگ کی گئی تھی اور وہ فائرنگ سے ہٹ ہو گئے تھے لیکن پھر ان کی بینڈیج اور انہیں یہاں اس کمرے میں لا کر باندھنا یہ بات اس کے حلق سے کسی طرح بھی نہ اتر رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں اور اس بارے میں سوچنے لگا لیکن اچانک اس کے کانوں میں تنویر کے کراہنے کی ہلکی سی آواز پڑی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ تنویر ہوش میں آنے کے عمل سے گزر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد تنویر ہوش میں آ گیا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم زندہ ہیں۔ یہ کیسے ہوا"...... تنویر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ جگہ نجانے کون سی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"کوئی بھی ہو بہرحال قبر نہیں ہے حالانکہ اس بار جس طرح ہم ہٹ ہوئے تھے مجھے یقین تھا کہ اب ہم قبر میں ہی پہنچیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی ہوش میں آ گیا

اور پھر اس نے بھی وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے تنویر کر چکا تھا۔

" باس۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ ہمیں زندہ چھوڑ دیتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" نہ صرف زندہ چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ باقاعدہ ہماری بینڈیج بھی کی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں زندہ رکھنا بھی چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" تمہارے ناخنوں میں بلیڈ ہیں۔ ان سے رسیاں تو کاٹو۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ہم کہاں ہیں اور کیوں ہیں"...... تنویر نے کہا۔

" وہ میں نے پہلے ہی کوشش کر کے دیکھ لیا ہے۔ ہمارے جسم بے حس کر دیئے گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ مگر کیوں۔ اگر ہمیں بے حس کر دیا گیا تھا تو پھر یہ رسیاں کیوں باندھی گئی ہیں"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

" شاید انہیں خطرہ تھا کہ ہم بے حس ہو جانے کے باوجود فرار ہو جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود چھوٹے چھوٹے بال سرکنڈوں کی طرح کھڑے تھے۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی تھے۔

" تمہیں ہوش آ گیا۔ اچھا ہوا۔ اب تم سے تفصیل سے بات ہو گی"۔ اس سرکنڈوں کی طرح کھڑے ہوئے بالوں والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے ایک طرف پڑی ہوئی

کرسیوں میں سے ایک کرسی اٹھا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی کرسیوں کے سامنے رکھ دی اور وہ آدمی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے مسلح ساتھی اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

" پہلے تم اپنا تعارف کرا دو تا کہ ہمیں اپنے محسن کے بارے میں معلوم ہو جائے جس نے نہ صرف ہمارے زخموں کی بینڈیج کرائی ہے بلکہ ہمیں ہلاک کرنے کی بجائے زندہ بھی رکھا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرا نام شوگوف ہے اور میں یہاں ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی چیف ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔

" اس وقت ہم کہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

" سیکورٹی آفس کے نیچے ایک کمرے میں"...... شوگوف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہمیں زخمی کس نے کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" میرے آدمیوں نے"...... شوگوف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" لیکن زخمی بھی خود کیا اور پھر بینڈیج بھی خود ہی کرائی۔ بہت خوب"...... عمران نے کہا تو شوگوف ایک بار پھر مسکرا دیا۔

" تمہارا نام علی عمران ہے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے لیکن تمہارے ساتھیوں کے کیا نام ہیں"...... شوگوف نے کہا۔

" تم نے بھی صرف اپنا تعارف کرایا ہے اس لئے حساب برابر ہو

گیا"...... عمران نے کہا۔

"مسٹر علی عمران۔ میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سنا ہو ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی چیف بننے سے پہلے میں کے جی بی کے فارن سیکشن میں کام کرتا رہا ہوں اس لئے مجھے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے۔ اب میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا اور تمہیں زندہ کیوں رکھا گیا ہے اور پھر تمہاری بینڈیج کیوں کرائی گئی۔ اس کے بعد اصل بات ہو گی"...... شوگوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ہمہ تن گوش ہوں اور فی الحال میں کر بھی یہ کام سکتا ہوں یعنی سننا اور بولنا"...... عمران نے کہا تو شوگوف . اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب کے جی بی ہیڈ کوارٹر ایسی جگہ ہے جہاں تقریباً پورے روسیاہ اور اس سے ملحقہ ریاستوں کو کنٹرول کیا ہے۔ کے جی بی کا چیف حقیقت میں روسیاہ کے صدر اور وزیرا سے بھی زیادہ بااختیار ہوتا ہے۔ جو کچھ روسیاہ میں ہوتا ہے اس پشت پر ہمیشہ کے جی بی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے کے جی بی کا چیف روسیاہ کی سب سے طاقتور شخصیت بننے کے مترادف ہے"۔ شوگو نے بولنا شروع کر دیا۔

"معاف کرنا۔ مجھے تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بارے میں معلوم ہے۔ تم اصل بات کرو"...... عمران نے بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں جو بھی کسی سیکشن کا انچارج ہے وہ کے جی بی کا چیف بننے کے خواب دیکھتا رہتا ہے لیکن موقع ملنے پر ہی اس خواب کی تعبیر ممکن ہو سکتی ہے۔ میں سیکورٹی انچارج ہوں اس لئے میرے ذہن میں بھی یہ بات موجود تھی لیکن چونکہ بظاہر اس کا کوئی موقع نہ تھا اس لئے میں خاموش رہا۔ مجھے معلوم ہے کہ سپیشل ایریئے کا انچارج میجر روستاف چیف کا نمبر ٹو ہے اور چیف کی ہلاکت کی صورت میں وہ لامحالہ چیف بن جائے گا اس لئے میں اس صورت میں چیف بن سکتا ہوں کہ چیف بھی ہلاک ہو جائے اور میجر روستاف کو بھی ایسے انداز میں ہلاک کر دیا جائے کہ اس کا جواز بھی میرے حق میں جاتا ہو اور پھر یہ موقع سامنے آ گیا۔ تم تینوں میجر روستاف کی مدد سے باہر نکل گئے تو چیف کرنل کاروف بھی سمجھ گیا کہ کیا ہونے والا ہے۔ اس نے مجھے کال کر لیا اور پھر اس نے مجھے اپنا نمبر ٹو قرار دے دیا۔ میں نے تمام خفیہ راستوں کی نگرانی کرائی اور چیف کے آفس کے گرد بھی سیکورٹی کے افراد لگا دیئے میجر روستاف کو معلوم نہیں ہے کہ سیکورٹی آفس میں ان تمام خفیہ راستوں اور سپیشل ایریئے میں ہونے والی تمام کارروائی نہ صرف ٹیپ کی جا سکتی ہے بلکہ اس کی فلم بھی بنائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بہرحال مختصر طور پر بتا دوں کہ تم لوگ سپیشل ایریئے میں پہنچے۔ تمہارے اور میجر روستاف کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت بھی میں سنتا رہا اور اس کی فلم بھی بنتی رہی۔ پھر جب تم آفس

کے قریب پہنچ گئے تو ہم تمہارے انتظار میں تھے لیکن تم باہر آنے کی بجائے جب واپس مڑے تو ہم یہی سمجھے کہ تمہیں ہمارے بارے میں علم ہو گیا ہے اس لئے میں نے تم لوگوں پر فائرنگ کا حکم دے دیا اور تم لوگوں کو ہٹ کر دیا گیا۔ اب مسئلہ تھا کرنل کاروف کو کور کرنے کا۔ اس نے اپنے آفس کے گرد حفاظتی حصار قائم کر لیا تھا۔ شاید وہ مجھ سے بھی خوفزدہ تھا یا تم لوگوں سے ضرورت سے زیادہ خوفزدہ تھا۔ بہرحال خصوصی ٹرانسمیٹر پر میں نے اسے ساری بات بتائی تو اس نے تمہاری لاشیں آفس میں لے آنے کا حکم دیا۔ ہم تم لوگوں کو اٹھانے کے لئے گئے تو تم لوگ ابھی زندہ تھے۔ ہم تم لوگوں کو آفس کے سامنے لے گئے تو اندر سے کرنل کاروف نے سکرین پر تمہیں مردہ سمجھا اور پھر اس نے حفاظتی حصار ختم کر دیا اور آفس کا دروازہ کھول دیا تو میں اندر چلا گیا اور پھر کرنل کاروف کو بھی میں نے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد میں نے تم لوگوں کو ایک اور کام کے لئے زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا اور تمہیں ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال بھجو دیا۔ وہاں تمہارے جسموں سے گولیاں نکالی گئیں اور زخموں بینڈیج کی گئی۔ اس دوران میں نے سپیشل ایریئے میں کارروائی کرائی اور میجر روستاف اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا اس طرح ہیڈ کوارٹر پر میرا مکمل قبضہ ہو گیا۔ تم لوگوں کو ہسپتال سے یہاں اس لئے لایا گیا ہے کہ یہاں میں تم سے ایک معاہدہ کر چاہتا ہوں۔ تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم مجھ

تعاون کرو اور تم لوگ اعلیٰ حکام کے سامنے وہی کچھ کہو جو میرے حق میں جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ تم نے پہلے زیٹا کو ہلاک کیا اور پھر واپس جا کر تم نے میجر روستاف کو ہلاک کیا اور پھر اس کے تمام ساتھیوں کو ہٹ کر دیا۔ پھر تم لوگ واپس آئے اور کرنل کاروف کو بھی ہلاک کر دیا۔ لیکن پھر تمہارا مقابلہ سکیورٹی والوں سے ہو گیا اور تم لوگ ہٹ ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں میرا معاملہ بالکل صاف ہو جائے گا اور میں کے جی بی کا چیف بنا دیا جاؤں گا۔ تم لوگوں کو اعلیٰ حکام کورٹ مارشل کے ذریعے موت کی سزا دے دیں گے اور پھر سزا دینے کے لئے مجھے حکم دیا جائے گا اور میں یہی ظاہر کروں گا کہ تم لوگوں کو سزا دے دی گئی ہے اور میں خفیہ طور پر تم لوگوں کو پاکیشیا پہنچا دوں گا اور جو فائل تمہیں چاہئے وہ بھی تمہیں مل جائے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں تم تینوں کو بھی ہلاک کر دوں اور پھر یہ ساری کہانی میں خود اعلیٰ حکام کو سنا دوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری بات پر یقین کر لیں گے لیکن میں پہلی صورت کو بہتر سمجھتا ہوں اس لئے میں نے تمہیں زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا ورنہ اب تک تم لوگ ہلاک ہو چکے ہوتے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے"۔ شوگوف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اعلیٰ حکام کو یہاں ہونے والے واقعات کی رپورٹ مل چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تمہارے جواب کے بعد جو کارروائی ہو گی اس کے بعد

رپورٹ دی جائے گی"...... شوگوف نے کہا۔

"کیسی کارروائی"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ اگر تم انکار کرتے ہو تو تمہیں ہلاک کر دیا جائے اور یہ رپورٹ دی جائے"...... شوگوف نے کہا۔

"لیکن دونوں صورتوں میں ہماری بینڈیج کا کیا جواز پیش کر گے"...... عمران نے کہا۔

"موت کی صورت میں تمہاری لاشوں سے بینڈیج غائب ہ جائے گی اور زندہ رہنے کی صورت میں تمہارے بیانات کرانے ک جواز پیش کیا جائے گا"...... شوگوف نے کہا تو عمران بے اختی مسکرا دیا کیونکہ شوگوف واقعی ذہین آدمی ثابت ہو رہا تھا۔

"لیکن اس کی کیا ضمانت ہو گی کہ تم ہمیں کورٹ مارشل کے تحت سزا نہیں ہونے دو گے اور اپنا وعدہ پورا کرو گے"...... عمرا نے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں میری بات پر یقین کرنا ہو گا"...... شوگو نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تو ہم تمہارے ساتھ تعاون کرنے کے تیار ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں اعلیٰ حکام کو اطلاع دیتا ہوں۔ پھر ان کے آنے تم لوگوں کو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا"...... شوگوف اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اسی طرح بے حس رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ مجبوری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ سچوئیشن ہنے کی طاقت رکھتے ہو اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی گڑبڑ ہو۔ ستہ بے فکر رہو۔ میں بہرحال تم سے کیا ہوا وعدہ ہر صورت میں کروں گا"۔ شوگوف نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے کی ف مڑ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے اور ڑی دیر بعد وہ تینوں کمرے میں اکیلے رہ گئے۔

"کیا مطلب۔ کیا اب ہم جھوٹ بولیں گے"...... ان کے باہر تے ہی تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جھوٹ۔ کیسا جھوٹ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ شوگوف کہہ رہا تھا واقعات تو ایسے نہیں ہیں۔ پھر یہ ٹ ہی ہو گا۔ کیا تم واقعی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنے پر تیار ئے ہو"...... تنویر کے لہجے میں غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"کچھ لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ جہاں مسئلہ جان بچانے کا ہو وہاں ٹ بولا جا سکتا ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اگر جھوٹ بولنے سے کسی ہوتا ہے اور کسی کا نقصان بھی نہ ہوتا ہو تو ایسے موقع پر جھوٹ ینا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"جھوٹ ہر لحاظ سے جھوٹ ہوتا ہے۔ سمجھے۔ اس لئے اگر تم نے ماری جان بچانے کے لئے جھوٹ بولا تو میں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ جو بھی ہو بہرحال جھوٹ گناہ کبیرہ ہے"۔

تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
" واہ۔ اسے کہتے ہیں ایمان۔ بہت خوب تنویر۔ تم نے یہ بات کر
کے مجھے حقیقتاً مسرت بخشی ہے۔ ویسے تم فکر مت کرو میں جھوٹ
نہیں بولوں گا۔ مجھے خود جھوٹ سے نفرت ہے۔ میں نے یہ سب کچھ
صرف وقت لینے کے لئے کیا ہے ورنہ یہ شخص ہمیں واقعی گولیوں سے
اڑا دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" باس۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں بہرحال اس بے حسی سے جلد
جلد چھٹکارا حاصل کر لینا چاہئے کیونکہ حالات بدلتے دیر نہیں
لگتی"...... ٹائیگر نے کہا۔
" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ویسے بھی یہ شوگوف بعد
ہمیں نہ ہی فائل دے گا اور نہ زندہ چھوڑے گا اور ہم نے بہرحال
فائل حاصل کرنی ہے لیکن یہ بے حسی صرف اسی صورت میں دور
سکتی ہے کہ ہم گردن سے کچھ خون نکال کر اعصاب کو تحریک د
لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ ہم سوائے سر، گردن اور زبان ہلانے
اور کچھ بھی نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔
" باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ذہن کو بلینک کر
اعصاب پر دباؤ ڈالوں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار
پڑا۔
" کیا مطلب۔ کیا تم ڈیپ سٹریس کی مشقیں کرتے رہتے
عمران نے چونک کر کہا۔

" یس باس۔ میں نے ایک کتاب میں اس بارے میں پڑھا تھا۔
تب سے میں نے اس کی باقاعدہ مشقیں شروع کی ہوئی ہیں۔ گو آج
تک تجربہ تو نہیں کیا اس لئے آپ سے اجازت مانگ رہا ہوں کیونکہ
مجھے یقین ہے کہ آپ اگر اجازت دیں گے تو پھر کوئی منفی رد عمل
نہیں ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
" میری اجازت سے منفی رد عمل کیسے رک جائے گا۔ ویسے مجھے
معلوم نہیں ہے کہ ان مشقوں میں تم کہاں تک پہنچے ہو۔ اگر
تمہارے تحت الشعور میں ابھی مطلوبہ طاقت پیدا نہیں ہوئی تو تم
ہمیشہ کے لئے بھی ذہنی طور پر ختم ہو سکتے ہو۔ یہ دنیا کا سب سے
مشکل کام ہے۔ ہزار میں سے ایک اس میں کامیاب ہوتا ہے ورنہ یا
ذہنی توازن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے یا ذہن کی شریانیں پھٹ
جاتی ہیں۔ میں نے خود کبھی اس کا تجربہ نہیں کیا البتہ مشقیں تو میں
بھی کافی کی تھیں لیکن میرا خیال ہے کہ تمہاری بجائے میں تجربہ
کرتا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" نہیں۔ اگر کوئی خطرہ ہے تو مت کرو ایسا"...... اچانک تنویر
نے سخت لہجے میں کہا۔
" کیوں"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔
" میرے اور ٹائیگر جیسے تو پاکیشیا کو لاکھوں نہیں تو سینکڑوں مل
جائیں گے لیکن تم جیسا ایک بھی نہیں ملے گا اس لئے یہ پورے
ملک و قوم کا نقصان ہو گا اور میں اپنے ملک و قوم کا اتنا بڑا نقصان

برداشت نہیں کر سکتا"...... تنویر نے مزید سخت اور سپاٹ سے لہجے
میں کہا۔
"یعنی تمہیں مجھ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ملک و قوم کا فائدہ
دیکھ رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تمہاری وجہ سے چونکہ ملک و قوم کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے میں
تمہیں روک رہا ہوں۔ اگر فائدہ نہ پہنچتا تو نجانے اب تک میں خو
تمہیں کتنی بار اپنے ہاتھوں گولی سے اڑا چکا ہوتا"...... تنویر نے
جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"تنویر صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ آپ خطرہ مول
لیں۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔
"نہیں۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں ا
اکلوتے شاگرد سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں اور میری فکر نہ کرو۔ میرا د
بھی مری ہڈیوں کی طرح ڈھیٹ میٹریل سے بنا ہوا ہے"...... عم
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بن
لیں۔ تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر
بڑھ گیا تھا جبکہ ٹائیگر کے ہونٹ آہستہ آہستہ اس انداز میں
ہل رہے تھے جیسے وہ کوئی دعا پڑھ رہا ہو۔ عمران کا چہرہ تیزی
سرخ پڑتا جا رہا تھا۔ پھر یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کا چہرہ ر
شروع ہو گیا ہو لیکن پھر اچانک اس کا چہرہ نارمل ہونا شروع ہ
البتہ تیز سرخی ابھی تک اس کے چہرے پر موجود تھی اور اس کے

تـ عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں قندھاری انار کی
طرح سرخ ہو رہی تھیں۔
"نہیں۔ اس سے زیادہ کوشش میرے ذہن کو ڈیج کر دیتی اس
ے مجبوری ہے"...... عمران نے آنکھیں کھول کر طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔
"باس۔ میں کوشش کرتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس
ے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا چہرہ بھی اسی طرح تیزی سے سرخ ہوتا
تھا اور پھر چہرہ مسخ ہونا شروع ہو گیا۔
"یہ۔ یہ ختم ہو جائے گا۔ یہ ختم ہو جائے گا"...... تنویر نے
ـنی پریشان سے لہجے میں کہا جبکہ عمران خاموش تھا۔ اچانک ٹائیگر
جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس
جسم سے یکلخت لاکھوں وولٹیج کی الیکٹرک رو گزر گئی ہو۔ اس کے
تھ ہی اس کا پورا جسم اس طرح کانپنے اور تھرتھرانے لگ گیا جیسے
ا پورا جسم رعشہ کی زد میں آگیا ہو اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ٹائیگر
ہذیانی قہقہے سے گونج اٹھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں تھیں۔
ی آنکھیں خون کبوتر سے بھی زیادہ سرخ ہو رہی تھیں لیکن
ن میں اب ذہانت کی چمک مفقود ہو چکی تھی۔
"ہا۔ ہا۔ بندر کو دیکھو۔ شاخ پر بیٹھا کیسے منہ چڑا رہا ہے۔ ہا۔
دیکھو دیکھو۔ بندر کے ہاتھ میں استرا ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا"۔ ٹائیگر
منہ سے ہذیانی انداز کے قہقہوں کے ساتھ ہی اوٹ پٹانگ

فقرے نکلنے لگے لیکن اس کا جسم اب باقاعدہ حرکت کر رہا تھا۔ اس کی
بے حسی دور ہو چکی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ذہنی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ویری بیڈ"۔ تنویر
نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"میری طرف دیکھو ٹائیگر"...... یکلخت عمران نے پھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کا سر گھوما اور پھر وہ عمران کی طرف دیکھنے
لگا۔ شاید ذہن تلپٹ ہو جانے کے باوجود اس کے اندر ابھی تک
عمران کی فرمانبرداری اور تابعداری کی رو موجود تھی اور جیسے ہی
نے عمران کی طرف دیکھا اس کی نگاہیں عمران کے چہرے پر جم
گئیں۔ اس کی پلکیں بھی نہ جھپک رہی تھیں اور درمیان میں
ہوا تنویر حیرت سے ان دو سرخ آنکھوں والوں کو بغیر پلک جھپکائے
ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"اب تم آنکھیں بند کر لو گے اور دو منٹ بعد جب آنکھیں
گے تو تم ذہنی طور پر ٹھیک ہو چکے ہو گے"...... یکلخت عمران
اور تحکمانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک
سے چہرہ دوسری طرف گھمایا اور پھر اس کی اپنی آنکھیں بھی
گئیں۔ ادھر ٹائیگر نے بھی آنکھیں بند کر لی تھیں اور پھر واقعی
منٹ تک ہال میں خاموشی طاری رہی۔ تنویر ہونٹ بھینچے خاموش
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے سکول
رزلٹ آؤٹ ہونے سے پہلے بچوں کے چہروں پر امید کے ملے

تاثرات ابھر آتے ہیں۔

"میں کامیاب ہو گیا۔ میرا جسم حرکت کر رہا ہے"...... اچانک
ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
عمران نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر مسرت کے
ساتھ ساتھ تشکر کے جذبات بھی ابھر آئے تھے۔

"ویری گڈ۔ اب یہ رسیاں کھولو۔ جلدی کرو"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد وہ
رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔

"سامنے الماری میں یقیناً اس دوا کا اینٹی موجود ہو گا جس دوا سے
ہمیں بے حس کیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ روسیاہ کی ایجاد کردہ
جدید ترین دوا ماگی کلارسن ہے۔ وہی دوا اس قدر طویل اور گہرا عمل
رکھتی ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے اس الماری کی
طرف بڑھ گیا۔

"یس باس۔ اس میں اینٹی ماگی کلارسن انجکشن موجود ہے"۔
ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سرنج اٹھائی جس کی
سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی اور سرنج پر باقاعدہ لیبل لگا ہوا تھا۔

"جلدی کرو۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا
ٹائیگر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے سوئی پر موجود کیپ

ہٹائی اور سوئی عمران کے بازو میں ڈال دی۔

"بس کافی ہے۔ اتنی مقدار کافی ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے سوئی نکالی اور پھر تنویر کی طرف مڑ گیا۔ اس نے اسے بھی انجکشن لگایا اور پھر سرنج لے کر وہ واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں سرنج رکھ کر وہ واپس مڑا اور پھر اس نے تنویر کی رسیاں کھولیں اور پھر عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کے جسم پر موجود رسیاں بھی کھولیں۔ ابھی دونوں کے جسم ویسے ہی بے حس و حرکت تھے اس لئے وہ دونوں کرسیوں پر ہی موجود تھے۔

"الماری میں کوئی اسلحہ بھی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ صرف پانی کی بوتلیں ہیں یا میڈیکل باکس"۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور تنویر دونوں کے جسموں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے لیکن ابھی یہ حرکت بے حد سست تھی۔ ٹائیگر دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

"ابھی رک جاؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر دروازے کے قریب ہی رک گیا اور پھر آہستہ آہستہ تنویر اور عمران دونوں کے جسموں میں حرکت بڑھتی چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ گو پہلے تو وہ لڑکھڑائے لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ نارمل ہوتے چلے گئے۔

"مجھے ٹائیگر کے پاگل ہونے پر واقعی دلی افسوس ہوا تھا"۔

اچانک تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کا ذہن زیادہ تلپٹ نہ ہوا تھا اس لئے جلد ہی سنبھل گیا۔ بہرحال ٹائیگر نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور مجھے اس پر فخر ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا میں پاگل ہو گیا تھا"...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو تنویر نے اسے تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ عمران نے اسے کس طرح سنبھالا تھا۔

"اوہ باس۔ میں تو دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ میں پہلی ہی کوشش میں کامیاب ہو گیا ہوں لیکن مجھے تو معلوم ہی نہیں ہے کہ آپ نے مجھے سنبھال لیا ورنہ میں تو واقعی ختم ہو گیا تھا"...... ٹائیگر نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تم کامیاب ہو گئے ہو۔ تم مشقیں جاری رکھو۔ میں نے چیک کر لیا ہے تمہارا تحت الشعور کافی طاقتور ہو گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں اور کس پوزیشن میں ہیں۔ پروگرام تو بہرحال

فائل کے حصول کا ہی ہے لیکن ہمیں آئندہ ہر قدم اب سوچ سمجھ کر اٹھانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم شوگوف پر قابو پالیں تو مشن مکمل ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اب وہ شوگوف روسیاہ کے صدر یا وزیراعظم کے ساتھ ہی آئے گا اور پروٹوکول کے مطابق ان کے آنے سے پہلے یہاں مسلح افراد آکر پوری چیکنگ اور تسلی کریں گے اس لئے ہم اٹھ بھی سکتے ہیں۔ آؤ باہر تو نکلیں پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ دونوں بھی عمران کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

شوگوف تیز تیز قدم اٹھاتا پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ جب اس نے صدر مملکت کو کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دی اور کرنل کاروف اور اس کے سٹاف کی ہلاکت کے بارے میں بتایا اور ان سے درخواست کی کہ وہ خود ہیڈ کوارٹر تشریف لا کر حالات کو چیک کریں تو پہلے تو صدر صاحب نے آنے کا وعدہ کر لیا لیکن پھر صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری کی طرف سے اسے بتایا گیا کہ صدر صاحب نے اس معاملے پر پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہنگامی میٹنگ کال کی ہے جس میں پرائم منسٹر صاحب بھی شرکت کر رہے ہیں اور اسے بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی خود اس میٹنگ میں شریک ہو تو وہ ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچا اور اب وہ ہیلی پیڈ سے پریذیڈنٹ

ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں خدشات سانپوں کی طرح کلبلا رہے تھے کیونکہ ہیڈ کوارٹر میں آکر حالات کو چیک کرنا اور بات تھی جبکہ یہاں بیٹھ کر حالات سننے اور فیصلہ کرنا دوسری بات تھی۔ بہرحال حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی اس لئے اسے پہنچنا تو تھا۔ اس کے آگے پریذیڈنٹ ہاؤس کا ملازم چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بند دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔

"تشریف لے جائیں جناب"...... ملازم نے ایک سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... شوگوف نے کہا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو کمرے میں کرسیوں پر دو بھاری جسموں اور کرخت چہروں والے افراد موجود تھے۔ شوگوف انہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک روسیاہ کے قومی سلامتی امور کا سربراہ کرنل سوانکی تھا جبکہ دوسرا سپیشل ایجنسی کا سربراہ کرنل واکوف تھا۔ شوگوف نے ان دونوں کو سلام کیا اور تیسری خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر سر کی معمولی سی جنبش سے اس کے سلام کا جواب دے کر خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دوسرا اندرونی دروازہ کھلا اور روسیاہ کے صدر اندر داخل ہوئے تو شوگوف سمیت تینوں اٹھ کھڑے ہو گئے۔ صدر صاحب کے پیچھے پرائم منسٹر موجود تھے۔ شوگوف کے علاوہ دونوں کرنلز نے صدر اور وزیراعظم کو فوجی

سیلوٹ کیا جبکہ شوگوف نے روسیاہ کے رواج کے مطابق خصوصی انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد وزیراعظم بیٹھ گئے اور پھر شوگوف اور دونوں کرنل بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"مسٹر شوگوف۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر مین سیکورٹی چیف ہیں۔ انہوں نے مجھے ہیڈ کوارٹر سے کال کر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ ناقابل یقین ہے۔ ان کی درخواست تھی کہ میں خود ہیڈ کوارٹر پہنچ کر یہ تمام حالات دیکھوں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس بارے میں پہلے یہاں آپ کے سامنے تفصیلی حالات سن لئے جائیں کیونکہ جو کچھ ہوا ہے اور جس طرح ہوا ہے وہ روسیاہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان دہ ہے۔ مسٹر شوگوف آپ شروع سے تفصیل بتائیں"۔ صدر نے بھاری لہجے میں کہا تو شوگوف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے تین پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہیڈ کوارٹر میں داخلے اور پھر ان کے فرار ہو جانے سے لے کر کرنل کاروف اور میجر روستاف کے ہلاک ہونے سے لے کر آخر میں خود کارروائی کرنے اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہٹ کرنے تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر جسے پوری دنیا میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے اس طرح تین افراد داخل ہوں اور پورے ہیڈ کوارٹر میں تباہی اور ہلاکت کا کھیل کھیلتے پھریں۔ نہیں۔ میں اس

رپورٹ پر یقین نہیں کرتا"...... پرائم منسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ ان کی کامیابی کی وجہ ہیڈ کوارٹر میں کرنل کاروف کے خلاف کام کرنے والا گروپ تھا جس نے سازش کر کے انہیں پہلے وہاں سے فرار کرا دیا اور پھر انہیں خفیہ راستے سے کرنل کاروف کے آفس تک پہنچا دیا ورنہ تو یہ لوگ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتے تھے"...... شوگوف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میجر روستاف نے کرنل کاروف کے خلاف سازش کی ہے اور اس سازش کے تحت یہ سب کچھ ہوا ہے"۔ پرائم منسٹر نے شوگوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ اگر آپ کے جی بی ہیڈ کوارٹر تشریف لے چلیں تو وہاں عملی طور پر یہ سب کچھ دیکھ لیں گے اور آپ کو اس سازش کا عملی ثبوت بھی نظر آ جائے گا اور آپ ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے بھی پوچھ گچھ کر لیں"...... شوگوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ زندہ ہیں"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔ ویسے یہ بات سن کر سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"یس سر۔ میں نے ہسپتال میں ان کے زخموں کی بینڈیج کرائی ہے اور اس کے بعد ان کے جسموں کو ایسی دوا سے بے حس کر د

ہے جس کے اثرات اٹھارہ گھنٹوں تک پوری شدت سے کام کرتے ہیں۔ اٹھارہ گھنٹوں تک ان کے جسم کسی بھی صورت حرکت میں نہیں آ سکتے۔ سوائے اس کے کہ ان کو اس دوا کا اینٹی انجکشن نہ لگایا جائے۔ صرف ان کی گردنیں اور سر حرکت کر سکتے ہیں یا وہ بول اور سن سکتے ہیں۔ اس کے باوجود میں نے ان کے جسموں کو کرسیوں سے باندھ دیا ہے اس لئے ان کی حالت کیچوؤں سے بھی بدتر ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ آپ اگر ان سے بات کرنا چاہیں یا پوچھ گچھ کرنا چاہیں تو کر سکیں۔ اس کے بعد انہیں گولی ماری جا سکتی ہے"...... شوگوف نے جواب دیا۔

"مسٹر شوگوف۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں میں کیا علی عمران بھی شامل ہے"...... اچانک سپیشل ایجنسی کے سربراہ کرنل واکوف نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم سر کہ وہ کون ہیں یا ان کے کیا نام ہیں۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ تینوں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور یہ بات بھی مجھے کرنل کاروف نے بتائی تھی ورنہ ویسے وہ مقامی میک اپ میں ہیں"...... شوگوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہ بات کیوں پوچھی تھی کرنل واکوف کہ ان میں کوئی علی عمران نامی شخص بھی شامل ہے۔ یہ علی عمران کون ہے"۔ پرائم منسٹر نے کرنل واکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا

ہے اور یہ ایک ایسا ایجنٹ ہے جس کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ بظاہر احمق اور مسخرہ نظر آنے والا یہ شخص انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ ایکریمیا کی تمام ایجنسیاں بھی اس سے خوف کھاتی ہیں۔ اگر یہ ایجنٹ اس ٹیم میں شامل ہے تو پھر مسٹر شوگوف کی رپورٹ درست ہو گی۔ عمران کے لئے میجر روستاف کو کرنل کاروف کے خلاف استعمال کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ وہ ایسے کاموں میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے اور اس انداز میں کام کرنے کا عادی ہے"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو پھر اسے زندہ رکھنا ہی حماقت ہے۔ اسے فوری ہلاک ہونا چاہئے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ میرا بھی یہی خیال ہے"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"جب وہ بے حس ہیں تو پھر ان کی ہلاکت کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اب کے جی بی کا چیف کسے بنایا جائے۔ یہ روسیاہ کا انتہائی اہم ترین عہدہ ہے اور اسے ہم عام انداز میں تو پر نہیں کر سکتے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس پر واقعی غور ہونا چاہئے"...... صدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسے آدمی کو کے جی بی کا چیف بنایا جائے جو واقعی اس کا اہل ہو"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں"...... اب تک

خاموش بیٹھے ہوئے قومی سلامتی امور کے سربراہ کرنل سواسکی نے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں۔ آپ کہیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ شوگوف نے جس طرح ان ایجنٹوں کو چیک کیا ہے۔ بے بس کیا ہے اور کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا تحفظ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے اندر بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ وہ طویل عرصے سے ہیڈ کوارٹر کے چیف سیکورٹی آفیسر بھی ہیں اس لئے میری رائے کے مطابق مسٹر شوگوف اس عہدے کے مستحق ہیں"۔ کرنل سواسکی نے کہا۔

"جبکہ جناب میری رائے کے مطابق کے جی بی کا چیف ملٹری کا کوئی آدمی ہونا چاہئے جیسے کرنل کاروف یا اس کا نائب میجر روستاف تھا"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"یہ ضروری نہیں ہے۔ ہم نے صلاحیتوں کو دیکھنا ہے کہ کون یہ صلاحیتیں رکھتا ہے جو کے جی بی کا چیف بن سکتا ہے"۔ صدر نے کہا۔

"جناب صدر۔ آپ عارضی طور پر شوگوف کو انچارج بنا دیں۔ پہلے ان ایجنٹوں کا خاتمہ کیا جائے اور معاملات کو سیٹ کیا جائے۔ ہیڈ کوارٹر میں جو خامیاں ہوں وہ دور کی جائیں۔ اس کے بعد اچھی طرح سوچ سمجھ کر کسی کا انتخاب کیا جائے چاہے بعد میں مسٹر شوگوف کو ہی کیوں نہ چیف بنا دیا جائے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوکے مسٹر شوگوف۔ آپ کو عارضی طور پر انچارج بنایا جاتا ہے۔ آپ ان ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیں اور باقی معاملات کو بھی ایڈجسٹ کر کے مجھے تفصیلی رپورٹ دیں۔ باقی معاملات بعد میں دیکھے جائیں گے اور اب میٹنگ برخاست"...... صدر نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی پرائم منسٹر اور دوسرے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں مسٹر شوگوف کے ساتھ ہیڈ کوارٹر جا کر ان ایجنٹوں سے بات کروں۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں عمران شامل ہے تو پھر یہ کریڈٹ روسیاہ کے لئے سب سے بڑا کریڈٹ بن جائے گا"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"اوکے۔ آپ جا سکتے ہیں"...... صدر نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ پرائم منسٹر بھی ان کے پیچھے تھے جبکہ شوگوف اور دونوں کرنل اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جدھر سے وہ اندر آئے تھے۔

عمران نے دروازہ کھولا اور سر باہر نکال کر دیکھا تو یہ ایک راہداری تھی جس کا اختتام سیڑھیوں پر ہو رہا تھا۔

"ہم نے سب سے پہلے میجر آپریشن روم پر قبضہ کرنا ہے"۔ عمران نے آہستہ سے کہا۔

"اسلحہ ہو گا تو قبضہ بھی کر لیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی کہیں نہ کہیں سے مل جائے گا"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے راہداری میں بڑھنے لگا۔ اس کے پیچھے تنویر اور ٹائیگر بھی راہداری میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر ایک دروازے پر پہنچے تو وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ بند دروازے کی دوسری طرف سے پانچ افراد کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن دروازہ بند ہونے کی وجہ سے یہ آوازیں اس قدر مدھم تھیں کہ بات

چیت کا مفہوم ان تک نہ پہنچ رہا تھا۔

"یہ لوگ یقیناً مسلح ہوں گے اس لئے ہم نے تیز ایکشن کرنا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے پر لات ماری اور اچھل کر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... بڑے سے کمرے میں موجود پانچ افراد بے اختیار اچھل کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان پر چھلانگیں لگا دیں لیکن اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ ایک آدمی کی طرف سے ہوئی تھی جو ذرا سائیڈ میں تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کو پہلے سے اس آدمی کی سچوئیشن کا علم اور احساس تھا اس لئے انہوں نے حملہ اس انداز میں کیا تھا کہ فائرنگ کی زد میں اس کے دو ساتھی ہی آئے تھے جبکہ ایک آدمی عمران کی لات کھا کر نیچے گرا تھا اور اسی لمحے عمران نے اپنے ہاتھوں میں تڑپتے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس فائرنگ کرنے والے پر پھینک دیا جبکہ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے عمران کی لات کھا کر گرنے والے آدمی کو جھپٹ لیا اور دوسرے لمحے اس نے اسے اٹھا کر ایک طرف دیوار پر دے مارا جبکہ تنویر نے جھپٹ کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔ اسی لمحے اس کمرے کے دوسرے کھلے دروازے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہٹ جاؤ"...... تنویر نے مشین گن جھپٹتے ہی چیخ کر کہا تو عمران اور ٹائیگر دونوں نے بیک وقت سائیڈوں پر چھلانگیں لگائیں اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک بار پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے ان دونوں کو نشانہ بنایا تھا جو پہلے حملے سے بچ گئے تھے اور جن میں سے ایک نے عمران پر مشین پسٹل کا فائر کھول دیا تھا۔ اس فائرنگ کے ساتھ ہی تنویر دوڑتا ہوا دروازے کی طرف گیا اور دوسرے ہی لمحے وہ یکلخت اچھل کر راہداری میں گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی راہداری بھی انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ عمران اور ٹائیگر نے بھی مشین گنیں جھپٹ لیں اور وہ بھی راہداری کی طرف دوڑ پڑے۔

"آؤ"...... تنویر نے کہا اور تیزی سے اس طرف کو بھاگتا چلا گیا جس طرف سے مسلح افراد فائرنگ کی آوازیں سن کر آ رہے تھے۔ عمران اور ٹائیگر بھی راہداری میں دوڑتے ہوئے اس کے پیچھے گئے تھے۔ راہداری میں دو مسلح افراد پڑے تڑپ رہے تھے۔ تنویر انہیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ راہداری آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ موڑ کے قریب پہنچ کر تنویر یکلخت جھپٹ کر سائیڈ کی دیوار سے جا لگا تو اس کے پیچھے آنے والے عمران اور ٹائیگر بھی بجلی کی سی تیزی سے دوسری طرف دیوار سے جا لگے۔ اسی لمحے تنویر کی مشین گن ایک بار پھر تڑتڑائی اور اس کے ساتھ ہی موڑ سے دوسری طرف ایک انسانی چیخ سنائی دی۔

"آؤ"..... تنویر نے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا موڑ مڑ کر عمران اور ٹائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"باس۔ اس طرح تو ہم پھنس جائیں گے"..... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اب اس کھلی جنگ کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے"..... عمران نے جواب دیا اور پھر راہداری کا موڑ مڑ کر وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ موڑ کی دوسری طرف بھی ایک مسلح آدمی پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ تنویر ان سے کافی فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ عمران اور ٹائیگر نے بھی اپنی رفتار بڑھا دی لیکن اس سے پہلے کہ وہ تنویر تک پہنچتے تنویر ایک جمپ لگا کر تیزی سے بائیں طرف کو مڑ گیا اور دوسرے لمحے دور سے تیز فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران اور ٹائیگر بھی تیزی سے دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے جہاں سے تنویر بائیں طرف کو مڑا تھا تو دونوں ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے جہاں تنویر گیٹ کے قریب کھڑا اندھا دھند فائرنگ کرنے میں مصروف تھا۔ یہ ہال نما کمرہ تڑپتے ہوئے انسانی جسموں اور خون سے پر نظر آ رہا تھا۔ تقریباً اٹھارہ کے قریب افراد فرش پر مختلف جگہوں پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ پورے ہال میں ہر طرف مشینیں مشینیں نظر آ رہی تھیں اور جس وقت عمران اور ٹائیگر وہاں پہنچے تنویر کی مشین گن سے نکلنے والی گولیاں آدھی سے زیادہ مشینری

تباہ کر چکی تھیں۔

"رک جاؤ۔ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو ہم فائل حاصل نہیں کر سکیں گے"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن تنویر نے عمران کی ایک نہ سنی۔

"رک جاؤ تنویر"..... عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ رک گئی۔

"اس مشینری سے ہم پھنس سکتے ہیں۔ اسے تباہ ہونے دو۔ فائل تو ویسے بھی حاصل کر لیں گے"..... تنویر نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے دور سے انہیں بے شمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ٹائیگر فولادی دروازہ بند کر دو اور لاک کر دو۔ جلدی کرو"..... عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے فولادی دروازہ بند کر کے اس پر موجود ہک کو بائیں طرف گھما کر ایک بٹن پریس کر دیا۔ اب یہ مخصوص انداز کا دروازہ جو فائر پروف بلکہ بم پروف ساخت کا تھا مکمل طور پر بند ہو گیا تھا اور یہ دروازہ باہر سے کسی بھی طرح نہ کھل سکتا تھا۔ پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازوں میں سے کچھ تو دروازے پر رک گئیں اور کچھ دور ہوتی ہوئی سنائی دینے لگیں۔ دروازے کے اوپر ایک روشندان تھا جس میں فولادی باریک جالی موجود تھی۔ یہ آوازیں وہاں سے سنائی

دے رہی تھیں۔

" دروازہ کھولو۔ کون ہے اندر" ...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" تم کون ہو۔ شوگوف کو بلاؤ ورنہ ہم ہال میں موجود تمام مشینری تباہ کر دیں گے" ...... عمران نے چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ تو وہ پاکیشیائی قیدی ہیں۔ سنو سنو۔ میں شوگوف کا نائب شایوف بول رہا ہوں۔ مشینری کو تباہ مت کرو۔ چیف پریذیڈنٹ ہاؤس گیا ہوا ہے۔ ہم تمہیں ضمانت دیتے ہیں کہ تمہارے خلاف اس کی واپسی تک کوئی کارروائی نہیں کریں گے" ...... اسی چیختی ہوئی آواز میں جواب دیا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تم نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو پورا ہیڈ کوارٹر اڑ جائے گا۔ یہاں ایکس سی ون مشین موجود ہے اور مجھے معلوم ہے کہ ایکس سی ون مشین کو اینٹی کلاک چلایا جائے تو پورا ہیڈ کوارٹر تنکوں کی طرح فضا میں اڑ جائے گا اس لئے کوئی شرارت مت کرنا" ...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم بے فکر رہو۔ ہم کوئی شرارت نہیں کریں گے"۔ دوسری طرف سے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا گیا۔

" آؤ اب یہاں سے نکلیں ورنہ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس یا کوئی زہریلی گیس اس جالی سے اندر فائر کر دیں گے۔ آؤ"۔ عمران

نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا واپس ایک سائیڈ پر بنے ہوئے اندھے شیشے کے کیبن کے کھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سامنے فرش پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔ ہال میں موجود افراد اب ساکت ہو چکے تھے اور ان کے جسموں سے نکلنے والا خون سارے فرش پر پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

" کہاں سے نکلیں گے باس" ...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" خاموش رہو" ...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ کیبن میں داخل ہو گیا۔ اس نے کیبن میں موجود مشین پر جھک کر اس کے کئی بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سرر کی آواز سنائی دی اور کیبن کے دروازے پر موجود ٹائیگر اور تنویر یہ آواز سنتے ہی تیزی سے مڑے تو انہوں نے سائیڈ دیوار میں ایک دروازہ کھلتے ہوتے دیکھا جس کے پیچھے راہداری موجود تھی۔ عمران نے دو تین بٹن اور پریس کئے اور پھر ایک ناب کو پوری قوت سے گھما دیا۔ دوسرے کرڑ کرڑ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

" جلدی کرو۔ یہ ابھی خود بخود بند ہو جائے گا" ...... عمران نے کہتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران آگے تھا۔ اس کے پیچھے تنویر اور اس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔ جیسے ہی تینوں نے دروازہ عبور کیا اچانک سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ان کے عقب میں خلا خود بخود بند ہو گیا۔

"آؤ۔ آؤ۔ جلدی کرو۔ ہیڈ کوارٹر میں ہنگامی حالات نافذ کر دیئے گئے ہوں گے۔ آؤ۔ ہم نے باہر نکلنا ہے"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ فائل"...... تنویر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"وہ بھی مل جائے گی۔ تم آؤ تو سہی"...... عمران نے دوڑتے ہوئے جواب دیا۔ راہداری آگے جا کر اچانک بند ہو گئی لیکن دیوار موجود سرخ رنگ کا ایک ہک صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اس ہک کو کھینچا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈوں میں ہوئی اور دوسری طرف کھلا میدان نظر آنے لگ گیا۔ عمران اچھل کر باہر نکلا تو تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ یہاں بھی پہلے کی طرح جیسے ہی وہ تینوں باہر آئے ان کے عقب میں دیوار خود بخود برابر ہو گئی۔ دور انہیں درختوں کا جھنڈ نظر آ رہا تھا جس میں وہ پہلے زیتا کے ساتھ گئے تھے۔

"آؤ۔ ہم نے اس جھنڈ میں پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کی پیروی کر رہے تھے۔ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ کر عمران رک گیا۔ اس کا مسلسل دوڑنے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

"یہ کیا کیا تم نے۔ اس طرح تو ہم خود ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے۔ مشینری بھی تباہ نہیں کرنے دی۔ اب فائل کیسے ملے گی"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنا شوق پورا کر لیا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے ورنہ ہمارا مشن بھی ناکام ہو جاتا اور ہم بھی ہلاک ہو جاتے۔ آؤ۔ اب ہم نے جلد از جلد واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اس کے اس طرح مشین گن پھینکنے پر تنویر اور ٹائیگر نے بھی مشین گنیں پھینک دیں۔

"آؤ۔ یہ وقفہ غنیمت ہے۔ وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم اس [illegible]ن میں موجود ہیں۔ یہاں کا انہیں خیال بھی نہیں آ سکتا اس لئے ہم اطمینان سے اپنی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ تنویر نے اپنے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات پوری طرح نمایاں تھے لیکن شاید وہ چیف کی وجہ سے اپنا غصہ کنٹرول کئے ہوئے تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران ٹیم لیڈر ہے اور اگر اس نے چیف کو شکایت کر دی کہ تنویر نے اس کی بات نہیں مانی تو چیف اسے کوئی عبرتناک سزا بھی دے سکتا ہے اس لئے وہ مجبوراً خاموش تھا ورنہ حقیقتاً اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پہلے عمران کو گولی مارے اور پھر مڑ کر واپس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائے۔ جبکہ ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان تھا۔ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ جلد ہی ایک سڑک پر پہنچ گئے جہاں سے وہ بس میں بیٹھ کر شہر کی مین مارکیٹ پہنچے اور پھر وہاں سے ایک دوسری بس کے ذریعے وہ ایسے سٹاپ پر اتر گئے جہاں

سے کئی رہائشی کالونیوں کو راستہ جاتا تھا۔ اس سٹاپ پر اتر کر وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر پیدل چلتے ہوئے اپنی رہائش گاہ پر صحیح سلامت پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

"اب جلدی سے میک اپ کر لو اور لباس بھی تبدیل کر لو۔ ہمارے حلیوں اور لباسوں کی تفصیل پورے کاسکو میں پھیلا دی جائے گی اور اب شاید فوج اور پولیس سب ہمیں تلاش کرنے میں لگ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"انہیں کیسے اتنی جلدی معلوم ہو جائے گا کہ ہم فرار ہو گئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"جلد یا بدیر۔ بہرحال پتہ تو چل ہی جائے گا اس لئے جو کام ممکن ہو سکے وہ فوری کر لو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور دوسرے کمرے کی طرف مڑ گیا۔

دو کاریں پریذیڈنٹ ہاؤس سے نکل کر تیزی سے مختلف سڑکوں پر
تی ہوئی کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے
ن کار کی عقبی سیٹ پر شوگوف اور سپیشل ایجنسی کا چیف کرنل
وف بیٹھے ہوئے تھے جبکہ دوسری کار میں صرف ڈرائیور تھا۔
سری کار کرنل واکوف کی سرکاری کار تھی تاکہ ہیڈ کوارٹر سے وہ
یں اپنے آفس جا سکے۔

"آپ نے ان ایجنٹوں کو زندہ رکھ کر بہت بڑا رسک لیا ہے"۔
واکوف نے کہا۔

"وہ ہر لحاظ سے بے حس ہیں کرنل صاحب اور اٹھارہ گھنٹوں
پہلے کسی صورت بھی حرکت نہیں کر سکتے۔ ایسے حالات میں وہ
سکتے ہیں"...... شوگوف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

ن لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ناممکن کو بھی ممکن

بنا لیتے ہیں"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"ایسے پروپیگنڈے لوگ خواہ مخواہ کرتے رہتے ہیں"۔ شوگوف نے کہا اور کرنل واکوف نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر ہونٹ بند کر لئے۔ تھوڑی دیر بعد کار کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے خصوصی گیٹ پر پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے کار روکی اور پھر ڈیش بورڈ سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال کر اس نے اس پر بٹن پریس کئے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے آلہ ساتھ والی سیٹ پر رکھا اور کار آگے بڑھا دی۔ ایک راہداری میں سے کار گزر کر کھلی جگہ پر پہنچ کر رک گئی۔ دوسری کار بھی ان کے پیچھے تھی۔ وہ بھی ان کے پیچھے آکر رک گئی۔ وہاں چار مسلح افراد موجود تھے۔

"آئیے کرنل"...... شوگوف نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے کرنل واکوف بھی نیچے اترا۔ اسی لمحے دور سے ایک آدمی کے دوڑ کر ان کی طرف آنے کی آواز سنائی دی اور دونوں چونک کر اس آنے والے کی طرف دیکھنے لگے۔ شوگوف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ آنے والا بھی سیکورٹی کا آدمی تھا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں دوڑے آ رہے ہو"...... شوگوف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مجرموں نے یہاں تباہی مچا دی ہے باس۔ وہ سپیشل سیکورٹی روم سے نکل کر راستے میں موجود تمام سیکورٹی والوں کو ہلاک کر۔

ہوئے میجر آپریشن روم میں پہنچ گئے اور وہاں بھی انہوں نے تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے"...... آنے والے نے تیز تیز لیکن انتہائی متوحش سے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے"۔ شوگوف نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ یہ درست ہے لیکن ہم نے انہیں میجر آپریشن روم میں بے ہوش کر رکھا ہے۔ آئیے۔ شایوف وہاں موجود ہے باس۔ آئیے"...... آنے والے نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ کیسے حرکت میں آ گئے"...... شوگوف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے آنے والے آدمی کی بات پر قطعاً یقین نہ آیا ہو۔

"وہ ایسے ہی لوگ ہیں شوگوف"...... کرنل واکوف نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مختلف راہداریوں سے گزر کر میجر آپریشن روم کے مین گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ وہاں دس مسلح افراد موجود تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ کیا ہوا ہے"...... شوگوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں ساؤنڈ روم میں موجود تھا کہ میں نے دور سے فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ آوازیں چونکہ اس طرف سے آ رہی تھیں

اس لئے ہم دوڑتے ہوئے جب یہاں پہنچے تو میجر آپریشن روم کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس کے بند ہونے کی آواز چونکہ ہم نے دوڑتے ہوئے سن تھی اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی چکر ہے۔ میں نے جب آواز دے کر پوچھا تو اندر سے ایک قیدی کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر ہم نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی تو وہ اند[ر] موجود ایکس سی ون مشین کو اینٹی کلاک پر آن کر دے گا اور پو[را] ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے گا۔ وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ [میں] نے اسے بتایا کہ آپ پریذیڈنٹ ہاؤس گئے ہوئے ہیں اور میں نے اسے یقین دلایا کہ جب تک آپ واپس نہیں آجاتے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے ایک آدمی کو دوسرے آدمی کے کاندھے پر چڑھا کر اوپر جا[لی] سے اندر چیک کرایا تو پتہ چلا کہ اندر موجود افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور وہاں ہر طرف لاشیں بکھری ہوئی ہیں اور خون پھیلا ہوا ہے البتہ وہ قیدی جالی سے نظر نہ آئے تھے۔ آدھی سے زیادہ مشینیں تباہ کر دی گئی ہیں اور تقریباً آدھی مشینیں صحیح سلامت ہیں۔ قیدی شاید سائیڈوں میں چھپے ہوئے ہوں گے تاکہ ان پر فائرنگ نہ ہو سکے اس کے بعد میں نے اس جالی کے ذریعے اندر کارگرد گیس فائر کرا[ئی] جو ایک لمحے میں پورے ہال میں پھیل گئی۔ اس سے بہرحال تینوں بے ہوش ہو گئے ہوں گے لیکن پھر مجھے آپ کا انتظار تھا کیو[نکہ] یہ فولادی دروازہ اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔ باہر سے نہیں۔"

"آپ جیسے حکم دیں"...... ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کے نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ یہ سیکنڈ چیف سیکورٹی آفیسر تھا اور اس کا نام شایوف تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ بے ہوش ہو چکے ہیں"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"یس سر"...... شایوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ حرکت میں کیسے آ گئے"...... شاگوف نے کہا۔ اس کی سوئی ابھی تک اسی پوائنٹ پر اٹکی ہوئی تھی۔

"یہ باتیں بعد میں سوچ لینا۔ پہلے ان ایجنٹوں کو قابو کرو۔ اس کا کوئی دوسرا دروازہ ہے"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔ اگر ہو گا بھی تو ہمیں نہیں معلوم۔ اس ہال کے انچارج کو معلوم ہو گا۔ ویسے آج تک ایسا دروازہ یا راستہ نہ کھولا گیا ہے اور نہ دکھائی دیا ہے"۔ شایوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس دروازے کو بم سے اڑانا ہو گا"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"یہ بم پروف ہے۔ اس پر تو انتہائی طاقتور بم بھی اثر نہیں کرے گا البتہ اوپر جالی کو بم مار کر توڑا جا سکتا ہے اور پھر کسی کو اندر اتار کر اس سے دروازہ کھلوایا جا سکتا ہے"...... شوگوف نے کہا۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو"...... کرنل واکوف نے کہا تو

شوگوف نے تیزی سے احکامات دینے شروع کر دیئے تو شایوف
اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد جالی کو
مار کر اڑا دیا گیا اور پھر ایک سیکورٹی آفیسر اوپر چڑھ کر اندر کود گیا۔
تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔

"باس۔ قیدی تو موجود نہیں ہیں"...... اس سیکورٹی آفیسر
جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا کہا تو شوگوف اور کرنل واکوف
کے ساتھ ساتھ شایوف بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ کہاں جا سکتے ہیں"...... تینوں
منہ سے نکلا اور پھر وہ تیزی سے اندر داخل ہوئے لیکن اندر جا کر
حیرت کی شدت سے واقعی ناچ کر رہ گئے جب انہیں وہاں کام کر
والوں کی لاشیں تو پڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں لیکن وہ پاکیشیائی مو
نہیں تھے۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ ہال سے وہ کہاں گئے۔ کیا وہ جن
ہیں"...... شایوف نے مرجانے کی حد تک حیرت بھرے لہجے
کہا۔

"وہ کسی خفیہ راستے سے نکل گئے ہیں شوگوف۔ انہوں
تمہارے نائب کو کارروائی کرنے سے روکا بھی اسی لئے تھا"...
واکوف نے کہا۔

"اوہ۔ مگر جب مجھے ایسے کسی راستے کا علم نہیں ہے تو انہیں
علم ہو سکتا ہے اور پھر کوئی راستہ آپ کو نظر آ رہا ہے۔ اگر وہ

ستے سے گئے ہیں تو وہ راستہ تو نظر آ رہا ہوتا"...... شوگوف نے
تہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح بھی ہوا۔ بہرحال یہ طے ہے کہ راستہ موجود تھا اور
ہیں بھی اس کا علم تھا۔ تم ایسا کرو کہ پورے ہیڈکوارٹر میں
یکنگ کراؤ۔ شاید وہ لوگ کہیں چھپے ہوئے ہوں کیونکہ ضروری تو
ہے کہ راستہ ہیڈکوارٹر سے باہر جاتا ہو"...... کرنل واکوف نے

"اوہ ہاں۔ آپ کی بات درست ہے"...... شوگوف نے کہا اور
کے ساتھ ہی اس نے شایوف کو ان قیدیوں کو پورے
ہیڈکوارٹر میں تلاش کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"آئیں۔ آفس میں بیٹھتے ہیں۔ میرے تو تصور میں بھی نہیں تھا
یسا ہو سکتا ہے ورنہ میں انہیں زندہ ہی نہ چھوڑتا"...... احکامات
ینے کے بعد شوگوف نے کرنل واکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ ان کے بارے میں مشہور ہے
یہ لوگ ناممکن کو ممکن بنا لیتے ہیں اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ
ان میں لازماً علی عمران شامل ہے۔ وہ ایسے ہی محیر العقول کارنامے
سرانجام دینے کا عادی ہے"...... کرنل واکوف نے کہا تو شوگوف نے
اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تھوڑی
بعد وہ آفس میں آکر بیٹھ گئے۔

"اب کیا ہو گا۔ یہ تو بہت برا ہوا"...... شوگوف نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ ہیڈ کوارٹر میں
گے تو پکڑے جائیں گے اور اگر وہ باہر نکل گئے ہیں تو تب بھی کو
فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اب واپس تو آنہ سکیں گے
جس فائل کے پیچھے وہ کام کر رہے ہیں وہ فائل تو سپیشل ریکارڈ
میں ویسے ہی محفوظ ہے"...... کرنل واکوف نے شوگوف کو حوصہ
دیتے ہوئے کہا اور شوگوف نے ایک طویل سانس لیا۔

"پھر بھی ان کا بچ کر نکل جانا بہت برا ہوا ہے"...... شوگوف
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد شویوف اندر دا
ہوا۔

"سر۔ تمام چیکنگ کر لی گئی ہے۔ مجرم ہیڈ کوارٹر میں مو
نہیں ہیں بلکہ ایک چیک پوسٹ سے اطلاع ملی ہے کہ تین افراد
ہیڈ کوارٹر کے عقبی طرف میدان میں درختوں کے جھنڈ کی طر
جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ان کے پاس مشین گنیں بھی موجود تھ
لیکن چونکہ وہ مقامی افراد تھے اور ہیڈ کوارٹر سے باہر آئے تھے اس۔
کسی نے انہیں چیک نہیں کیا"...... شوگوف نے رپورٹ د
ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی کسی خفیہ راستے سے
گئے ہیں لیکن یہ خفیہ راستہ کہاں ہے اور انہیں کیسے اس راستے کا
ہو گیا"...... شوگوف نے کہا۔

"یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو ایسے راستوں کے بارے میں
جانتا ہو"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"سر۔ اگر آپ حکم دیں تو کاسڑوف کو بلا لاؤں۔ وہ میجر آپریشن
روم کا کافی عرصے تک انچارج رہا ہے۔ اس کے بعد اسے وہاں سے
تبدیل کر دیا گیا تھا"...... شایوف نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ وہ الیکٹرونکس انچارج۔ ٹھیک ہے۔ بلا لاؤ"۔ شوگوف
نے چونک کر کہا اور شویوف تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔

"اب صدر صاحب کو اطلاع دے دو۔ یہ ضروری ہے"۔ کرنل
واکوف نے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ میری تو ہمت ہی نہیں پڑ رہی"...... شوگوف نے

"نہیں۔ یہ ضروری ہے ورنہ معاملات انتہائی حد تک بگڑ سکتے
ہیں"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"پہلے کاسڑوف آ جائے تاکہ اس راستے کا تو علم ہو جائے ورنہ
صدر صاحب نے بھی یہی بات پوچھنی ہے کہ وہ کیسے باہر گئے ہیں"۔
شوگوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہہ دینا کہ تحقیقات ہو رہی ہیں۔ جلدی کرو ورنہ مجھے کال کرنا
پڑے گی اور میں نہیں چاہتا کہ تم کسی عذاب میں پھنس جاؤ"۔
کرنل واکوف نے کہا تو شوگوف نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کے جی بی ہیڈ کوارٹر انچارج شوگوف بول رہا ہوں۔ صدر صاحب کو ایک ایمرجنسی رپورٹ دینی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں"...... شوگوف نے کہا۔

"ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہ گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد روسیاہ کے صدر کی بھاری اور باوقا آواز سنائی دی۔

"شوگوف بول رہا ہوں سر۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر سے سر۔ شوگوف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے قیدیوں کے فرار ہونے کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ وہ کیسے باہر نکل گئے۔ کرنل واکوف کو رسیور دیں"...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا تو شوگوف کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد ہو گیا او اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کرنل واکوف کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر۔ کرنل واکوف بول رہا ہوں"...... کرنل واکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے کرنل۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ روسیاہ حکومت ان ایجنٹوں کے لئے تو کھلونا بن کر رہ جا

وہ اتنی آسانی سے کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں قتل و غارت کر کے باہر نکل گئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... صدر صاحب نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس طرح کے کاموں میں مشہور ہیں اور جب ان کے مقابل کوئی ایجنسی نہ ہو تو پھر ظاہر ہے صرف سیکورٹی سے متعلق لوگوں کے قابو میں تو وہ نہیں آ سکتے"...... کرنل واکوف نے کہا تو شوگوف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ کرنل واکوف کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا لیکن ظاہر ہے موقع ایسا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

"یہ جو کچھ بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے۔ روسیاہ جیسی سپر پاور تین غیر ملکی ایجنٹوں کے ہاتھوں اس طرح یرغمال نہیں ہو سکتی۔ آپ فوراً کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا چارج سنبھال لیں اور سیکورٹی سیکشن کے تمام افراد مع شوگوف اب آپ کے ماتحت کام کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کاسکو میں ان ایجنٹوں کو تلاش کرائیں۔ میں جلد از ان کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں"...... صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"رسیور شوگوف کو دیں"...... صدر نے کہا تو کرنل واکوف نے رسیور شوگوف کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"...... شوگوف نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"مسٹر شوگوف۔ اگر کرنل واکوف یہ نہ کہتے کہ وہ ایجنٹ ایسے

کام کرتے رہتے ہیں تو میں آپ کے اور آپ کے پورے سیکشن کے
کورٹ مارشل کے آرڈر کر دیتا لیکن ان کی بات پر مجھے احساس ہو
ہے کہ آپ کی ٹریننگ ان کے لیول کی نہیں ہے اس لئے میں نے
فیصلہ بدل دیا ہے اور اب کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا انچارج کرنل
واکوف کو بنا دیا گیا ہے۔ آپ اور آپ کے سیکشن سمیت تمام افر
اب ان کے ماتحت کام کریں گے اور یہ سن لیں کہ اب اگر آپ سے
کوئی کوتاہی ہوئی تو پھر آپ کو مزید کوئی رعایت نہیں دی جائے
گی"...... صدر صاحب نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شوگوف نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ
دیا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے شوگوف۔ یہ ایجنٹ جب
ختم ہو جائیں گے تو میں تمہاری سفارش کر دوں گا اور تم یہاں کے
انچارج بن جاؤ گے"...... کرنل واکوف نے کہا۔

"میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کرنل۔ آپ نے واقعی میری
زندگی بچا لی ہے"...... شوگوف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید
کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا تو شایوف اور اس کے پیچھے ایک
ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"شایوف۔ صدر صاحب نے کرنل واکوف کو کے جی بی کو
ہیڈ کوارٹر کا انچارج بنا دیا ہے اور اب ہم سب ان کی ماتحتی میں کام
کریں گے۔ تم جا کر آفس آرڈر کر دو۔ کاسڑوف کو یہاں چھوڑ جاؤ

۔ کرنل صاحب ان سے پوچھ گچھ کر لیں"...... شوگوف نے کہا۔

"یس سر"...... شایوف نے باقاعدہ فوجی انداز میں کرنل واکوف
سیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ آپ کے باس نے کہا ہے آپ فوراً اس پر عمل کرائیں"۔
تن واکوف نے کہا تو شایوف تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل

"آپ ادھر کرسی پر آ جائیں"...... شوگوف نے اٹھتے ہوئے کہا اور
تن واکوف بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر کرسیاں بدل گئیں۔
ب آفس انچارج کی کرسی پر شوگوف کی بجائے کرنل واکوف بیٹھ گیا
تھ۔ کاسڑوف مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"بیٹھ جاؤ کاسڑوف"...... کرنل واکوف نے کہا تو کاسڑوف
یب سائیڈ پر موجود کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"تمہیں شایوف نے تفصیل تو بتا دی ہو گی"...... کرنل واکوف
نے کہا۔

"سر۔ میجر آپریشن روم میں ایک ایمرجنسی راستہ ہے جو براہ
ست ہیڈ کوارٹر سے باہر جا نکلتا ہے۔ یہ ایک مشین کے ذریعے
نٹرول کیا جاتا ہے اور اس کا سسٹم مین کنٹرولنگ مشین میں ہوتا
ہے۔ وہاں سے جب تک اسے آپریٹ نہ کیا جائے یہ راستہ کھل ہی
ہیں سکتا اور نہ آگے راہداری کے دروازے کھل سکتے ہیں اور چونکہ
بھی اس کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی اس لئے اسے کبھی کھولا ہی

نہیں گیا"...... کاسٹروف نے جواب دیا۔
"کیا تم اس کا عملی مظاہرہ کر سکتے ہو"...... کرنل واکوف نے
کہا۔
"یس سر"...... کاسٹروف نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
"آؤ شوگوف"...... کرنل واکوف نے اٹھتے ہوئے کہا
شوگوف سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میجر آپریشن
میں پہنچ گئے۔ وہاں سے لاشیں ہٹا لی گئی تھیں اور خون وغیرہ
صاف کر دیا گیا تھا۔ البتہ تباہ شدہ مشینیں ویسے ہی موجود تھیں
کاسٹروف نے وہ راستہ کھولا اور کرنل واکوف اور شوگوف اس
سے ہیڈ کوارٹر کے باہر تک آئے جبکہ کاسٹروف ویسے ہی مشین
آپریٹ کرتا رہا تھا۔
"کاسٹروف۔ تمہیں میجر آپریشن روم کا انچارج بنایا جاتا ہے۔
نے فوری طور پر یہاں کی مشینری تبدیل کرانی ہے اور اسے آن
ہے"...... کرنل واکوف نے واپس آفس میں آکر بیٹھتے ہوئے
شوگوف اور کاسٹروف بھی اس کے ساتھ ہی آئے تھے۔
"یس سر"...... کاسٹروف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اب یہ بتاؤ کہ سپیشل ریکارڈز روم کو کنٹرول کرنے والی
درست حالت میں ہے یا نہیں"...... کرنل واکوف نے پوچھا۔
"یس سر۔ وہ تباہ نہیں ہوئی لیکن سر۔ اب جبکہ کرنل کاروف
جگہ آپ نے لے لی ہے اس لئے اس کا سسٹم تبدیل کرنا ہو گا

آپ کے ذریعے اسے آپریٹ کیا جا سکے"...... کاسٹروف نے کہا۔
"یہ کام کتنی دیر میں ہو جائے گا"...... کرنل واکوف نے پوچھا۔
"آدھا گھنٹہ لگ جائے گا جناب"...... کاسٹروف نے جواب دیا۔
"اوکے۔ جاؤ پہلے یہ کام کرو تاکہ ہم اس طرف سے مطمئن ہو کر
دیگر ضروری کام نمٹائیں"...... کرنل واکوف نے کہا اور کاسٹروف سر
ہلاتا ہوا واپس مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا۔
"اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ کس راستے سے اور کس
طرح باہر گئے ہیں"...... کرنل واکوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ لیکن جس بات کا علم ہم میں سے کسی کو نہیں انہیں نہ
صرف اس کا علم ہو گیا بلکہ انہوں نے اسے آپریٹ بھی کر لیا۔ میری تو
سمجھ میں ہی نہیں آ رہا"...... شوگوف نے کہا۔
"یہ علی عمران سائنس دان بھی ہے۔ وہ یقیناً وہاں موجود اس
راستے کو کنٹرول کرنے والی مشین کو دیکھ کر ہی ساری بات سمجھ گیا
ہو گا۔ بہرحال اب اصل بات ہم نے یہ سوچنی ہے کہ فی الحال تو یہ
لوگ یہاں سے نکل گئے ہیں لیکن انہوں نے بہرحال اپنا مشن مکمل
کرنا ہے اور جب تک یہ ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہوں تب تک ان کا
مشن مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے اب ان کا ہیڈ کوارٹر میں داخلہ کسی
طرح بھی نہیں ہونا چاہئے"...... کرنل واکوف نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ پہلے تو سازش کی وجہ سے ایسا ہوا ہے لیکن اب
ایسا نہیں ہو گا"...... شاگوف نے جواب دیا۔

" اگر یہ لوگ داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو اسے آپ کی نااہلی سمجھا جائے گا کیونکہ آپ بہرحال سیکورٹی چیف ہیں اور اب جا کر اس سلسلے میں کام کریں اور ہر قسم کی لیکیج بند کرائیں۔ میں سپیشل ایجنسی کو ان کی تلاش اور ان کے خاتمے کا حکم دے دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ باہر ہی ختم ہو جائیں گے "...... کرنل واکوف نے کہا۔

" یس سر "...... شوگوف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کر آفس سے باہر نکل گیا تو کرنل واکوف نے ایک طویل سانس اور پھر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ وہ سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر فون کر کے ان ایجنٹوں کی تلاش کے بارے میں احکامات دے سکے۔

عمران، ٹائیگر اور تنویر کے ساتھ اپنی رہائش گاہ کے سٹنگ روم موجود تھا۔ تینوں نے نہ صرف اپنے حلیئے بدل لئے تھے بلکہ لباس تبدیل کر لئے تھے۔

"اب کیا ہمیں تیسری بار ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا ہو گا"۔ تنویر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں سوچ رہا ہوں کہ کیا کیا جائے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس پورے ہیڈ کوارٹر کو بموں سے اڑا دو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اول تو ایسا ممکن نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ اس سے ہمارا مشن نامکمل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"فائل بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گی"...... تنویر نے کہا۔

"تو اس سے وہ معدنیات کی ریسرچ کرنے والا سیارہ تو تباہ ہو گا اور پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ دھات کہاں ہے۔ ہم اسے نکال سکیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن پھر آخر اس مشن کا کوئی حل بھی ہے یا نہیں" تنویر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حل تو یہی ہے کہ ہم وہ فائل لے اڑیں اور پھر اس سے پہلے وہ سیارہ دوبارہ فائل تیار کرے ہم یہ معدنیات وہاں سے ہنگا بنیادوں پر نکال لیں کیونکہ بہرحال وہ ہمارا ملک ہے۔ ہم وہا اطمینان سے کام کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن فائل کیسے حاصل ہو گی۔ یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں رہی۔ اس بار تو عجیب سا گورکھ دھندہ بن گیا ہے۔ ہم دو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر ناکام واپس آئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"اس بات کا شکر نہیں کرتے کہ اس کے باوجود ہم زندہ ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس میرا خیال ہے کہ اب دوسرا طریقہ استعمال کیا جائے" ٹائیگر نے کہا تو عمران اور تنویر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیسا طریقہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہاں کے انچارج کی جگہ ہم میں سے کوئی لے لے اور فائل لے لائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اول تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ لوگ ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ

ئے اور اگر فرض کیا ایسا ہو بھی جائے تو بھی اصل آدمی کے بغیر سپیشل ریکارڈ روم سے فائل باہر آ ہی نہیں سکتی"...... عمران نے

"یہ تمہاری کھوپڑی آخر اس بار کام کیوں نہیں کر رہی"۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس بار چیف نے جولیا کو ساتھ نہیں بھیجا۔ اب بتاؤ میں کیا ں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مشن کے بارے میں سوچو میں اسلحہ لے کر اندر گھس جاؤں گا اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے ... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہی ہو گا جو ہوتا چلا آتا ہے۔ پلاؤ کھائیں گے احباب"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ ایک اور صورت ہو سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ بھی بتا دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم کسی بڑے حاکم کو پکڑ لیں اور اسے مجبور کریں کہ وہ ے وہاں سے نکلوائے تو اس طرح فائل نکل سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ کام صرف دو بڑے حاکم کر سکتے ہیں۔ ایک روسیاہ کا صدر اور وزیراعظم۔ لیکن اب تم خود بہتر سمجھ سکتے ہو کہ نتیجہ کیا نکلے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم آخر اس قدر مطمئن کیوں ہو جبکہ میرا دماغ کھول رہا ہے"
تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اس لئے مطمئن ہوں کہ بہرحال مشن مکمل ہو جائے گا"
عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ کیسے۔ یہی بات تو میں پوچھ رہا ہوں"...... تنویر نے تیز
میں پوچھا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے لیکن یہ معلوم ہے کہ مشن بہرحا
مکمل ہو گا اس لئے کہ یہ معدنیات ہمارے ملک کی ہے اور ہم ا
چیز حاصل کرنا چاہتے ہیں کسی اور کی چیز چرانا نہیں چاہتے اس۔
یقیناً اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا"...... عمران نے بڑے مطمئن
میں کہا۔

"کیا یہاں بیٹھے بیٹھے سب کچھ ہو جائے گا۔ بہرحال ہمیں کام
کرنا ہی ہو گا۔ تب ہی اللہ تعالیٰ بھی مدد کرے گا"...... تنویر نے ک
کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ مدد اس کی کی جاتی ہے جو سچائی
اور اس کے لئے پوری طرح کوشش بھی کرے اور ہم بہر
کوشش تو کر ہی رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر ہونٹ
کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس نے قسم کھائی ہو کہ اب نہیں بو
گا۔

"ٹائیگر تم مارکیٹ جاؤ اور وہاں سے ٹی ایس کے ٹائپ کا

لے آؤ۔ یہاں وہ مل جائے گا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ خفیہ کال کرنا چاہتے ہیں"...... ٹائیگر نے اٹھتے
ہوئے کہا۔

"ہاں جاؤ۔ رقم کی ضرورت ہو تو بیگ سے نکال لینا"...... عمران
نے کہا۔

"میرے پاس موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور دروازے کی
طرف بڑھنے لگا۔

"احتیاط کرنا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کون سا فون ہے اور تم اس سے کیا کرنا چاہتے ہو"...... تنویر
نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اگر مل جاتا ہے تو سمجھو کہ آدھا مشن مکمل ہو جائے گا اور باقی
بھی اللہ تعالیٰ پورا کر دے گا"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹائیگر کی واپسی ہوئی۔ اس کے
ہاتھ میں ایک ڈبہ موجود تھا۔

"مل گیا فون"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کوئی پرابلم"...... عمران نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے خاص طور پر احتیاط کی ہے"...... ٹائیگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اسے کھول کر فون کے ساتھ اٹیچ کر دو"...... عمران نے
کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران کے حکم کی تعمیل میں
مصروف ہو گیا۔
"اس سے کیا یہ فون نمبر چیک نہ ہو سکے گا"...... تنویر نے کہا۔
"ہاں۔ یہ اپنا رابطہ کسی نہ کسی مواصلاتی سیارے میں خود بخو
قائم کرے گا اور پھر عام فون کال بھی مواصلاتی سیارے کے ذریعے
ہونے والی کال میں تبدیل ہو جائے گی"...... عمران نے جواب دی
تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب ٹائیگر نے اپنی کارروائی مکمل
کر لی تو عمران نے مخصوص فون کا بٹن آن کیا تو اس میں ٹون موجو
تھی۔ عمران نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"پریذیڈنٹ ہاؤس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا اور دوسری
طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے
اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع
دیئے۔
"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آو
سنائی دی۔
"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا
سے سیکرٹری وزارت داخلہ کے آفس سے بول رہا ہوں"...... عمر

ے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔
"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... چند
ں بعد ایک سخت سی آواز سنائی دی۔
"مسٹر ملٹری سیکرٹری۔ میرا نام علی عمران ہے اور میں وہ
یشیائی ایجنٹ ہوں جو کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر نکل
نے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اگر تم کے جی بی ہیڈ کوارٹر کو مکمل
ر تباہ کرانا چاہتے ہو تو بے شک صدر صاحب سے میری بات
ت کراؤ۔ ایسی صورت میں تھوڑی دیر بعد پورا کے جی بی ہیڈ کوارٹر
ی آتش فشاں کی طرح پھٹ جائے گا اور اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو
ر صاحب سے میری بات کرا دو۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے بات
نے کے بعد کے جی بی ہیڈ کوارٹر بچ جائے"...... عمران نے بڑے
جیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔
ے کے لہجے میں حیرت تھی۔
"ماسکو سے ہی بول رہا ہوں۔ لیکن فکر مت کرو تمہارے
یذیڈنٹ ہاؤس کی مشینری میرے فون کا سراغ نہ لگا سکے گی۔ تم
کراؤ۔ میں تمہیں دو منٹ دے سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی

"جناب صدر آپ سے چونکہ پہلی بار بات ہو رہی ہے اس لئے
ہے کہ میں اپنا تعارف پوری تفصیل سے کرا دوں اور ایسا اس۔
بھی کر رہا ہوں کہ آپ کا عملہ میرا فون تلاش کرنے کی اپنی سی
کوشش اس دوران کر لے۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔
ایس سی (آکسن) ہے۔ اگر آپ آکسن سے واقف نہ ہوں تو بتا دوں
کہ یہ گریٹ لینڈ کی معروف ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کا مخفف ہے
روسیاہ نے اپنے خصوصی خفیہ سیارے کے ذریعے پاکیشیا کے علاقے
ساگان سے ایک انتہائی قیمتی دھات ایکس وی تلاش کی اور پھر
کی حکومت نے تاجکستان کی حکومت سے مل کر ساگان کو پاکیشیا
علیحدہ کر کے تاجکستان سے ملانے کی بھیانک سازش کی جسے اللہ تعالیٰ
کے کرم سے ناکام بنا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کے آفیسر نے
سازش تیار کی کہ کسی یورپی کمپنی کے ذریعے اس علاقے کا ٹھیکہ
کر وہاں سے خفیہ طور پر ایکس وی نکال کر روسیاہ پہنچا دی جا
چونکہ یہ دولت ہمارے ملک کی ہے اور ہمارا ملک میزائلوں پر کام
رہا ہے اس لئے ہم اس دولت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں جبکہ
اسے چرانا چاہتے ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف
اس کی فائل حاصل کرنے کا مشن ترتیب دیا۔ میں فری لانسر ہوں
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس مشن کے لئے میری خدمات
ہائر کر لیں کیونکہ وہ روسیاہ میں سیکرٹ سروس کی ٹیم کسی بھی
سے بھجوانا نہیں چاہتے تھے۔ بہرحال میں اپنے دو ساتھیوں کے

ماسکو پہنچ گیا۔ گو ہمیں یہاں ماسکو میں داخل ہونے سے روکنے
بے حد کوششیں کی گئیں لیکن چونکہ ہم حق پر ہیں اس لئے ہماری
مدد تعالیٰ نے کی اور ہم یہاں پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہم ایک بار
بلکہ دو بار کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو
۔ کرنل کاروف اپنے ہی ساتھیوں کی سازش سے مارا گیا۔ بہرحال
مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس بار ہم جب وہاں سے نکلے
ہم نے ہیڈ کوارٹر کے میجر آپریشن روم کی کچھ مشینری نمونے کے
پر تباہ کر دی۔ وہ صرف اس لئے کہ آپ کو بتایا جا سکے کہ ہم
چاہتے تو پورے میجر آپریشن روم کی مشینری تباہ کر سکتے تھے لیکن ہم
نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ البتہ ہم نے وہاں ایک ایسا کام کیا ہے کہ
جب چاہیں ایک بٹن پریس کر کے آپ کا کے جی بی پورا ہیڈ کوارٹر
تنکوں کی طرح بکھیر سکتے ہیں۔ اب میں فون کرنے کا اصل مقصد بتا
ہوں۔ اگر آپ یہ فائل خود ہی ہمارے حوالے کر دیں تو کے جی بی کا
ہیڈ کوارٹر محفوظ رہے گا ورنہ دوسری صورت میں ہیڈ کوارٹر تباہ ہو
جائے گا اور اس کے ساتھ ہی وہ فائل بھی ختم ہو جائے گی اور یہ بھی
ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے حکام اس خصوصی سیارے سے دوسری
فائل جلد ہی تیار کرا لیں گے لیکن کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے
بعد ہمارا دوسرا ٹارگٹ آپ کا یہ خصوصی سیارہ تباہ کرنا ہو گا اور ہمیں
یقین ہے کہ اس کام میں بھی اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور یہ بھی
یقین ہے کہ یہ سیارہ اس وقت تباہ ہو گا جب اس سے ہم معلومات

اپنے طور پر حاصل کر لیں گے۔ اب فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔
آپ کو آدھے گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا۔ آپ اچھی طرح
لیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ کیا صدر اس دھمکی سے ڈر کر فائ
تمہیں دے دے گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ انہیں بھی معلوم ہے کہ
کس حالت میں وہاں سے نکلے ہیں اس لئے ایسا نہیں ہو گا"...... تنو
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر واقعی وہی ہو گا جس کی میں نے دھمکی دی ہے"...... عمرا
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن کیسے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"تم نے اسے آدھا گھنٹہ کیوں دیا ہے۔ روسیاہ انتہائی ترقی
ملک ہے۔ وہ اس مواصلاتی سیارے کے ذریعے یہاں کا سراغ لگا
گے"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں نے یہ خصو
فون منگوایا ہے ورنہ تو میں یہ کال کسی بھی پبلک فون بوتھ سے
کے وہاں سے فوراً ہٹ جاتا اور دوبارہ کال کسی اور جگہ سے
جاتی"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ کیا آپ نے وہاں واقعی کوئی خوفناک بم نصب"

ے۔ ٹائیگر نے کہا۔

"بم ہمارے پاس تھا ہی کہاں جو میں نصب کرتا اور پھر وہاں
وانتہائی جدید ترین مشینری کے ذریعے یہ بم فوراً ٹریس بھی کر لیا
"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ انہیں معلوم ہے کہ تم صرف دھمکی
ے رہے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"یہ صرف دھمکی نہیں ہے بلکہ تباہی سے پر دھمکی ہے"۔ عمران
ے جواب دیا۔

"خواہ مخواہ کی فضول باتیں مت کیا کرو"...... تنویر نے منہ
ے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس۔ وہ سپیشل ریکارڈ روم تو نیچے کہیں تہہ خانے میں ہو گا۔
ہ تباہ ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہمیں مقصد تو اسے تباہ کرنا ہے ورنہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر تباہ
ے ہمیں کیا مل سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے
ت میں سر ہلا دیا۔ پھر نصف گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رسیور
یا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی

"پاکیشیائی علی عمران بول رہا ہوں۔ ملٹری سیکرٹری تو
نٹ سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"......
لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیائی علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات
کرائیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر روسیاہ کی مخصوص آواز سنائی دی

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہو
صدر صاحب۔ آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کو ت
کرانے اور بعد میں اپنا تحقیقاتی سیارہ بھی تباہ کرانے کا یا ہمیں فا
دینے کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم دو ٹکے کے ایجنٹ۔ تم روسیاہ کو بلیک میل کرنے
کوشش کر رہے ہو۔ میں اگر حکم دے دوں تو تم تو کیا تمہارا
پاکیشیا چند لمحوں میں تباہ و برباد ہو سکتا ہے"...... صدر نے انت
غصیلے لہجے میں کہا۔

"آج تک آپ بہادرستان کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکے۔ الٹا آپ کا
ملک ٹوٹ گیا ہے اور آپ دھمکی دے رہے ہیں پاکیشیا کو تباہ کر
کی۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کا دماغ ٹھیک کرنا پڑے گا۔ او
اب دیکھو کے جی بی ہیڈ کوارٹر کیسے تباہ ہوتا ہے اور اس کے بعد
ہوتا ہے۔ تم باقی ساری عمر پچھتاتے اور ہاتھ ملتے ہی رہ جاؤ گے

نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تمہاری موت یہاں کاسکو میں مقدر ہو
ہے اور تمہاری لاشوں کو یہاں کتوں کے سامنے ڈالا جائے گا"۔
طرف سے صدر کی بھی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے"۔
نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ صرف دھمکی نہ دو"...... تنویر نے
نت چباتے ہوئے کہا۔

اس نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کی بات کر کے روسیاہ کی تباہی پر
ڈ دی ہے۔ اب دیکھنا کیا ہوتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں
وہ پھر چند لمحوں کے لئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ٹائیگر
ہوش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے افسوس کے تاثرات
تھے۔ شاید اسے بھی یقین تھا کہ عمران نے صرف دھمکی دی
ظاہر ہے وہ بھی عمران کے ساتھ ہی رہا تھا اس لئے اسے بھی
تھا کہ وہاں کسی قسم کا کوئی بم نصب نہیں کیا گیا۔

کاغذ اور قلم لے آؤ ٹائیگر"...... چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں
ہوئے کہا تو ٹائیگر خاموشی سے اٹھا اور ایک طرف ٹیبل پر
سادہ کاغذ اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا اور ساتھ ہی
قلم بھی۔ عمران نے قلم سے کاغذ پر ہندسے لکھنے شروع کر دیئے

وہ مسلسل ہندسے لکھتا رہا۔ کبھی انہیں ضرب دیتا کبھی انہیں
کرتا۔ کبھی ان کا ذواضعاف اقل نکالتا کبھی جمع کرتا اور کبھی تفریق
بہرحال وہ دس منٹ تک مسلسل یہی کام کرتا رہا۔ تنویر اور
دونوں حیرت بھرے انداز میں بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتا
رہے۔ پھر عمران نے قلم میز پر رکھا اور ایک طویل سانس لیا۔

"میرا ذہنی حساب درست تھا لیکن میں نے سوچا کہ چیک
لوں۔ کہیں واقعی یہ صرف دھمکی نہ بن جائے"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا
انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
دی۔

"کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسر
طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آ
اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کے جی بی ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
آواز سنائی دی۔

"سوری۔ رانگ نمبر"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا
اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔ چند لمحے رک
اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ مسـ
نمبر پریس کرتا چلا گیا۔ مسلسل دو منٹ تک نمبر پریس کرنے

بعد وہ رکا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایک بار پھر مسلسل نمبر پریس کرتا چلا
گیا اور پھر رک کر اس نے دوسری طرف سے کچھ سنا اور ایک طویل
سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب یہاں سے چلیں تاکہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا
دلچسپ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں"...... عمران نے رسیور رکھ
کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارے فون کرنے سے کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر
تباہ ہو جائے گا۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"...... تنویر نے بگڑے
ہوئے لہجے میں کہا لیکن وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو
گیا تھا۔ گو اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات تھے لیکن اس نے
زبان سے کچھ نہیں کہا تھا۔

"اس فون کا کنکشن آف کر کے اسے کسی اندر کی الماری میں رکھ
...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیوں۔ کیا کوئی مسئلہ ہے"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"مسئلہ بھی ہو سکتا ہے لیکن جب یہ کام نہیں کر رہا ہو گا تو پھر
مسئلہ بھی نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ایک ایک کر کے کوٹھی سے نکلے اور
علیحدہ علیحدہ چلتے ہوئے کالونی سے نکل کر ایک بس سٹاپ پر پہنچ گئے
جہاں سے وہ مین مارکیٹ جا کر اترے اور پھر مین مارکیٹ سے بس

میں سوار ہو کر وہ اس علاقے میں پہنچ گئے جہاں کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ پھر عمران ایک کھلے ریستوران میں داخل ہو گیا۔ اس ریستوران کی بیرونی سائیڈ مکمل طور پر شیشے کی تھی لیکن عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیشے والی سائیڈ کی بجائے دوسری طرف جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے کافی منگوا لی اور پھر وہ اطمینان سے کافی پینے لگے ۔ روسیاہ چونکہ خاصا سرد ملک ہے اس لئے یہاں شراب کے ساتھ ساتھ کافی پینے کا بھی بے حد رواج تھا۔ عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں ہی مقامی میک اپ میں تھے۔

"یہاں سے تو"...... تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ نام مت لو"...... عمران نے اسے درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا تو تنویر خاموش ہو گیا۔ عمران بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"وقت ہو گیا ہے جواب ملنے کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر پیالی کے نیچے رکھ دیا تھا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر وہ ابھی ریستوران کے بیرونی دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں دور سے سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے خوفناک زلزلہ آ رہا ہو۔ لوگ سراسیمہ سے ہو گئے۔ سڑک پر چلنے والی ٹریفک رکنے لگی اور پھر چند لمحوں بعد اس قدر خوفناک دھماکہ

ہوا کہ اتنے فاصلے کے باوجود عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل سے گئے۔ لوگوں میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ پھر تو انتہائی خوفناک دھماکوں کا جیسے تانتا سا بندھ گیا اور دور سے آگ اور دھوئیں کا بادل سا آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا۔ ہر طرف سے پولیس گاڑیوں کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"آؤ اب یہاں سے نکلیں"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور پیدل آگے بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ اس کا انداز بھی وہاں موجود دوسرے لوگوں کی طرح تھا جیسے ان پر بھی کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ اب دھماکے آہستہ آہستہ ختم ہو گئے تھے لیکن دھواں ابھی تک آسمان پر چھایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر بسیں بدلتے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ ہو کر واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ آخر یہ کیسے ہو گیا"...... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس صدر صاحب کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ اگر وہ میرے ملک کو تباہ کرنے کی دھمکی نہ دیتا تو شاید میں باوجود اس کے انکار کے یہ سب نہ کرتا کیونکہ اس ہیڈ کوارٹر میں کافی تعداد میں لوگ کام کرتے تھے جو اب سب ختم ہو گئے ہوں گے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ فون لے آؤ تاکہ صدر صاحب کو بتایا جا سکے کہ اس نے اپنے

پیروں پر آپ کلہاڑی ماری ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"تم نے یہ کیسے کر لیا۔ کیا تم جادوگر ہو"...... تنویر نے کہا۔

"سائنس موجودہ دور کا سب سے بڑا جادو ہے تنویر۔ بلکہ جو کام جادو سے نہیں ہو سکتا وہ سائنس سے ممکن ہے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون موجود تھا۔ اس نے فون کا لنک دوبارہ وہاں موجود فون سے جوڑنا شروع کر دیا۔

"آخر مجھے تو بتاؤ"...... تنویر نے یکلخت جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں شاید اتنی گہرائی میں سمجھ نہ آسکے البتہ ٹائیگر کو سمجھ آجانی چاہئے بلکہ پہلے ہی سمجھ آجانی چاہئے تھی"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ میں نے کوشش کی ہے سمجھنے کی۔ وہاں سے واپسی پر میں مسلسل یہی بات سوچتا رہا ہوں۔ یہ بات تو طے ہے کہ آپ نے اٹیمک بیٹریوں کو اوور چارج کر کے ان کی توانائی کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ سب کچھ تباہ ہو گیا ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہاں اٹیمک بیٹریاں استعمال کی جا رہی ہیں اور دوسری بات یہ کہ صرف فون کرنے سے اٹیمک بیٹریاں کیسے اوور چارج ہو سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے فون کا لنک کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اٹیمک بیٹریاں اوور چارج۔ یہ اٹیمک بیٹریاں کہاں سے

گیا"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے خوشی ہے کہ ٹائیگر نے کسی حد تک درست اندازہ لگایا ۔ ویسے بھی اس قدر مکمل اور خوفناک تباہی اٹیمی بیٹریوں سے نکلنے والی تباہ کن انرجی سے ہی ہو سکتی تھی اور پھر چونکہ ان بیٹریوں ۔ توانائی کے جی بی ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری جس میں سپیشل ریکارڈ روم کی بھی مشینری شامل ہے، میں دوڑ رہی تھی اس سے وہاں کوئی مشینری بھی نہیں بچی ہو گی اور پھر جس انداز میں مسلسل دھماکے ہوئے ہیں۔ ان سے لگتا ہے کہ وہاں خوفناک اسلحے کی کافی ذخیرہ موجود تھا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی نے رسیور اٹھایا اور فون کو سیدھا کر کے اس نے تیزی سے نمبر س کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز دی۔

"پاکیشیائی علی عمران بول رہا ہوں۔ ملٹری سیکرٹری سے بات تا۔ اس کے ذریعے صدر کو مبارک باد دے سکوں کہ ان کی سے ان کا کے جی بی ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے"...... عمران نے

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے انتہائی پریشان سے لہجے ہا گیا۔

"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... چند لمحوں بعد ملٹری

سیکرٹری کی تیز آواز سنائی دی۔

"پاکیشیائی علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کر
تاکہ اگر ان تک کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے کی خبر نہیں
تو میں پہنچا سکوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ میٹنگ میں مصروف ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان سے بات کراؤ ملٹری سیکرٹری صاحب ورنہ کے جی
ہیڈ کوارٹر کی طرح پریذیڈنٹ ہاؤس بھی تباہ ہو سکتا ہے"۔ عم
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ہولڈ کریں"...... ملٹری سیکرٹری نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر فون پر کافی دیر تک خاموشی
رہی۔

"ہیلو"...... کافی دیر بعد صدر کی آواز سنائی دی لیکن اس بار
لہجہ کافی ڈھیلا تھا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہو
آپ نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کی دھمکی دے کر اپنا کے جی
ہیڈ کوارٹر تباہ کرا لیا ہے۔ اگر آپ سیدھے انداز میں انکار کر
تب بھی میں شاید یہ اقدام نہ کرتا اور اب یہ بھی بتا دوں کہ اگر
اپنی دھمکی پر قائم رہے تو پھر کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی طرح روسی
تمام تنصیبات اسی طرح تباہ کر دی جائیں گی۔ آپ کی
تنصیبات، آپ کی میزائل تنصیبات، آپ کا دفاعی سسٹم، آپ

پریذیڈنٹ ہاؤس"...... عمران نے گنوانا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ۔ مت اس طرح کی باتیں کرو۔ مجھے یقین ہو گیا ہے
تم انسان نہیں ہو۔ تم نے نجانے کس جادو سے کے جی بی کا اتنا
اور ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔ اب تم کیا چاہتے
...... صدر نے اس کی بات درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"صدر صاحب۔ میں نے آپ سے پہلے بھی اسی لئے بات کی تھی
لیکن آپ کا دماغ تو ساتویں آسمان پر تھا۔ بہرحال اب آپ بتائیں کہ
آپ اپنا خلائی تحقیقاتی سیارہ تباہ کرانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں
تو وہاں سے فائل تیار کروا کر میرے حوالے کر دیں"...... عمران
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے لیکن ظاہر ہے اس میں
وقت لگے گا۔ کم از کم ایک مہینہ"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے

"صدر صاحب میں نے آپ کو اپنی ڈگریاں بھی دوبارہ بتائی ہیں
یونیورسٹی کا تعارف بھی کرایا ہے۔ اس کے باوجود آپ ایسی بات
کر رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ فائل زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں
تیار ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس قدر جلد ممکن نہیں ہے۔ کم از کم دس بارہ گھنٹے لگ
جائیں گے۔ میں نے سائنس دانوں سے بات کی ہے"...... صدر فوراً
ایک مہینے سے دس بارہ گھنٹوں پر آ گئے۔

"اوکے ۔ دس بارہ کیا آپ کو چوبیس گھنٹے دیئے جا سکتے ہیں۔
لیکن آپ وعدہ کریں"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ تمہیں ایکس وی کی اصل فائل د
دی جائے گی۔ ہم ایسی معدنیات نہیں حاصل کرنا چاہتے جس کے
پیچھے روسیاہ کو اس قدر عظیم اور ناقابل تلافی نقصانات اٹھانا پڑیں۔
تم یہاں پریذیڈنٹ ہاؤس آجاؤ"...... صدر نے کہا۔
"میں چوبیس گھنٹے بعد دوبارہ رابطہ کروں گا"...... عمران نے
اور رسیور رکھ دیا۔
"اتنی آسانی سے یہ کیسے مان گیا ہے"...... تنویر نے حیران ہو
کہا۔
"وہ مانا نہیں ہے اس کا مقصد صرف ہمیں ٹریس کرنا ہے اور ن
پورے روسیاہ کی پولیس، فوج اور ایجنسیاں ہمیں تلاش کرنے پ
دی جائیں گی۔ وہ ہم سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ میں نے اس کے
سے ہی معلوم کر لیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
"تو پھر"...... تنویر نے کہا۔
"ہم نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ ہم نے اپنے ملک
دولت کا پتہ ان سے حاصل کر کے ہی واپس جانا ہے چاہے اس
لئے ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں یا پورے روسیاہ کو ہی تب
کرنا پڑے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"باس۔ اس صدر کو کیوں نہ اغوا کر لیا جائے"...... ٹائیگر

"نانسنس۔ تمہیں معلوم ہے کہ حکام پر ہاتھ ڈالنا ملکی سطح پر
گیاں پیدا کر سکتا ہے۔ آئندہ ایسی بات تمہارے ذہن میں نہیں
ہیئے۔ ہیڈ کوارٹر، فیکٹریاں یا اڈے وغیرہ تباہ کرنا اور بات ہوتی
ر کسی ملک کے صدر یا وزیراعظم کو اغوا کرنا یا ہلاک کر دینا
ت ہوتی ہے۔ اس کے اثرات ملکی اور بین الاقوامی سطح پر انتہائی
انداز میں پڑتے ہیں"...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں

"ئی ایم سوری باس"...... ٹائیگر نے کہا۔
"تم اب سوری کا لفظ زیادہ بولنے لگ گئے ہو۔ یہ میری طرف
سٹ وارننگ ہے۔ سمجھے۔ آئندہ تمہارے منہ سے سوری کا لفظ
گنجائش پیدا ہوئی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے"...... عمران
طرح سرد اور سخت لہجے میں کہا۔
"تم چھوڑو ان باتوں کو۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کے جی بی کا
ٹر کیسے تباہ کیا۔ مجھے تو ابھی تک سمجھ نہیں آئی"...... تنویر
موضوع بدلنے کے لئے کہا۔
ئی مسئلہ ہے۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں کہ میں نے جب
ن روم کے اندر شیشے والے کیبن میں موجود مین کنٹرولنگ
و خفیہ راستے کھولنے کے لئے آپریٹ کیا تو مجھے فوراً معلوم ہو
میں ایٹمک بیٹریوں کی مخصوص توانائی دوڑ رہی ہے اور یہ

مشین بھی ایک سپر کمپیوٹر سے لنکڈ ہے۔ میں نے اس مشی
ذریعے راستہ کھلنے کے ساتھ ساتھ اس سپر کمپیوٹر کی مخصوص
اور رینج بھی معلوم کر لی اور ایسی جگہوں پر جہاں سپر کمپیو
کنٹرول ہو۔ وہاں فون لائنیں بھی اس سپر کمپیوٹر کے تحت
کرتی ہیں کیونکہ فون چیکنگ اور فون وائس چیکنگ مشینری
سپر کمپیوٹر کے انڈر ہوتی ہے اور اس سپر کمپیوٹر سے اٹیمک
کی توانائی کنٹرول کی جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے کے جی بی ہیڈ
فون نمبر معلوم کیا اور سپر کمپیوٹر کی رینج اور طاقت کو سامنے
میں نے ریاضی کے کلیوں کی مدد سے اس سپر کمپیوٹر سے لنک
اس لنک کو مخصوص انداز میں استعمال کر کے ان ایٹ
توانائی کو بڑھا دیا جس کے نتیجے میں کے جی بی ہیڈ کوارٹر م
تباہ ہو گیا"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے
تو تنویر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" تمہارا ذہن واقعی پاکیشیا کے لئے انمول سرمایہ ہے۔
تمہیں عمر خضر عطا کرے"...... تنویر نے بے اختیار اح
بھرے لہجے میں کہا۔

" اس خلوص کا بے حد شکریہ"...... عمران نے مسکر
کہا۔

" لیکن تم نے اس خفیہ راستے کا سراغ کیسے لگایا تھ
پہلے سے معلوم تھا"...... تنویر نے کہا تو عمران ایک

دیا۔

" اس میجر آپریشن روم کو اور اس میں موجود مشینری اور اس کی سیٹنگ دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہاں ایسا راستہ لازمی ہو گا اور لازماً اسے مشین کے ذریعے ہی کنٹرول کیا گیا ہے اور پھر جب میں نے کنٹرولنگ مشین کو چیک کیا تو اس میں راستے اور اس کے آپریشن کا علم ہو گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کچھ لوگ کودے ہوں اور پھر تیز تیز قدموں کی آوازیں انہیں اپنی طرف بڑھتی سنائی دینے لگیں اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے اور عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

روسیاہ کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے تہہ خانوں میں واقع ایک بڑے
میٹنگ ہال میں اس وقت خاصی گہما گہمی نظر آرہی تھی۔ ایک طویل
بیضوی میز کے گرد تقریباً بیس کے قریب افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
تھے جن میں آدھے سے زیادہ فوجی وردی میں ملبوس تھے جبکہ باقی
افراد سول ڈریس میں تھے۔ ان میں چار خواتین بھی تھیں۔ یہ چاروں
بھی پینٹس اور جیکٹس میں ملبوس تھیں۔ اس کے باوجود ابھی دو
کے قریب کرسیاں خالی تھیں اور ہال کے ایک دروازے سے
مسلسل مختلف افراد کی آمد جاری تھی۔ ہر فرد نے اپنے سینے
مخصوص سیکورٹی کارڈ لگایا ہوا تھا جس پر میٹنگ کی مخصوص
موجود تھی۔ اکثریت بوڑھے اور ادھیڑ عمر افراد کی تھی لیکن بہرحال
ان میں نوجوان بھی تھے اور وہ سب آپس میں گفتگو بھی کر رہے
اور ایک دوسرے سے موجودہ میٹنگ کے بارے میں پوچھ بھی

تھے۔ تین خواتین اکٹھی بیٹھی تھیں اور وہ بھی آپس میں باتیں کر رہی
تھیں۔ یہ تینوں خواتین خاصی عمر کی تھیں لیکن ایک سائیڈ پر ایک
نوجوان لڑکی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سنہری بال اس کے
کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے براؤن چمڑے کی جیکٹ اور
پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہر طرف فوج پھیلی ہوئی
تھی حتیٰ کہ عمارت کی چھتوں پر بھی فوج کے مسلح سپاہی موجود تھے۔
آہستہ آہستہ ہال کی سوائے دو کرسیوں کے باقی سب کرسیاں بھر
گئیں اور پھر ہال میں مترنم گھنٹی کی آواز بج اٹھی تو سب بے اختیار نہ
صرف سیدھے ہو کر بیٹھ گئے بلکہ ان سب کے چہروں پر سنجیدگی بھی
آگئی۔ وہ دروازہ جس سے یہ سب افراد ہال میں داخل ہوئے تھے
یکلخت بند ہو گیا اور اس پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اسی لمحے
ایک کونے میں سرر کی آواز کے ساتھ ہی ایک خلا نمودار ہوا اور
روسیاہ کے صدر اندر داخل ہوئے۔ ان کا چہرہ قدرے لٹکا ہوا تھا۔
جسم بھی ڈھیلی تھی۔ ان کے پیچھے ان کا ملٹری سیکرٹری تھا جس کے
بعد روسیاہ کے وزیراعظم اندر داخل ہوئے جن کے پیچھے ان کا پرسنل
سیکرٹری تھا۔ ملٹری سیکرٹری اور پرسنل سیکرٹری دونوں کے سینوں پر
سیکورٹی کارڈ موجود تھے۔ حتیٰ کہ پرائم منسٹر اور صدر صاحب کے
سینے پر بھی سیکورٹی کارڈ موجود تھے۔ صدر اور وزیراعظم کے اندر
داخل ہوتے ہی سب افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سب نے
مخصوص انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر اور سر جھکا کر سلام کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ ان کا ملٹری سیکرٹری ان کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ صدر کے بعد پرائم منسٹر بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کی کرسی کے عقب میں ان کا پرسنل سیکرٹری کھڑا ہو گیا تو باقی سب لوگ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صدر اور پرائم منسٹر سمیت سب افراد کے سامنے میز پر ایک مخصوص ساخت کا چھوٹا سا مائیک موجود تھا۔

"آپ سب کو یہ تو معلوم ہو چکا ہو گا کہ کاسکو میں کے جی بی ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود سب افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہر قسم کی انتہائی قیمتی مشینری مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے۔ اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ وہاں موجود تھا۔ اس سٹور کو فائر پروف اور بم پروف انداز میں تعمیر کیا گیا تھا لیکن یہ تمام اسلحہ بھی اس طرح پھٹ گیا جیسے وہ کسی میدان میں پڑا ہوا ہو اور اس پر بم مارا گیا ہو۔ خاص طور پر کے جی بی کا سپیشل ریکارڈ روم جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور جس میں روسیاہ کی انتہائی ٹاپ سیکرٹ اور انتہائی اہم سینکڑوں فائلیں موجود تھیں۔ یہ ریکارڈ روم بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور تمام فائلیں مکمل طور پر جل کر راکھ ہو گئیں۔ حتیٰ کہ جن فائلوں کی مائیکرو فلمیں بنائی گئی تھیں وہ مائیکرو فلمیں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ اس طرح روسیاہ کو کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور حکومت کی ساکھ کو بھی

خوفناک دھچکا لگا ہے۔ اس کے علاوہ سپیشل ایجنسی کے چیف کوف بھی تباہی کے وقت وہاں موجود تھے۔ وہ بھی ہلاک ہو ۔ گو اخبارات اور ٹیلی ویژن پر اس تباہی کو پراسرار بتایا گیا ... سلسلے میں تحقیقات کا حکم بھی دے دیا گیا ہے لیکن مجھے ... منسٹر صاحب کو پہلے سے معلوم ہے کہ یہ ہیڈ کوارٹر کس ...یا ہے اور کیوں تباہ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کس طرح تباہ کیا گیا ہے۔ موجودہ جنرل میٹنگ اس لئے ہے کہ اب روسیاہ مزید نقصان برداشت نہیں کر سکتا اس ...یسا لائحہ عمل سوچا جائے جس سے یہ معاملہ منطقی انجام ...جائے۔ آپ میں سے ہر ایک کسی نہ کسی سیکشن چاہے وہ ...وں کا سربراہ ہے"...... صدر نے تقریر کے انداز میں بولتے ... اور پھر وہ مسلسل بولتے بولتے رک گئے۔ اس کے ساتھ ہی ... تیزی سے وہاں موجود تمام افراد کے چہروں کا جائزہ لے ... لیکن ہال پر مکمل سکوت طاری تھی۔ سب خاموش بیٹھے تھے۔

...صاحبان یہ جاننا چاہتے ہوں گے کہ یہ سب کیسے ہوا۔ ...ہ کس نے کیا اور مجھے اور پرائم منسٹر صاحب کو اس کا پہلے ...سے ہو گیا اور ہم اسے کیوں نہ روک سکے تو اس بارے میں ... میں بتا دیتا ہوں"...... صدر نے کہا اور ایک بار پھر رک

انداز ایسے تھا جیسے وہ سانس لینے کے لئے رک گئے ہوں۔

"یہ خوفناک تباہی صرف تین پاکیشیائی ایجنٹوں کی طرف ہوئی ہے جن میں سے ایک کا نام علی عمران ہے اور وہ اپنے نام ساتھ بڑی بڑی سائنسی ڈگریاں بھی دوہراتا ہے"...... صدر نے کہ ہال میں موجود ہر آدمی کے چہرے پر حیرت اور تعجب کے تاثر پھیل گئے۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں نے"...... تقریباً سب نے حیرت بھ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تین پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور وہ سپیشل ریکارڈ روم معدنیات کے سلسلے میں ایک فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کرنل کاروف نے انہیں گرفتار کیا لیکن وہ پراسرار طور پر فرار ہو پھر وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے اور انہوں نے کرنل کاروف ہلاک کر دیا لیکن سیکورٹی چیف شوگوف نے انہیں گرفتار کر حس و حرکت کر دیا اور مجھے اور وزیراعظم صاحب کو اس ہیڈ کوارٹر کال کیا لیکن ہم نے اسے پریذیڈنٹ ہاؤس میں طلب لیا۔ یہاں جب سب حالات سامنے آئے تو میں نے مشورے سے عارضی طور پر کے جی بی ہیڈ کوارٹر کا چیف مقرر کر دیا۔ کرنل وا علی عمران نام کے پاکیشیائی ایجنٹ کی بے حد تعریف کر رہے ان کا خیال تھا کہ اگر وہ ان تین ایجنٹوں میں شامل ہے تو اسے ہلاک کر دیا جانا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے ساتھ جانے کی اج

طلب کی اور میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ ساتھ چلے گئے اس کے بعد ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی کہ شوگوف اور کرنل واکوف کے پہنچنے سے پہلے ہی پاکیشیائی ایجنٹ میجر آپریشن روم کی بیشتر مشینری تباہ کر کے کسی خفیہ راستے سے فرار ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد اچانک ایک نامعلوم فون کال موصول ہوئی جس کے ذریعے ایک پاکیشیائی علی عمران نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے وہ فائل اس کے حوالے نہ کی تو ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ میں نے اسے ڈانٹ دیا۔ کال کے منبع کا سراغ لگانے کی کوشش کی گئی لیکن ہماری جدید ترین مشینری بھی اس کا سراغ نہ لگا سکی۔ میں نے ہیڈ کوارٹر سے حالات معلوم کئے تو وہاں سے بتایا گیا کہ ہیڈ کوارٹر اوکے ہے اور اسے جدید ترین مشینری سے مکمل چیک کر لیا گیا ہے۔ اس کی تباہی کا کوئی امکان نہ تھا جس پر میں مطمئن ہو گیا۔ نصف گھنٹے بعد دوبارہ اس علی عمران کی کال آئی۔ وہ فائل مانگ رہا تھا۔ میں نے اسے ایک بار پھر ڈانٹ دیا اور پھر اس کے کچھ دیر بعد اطلاع ملی کہ ہیڈ کوارٹر کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہے اور مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے جس پر میں نے خصوصی میٹنگ کال کی تو میٹنگ کے دوران اس علی عمران کی ایک بار پھر کال آئی۔ اس نے بتایا ہے کہ اب وہ یہ فائل حاصل کر کے ہمارے خصوصی تحقیقاتی خلائی سیارے کو بھی تباہ کر دے گا ورنہ اسے دس بارہ گھنٹے کے اندر اس مواصلاتی سیارے سے معلومات حاصل کر کے دوسری فائل بنا کر دی جائے اور میں نے اس

لئے حامی بھرلی کہ اس طرح وہ مطمئن ہو جائے اور ہم اسے تلاش کر کے ختم کر سکیں۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ فوج، پولیس، ملٹری انٹیلی جنس اور چار ایجنسیوں نے پورے کاسکو کو چیک کر لیا لیکن ان تینوں ایجنٹوں کا سراغ نہیں مل سکا۔ چنانچہ پرائم منسٹر صاحب کے مشورے پر میں نے یہ جنرل میٹنگ کال کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سب کو معلوم ہو سکے کہ کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی اس علی عمران یا اس کے ساتھیوں کے بارے میں جانتا ہو تو وہ انہیں تلاش کر کے ختم کرنے میں حکومت کی مدد کرے۔ اب آپ لوگ سوالات کر سکتے ہیں"۔ صدر نے کہا تو ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ لمبے قد اور انتہائی ورزشی جسم کا مالک تھا۔

"جناب صدر۔ میں روسیاہ کی خفیہ ایجنسی ریڈ ماسٹرز کا چیف کرنل گستاپو ہوں۔ میں نے ایکریمیا میں رہ کر روسیاہ کے لئے طویل عرصے تک خدمات سرانجام دی ہیں اور ان خدمات کے سلسلے کی وجہ سے میں ایکریمیا کی سب سے ٹاپ ایجنسی جسے بلیک ایجنسی کہا جاتا ہے کا بلیک ایجنٹ بھی رہا ہوں۔ چونکہ ایک اتفاقی حادثے کی وجہ سے میری شناخت ہو گئی تھی اس لئے مجبوراً مجھے وہاں سے واپس روسیاہ آنا پڑا اور میری خدمات کے عوض مجھے ریڈ ماسٹرز کا چیف بنا دیا گیا اس لئے میں اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں نہ صرف سب کچھ جانتا ہوں بلکہ میں ان سے ایک دو بار براہ راست مل بھی چکا ہوں اور میں اور میری ایجنسی جس کی تربیت بھی

ـ بلیک ایجنسی کے انداز میں کی ہے، انتہائی آسانی سے اس علی ور س کے ساتھیوں کو نہ صرف ٹریس کر سکتا ہوں بلکہ ان کا ـ بھی کر سکتا ہوں"...... کرنل گستاپو نے انتہائی اعتماد بھرے ـ کہا۔

ـ آپ مجھے اس علی عمران کے بارے میں تفصیل بتائیں"۔ ـ کہا۔

ـب صدر۔ میں صرف وہ باتیں کروں گا جو اس کے بارے ـ ہیں۔ اسے میری طرف سے اس کی تعریف نہ سمجھا جائے"۔ ـ ستاپو نے کہا۔

ـپ کھل کر بات کریں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس شخص ـسیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور ہم اس کا انتقام لینے ـ انتہائی بے چین ہیں"...... صدر صاحب نے جواب دیتے

ـب صدر۔ پوری دنیا میں یہ شخص علی عمران شیطان سے ـہور ہے۔ بظاہر یہ انتہائی مسخرہ اور مزاحیہ باتیں کرنے والا ـ لیکن درحقیقت یہ انتہائی خطرناک حد تک ذہین، انتہائی ـ شر ذہن کا آدمی ہے۔ اس کا ذہن کسی کمپیوٹر کی طرح کام ـ وہ اپنی مرضی کی سچوئیشن قائم کر لینے میں بھی مشہور ہے اور ـ بارے میں مشہور ہے کہ یہ شخص ناممکن کو ممکن بنا لیتا ـ آرٹ کا ماہر اور انتہائی درست نشانے کا مالک ہے اور

اس کے ہاتھوں ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز کے بے شمار ایجنٹ یا
تنظیمیں ختم ہو چکی ہیں اس لئے اسے کہیں معصوم شیطان اور کہیں
معصوم موت کہا جاتا ہے۔ یہ انتہائی پراسرار انداز میں اپنے مطلب
کی معلومات حاصل کر لیتا ہے اور انتہائی تیزی سے کام کرتا ہے
پاکیشیا سیکرٹ سروس جب بھی کسی مشن پر کام کرتی ہے تو یہ اسے
لیڈ کرتا ہے جبکہ یہ فری لانسر ہے۔ روسیاہ میں بھی طویل عرصہ پہلے
کے جی بی کے خلاف کام کر چکا ہے اور یہاں سے بھی وہ اپنے مشن میں
کامیاب ہو کر واپس گیا تھا۔ وہ انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور بنیادی
طور پر سائنس دان بھی ہے۔ اس کے پاس ماسٹر آف سائنس اور ڈ
آف سائنس کی ڈگریاں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ دنیا بھر میں ہونے
والی سائنسی ترقی سے نہ صرف واقف رہتا ہے بلکہ دنیا کے ہر مضمون
پر اس کی دسترس رہتی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود وہ بہرحال
ایک انسان ہے اور اس میں بھی بے شمار خامیاں موجود ہیں اس۔
اس کی نفسیات سمجھنے والا اور اس کے انداز کے مطابق تربیت یافتہ
آدمی اس کا آسانی سے خاتمہ کر سکتا ہے"...... کرنل گستاپو نے
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور سب انتہائی حیرت سے کرنل
گستاپو کی باتیں سنتے رہے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے کہا تو کرنل گستاپو بیٹھ گیا۔

"مسٹر راگوف آپ بتائیں کہ انہیں تلاش کر لینے کے باوجود
کا خاتمہ کیوں نہیں ہو سکا"...... اچانک صدر نے ایک ادھیڑ عمر

طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب صدر۔ میں فائنڈرز ایجنسی کا چیف ہوں۔ ہماری ایجنسی
تربیت اس انداز میں دی جاتی ہے کہ ہم کسی بھی خفیہ اور گمشدہ
کو ٹریس کر لیں۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد جب آپ
نہیں ٹریس کرنے کا کام میری ایجنسی کو دیا تو ہم فوری طور پر
ت میں آ گئے۔ ہماری ایجنسی کے پچیس گروپ علیحدہ علیحدہ
حصوں میں کام کرنے لگے۔ ان سب گروپس کا آپس میں رابطہ تھا۔
صرف اتنا معلوم تھا کہ ان کی تعداد تین ہے اور یہ تینوں مرد
کے جی بی ہیڈ کوارٹر کے علاقے میں کام کرنے والے گروپ نے
فراد کا پتہ چلایا جو وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک ریستوران میں
ماکہ ہونے تک بیٹھے رہے تھے اور پھر دھماکہ ہونے کے بعد وہ
نکلے لیکن پھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کے چہروں پر وہ تاثرات
تھے جو عام روسیاہوں کے چہروں پر تھے لیکن وہ اپنے حلیوں سے
تھے۔ بہرحال ان کے حلیئے اور لباسوں کی تفصیل معلوم کی گئی
تمام گروپس کو اطلاع دے دی گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ تین افراد کا
پ مختلف بسوں میں سفر کرتا ہوا ایک رہائشی کالونی میں داخل
ہے۔ اس علاقے میں کام کرنے والے گروپ نے اس رہائشی
میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کیں تو
معلوم ہو گیا کہ یہ تینوں افراد علیحدہ علیحدہ اس کوٹھی سے پہلے
نکلے تھے اور پھر دھماکے کے وقت سے کچھ دیر بعد علیحدہ علیحدہ ہو

کر اندر گئے ہیں جس پر کوٹھی کو سپیشل ویو فائنڈرز سے چیک
تو اندر واقعی وہی تینوں افراد ایک کمرے میں بیٹھے باتیں
ہوئے چیک کر لئے گئے۔ اس کے بعد گروپ کوٹھی میں
لیکن اس کے بعد اس گروپ کا رابطہ دوسرے گروپس سے کر
جب کافی دیر تک ان سے رابطہ نہ ہوا تو دوسرا گروپ وہاں گیا
وہ بھی اس کوٹھی تک پہنچ گیا۔ تب معلوم ہوا کہ اس کوٹھی
والے گروپ کے چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان سب
طرح ہلاک کیا گیا تھا جیسے ان کے ساتھ باقاعدہ مقابلہ کیا
اسلحہ استعمال نہیں ہوا ورنہ فائرنگ کی آوازیں باہر سن
جاتیں۔ البتہ وہ تینوں افراد غائب تھے اور کوٹھی میں سو
لباسوں کے جن کے بارے میں تفصیل پہلے معلوم ہو چکی تھی
موجود نہیں تھا۔ چنانچہ ایک بار پھر ان کی تلاش شروع کی
اس کے بعد باوجود زبردست کوششوں کے ابھی تک ان کے
میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا"...... راگوف نے تفصیل بتاتے
کہا۔

"جناب صدر۔ یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں۔ فائنڈ
ان کے انداز میں تربیت یافتہ نہیں تھے اس لئے یہ لوگ
سمجھے اندر چلے گئے اور مار کھا گئے۔ اگر یہ باہر سے بے ہوش
والی گیس اندر فائر کر دیتے یا چاروں طرف محاصرہ کر لیا جا
لوگ مارے جا سکتے تھے۔ اب چونکہ انہوں نے لباس اور م
تبدیل کر لئے ہوں گے اس لئے اب فائنڈرز انہیں تلاش نہیں کر پا
رہے"...... کرنل گستاپو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ دونوں بیٹھ جائیں"...... صدر نے کہا تو راگوف اور کرنل
گستاپو دونوں بیٹھ گئے۔

"ہمارے تحقیقاتی خلائی سیارے جس کا کوڈ نام ڈبلیو وائی تھرٹین
ہے، نے اس انتہائی قیمتی معدنیات کو پاکیشیا کے ملحقہ علاقے ساگان
میں ٹریس کیا تھا۔ اس کی فائل سپیشل ریکارڈ روم میں جل کر راکھ
ہو گئی ہے لیکن میرے حکم پر ڈاکٹر ساروف نے فوری طور پر دوسری
فائل تیار کرا کر مجھے بھجوا دی ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں
فائل دینے کا وعدہ کریں اور پھر جب وہ فائل لینے کے لئے آئیں تو
انہیں گرفتار کر لیا جائے یا ہلاک کر دیا جائے کیونکہ مجھے خدشہ ہے
کہ کہیں یہ لوگ ہمارے خلائی تحقیقاتی سیارے کو خلا میں ہی تباہ نہ
کر دیں۔ یہ نقصان کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے کسی طرح بھی
کم نہ ہو گا"...... صدر نے کہا۔

"جناب صدر۔ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے۔ اس نے فائل خود
نہیں لینی بلکہ یہ فائل اس نے پاکیشیا بھجوانے کا کہہ دینا ہے۔ وہ خود
کبھی سامنے نہیں آئے گا کیونکہ اسے معلوم ہو گا کہ اسے اس انداز
میں ٹریپ کیا جا سکتا ہے"...... کرنل گستاپو نے ایک بار پھر کھڑے
ہو کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے۔ آپ سب حضرات اس پر غور کریں اور اپنی

اپنی رائے دیں۔ اس میٹنگ کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ تمام حالات اور پس منظر آپ کے سامنے لایا جائے اور آپ اس پر رائے دیں۔ ہم بہرحال یہ فائل انہیں کسی صورت بھی نہیں دینا چاہتے اور ہم ہیڈکوارٹر کی تباہی کا انتقام بھی لینا چاہتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب صدر۔ کرنل گستاپو کی باتیں سن کر میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ اب تک اس عمران کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ دوسری فائل تیار کر لی گئی ہے یا نہیں لیکن جیسے ہی اس کا علم اسے ہوا تو وہ خود فائل کے حصول کے لئے کام شروع کر دے گا جبکہ میرا خیال ہے کہ وہ خلائی سیارے کو تو کسی بھی طرح تباہ کر ہی نہیں سکتا۔ زمین پر موجود کسی اڈے کو تباہ کرنا اور بات ہے اور خلا میں موجود خلائی سیارے کو تباہ کرنا اور بات ہے اور نہ ہی وہ اس خلائی سیارے کی میموری سے اپنی مرضی کی معلومات حاصل کر سکتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ کوڈ میں ہوتا ہے جس کا اسے علم نہیں ہو سکتا اس لئے میری رائے ہے کہ اسے یہی کہا جائے کہ خلائی سیارے کی میموری کو چیک کیا گیا ہے۔ اس میں یہ معلومات موجود نہیں ہیں اس لئے اب دوسری فائل تیار نہیں ہو سکتی۔ اس طرح وہ بھی کوشش کرتے ناکام ہو رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ اس دوران پورے کاسکوپ سے اسے تلاش کر کے اس کے خاتمے کا مشن بنایا جائے جس میں ایک نہیں کئی ایجنسیاں کام کریں۔ پہلے اگر فائنڈرز ایجنسی اسے تلاش

کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی تو اب بھی کوئی نہ کوئی ایجنسی انہیں تلاش کر لے گی۔ ہمیں اس طرح مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ان کی برتری سے مرعوب ہونا چاہئے"...... ایک ادھیڑ عمر عورت نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر باری باری تقریباً سب نے اپنی اپنی رائے دی اور کسی نہ کسی انداز میں ان سب نے اس ادھیڑ عمر عورت کی رائے کو ہی معمولی ترمیم اور اضافہ سے بیان کر دیا۔ البتہ وہ نوجوان لڑکی خاموش بیٹھی رہی۔ اس نے اس تمام بحث میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔

"آپ کا نام اور عہدہ کیا ہے"...... اچانک صدر صاحب نے اس لڑکی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو وہ لڑکی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"جناب صدر۔ میرا نام ستاگی ہے اور میں ٹی ایس ٹی کی چیف ہوں"...... اس لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز بے حد نرم تھی۔

"ٹی ایس ٹی کیا ہے"...... صدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کوڈ نام ہے۔ میری ایجنسی غیر ملکی سفارت خانوں اور یہاں پر آنے جانے والے غیر ملکیوں کو چاہے وہ ٹورسٹ ہوں یا تاجر یا ماہرین۔ ان کے بارے میں معلومات اکٹھی کرتی ہے"۔ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس بارے میں اپنی کوئی رائے نہیں دی"...... صدر

نے کہا۔

"جناب صدر۔یہاں اس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں جیسے پاکیشیائی ایجنٹ مافوق الفطرت ہوں اور فاسٹڈرز ایجنسی بھی ٹریس کرنے میں ناکام رہی ہے اور کرنل گستاپو تو ان کی تعریف باقاعدہ قصیدے پڑھ رہے ہیں حالانکہ عمران اور اس کے بہرحال کاسکو میں موجود ہیں اور انہیں آسانی سے ٹریس کیا ہے۔ روسیاہ انتہائی ترقی یافتہ ملک ہے۔ اگر پورے شہر کے ہوٹلوں اور کلبوں میں خفیہ سپیشل کیمرے لگا دیئے جائیں تو اپ کے باوجود انہیں پہچانا اور ہلاک کیا جا سکتا ہے یا ایسے شمار طریقے انہیں ٹریس کرنے کے ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ان کا کرنا ہے۔ وہ تین حقیر پاکیشیائی ہیں جبکہ ہم روسیاہی ہیں اور تعداد کروڑوں میں ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اگر آپ کریں تو یہ مشن ٹی ایس ٹی کے سپرد کر دیں۔ ہم اس مشن کو توقع سے پہلے سرانجام دے لیں گے"...... سٹاگی نے بڑے بھرے لہجے میں کہا اور پھر واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔

"سٹاگی اور کرنل گستاپو آپ دونوں میرے آفس میں آ باقی صاحبان جا سکتے ہیں۔ میٹنگ برخاست کی جاتی ہے"...... نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی بعد سٹاگی اور کرنل گستاپو صدر صاحب کے آفس میں موجود تھے: پرائم منسٹر صاحب بھی چلے گئے تھے۔ انہوں نے چونکہ ایک

سرکاری میٹنگ اٹنڈ کرنی تھی اس لئے صدر صاحب نے جانے کی اجازت دے دی تھی۔

"آپ دونوں کو یہاں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں علیحدہ علیحدہ اور اپنے اپنے طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے ٹارگٹ پر کام کریں۔ جہاں تک اس فائل کا تعلق ہے۔ یہ فائل میری تحویل میں اس وقت تک رہے گی جب تک تینوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ البتہ اگر اس عمران کا فون آیا تو میں اسے بتا دوں گا کہ خلائی سیارہ چیک کیا گیا لیکن اس کی میموری واش ہو چکی ہے"...... صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب۔ اس نے معاف کیجئے آپ کی بات پر یقین کر کے واپس نہیں چلے جانا بلکہ اس نے اپنے طور پر اس بات کی تحقیق کرنی ہے یہی پوائنٹ اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے"...... کرنل گستاپو نے کہا۔

"وہ کیسے"...... صدر صاحب نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ وہ اپنے طور پر معلوم کرے گا کہ ایسے سیارے کس کے کام کرتے ہیں اور کہاں سے انہیں کنٹرول کیا جاتا ہے اور پھر وہ کے بااختیار آدمیوں کو اغوا کر کے ان سے معلومات حاصل گا۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کا ٹارگٹ کیا وہاں چیکنگ کر کے ہم نہ صرف آسانی سے اسے ٹریس کر سکتے بلکہ ہلاک بھی کر سکتے ہیں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ کروڑوں

انسانوں میں سے اسے ٹریس کرنا اتفاقی تو ہو سکتا ہے ورنہ مشکل ہے"...... کرنل گستاپو نے کہا۔

"تو کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ سیارے کہاں سے کنٹرول ہوتے ہیں"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"معلوم تو نہیں ہے لیکن معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مواصلاتی سیارے وزارت مواصلات کے تحت، دفاعی معلومات مہیا کرنے والے سیارے وزارت دفاع کے تحت اور سائنسی یا معدنیاتی تحقیقات کرنے والے سیارے وزارت سائنس یا وزارت معدنیات کے انڈر ہوں گے"...... کرنل گستاپو نے کہا تو سٹاگی بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ کیوں مسکرائی ہیں"...... صدر نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ کرنل صاحب صرف اندازہ لگا رہے ہیں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ تمام سیارے براہ راست بالمیر سٹیشن کے تحت ہیں۔ وہاں سے انہیں کنٹرول کیا جاتا ہے اور وہیں سے ہر قسم کی معلومات حاصل کر کے انہیں متعلقہ وزارتوں میں بھجوایا جاتا ہے اور آپ نے جن سائنس دان ڈاکٹر مالوف کا نام لیا ہے وہ بالمیر سٹیشن کے سربراہ ہیں اور میں انہیں اس لئے جانتی ہوں کہ وہ میرے دور کے عزیز ہیں اور میں کئی بار ان سے ملاقات کے لئے بالمیر سٹیشن بھی جا چکی ہوں اور میں نے وہاں کے حفاظتی انتظامات خود دیکھے ہیں۔ یہ انتظامات ناقابل تسخیر ہیں۔ البتہ کرنل صاحب کی یہ بات سو فیصد درست ہے

کہ عمران وہاں پہنچے گا اور وہاں اسے آسانی سے ٹریس بھی کیا جا سکتا ہے اور ہلاک بھی"...... سٹاگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے بالمیر سٹیشن کے بارے میں معلومات نہ تھیں۔ البتہ صرف نام میں نے سنا ہوا ہے"...... کرنل گستاپو نے کہا۔

"آپ دونوں کی باتیں سن کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ واقعی ان لوگوں کو بالمیر سٹیشن پر چیکنگ کر کے ہلاک کیا جا سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں اس مشن پر کام کریں لیکن کس طرح یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی"...... صدر نے کہا۔

"جناب جیسے ہی عمران ٹریس ہوا اسے فوری طور پر ہلاک کرنا ہو گا۔ اسے ڈھیل دینے کا مطلب اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ محترمہ سٹاگی اپنے طور پر کاسکو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کریں اور ریڈ ماسٹرز اپنے طور پر جبکہ اس کے علاوہ بالمیر سٹیشن پر چیکنگ کی جائے"...... کرنل گستاپو نے کہا۔

"کیا آپ شہر میں انہیں ٹریس کر لیں گی"...... صدر نے سٹاگی سے کہا۔

"یس سر۔ جدید کیمروں کے ذریعے ایسا ممکن ہو سکتا ہے"۔ سٹاگی نے کہا۔

"لیکن آپ کا یہ آئیڈیا تو قابل عمل نہیں ہے کہ پورے کاسکو میں جگہ جگہ کیمرے لگائے جائیں"...... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں نے خود بھی اس پر سوچا ہے۔آپ کی بات درست ہے اس لئے میں نے اپنے طور پر اس میں ترمیم کر دی ہے۔ کاسکو کی ٹریفک دو ٹاورز سے کمپیوٹر کے ذریعے کنٹرول کی جاتی ہے۔ اگر ان ٹاورز کے کمپیوٹرز کے ساتھ کیمرے اٹیچ کر دیئے جائیں تو سڑکوں پر چلنے والا ہر آدمی چیک ہو سکتا ہے اور یہ لوگ جیسا کہ فائنڈرز کے چیف نے کہا ہے پیدل چلتے ہیں اور بسوں میں سفر کرتے ہیں"۔ سٹاگی نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل عمل تجویز ہے۔اوکے۔ پھر یہ طے ہو گیا کہ آپ دونوں اپنے اپنے طور پر کام کریں جو پارٹی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دے گی اسے کے جی بی کا چیف بھی مقرر کر دیا جائے گا"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ وہ بالمیر سٹیشن کے سلسلے میں کیا ہو گا"...... کرنل گستاپو نے کہا۔

"جناب۔ میری تجویز ہے کہ بالمیر سٹیشن کی بیرونی حفاظت ریڈ ماسٹرز کے ذمے لگا دی جائے جبکہ اندرونی حفاظت میرے ذمے۔ اگر عمران ان سے بچ کر اندر آیا تو پھر میں اسے کور کر لوں گی"۔ سٹاگی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔اب آپ جا سکتے ہیں۔اس سیٹ اپ کے بارے میں احکامات بالمیر سٹیشن پہنچا دیئے جائیں گے لیکن مجھے بہر حال کامیابی کی خبر ملنی چاہئے اور اس کے لئے میں آپ کو ایک

ہفتے کا وقت دے رہا ہوں"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... دونوں نے کہا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر [illegible] ہی سلام کر کے مڑے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں اس وقت ماسکو شہر کے مضافات
میں واقع ایک مضافاتی قصبے راشوف کے ایک چھوٹے سے کوارٹر نما
گھر کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ گو وہ تینوں مقامی میک اپ میں
تھے لیکن جس میک اپ میں وہ پہلے تھے یہ اس سے قطعاً مختلف
میک اپ تھا۔ ان کا لباس بھی بدلا ہوا تھا۔ کوارٹر کے چھوٹے
صحن نما احاطے میں ایک سفید رنگ کی جیپ موجود تھی جس پر
سرکاری ادارے کا مخصوص نشان موجود تھا۔ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی
تباہی کے بعد وہ تینوں واپس رہائشی کالونی میں اپنی رہائش گاہ پر
موجود تھے اور آئندہ کے لائحہ عمل کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے
کہ اچانک انہیں دور سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں۔
آوازیں ایسی تھیں جیسے دیوار کی بلندی سے کوئی آدمی نیچے کودتا ہو
اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے انہیں دوڑتے ہوئے قدموں کی

آوازیں کمرے کی طرف آتی سنائی دیں اور ان تینوں کے چہروں پر
شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ یہ سب کچھ ان کے لئے
قطعی غیر متوقع تھا لیکن چونکہ وہ بہرحال تربیت یافتہ تھے اس لئے
لاشعوری طور پر وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈوں میں
دیواروں کے ساتھ لگ گئے اور دوسرے لمحے دو آدمی تیزی سے
دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو عمران اور ٹائیگر ان پر جھپٹ
پڑے جبکہ اسی لمحے دو اور آدمی بھی ان کے پیچھے اندر داخل ہوئے اور
تنویر اکیلا ہی ان دونوں سے ٹکرا گیا۔ آنے والے لڑائی بھڑائی میں
ماہر ثابت نہ ہوئے اس لئے چند ہی لمحوں میں ان میں سے ایک کے
سوا باقی تینوں اپنی گردنیں تڑوا چکے تھے جبکہ ایک آدمی وہ تھا جسے
عمران نے جان بوجھ کر ہلاک نہ کیا تھا اور پھر تنویر اور ٹائیگر باہر چلے
گئے تاکہ مزید چیکنگ کر سکیں اور عمران نے اس آدمی کو ہوش میں
لا کر اس کی شہ رگ پر پیر رکھ کر اس سے تمام معلومات حاصل
کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دیا۔ اس آدمی سے ملنے والی معلومات کے
مطابق ان کا تعلق روسیاہ کی ایک سرکاری ایجنسی فائنڈرز سے تھا
جن کے ذمے کے جی بی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے والے پاکیشیائی
ایجنٹوں کی تلاش کا کام لگایا گیا تھا اور ان کے بیس پچیس گروپ
ماسکو میں پھیل چکے تھے۔ اس آدمی نے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق
تنویر اور اس کے ساتھیوں کو ریستوران میں مارک کیا گیا۔ پھر ان
کے حلیئے معلوم ہوئے اور آخرکار وہ یہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران نے یہ

کوٹھی چھوڑنے کا فوری فیصلہ کر لیا اس لئے اس نے ٹائیگر اور تنو
کو باہر سے بلا کر اپنے سمیت سب کا نئے سرے سے میک اپ کیا۔
لباس تبدیل کئے اور وہاں پر موجود سامان خاص طور پر وہ مخصوص
فون بیگ میں ڈال کر وہ عقبی طرف سے خاموشی سے نکل گئے تھے۔
وہاں سے نکلنے سے پہلے عمران نے ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کاسکو کے
معروف میوزیم کے سامنے پہنچنے کا کہہ دیا تھا اور اس کے بعد عمران
بس کے ذریعے مین مارکیٹ گیا۔ وہاں سے اس نے ایک پبلک فون
بوتھ سے کاسکو میں کام کرنے والے ایک آدمی مارشل کو کال کیا۔
مارشل یہاں کے ایک کلب میں بظاہر ہیڈ ویٹر تھا لیکن اس کا زیر زمین
کاروبار خاصا وسیع تھا اور روسیاہ میں موجود فارن ایجنٹ نے اس کی
ٹپ دانش منزل کو مستقل طور پر دی ہوئی تھی کیونکہ مارشل
طویل عرصے سے روسیاہ میں رہ رہا تھا لیکن ذہنی طور پر وہ روسیاہ کے
خلاف تھا اور فارن ایجنٹ کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے لئے کام کرتا
تھا۔ عمران نے اب تک اس سے رابطہ اس لئے نہ کیا تھا کہ پہلے کبھی
اس سے رابطہ نہیں ہوا تھا اس لئے عمران موجودہ حالات میں کوئی
رسک نہ لینا چاہتا تھا لیکن اب فائٹرز کی وجہ سے اسے یہ رسک لینا
پڑا تھا اور پھر مارشل نے مخصوص کوڈ شناخت ہوتے ہی ان سے
بھرپور تعاون کیا اور اس وقت جس کوارٹر میں وہ موجود تھے وہ
مارشل کا ہی تھا اور باہر موجود جیپ بھی اس نے یہاں پہلے سے مہیا
کر دی تھی اور اب اس کا آدمی انہیں ایسے کاغذات لا کر دے

جس کے تحت وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو سکتے تھے۔
یہ تینوں اس کوارٹر میں بیٹھے آئندہ کا لائحہ عمل تیار کرنے میں
تھے۔ عمران انہیں بتا چکا تھا کہ صدر روسیاہ کا لہجہ سن کر وہ
تھا کہ وہ انہیں فائل نہیں دینا چاہتا اس لئے وہ فائل بہرحال
کوششوں سے ہی حاصل کرنا ہو گی۔

ں۔ خلائی سیاروں کو کنٹرول کرنے کا یہاں کوئی نہ کوئی
ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

ں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ اس مرکز کو بالمیر سٹیشن کہا
ور یہ کاسکو کے شمال میں ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر بنا
ہے۔ اس کی حفاظت فوج کرتی ہے"...... عمران نے جواب
ہوئے کہا۔

تو کیا ان معلومات کی فائل وہاں بھی موجود ہو گی"...... تنویر
۔

میرا خیال ہے کہ وہاں سے فائل تیار کرا کر بھجوا دی جاتی ہو
سی اہم معلومات وہ خود کیسے ریکارڈ میں رکھ سکتے ہیں"۔ عمران

پھر ہم یہ معلومات کہاں سے حاصل کریں گے"...... تنویر

سی خلائی جہاز میں بیٹھ کر اس خلائی سیارے پر پہنچنا پڑے گا۔
ے سپیشل ریکارڈ روم سے ہی یہ فائل مل سکتی ہے"۔ عمران

نے جواب دیا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔
" مجھے بعض اوقات تو غصہ آجاتا ہے لیکن اکثر تمہاری ایسی
سن کر ہنسی آجاتی ہے۔ تم نے اس انداز میں جواب دیا ہے کہ
تم ساری دنیا سے زیادہ عقلمند ہو اور میں احمق ہوں"...... تنویر
ہنستے ہوئے کہا۔
" تم اس کا الٹ سمجھ لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔
نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا تو تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا
پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی
" جاؤ۔ میرے خیال میں مارشل کا آدمی کاغذات لے کر آیا
گا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور
سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں
فائل موجود تھی۔ اس نے فائل عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران
فائل کھولی۔ فائل میں کاغذات کا سیٹ موجود تھا۔ عمران نے
کاغذات کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔
" ٹھیک ہے۔ ہم روسیاہ کے سرکاری ادارے ناراب کے
ایجنٹ ہیں۔ گڈ شو۔ مارشل واقعی کام کا آدمی ہے"...... عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔
" ناراب کا لفظ تو جیپ پر لکھا ہوا ہے لیکن یہ ناراب ہے
تنویر نے پوچھا۔
" ناراب ایک ایجنسی کے طویل نام کا مخفف ہے۔ اس ایجنسی

سائنس دانوں اور سرکاری لیبارٹریوں کے ماہرین کی نگرانی کرنا
ہے ان کے پاس یہ اختیارات ہوتے ہیں کہ وہ اس فیلڈ میں کام
کرنے والوں سے پوچھ گچھ بھی کر سکتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔
" تو کیا تم نے اس مارشل کو خصوصی ہدایات دی تھیں"۔ تنویر
نے کہا۔
" ہاں۔ اس لئے کہ اب ہم نے جس انداز میں مشن مکمل کرنا
ہے اس میں ہمارا ٹارگٹ سائنس دان اور ماہرین ہی ہوں گے"۔
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" باس۔ کیا آپ بالمیر سٹیشن میں داخل ہونا چاہتے ہیں"۔ ٹائیگر
نے کہا۔
" ہاں۔ لیکن اس سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس بالمیر سٹیشن پر
کام کرنے والے کسی ایسے عہدیدار کو چیک کروں جس سے یہ
معلوم ہو سکے کہ وہاں اس مخصوص خلائی سیارے پر کام کرنے والا
کون ہے اور وہ کس طرح ہمارا کام کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔
" تمہیں اس بات کا علم کیسے ہو گا"...... تنویر نے کہا۔
" خصوصی فون موجود ہے اس کی مدد حاصل کرنا ہو گی۔ ٹائیگر
اس کے فون سے ایڈجسٹ کر دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر
ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ عمران کے حکم کی
کے ایک طرف ہٹ گیا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور فون
جد اس نے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس

نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی
آواز تنویر اور ٹائیگر کو بھی سنائی دینے لگی۔
"انکوائری پلیز"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"کازن کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف
ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور پھر
آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن
خاتون پہلی خاتون سے مختلف تھی اس لئے تنویر اور ٹائیگر دونوں
گئے کہ عمران نے روسیاہ کے کاسکو کے بعد دوسرے بڑے شہر
کی انکوائری سے رابطہ کیا ہے۔
"رونیکا کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے مقامی آواز اور لہجے
کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا
ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"رونیکا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی
سنائی دی۔
"بالکش سے بات کرائیں۔ میں کاسکو سے ایگریگا بول رہا ہوں"
عمران نے مقامی لہجے اور زبان میں کہا۔
"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ بالکش بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

سنائی دی۔ لہجہ خالصتاً کاروباری تھا۔
"مسٹر بالکش۔ میرا نام ایگریگا ہے اور میں کاسکو سے بول رہا
ہوں۔ میں گذشتہ دنوں ایک کاروباری ٹور پر ویسٹرن کارمن گیا
تھا۔ وہاں میری ملاقات آپ کے دوست نوراک سے ہوئی تھی۔
اس نے آپ کے نام ایک خاص پیغام دیا ہے۔ میں یہ پیغام آپ
تک پہنچانا چاہتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اوہ اچھا۔ فرمائیے کیا پیغام ہے"...... دوسری طرف سے چونک
کر کہا گیا۔
"نوراک نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ دریائے روب کی
مچھلیاں ویسٹرن کارمن میں بے حد پسند کی جاتی ہیں۔ اگر آپ ان
مچھلیوں کا کاروبار ان سے مل کر کریں تو کثیر فائدہ ہو سکتا ہے"۔
عمران نے کہا تو ٹائیگر اور تنویر دونوں کے چہروں پر حیرت کے
ابھر آئے۔
"دریائے روب کی مچھلیوں کا کاروبار۔ اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک
ہے۔ واقعی ایک بار پہلے بھی اس نے مجھ سے اس سلسلے میں بات کی
تھی لیکن کافی طویل عرصہ گزر گیا ہے اس لئے یہ بات میرے ذہن
سے نکل گئی تھی۔ آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے یہ پیغام دیا ہے۔
اب جلد از جلد اس سلسلے میں انتظامات کروں گا۔ ویسے اگر آپ
کو ... میں کوئی کام ہو تو میں حاضر ہوں۔ میرا براہ راست فون نمبر
ہے۔ وہ آپ نوٹ کر لیں کیونکہ کلب میں میرا بیٹھنا کم ہی ہوتا

ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا
گیا۔
"بے حد شکریہ۔ کبھی ضرورت پڑی تو آپ سے رابطہ کروں گا"
عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔
"یہ کوڈ تھا"...... تنویر نے کہا۔
"ہاں"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔
"یہ ہر بار نئے سے نئے کوڈ بنا لیتے ہو۔ کب بنایا تھا یہ کوڈ"
تنویر نے کہا۔
"یہ سارا کام تمہارا چیف دانش منزل میں بیٹھے کرتا رہتا ہے۔
سوائے اس کے اور اسے کیا کام ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر
نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ گئی
تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر خصوصی فون کا رسیور
اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بالکش کی مخصوص آواز سنائی دی۔
"اگیریگا بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ یس مسٹر اگیریگا۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں"
دوسری طرف سے کہا گیا۔
"شکریہ۔ آپ سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ مجھے
ہے کہ روسیاہ میں کام کرنے والے سائنس دانوں اور دیگر
سے آپ کے بڑے گہرے تعلقات ہیں"...... عمران نے کہا۔

ہیں۔ کاسکو میں بھی میرا کلب ہے اور یہاں کازن میں بھی اور
یہ تا رہتا ہوں۔ چونکہ میری پوری فیملی تقریباً دو تین پشتوں
سے سائنس دانوں اور ماہرین کی فیملی ہے۔ صرف میں سائنس دان
ہوئے کلب بزنس میں آ گیا ہوں اس لئے ان تعلقات کی بنیاد
سے موجود تھی اور پھر میرے کلبوں کے مخصوص ماحول کی وجہ
سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ بہرحال آپ بتائیں اصل مسئلہ کیا ہے"۔
نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
خلائی سیاروں کو کنٹرول کرنے والے سٹیشن جیسے بالمیر سٹیشن
ہے میں معدنیات تلاش کرنے والے خصوصی خلائی سیارے
بارے میں ہمیں معلومات حاصل کرنی ہیں لیکن ہم اس سٹیشن
تک بھی نہیں جانا چاہتے کیونکہ اس طرح معاملات مشکوک ہو
ہیں اور ہم نے بھی صرف معلومات ہی حاصل کرنی ہیں اور ہم
بھاری معاوضہ بھی دینے کے لئے تیار ہیں اس لئے آپ اس
میں ہماری رہنمائی کریں۔ ہم آپ کو بھی اس کا معاوضہ دینے
کے تیار ہیں"...... عمران نے کہا۔
"خلائی سیارے کے سلسلے میں کس قسم کی معلومات"۔ بالکش
چونک کر پوچھا۔
"کسی خلائی سیارے نے پاکیشیا کے ملحقہ ایک آزاد علاقے ساگان
میں کسی نایاب معدنیات کے سلسلے میں معلومات حاصل کی
ہیں۔ حکومت ویسٹرن کارمن اس معدنیات میں دلچسپی لے رہی

ہے۔ اس سلسلے میں معلومات چاہئیں کیونکہ روسیاہ کو
معدنیات کی ضرورت نہیں۔ایسی معدنیات روسیاہ میں پہلے ہی
مقدار میں مل رہی ہے۔ البتہ ویسٹرن کارمن کو ایک مخص
پراجیکٹ کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ روسیاہ حکومت نے
بارے میں معلومات پاکیشیا کو مہیا کر دی تھیں لیکن پاکیشیا حکو
نے اس سلسلے میں ویسٹرن کارمن کو کسی قسم کی معلومات
کرنے سے انکار کر دیا ہے اور چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ پا
حکومت اصولوں کی بے حد پابند ہے اس لئے ظاہر ہے اس
سرکاری طور پر ایسی معلومات نہیں مل سکتیں۔چنانچہ اس لئے
یہاں آئے ہیں"....... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ایسی صورت میں تو روسیاہ کو
نقصان نہیں ہے۔ پاکیشیا جانے اور اس کی حکومت۔آپ مجھے
گھنٹے بعد دوبارہ فون کریں میں اس دوران کوشش کروں گا کہ
کو اس سلسلے میں معلومات مہیا کر سکوں"....... بالکش نے کہا۔
"ایک بات کا خیال رکھنا۔ حکومت روسیاہ یا اس سائنس
وغیرہ تک اصل بات نہ پہنچے۔آپ سمجھتے ہیں کہ پھر ہمارے
میں بے شمار رکاوٹیں بھی پیدا ہو سکتی ہیں"....... عمران نے کہا
"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ میں خیال رکھوں
دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
"تم چاہتے ہو کہ اس آدمی کو بالسیر سٹیشن سے باہر گھیرو۔

ے کہا۔
"ہاں۔ کیونکہ میں نے جس انداز میں روسیاہ کے صدر کو دھمکی
ہے اس کے بعد لازماً وہ بالسیر سٹیشن پر انتہائی سخت چیکنگ
ئیں گے اور یقیناً ہمارا وہاں انتظار ہو رہا ہو گا اس لئے میں چاہتا
ہں کہ بالا بالا ہی کام کر لوں"....... عمران نے جواب دیا۔
"باس۔ اگر روسیاہ کے صدر نے ان سائنس دانوں کے ذریعے
خلائی سیارے کی میموری سے دوسری فائل تیار کرا کر میموری
کر دی تب"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"وہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ویری گڈ۔ میرے ذہن میں یہ
بکل نہیں تھا۔ بہرحال اگر ایسا ہوا تو پھر ہمیں وہ فائل ٹریس کر کے
مل کرنا پڑے گی"....... عمران نے کہا۔
"یعنی ایک بار پھر فائل کے چکر میں پڑنا ہو گا"....... تنویر نے منہ
تے ہوئے کہا۔
"بے فکر رہو۔ اس بار ہم پہلے کی طرح گھن چکر نہیں بن جائیں
ے کیونکہ اتنی جلدی وہاں دوبارہ کے جی بی کا پہلے جیسا ہیڈ کوارٹر
ہیں بن سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ فائل کسی وزارت کے ریکارڈ روم
رکھوا دی جائے گی۔ وہاں سے اسے زیادہ آسانی سے حاصل کیا جا
تا ہے"....... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر
طرح باتیں کرتے ہوئے انہوں نے مطلوبہ وقت گزارا اور ایک
پھر عمران نے بالکش سے رابطہ کیا۔

"مسٹر ایگریگا۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ایسے مخصوص خلائی سیاروں کے کنٹرول اور ان سے معلومات حاصل کرنے کا سیکشن بالمیر سٹیشن میں علیحدہ ہے اور اس سیکشن کا نام ایس سیکشن ہے۔ ایس سیکشن کا انچارج ڈاکٹر مالوف ہے۔ ڈاکٹر مالوف سے آپ کی ملاقات ایک ہفتے بعد ہی ہو سکتی ہے کیونکہ ڈاکٹر مالوف رخصت پر ہیں اور وہ ایک ہفتے بعد ڈیوٹی پر آئیں گے۔ ویسے ان کی رہائش کاسکو کی بیکال کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اے بلاک میں ہے لیکن میں نے وہاں سے بھی معلوم کیا ہے۔ وہاں ان کا ایک ملازم موجود ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ڈاکٹر مالوف اپنی فیملی سمیت اپنے آبائی گاؤں گئے ہوئے ہیں اور ایک ہفتے بعد ان کی واپسی ہے"۔ بالکش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ایک ہفتہ انتظار کر لیں گے۔ بے حد شکریہ"۔ عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے میرے گہرے دوست کا حوالہ دیا تھا اس لئے مجھے یہ کام کرنا پڑا۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو۔ اس ملازم سے معلومات کر کے ہمیں اس ڈاکٹر مالوف کے آبائی گاؤں جا کر اسے کور کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو چھٹی پر ہے۔ پھر"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ چھٹی پر ہی ہے۔ مر تو نہیں گیا۔ اس کا فون پر رابطہ تو

بحال رہتا ہو گا اور اس پر کسی کو شک بھی نہ ہو سکے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا"...... تنویر نے کہا۔

"شکریہ۔ چلو زندگی میں ایک تو اچھا کام کیا ہے تم نے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ خوش فہمی کسی دن تمہیں لے ڈوبے گی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ ایک مشہور شاعر کا شعر۔ ایک تو یہ شعر عین موقع پر ذہن سے پھسل جاتے ہیں۔ مطلب ہے کہ آدمی عام حالت میں مرنے کی بجائے دریا میں ڈوب جائے تو پھر جنازہ اٹھنے اور قبر بنانے کے تکلف سے آزاد ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ اس دوران جیپ کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"اگر شکل اچھی نہ ہو تو بات تو اچھی کیا کرو۔ ہم مشن پر کام کرنے جا رہے ہیں اور تم نے ایسی منحوس باتیں شروع کر دی ہیں"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ تم نے یہ بات کر کے آج جولیا کی کمی دور کر دی ہے"۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

سرخ رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے کاسکو کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی عقبی سیٹ سٹاگی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجو تھا۔ فرنٹ سیٹ پر ایک اور نوجوان اور خوبصورت لڑکی موجو تھی۔

"مارشا۔ تمہیں یقین ہے کہ کازن کے رونیکا کلب کی مارینا نے تمہیں جو کچھ بتایا ہے وہ مذاق نہیں ہے"...... سٹاگی نے اچانک فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں میڈم۔ وہ ہماری خاص مخبر ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ کاسکو میں رونیکا کلب سفارتی حلقوں میں بے حد مقبول ہے اس لئے بھی ایسے مخبر اس کلب میں ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ کازن جانے والے سفارت خانوں سے متعلق تمام افراد زیادہ تر رونیکا کلب میں

...نے جیں اس لئے مارینا وہاں کام کرتی ہے اور اس نے آج تک ...ئی غلط بات نہیں کی"...... مارشا نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں ...یتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ ہم نے کالونی کے اندر جانا ہے یا باہر رکنا ہے"۔ ...ڈرائیور نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑیں۔

"...وٹھی نمبر اٹھارہ اے بلاک کو چیک کرنا ہے۔ لیکن وہاں ...موڑ پر رکنا نہیں"...... سٹاگی نے کہا۔

"...ت میڈم"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ...ہ بعد ہی کار کالونی میں داخل ہو گئی۔ سٹاگی اور مارشا دونوں ...نے کوٹھیوں پر موجود نمبروں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اٹھارہ نمبر ...ہوں نے چیک کر لی۔ ڈرائیور نے کار آہستہ کر لی تھی۔

"کوٹھی تو خالی نظر آ رہی ہے۔ ڈرائیور، کار آگے جا کر کسی ...میں روک دینا۔ ہمیں پہلے ڈراپ کر دو"...... سٹاگی نے

"...ت میڈم"...... ڈرائیور نے کہا اور اس نے اشارہ دے کر کار ...یڈ پر کر کے ایک طرف روک دیا تو سٹاگی اور مارشا دونوں کار ...ے اتر آئیں۔ سٹاگی اور مارشا دونوں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئیں اس ...ی طرف بڑھتی چلی گئیں جبکہ ڈرائیور کار آگے پارکنگ میں ...نے لئے گیا۔

"...رے یہ چھوٹا پھاٹک تو کھلا ہوا ہے"...... سٹاگی نے قریب پہنچ

کر کہا اور پھر اس نے ہاتھ سے پھاٹک کو دھکیلا تو پھاٹک کھلتا
گیا۔ اندر خاموشی طاری تھی۔

"مجھے تو کوٹھی خالی لگتی ہے"...... ستاگی نے اندر داخل
ہوتے کہا۔

"یس میڈم"...... عقب میں اندر آنے والی مارشا نے کہا
وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئیں کوٹھی کے برآمدے تک
وہ دونوں بیک وقت اچھل پڑیں کیونکہ انہیں اندر سے
کراہنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اندر کوئی زخمی ہے"...... ستاگی نے کہا اور تیز
آگے بڑھی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک اندرونی کمرے میں داخل
بے اختیار یہ دیکھ کر ٹھٹھک گئیں کہ ایک آدمی فرش پر پڑا
تھا۔ اس کا جسم بے حس و حرکت تھا۔ آنکھیں اوپر کو چڑھی
تھیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے انتہائی حد تک مسخ نظر آرہا تھا
اس کے منہ سے کراہ وقفے وقفے سے نکل رہی تھی۔

"مارشا جلدی کرو پانی لے آؤ۔ جلدی کرو ورنہ یہ مرجائے گا
کی شہ رگ کچلی گئی ہے۔ جلدی کرو"...... ستاگی نے چیخ
مارشا تیزی سے سائیڈ میں موجود باتھ روم کے دروازے کی
بھاگی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک
جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس نے جھک کر اس آدمی کا سر تو
سیدھا کیا اور پھر پانی سے بھرا ہوا ڈبہ اس نے اس آدمی کے منہ

۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پانی اس کے حلق میں اترنے لگا
جیسے جیسے پانی اس کے حلق میں اتر رہا تھا اسی طرح اس کے
ے پر موجود تکلیف کے تاثرات کم ہوتے جارہے تھے۔ اس کی اوپر
چڑھی ہوئی آنکھیں بھی ٹھیک ہوتی جارہی تھیں اور اس کے منہ
سے کراہوں کی آوازیں بھی نکلنا بند ہوتی جارہی تھیں۔

"پلاؤ۔ پلاؤ۔ کافی سارا پانی پلاؤ اسے"...... ستاگی نے کہا اور پھر
س آدمی نے خود ہی پانی زیادہ مقدار میں پینا شروع کر دیا۔ پھر
دیکھتے ہی دیکھتے اس کی حالت پہلے کی نسبت کافی بہتر ہو گئی۔ اس
کے جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تھے۔

"باقی پانی اس کے چہرے پر ڈال دو"...... ستاگی نے کہا تو مارشا
نے ڈبے میں موجود باقی پانی اس آدمی کے چہرے پر انڈیل دیا تو اس
آدمی کے جسم نے یکلخت جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔

"مم۔ مم۔ میں زندہ ہوں۔ مم۔ میں زندہ ہوں"...... اس آدمی
نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تو مارشا نے بازو سے پکڑ کر
سے اٹھا کر بٹھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے
پنے گلے کو مسلنا شروع کر دیا۔ اب اس کی حالت پہلے سے کافی بہتر
ہو گئی تھی۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دو"...... ستاگی نے کہا تو مارشا کی مدد
سے وہ آدمی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم باقی کوٹھی چیک کرو۔ میں اس سے بات کرتی ہوں"

ستاگی نے کہا تو مارشا سر ہلاتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔
"تمہارا کیا نام ہے مسٹر"...... ستاگی نے اس آدمی سے کہا۔
"میرا نام رابو ہے۔ میں ڈاکٹر مالوف کا ملازم ہوں"...... اس
آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ تقریباً ٹھیک نظر آ رہا تھا۔
"ڈاکٹر مالوف کہاں کام کرتے ہیں"...... ستاگی نے پوچھا۔
"وہ بالسیر سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں سمیت اپنے
آبائی گاؤں گئے ہوئے ہیں۔ میں یہاں کوٹھی کی حفاظت کے لئے
موجود ہوں"...... رابو نے خود ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"کب سے گئے ہوئے ہیں"...... ستاگی نے پوچھا۔
"چند روز پہلے اور وہ آئندہ ہفتے واپس آئیں گے"...... رابو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اب بتاؤ۔ یہ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا اور کس نے کیا
تھا"۔ ستاگی نے کہا۔
"آپ کون ہیں اور آپ یہاں کیسے آئی ہیں"...... رابو نے ستاگی
کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا تو ستاگی بے اختیار
مسکرا دی۔ اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک مخصوص کارڈ
نکال کر رابو کے سامنے لہرا دیا۔
"ہمارا تعلق حکومت کے ایک خصوصی شعبے سے ہے۔ ہمیں
اطلاع ملی تھی کہ چند غیر ملکی ایجنٹ بالسیر سٹیشن کے سائنس دانوں
کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ہمیں خصوصی ذرائع سے اطلاع ملی کہ

ملکی ایجنٹوں کو اس کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھا گیا ہے تو ہم
پہنچ گئے۔ یہاں تمہاری حالت بے حد خراب تھی اور تم کسی
لمحے ہلاک ہو سکتے تھے اس لئے ہم نے تمہیں پانی پلایا اور تم
ہو گئے۔ اب تم سب کچھ تفصیل سے بتا دو"...... ستاگی نے

آپ کا بے حد شکریہ۔ میں واقعی ہلاک ہو جاتا۔ میں کوٹھی میں
تھا کہ کال بیل بجی۔ میں باہر گیا تو مجھے اندر دھکا دیا گیا اور پھر
مقامی افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ مجھے اسلحے کے زور پر اندر لے
انہوں نے مجھ سے ڈاکٹر مالوف کے بارے میں معلومات
کرنے کی کوشش کی تو میں نے انکار کر دیا تو ان میں سے
آدمی نے مجھے ضرب لگا کر نیچے گرا دیا اور پھر میری گردن پر پیر
یہ آپ یقین کریں کہ اس قدر خوفناک عذاب مجھے محسوس ہوا
تصور نہیں کر سکتیں۔ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ انہوں نے مجھ
ڈاکٹر مالوف کے آبائی گاؤں کا پتہ پوچھا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے
۔ صرف وہ خوفناک عذاب مجھے یاد ہے۔ پھر مجھے ہوش آیا تو
سامنے موجود تھیں"...... رابو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر مالوف کے آبائی
کا پتہ کیا ہے"...... ستاگی نے پوچھا۔
ہلسک شہر سے شمال مغرب کی طرف تقریباً دو سو کلو میٹر کے
پر ایک گاؤں ہے جس کا نام پانکو ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس پانکو

کے رہنے والے ہیں اور اس وقت بھی وہ وہیں موجود ہیں"......
نے جواب دیا۔
"وہاں کا فون نمبر کیا ہے"...... سٹاگی نے پوچھا تو رابو نے
دیا۔
"وہاں فون کرو اور معلوم کرو کہ ڈاکٹر صاحب موجود ہیں یا
اور اگر موجود ہیں تو میری بات کراؤ"...... سٹاگی نے کہا۔
"یس میڈم"...... رابو نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے
پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع
دیئے۔
"لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو"...... سٹاگی نے کہا تو رابو نے
میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری
گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔
"ہیلو"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں رابو بول رہا ہوں کاسکو سے۔ ڈاکٹر مالوف صاحب
ان کی کوٹھی سے۔ ڈاکٹر صاحب سے بات کرائیں"......
کہا۔
"ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ ڈاکٹر مالوف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں
مردانہ آواز سنائی دی۔
"رابو بول رہا ہوں جناب۔ کاسکو سے"...... رابو نے کہا

یا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے حیرت
لہجے میں کہا گیا تو رابو نے اجنبی افراد کی آمد سے لے کر اپنی
ور پھر سٹاگی اور اس کی ساتھی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔
سے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کون لوگ تھے یہ اور یہ عورتیں کون ہیں
ہیں"...... ڈاکٹر مالوف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
پ خود بات کر لیں میڈم"...... رابو نے کہا اور رسیور سٹاگی
ت بڑھا دیا۔
ہیلو۔ میرا نام سٹاگی ہے اور میں حکومت کے ایک خصوصی
چیف ہوں۔ پاکیشیا کے تین ایجنٹ بالمیر سٹیشن سے کسی
تنی خلائی سیارے سے معدنیات کے بارے میں فائل حاصل
جتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ ایک فائل
بی ہیڈ کوارٹر میں موجود تھی اور ان ایجنٹوں نے کے جی بی کا
رٹر تباہ کر دیا۔ اب وہ لازماً بالمیر سٹیشن سے معلومات حاصل
۔ کی کوشش کریں گے۔ ہم ان کی تلاش میں تھے کہ ہمیں
سی ذرائع سے اطلاع ملی کہ تین مشکوک افراد آپ کی کوٹھی
شتے دیکھے گئے ہیں۔ ہم یہاں آئے تو آپ کے ملازم کی حالت بے
ب تھی۔ بہر حال وہ ٹھیک ہو گیا تو میں نے رابو سے کہا کہ وہ
فون کرے"...... سٹاگی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
پ کا مطلب ہے کہ وہ خطرناک ایجنٹ مجھ سے کچھ حاصل کرنا
ہیں لیکن میں تو چھٹی پر ہوں اور ابھی میری چھٹی میں ایک ہفتہ

باقی ہے۔ پھر میرا اس سارے سلسلے سے کیا تعلق بن سکتا ہے
دوسری بات یہ کہ میرا معدنیات کی تحقیقات کرنے والے
سیاروں سے براہ راست کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ میرا سیکشن
سائنسی تحقیقات کرنے والے خلائی سیاروں کو ڈیل کرتا
تیسری بات یہ کہ ہمیں خود ان معلومات کے بارے میں کوئی
نہیں ہوتا۔ تمام نظام کمپیوٹرائزڈ ہے اور کمپیوٹر ہی ان سے معلو
حاصل کرتا رہتا ہے اور ماہرین تک پہنچاتا رہتا ہے۔ ہمارا کام
صرف اتنا ہے کہ کام ہوتا رہے اور اس میں کوئی گڑبڑ نہ ہو"۔
مالوف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن آپ بہرحال بالمیر سٹیشن میں کام کرتے
ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آپ کو اغوا کر کے آپ کے میک اپ
اپنے کسی آدمی کو وہاں بھجوانا چاہتے ہوں اس لئے آپ برائے
محتاط رہیں اور کسی اجنبی سے کسی صورت ملاقات نہ کریں بلکہ
ہے کہ آپ خاموشی سے وہاں سے شفٹ ہو جائیں۔ کسی کو علم
ہو کہ آپ کہاں ہیں اور جب آپ کی چھٹی ختم ہو جائے تو آپ
کوٹھی میں آنے کی بجائے براہ راست بالمیر سٹیشن پہنچ جائیں۔
طرح اگر کوئی بات ان کے ذہن میں ہو گی تو وہ پوری نہ ہو سکے
سناگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہہ رہی ہیں میں ویسے ہی کر لیتا ہوں
مجھے تو آپ نے خوفزدہ کر دیا ہے"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا

ئے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال آپ
تے رہیں"...... سناگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سناگی نے رسیور
دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم نے بھی اب یہاں محتاط رہنا ہے"...... سناگی نے رابو سے
ور رابو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سناگی اور مارشا
ں اپنی کار میں سوار واپس اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا
تھیں۔

"میڈم۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پانگو جانا چاہئے۔ یہ لوگ لازماً
ں پہنچیں گے اور ہم وہاں آسانی سے ان کو ٹریس کر کے ختم کر
یں"...... مارشا نے کہا۔

"ضروری نہیں کہ وہ وہاں جائیں"...... سناگی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لوگ ضرور وہاں جائیں گے اس لئے تو
نے اپنے طور پر ملازم رابو کو ختم کر دیا تھا۔ یہ تو اس کی قسمت
ہ وہ بچ گیا"...... مارشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس رابو سے کوئی
م کر سکے کہ انہوں نے اس سے کیا پوچھ گچھ کی ہے"...... سناگی
ہا۔

"ہاں۔ ورنہ ڈاکٹر کے آبائی گاؤں کا پتہ معلوم کرنے کا کوئی جواز

نہیں اور نہ ہی یہ اتنا بڑا کام ہے کہ آدمی کو ہلاک کر دیا جائے۔ مارشا نے کہا۔

"لیکن وہ کیا کریں گے جبکہ ڈاکٹر چھٹی پر ہے اور پھر بالمیر شیشن پر ریڈ الرٹ ہے اور انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے"۔ سٹاگی نے کہا۔ ان کی کار اب ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد سٹاگی اپنے آفس میں آ کر بیٹھ گئی۔ مارشا اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"میڈم۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ڈاکٹر سے کسی دوسرے ڈاکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور پھر اس کے ذریعے کوئی اور چکر چلادیں"...... مارشا نے کہا تو سٹاگی بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ہمیں وہاں جانا چاہئے" سٹاگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا تاکہ سیکشن کے خاص آدمیوں کو ساتھ چلنے کے احکامات دے سکے۔

عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں بس سے اترے اور پھر پیدل ہی قصبہ بانگو کی طرف چل پڑے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ تھا لیکن بہرحال یہاں بھی زندگی کی تمام سہولیات موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بازار میں پہنچ گئے۔

"یہاں ڈاکٹر مالوف رہتے ہیں۔ ان کا پتہ چاہئے"...... عمران نے آگے بڑھ کر ایک دکاندار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ بارک لین میں رہتے ہیں جناب۔ وہ سامنے"...... اس دکاندار نے جواب دیا اور ساتھ ہی انہیں اشارے سے سمجھا دیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اس طرف کو بڑھ گئے جدھر دکاندار نے بتایا تھا۔ یہ ایک رہائشی علاقہ تھا۔ دیہاتی ٹائپ مکانات تھے لیکن خاصے صاف ستھرے تھے۔

"ڈاکٹر مالوف کا مکان کہاں ہے جناب"...... عمران نے وہاں

سے گزرنے والے ایک آدمی سے کہا۔

"وہ سامنے بلیک پتھروں والا مکان ہی ان کا آبائی مکان ہے"۔ اس آدمی نے اشارے سے انہیں بتایا اور عمران نے اس کا بھی شکریہ ادا کیا تو وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس پتھروں سے بنے ہوئے قدیم طرز کے مکان کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں کسی کاشاکوف کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ عمران نے بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ آدمی باہر آگیا۔ وہ اپنے لباس اور انداز سے ملازم دکھائی دیتا تھا۔

"ہم کاسکو سے آئے ہیں اور ہم نے ڈاکٹر مالوف سے ملنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ آئیے"...... اس آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ملازم انہیں ایک ڈرائینگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچا کر خود چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر بھی سادہ لباس تھا۔ آنکھوں پر چشمہ موجود تھا اور عمران اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر مالوف ہے۔ عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر مالوف کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے جیسے حیرت کے ساتھ ساتھ وہ پریشان اور گھبرایا ہوا ہو۔

"میرا نام ڈاکٹر مالوف ہے"...... آنے والے نے کہا اور

مصافحہ کئے اس طرح صوفے پر بیٹھ گیا جیسے وہ مجبوراً ان سے ملنے آیا ہو۔

"مجھے مارشل کہتے ہیں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ کا پتہ ہم نے آپ کے ملازم رابو سے حاصل کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی پھر"...... ڈاکٹر مالوف کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیا آپ مہمانوں کو پسند نہیں کرتے"۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر مالوف بے اختیار اچھل پڑا۔

"جی ہاں۔ واقعی ایسی ہی بات ہے۔ آپ فرمائیں آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں"...... ڈاکٹر مالوف نے اور زیادہ سرد بلکہ قدرے توہین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہاں آپ اکیلے رہتے ہیں"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر مالوف بے اختیار اچھل پڑا۔

"اکیلے۔ کیا مطلب۔ میری بیوی بچے، والدہ اور بہت سے لوگ رہتے ہیں۔ کیوں"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا۔

"اس لئے پوچھا ہے کہ یہاں اتنے سارے افراد رہنے کے باوجود آپ اس قدر اکتائے ہوئے اور آدم بیزار کیوں نظر آ رہے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنی بات کیجئے۔ آپ کون ہیں اور کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں"...... ڈاکٹر مالوف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے

دروازہ کھلا اور وہی ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں شر۔
کی بوتل اور تین گلاس رکھے ہوئے تھے۔

"سوری۔ ہم شراب نہیں پیتے"...... عمران نے ملازم سے کہ۔

"لے جاؤ"...... ڈاکٹر مالوف نے ملازم سے مخاطب ہو کر
ملازم سر ہلاتا ہوا خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر مالوف آپ بالمیر سٹیشن پر کام کرتے ہیں"......
نے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ
مالوف کا رویہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"ہاں۔ لیکن میں چھٹی پر ہوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔
مالوف نے کہا۔

"ہمارا ایک عزیز ہے جس کا نام مارگا کوف ہے۔ وہ الیکٹر
انجینئر ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ بالمیر سٹیشن میں الیکٹرونک
کی ڈیمانڈ ہے۔ ہم اس لئے آپ کے پاس کاسکو سے حاضر ہوئے ہیں
آپ ہمارے عزیز کے بارے میں سفارش کریں۔ ہم آپ کی ہر
سے خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں"...... عمران نے کہا تو
مالوف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت
تاثرات ابھر آئے۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"...... ڈاکٹر مالوف نے
بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا بات ہے۔ آپ پریشان کیوں ہیں"۔

بت۔

"کچھ نہیں۔ ویسے مجھے معلوم نہیں ہے میں جب ڈیوٹی پر واپس
گا تو آپ وہاں مجھ سے مل لیں۔ پھر ہی میں دیکھوں گا کہ میں
کے لئے کیا کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اجازت دیں"...... عمران نے کہا اور
کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر اور تنویر بھی اٹھ کھڑے
۔ ڈاکٹر مالوف بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک
کے تاثرات موجود تھے لیکن وہ خاموش کھڑے رہے۔ عمران
تھیوں سمیت کوٹھی سے باہر آ گیا۔

"تمہاری وجہ سے میں خاموش رہا ہوں ورنہ میں اس کی گردن
"...... تنویر نے باہر آتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ اسے کہیں سے ہمارے خلاف فیڈنگ کی
ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہ ملازم ہلاک کر دیا گیا تھا۔ پھر کیسے
نگ ہو سکتی ہے"...... تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ عمران
ش رہا۔ البتہ وہ تینوں اب واپس بازار کی طرف پیدل جا رہے

"ٹائیگر کا خیال درست ہے۔ نجانے کہاں سے فیڈنگ ہوئی
بہرحال ہوئی ہے اور شاید ہمارے پہنچنے کے وقت ہی ہوئی ہے
شاید ہمیں ان کی عدم موجودگی کے بارے میں بتا دیا جاتا۔

بہرحال میں اس لئے واپس آگیا ہوں کہ اس مکان میں کافی لوگ
رہتے ہیں اس لئے وہاں ہنگامہ کرنا اچھا نہیں تھا۔ البتہ اب ہم
ڈاکٹر مالوف کو کسی اکیلی جگہ گھیریں گے"...... عمران نے کہا۔
"لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ فوری طور پر کاسکو چلا جائے"...... تنویر
نے کہا۔
"تم فکر نہ کرو۔ میں اسے باہر نکال لوں گا۔ آؤ"...... عمران نے
کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں پہنچ گئے
انہوں نے وہاں کمرے لئے۔ گو تینوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے
بک کرائے گئے تھے لیکن وہ دونوں ہی عمران کے کمرے میں آکر بیٹھ
گئے تھے۔ عمران نے فون کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے
ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"پولیس آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف
سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر
انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔
"یس۔ پولیس آفس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں کاسکو سے بول رہا ہوں۔ چیف پولیس آفیسر کون ہیں
کل آپ کے ہاں"...... عمران نے کہا۔
"چیف راجوف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ن سے بات کرائیں۔ میں کے جی بی سے بول رہا ہوں"۔
نے کہا۔
ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
۔ چیف پولیس آفیسر راجوف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں
بعد بھاری سی آواز گونجی۔
میں کاسکو سے بول رہا ہوں۔ میرا تعلق کے جی بی سے ہے۔
انسپکٹر بوتوف"...... عمران نے کہا۔
۔ اوہ یس سر۔ حکم سر۔ فرمائیے سر"...... دوسری طرف سے
والے کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔ ظاہر ہے
قصبے کا چیف پولیس آفیسر کے جی بی کے چیف انسپکٹر کے سامنے
حیثیت رکھتا تھا۔
آپ کے ہاں ڈاکٹر مالوف رہتے ہیں۔ ان کا آبائی مکان اسی قصبے
ہے"...... عمران نے کہا۔
جی ہاں۔ رہتے ہیں جناب۔ ان دنوں چھٹیوں پر آئے ہوئے
...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
آپ سے ان کے تعلقات ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
یس سر۔ بہت پرانے تعلقات ہیں۔ وہ میرے کلاس فیلو ہیں اور
ان کے والد میرے والد کے کلاس فیلو رہے ہیں۔ ہمارے درمیان
تعلقات ہیں۔ لیکن جناب مسئلہ کیا ہے"...... پولیس آفیسر

"کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارا سیکشن سائنس دانوں ماہرین کے بارے میں تفصیلات اکٹھی کرتا رہتا ہے۔ اگر آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ درست آدمی ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں فائل بنا کر بھجوا دوں گا۔ اس طرح میرا چکر بچ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ جناب۔ وہ واقعی انتہائی نیک آدمی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں"...... پولیس آفیسر راجوف نے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھیں کہ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے کوئی بات نہیں کرنی۔ یہ ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر مالوف پارک لین میں رہتے ہیں۔ ان کا نمبر چاہئے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"میں چیف پولیس آفیسر راجوف بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر مالوف سے بات کرائیں"...... عمران نے اس بار چیف پولیس آفیسر راجوف

...لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر مالوف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر ...ف کی آواز سنائی دی۔

"راجوف بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے بے تکلفانہ ...ے میں کہا۔

"اوہ۔ راجوف تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... دوسری طرف ...چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا میں آپ سے بات نہیں کر سکتا"۔ عمران ...تون کے لہجے میں کہا۔

"...یہ بات نہیں۔ تم چونکہ بہت کم فون کرتے ہو اس لئے پوچھ رہا ...ے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معروفیت ہی اتنی رہتی ہے۔ بہرحال کاسکو میں مجھے ایک ذاتی ...ہے۔ آپ ایک ہفتے بعد کاسکو جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ ...ت کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"...ہ۔ کیا کام ہے تم بتاؤ۔ اگر کوئی کام میرے لائق ہوا تو میں ...ر کروں گا"...... اس بار ڈاکٹر مالوف کے لہجے میں اطمینان کی ...ں موجود تھیں۔

"کام تو معمولی سا ہے لیکن تفصیل کافی لمبی ہے۔ اگر آپ کسی ...یہ جگہ پر آ جائیں جہاں اطمینان سے بیٹھ کر تفصیل سے بات ہو

سکے تو دعوت میری طرف سے ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"یہاں میرے گھر آجاؤ"...... ڈاکٹر بالوف نے کہا۔

"نہیں۔ گھر پر نہیں۔ کسی اکیلی جگہ اور جگہ بھی آپ خود منتخب کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ریڈ کلب آجاؤ۔ تمہیں معلوم ہے میں وہاں روزانہ جا
ہوں۔ اب ایک گھنٹے بعد میں وہاں پہنچوں گا۔ ہم وہاں سپیشل روم میں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ سپیشل روم نمبر فور مستقل میرے نام ریزرو ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ میں ایک ضروری کام سے آفس سے نکل رہا ہوں۔ مجھے امید ہے ایک گھنٹے میں میرا کام ہو جائے گا اور میں پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے ضروری کام والی بات اس لئے کی ہے کہ وہ پولیس آفس فون کر کے چیک نہ کر لے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم واقعی بالغ ہوتے جا رہے ہو جبکہ تنویر کی تو عقل داڑھ نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم میری عقل داڑھ کو چھوڑو اور اپنی فکر کرو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری تو عقل داڑھ جولیا کے خوف کی وجہ سے نہیں نکلتی"۔
نے کہا تو تنویر بجائے غصہ کھانے کے بے اختیار ہنس پڑا۔

"سے نکلنے ہی نہ دینا ورنہ داڑھ سمیت غائب ہو جاؤ گے"۔ تنویر
جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
کلب میں موجود تھے۔ ریڈ کلب اوپن کلب تھا اس لئے وہاں
نہ ہی روکا گیا تھا اور نہ کسی نے ان پر خصوصی توجہ دی تھی۔
تینوں ہال کے ایک کونے میں موجود تھے۔ ویٹر نے ان کے بیٹھتے
کے سامنے شراب کے جام لا کر رکھ دیئے تھے۔ شاید یہ یہاں کا
تھا لیکن ویٹر کے جانے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے
موجود بڑے سے گملے میں اس طرح شراب انڈیل دی کہ
علم ہی نہ ہو سکا۔ ویسے بھی سب اپنی اپنی مستی میں غرق تھے۔
کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہی نہ تھا اور اب خالی جام
سامنے رکھے وہ بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں اس سپیشل روم کو چیک کر آؤں۔ تم ڈاکٹر بالوف کا خیال
...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو ٹائیگر اور تنویر دونوں
اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران راؤنڈ لگا کر واپس آ

"یہاں تو سپیشل رومز کی طویل قطار ہے"...... عمران نے
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر اس ڈاکٹر نے کچھ بتانے سے انکار کر دیا تو پھر"۔ تنویر

نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ وہ تیر کی طرح سیدھا ہو جائے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی وہ تینوں ہی چونک پڑے کیونکہ مین گیٹ سے ڈاکٹر مالوف اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر ہال کا جائزہ اسے شاید چیف پولیس آفیسر راجوف کی تلاش تھی لیکن ظاہر ہے یہاں موجود نہ تھا۔ ڈاکٹر مالوف، عمران اور اس کے ساتھیوں دیکھ کر چونک پڑا لیکن پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی سے کچھ کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں سپیشل روم موجود تھے۔

"آؤ۔ اب اس سے دو باتیں ہو جائیں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹی مالیت کا نوٹ نکال کر ایک خالی جام کے نیچے رکھا اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے سپیشل کی طرف بڑھ گئے۔ ڈاکٹر مالوف نے سپیشل رومز نمبر فور کے بارے میں بتایا تھا اور وہ تینوں سپیشل روم نمبر فور کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور دروازہ بند تھا۔ ایک سائیڈ پر فون پیس دیوار سے ہک سے لٹکا ہوا تھا۔ عمران نے اس ہک سے رسیور نکالا اور سائیڈ پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"....... ڈاکٹر مالوف کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

"چیف پولیس آفیسر راجوف"....... عمران نے راجوف کی آواز اور لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے۔ میں دروازہ کھول رہا ہوں۔ آ جاؤ"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور دوبارہ ہک سے لٹکا دیا۔ اسی لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تو عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے تنویر اور آخر میں ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی کرسی پر ڈاکٹر مالوف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم۔ تم۔ کیا۔ کیا مطلب۔ وہ پولیس چیف راجوف۔ مگر۔" ڈاکٹر مالوف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے دروازہ بند کر دیا اور سائیڈ پر موجود سرخ بٹن آن کر دیا تھا تاکہ کمرہ مکمل طور ساؤنڈ پروف ہو جائے۔

"بیٹھ جاؤ ڈاکٹر مالوف"....... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ تھا۔

"مم۔ مم۔ مگر۔ کیا مطلب۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو"....... ڈاکٹر مالوف نے کہا تو اس بار اچھلنے کی باری عمران کے ساتھیوں کی تھی۔

"تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات کیوں کی ہے"......
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"...... ڈاکٹر مالوف
نے کہا۔ اب وہ حیرت کے شدید جھٹکے سے باہر آچکا تھا اس لئے
لہجہ سنبھلا ہوا تھا۔
"یہ میرے ہاتھ میں وائرلیس ڈی چارجر دیکھ رہے ہو۔
رہائش گاہ میں ہم سپر میگا بم لگا آئے ہیں۔ تمہارے گھر میں تم
بیوی، بچے، والدہ اور دوسرے افراد موجود ہیں۔ میں نے یہاں
صرف ایک بٹن پریس کرنا ہے اور تمہارا پورا گھر بلکہ بارک لی
پوری گلی میں موجود تمام گھر بھک سے اڑ جائیں گے اور ایک
بھی زندہ نہ بچے گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"یہ۔ یہ۔ تم کیا کر رہے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔
مت کرو"...... ڈاکٹر مالوف نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
"سنو ڈاکٹر مالوف۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی ہو اور ہم نہیں چاہتے
کہ تم اور تمہارے بیوی بچے سب اس بے دردی سے مارے جا
اس لئے تم ہم سے تعاون کرو۔ ہم تمہیں اور تمہاری بیوی بچے
زندہ چھوڑ دیں گے اور کسی کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں
ورنہ دوسری صورت میں تمہارے دل میں بھی گولیاں اتر جائیں
اور تمہاری پوری فیملی بھی جل کر راکھ ہو جائے گی"...... عمران
لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم۔ مم۔ میں تعاون کروں گا۔ جو تم کہو گے وہی کروں گا۔ مجھے
میری فیملی کو چھوڑ دو"...... ڈاکٹر مالوف نے انتہائی خوفزدہ سے
لہجے میں کہا۔
"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں پاکیشیائی ایجنٹ کیوں کہا ہے"۔
نے کہا تو ڈاکٹر مالوف نے ستاگی کی کال کے بارے میں
میں بتا دی۔
"کب ملی ہے یہ کال تمہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔
"جب تم ڈرائینگ روم میں لے جائے گئے تھے اس وقت میں
رہا تھا لیکن چونکہ تمہیں ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا گیا تھا اس
لئے تم سے ملنے سے انکار نہیں کر سکا"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا۔
"اوہ۔ تو اسی لئے تمہارا رویہ ایسا تھا۔ بہرحال یہ ستاگی کون ہے۔
تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔
"مجھے نہیں معلوم۔ نہ میں پہلے کبھی اس سے ملا ہوں"...... ڈاکٹر
نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ
رہا ہے۔
"ٹھیک ہے۔ اس کو بھی دیکھ لیں گے۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ بالمیر
میں معدنیات کی تلاش کے لئے جو خلائی سیارے استعمال
ان کا سیکشن انچارج کون ہے"...... عمران نے کہا۔
"ڈاکٹر ساروف اس کا انچارج ہے۔ اسے ایم سیکشن کہا جاتا

ہے"...... ڈاکٹر مالوف نے جواب دیا۔

"تمہارا کس سیکشن سے تعلق ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا تعلق سائنسی تحقیقاتی خلائی سیاروں سے ہے لیکن دوں کہ تم ایم سیکشن یا ڈاکٹر ساروف سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو کیونکہ وہاں سب کچھ کمپیوٹر کے ذریعے ہوتا ہے۔ معلومات سپر وصول کرتا ہے اور آگے مخصوص سنٹر کے کمپیوٹر کو ترسیل کر ہے۔ ہمارا کام صرف نگرانی اور چیکنگ ہوتا ہے تاکہ کام در انداز میں ہوتا رہے"...... ڈاکٹر مالوف نے جواب دیا۔

"اس ڈاکٹر ساروف سے تمہاری بات چیت تو ہوتی رہتی گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ میرا دوست ہے۔ ہم کاسکو کی نیشنل یونیورسٹی میں صرف اکٹھے پڑھتے رہے ہیں بلکہ روم میٹ بھی رہے ہیں"۔ ڈ مالوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسے فون کرو اور اس سے کہو کہ وہ چھٹی لے کر تمہارے پاس آجائے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ کیوں چھٹی لے گا او کیوں اس سے بات کروں"...... ڈاکٹر مالوف نے انتہائی بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کہو تو سہی۔ زیادہ سے زیادہ وہ نہیں آئے گا لیکن تم آفر کر سکتے ہو۔ اس میں کیا حرج ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم یہ بات کیوں کرنا چاہتے ہو۔ اس کی وجہ"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"صرف تعاون کرو ڈاکٹر مالوف ورنہ میں واقعی بٹن پریس کر دوں تجھے"...... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں بات"...... ڈاکٹر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کرو بات"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر مالوف سامنے پڑے ہوئے فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کیا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے اور مسلسل نمبر پریس کرنے کر دیئے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں لیکن وہ بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ جب ڈاکٹر مالوف نے ہاتھ روکا تو عمران نے جھکا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"سٹیشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

"ڈاکٹر مالوف بول رہا ہوں پانکو سے۔ ڈاکٹر ساروف سے بات ڈاکٹر مالوف نے کہا۔

"آپ کا سپیشل کوڈ نمبر"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تی تھرٹین"...... ڈاکٹر مالوف نے جواب دیا۔

"۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"۔ ساروف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔ لہجہ خشک تھا۔

"مالوف بول رہا ہوں ساروف۔ پانکو سے"...... ڈاکٹر مالوف

کہا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف
چونک کر کہا گیا۔

"میری چھٹی میں ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا
تم بھی ایک ہفتے کی چھٹی لے کر فیملی سمیت یہاں پانکو آ جاؤ۔
اکٹھے ایک ہفتہ گزار کر واپس چلے جائیں۔ یہاں پانکو میں موسم
حد خوشگوار ہے"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔ پہلے تو تم نے کبھی ایسی آفر نہیں
کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر ساروف کے لہجے میں
تھی۔

"بس اچانک خیال آ گیا ہے۔ کیوں۔ کیا میں نے کوئی غلط
کر دی ہے"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں تو اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ ایسی بات
نے کبھی نہیں کی۔ بہرحال فوری طور پر تو ایسا نہیں ہو سکتا
ریڈ الرٹ ہے اور معاملات اس قدر سخت ہیں کہ ہمیں
سٹیشن سے باہر جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ تم چونکہ
چھٹی پر ہو اس لئے تمہیں اس بارے میں معلوم نہیں ہے"
نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر مالوف نے

"معلوم نہیں۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے
ہے۔ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے"...... ڈاکٹر ساروف نے
دیا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ اوکے ٹھیک ہے۔ پھر ایک ہفتے
ہم ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی"...... ڈاکٹر مالوف نے کہا اور اس کے
ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تنویر۔ اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے تنویر سے کہا تو
تنویر ایک جھٹکے سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما تو ڈاکٹر
مالوف چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور پھر اس نے اٹھنے کی
کوشش کی تو تنویر کی لات گھومی اور اٹھتا ہوا ڈاکٹر مالوف چیخ مار کر
دوبارہ نیچے گرا اور ساکت ہو گیا تو عمران نے فون کے نیچے لگا ہوا بٹن
پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔ اسے وہ نمبر یاد تھے جو ڈاکٹر مالوف نے پریس کئے
تھے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

"پالمیر سٹیشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی

"ڈاکٹر مالوف بول رہا ہوں پانکو سے۔ ابھی میں نے ڈاکٹر
ساروف سے بات کی ہے۔ ان سے دوبارہ بات کرا دو"...... عمران

نے ڈاکٹر مالوف کے لہجے اور آواز میں کہا۔

"آپ کا سپیشل کوڈ نمبر"...... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"ایل سی تھرٹین"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ساروف بول رہا ہوں۔ کیا ہوا مالوف۔ بار بار کال کر رہے ہو"...... ڈاکٹر ساروف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ مجھے ایک سرکاری ایجنسی کی خفیہ ایجنٹ ستاگی کی فون کال ملی تھی۔ پاکیشیائی ایجنٹ بالمیر سٹیشن سے معدنیات رپورٹ جو تمہارے سیکشن کے خلائی سیارے نے پاکیشیا سے ملحقہ علاقے ساگان سے حاصل کی تھی، کی فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر تم نے مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات کی ہے۔ اس لحاظ سے تو اصل خطرہ تمہیں اور تمہارے سیکشن کو ہے اس لئے تم محتاط رہنا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ ویسے تم بے فکر رہو۔ ریڈ ماسٹرز نے ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اور کرنل گستاپو جو کہ ریڈ ماسٹرز کا انچارج ہے سٹیشن کے اندر موجود ہے۔ یہاں چڑیا بھی بغیر چیکنگ کے اندر نہیں آسکتی۔ ویسے بھی وہ معلومات اب یہاں نہیں ہیں۔ صدر صاحب نے پہلے ان کی نئی فائل تیار کرائی اور یہ فائل

پریذیڈنٹ ہاؤس بھجوا دی گئی۔ پھر صدر صاحب کے خصوصی حکم پر خلائی سیارے کی ان معلومات کی حد تک میموری ہی واش کرا دی گئی ہے اس لئے اب یہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں سے ویسے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے"...... ڈاکٹر ساروف نے کہا۔

"لیکن پھر وہاں ریڈ الرٹ کیوں کیا گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ان ایجنٹوں کو تو اس بات کا علم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ میموری کی واشنگ کا علم صرف مجھے اور ڈاکٹر آگاف جو کہ بالمیر سٹیشن کے انچارج ہیں۔ کو ہے یا اب میں نے تمہیں بتایا ہے۔ اس لئے تم دوسری طرف سے مطمئن رہو"...... ڈاکٹر ساروف نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر ساروف جھوٹ بول رہا ہو"...... تنویر نے

"نہیں۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب پریذیڈنٹ ہاؤس پر ریڈ کرنا ہو گا"...... تنویر نے

"پہلے معلوم کرنا ہو گا کہ فائل ہے کہاں۔ پھر ہی کوئی کارروائی ہو سکے گی"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اس ستاگی نے ہمارے بارے میں کیسے معلوم کر لیا۔ ہم یہاں پانگو میں ڈاکٹر مالوف سے ملنے آ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر مالوف کا ملازم زندہ بچ گیا حالانکہ میں نے اس کی شہ رگ کھل دی تھی لیکن پھر بھی کچھ کہا تو جا سکتا۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہی نہیں۔ ستاگی نے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی کہ ہم اس ملک میں گئے ہیں اور وہ وہاں پہنچے ہوں گے اور اس ملازم سے ان کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے اس سے کیا پوچھا ہے اس لئے اس نے فون کر کے ڈاکٹر مالوف کو الرٹ کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ رہی ہو"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ کرنل گستاپو کون ہے جس کی بات وہ ڈاکٹر ساروف کر رہا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ میں نے بھی یہ نام پہلی بار سنا ہے۔ ایکریمیا کی طرح روسیاہ کی بھی نجانے کتنی ایجنسیاں ہوں گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر ہاؤس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو د

ف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پرائم منسٹر ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... عمران نے ی سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ کے جی بی ہیڈ کوارٹر کرنے سے پہلے ملٹری سیکرٹری کے ذریعے روسیاہ کے صدر سے ت کر چکا تھا اس لئے اسے ملٹری سیکرٹری کا لہجہ اور آواز کے بارے یاد تھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پرائم منسٹر صاحب موجود ہیں۔ میں نے انہیں ایک پیغام پہنچانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ آپ ان کے پرسنل سیکرٹری سے بات کر لیں"...... ری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ پرسنل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں"...... چند حوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ ہاؤس سے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے میری بات کرائیں۔ صدر صاحب ایک پیغام پہنچانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"جناب۔ میں ملٹری سیکرٹری بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب کا آپ کے لئے پیغام ہے کہ آپ آج رات ڈنر ان کے ساتھ کریں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرسنل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ سے بات کرائیں"...... عمران نے اس بار پرائم منسٹر کے پرسنل سیکرٹری کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر صاحب پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرنا چاہتے تے"...... عمران نے پرسنل سیکرٹری کے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مگر وہ تو ہاٹ لائن پر بات کرتے ہیں"...... ملٹری سیکرٹری چونک کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب۔ پرائم منسٹر صاحب نے جو حکم مجھے دیا ت میں تو وہی بات کر رہا ہوں"...... عمران نے پرسنل سیکرٹری لجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں کنکٹ کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر کی بھاری اور مخصوص آواز سنائی

جناب میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ نے خلائی سیارے کی میموری واش کرا دی ہے"...... عمران نے پرائم منسٹر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر آپ کو کیسے اطلاع مل گئی"...... صدر نے چونک کر بھرے لہجے میں پوچھا۔

کسی ڈاکٹر مالوف نے ایم سیکشن کے ڈاکٹر ساروف سے فون پر تو ڈاکٹر ساروف نے اسے اس بارے میں بتایا اور کرنل نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ اسے بھی معلوم نہیں تھا۔ میں نے آپ سے تصدیق کر لوں"...... عمران نے کہا۔

۔ ایسا میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ اگر

کسی طرح وہاں پہنچ بھی جائیں تو وہ اصل معلومات پھر بھی حاصل
کر سکیں"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن جناب۔ یہ فائل تو آپ کے پاس ہے اور ایسا نہ ہو کہ
لوگ پریذیڈنٹ ہاؤس پر ہی حملہ کر دیں۔ پھر تو سیریئس مسئلہ
جائے گا"...... عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ٹھیک ہے تم
فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے ریکارڈ روم میں بھجوا دیتا ہوں۔ وہ
کی سب سے محفوظ جگہ ہے اور وہاں کے بارے میں کسی کو خیال
نہیں آئے گا اور یہ بات بھی آپ کے اور میرے درمیان رہے
صدر نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب۔ یہ ٹھیک رہے گا"...... عمران نے
دوسری طرف سے گڈبائی کے الفاظ کہہ کر رابطہ ختم ہو گیا تو
نے رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
"یہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کہاں ہے۔ اب اسے تلاش کرنا پڑے
تم نے اسے خواہ مخواہ الرٹ کر دیا۔ ہم پریذیڈنٹ ہاؤس سے
زیادہ آسانی سے حاصل کر سکتے تھے"...... تنویر نے غصیلے
کہا۔
"پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ پاکیشیا کے لئے خطرناک ثابت
اور معاملات بین الاقوامی سطح پر خراب ہو جاتے۔ البتہ اب
لیبارٹری سے یہ فائل آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے"......

مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا آپ کو اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہے باس"۔ ٹائیگر
کہا۔
"ہاں۔ یہ روسیاہ کی سب سے معروف لیبارٹری ہے۔ یہ کاسکو کے
مغرب میں تقریباً چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک اونچی پہاڑی پر
ہوئی ہے۔ اس کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ اسے دنیا کی سب سے
محفوظ جگہ تصور کیا جاتا ہے اور صدر روسیاہ بھی یہی بات کر رہے
تھے"۔ عمران نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اب نئے سرے سے وہاں پہنچنا پڑے گا۔ یہ
تو عذاب بن گئی ہے۔ کہیں ایک جگہ ٹکتی ہی نہیں"...... تنویر
نے کہا۔
"بے فکر رہو۔ وہاں پہنچنا ہمارے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس سے زیادہ
آسان رہے گا۔ کسی بھی فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں آسانی سے پہنچا
جا سکتا ہے۔ آؤ اب یہاں سے تو چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ محترمہ سٹاگی
یہاں پہنچ جائے اور ہم خواہ مخواہ اس کے بکھیڑے میں الجھ
جائیں"...... عمران نے کہا۔
"باس۔ ہمیں میک اپ تبدیل کرنے ہوں گے"...... ٹائیگر
نے کہا۔
"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ملازم سے ہم جس میک
اپ میں ٹکرائے تھے وہ تو یہاں آنے سے پہلے ہی ختم کر دیئے گئے تھے

اس لئے اگر اس سٹاگی نے اس ملازم سے ہمارے حلیئے معلوم بھی
ہوں گے تو وہ ہمیں تلاش کرتی رہ جائے گی۔ میں تو اس لئے
ہوں کہ یہ سپیشل روم ڈاکٹر مالوف کے لئے ریزرو ہے اس
لوگ براہ راست تلاش کرتے ہوئے یہاں نہ پہنچ جائیں"......
نے کہا تو ٹائیگر اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اس ڈاکٹر کا کیا کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"پڑا رہنے دو۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف
گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس ریڈ کلب سے نکل کر پیدل ہی بڑھتے
رہے تھے جہاں سے انہیں کاسکو کے لئے بس مل سکتی تھی کیونکہ
کا رابطہ کاسکو سے بس کے ذریعے ہی تھا۔

یڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں اس وقت کرنل
ر سٹاگی دونوں موجود تھے۔ وہ دونوں ابھی ایک دوسرے
تھ یہاں پہنچے تھے۔

ہے کہ صدر صاحب نے ایمرجنسی طور پر کال کر کے
یا ہے جبکہ ابھی تک کوئی پیش رفت تو نہیں ہوئی"۔
پو نے کہا۔

رفت تو ہوئی ہے لیکن وہ لوگ ہاتھ نہیں آسکے"۔ سٹاگی
کرنل گستاپو بے اختیار چونک پڑا۔

ہوا ہے۔ کیا وہ لوگ ٹریس ہو گئے ہیں"...... کرنل گستاپو

۔ میں نے انہیں ٹریس کر لیا تھا لیکن وہ پھر غائب ہو گئے
سٹاگی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کہاں۔ کیسے۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... کرنل گستاپو
چونک کر کہا تو ستاگی نے ان کے بارے میں ڈاکٹر مالوف کی
گاہ سے نکلتے ہوئے دیکھے جانے کی اطلاع سے لے کر وہاں مارشا
ساتھ جانے اور پھر ملازم کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ
اور ڈاکٹر مالوف سے فون پر بات کر کے مارشا اور اپنے سیکشن
افراد کے ساتھ کاروں میں پانکو جانے کے بارے میں تفصیل

"اوہ۔ تو یہ لوگ ڈاکٹر مالوف کے پیچھے پانکو پہنچ گئے ہیں"
گستاپو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پانکو پہنچ کر جب میں ڈاکٹر مالوف کی رہائش گاہ پر پہنچی
سے پتہ چلا کہ ان سے ملنے تین افراد آئے تھے اور پھر چلے گئے
مالوف ریڈ کلب گئے ہوئے ہیں۔ ہم وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ
روم نمبر فور میں موجود ہیں اور یہاں بھی ان کے ساتھ تین اجنبی
رہے ہیں۔ میں جب سپیشل روم نمبر فور میں داخل ہوئی تو وہ
اجنبی غائب تھے اور ڈاکٹر مالوف بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ میں
ہوش دلایا تو اس نے بتایا کہ انہوں نے اس سے بالسیر سٹیشن
ڈاکٹر ساروف سے بات کرائی کہ اسے پانکو آنے کی
جائے۔ پھر اچانک اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسے
نہیں کہ کیا ہوا۔ میں نے انہیں وہاں پانکو میں تلاش کرایا
کہیں نہ ملے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ صدر صاحب نے فوری میٹنگ
کی ہے تو میں واپس آ گئی"...... ستاگی نے جواب دیتے ہوئے

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کونے کا دروازہ کھلا اور پہلے
اور ان کے پیچھے پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں اٹھ کر
ہو گئے۔ کرنل گستاپو اور ستاگی دونوں نے مخصوص انداز میں
کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے کہا اور پھر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ
گئے جبکہ دوسری کرسی پر پرائم منسٹر صاحب بھی بیٹھ گئے۔ صدر اور
منسٹر دونوں کے چہروں پر انتہائی گہری سنجیدگی تھی۔

"آپ نے اب تک کیا کیا ہے۔ رپورٹ دیں"...... صدر نے ان
سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل گستاپو نے تو بالسیر سٹیشن میں
جانے والے انتظامات کے بارے میں تفصیلات بتائیں جبکہ
نے وہی تفصیل دوہرا دی جو اس نے پہلے کرنل گستاپو کو سنائی

"میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ لوگ تم دونوں میں سے کسی کے
بس کے نہیں ہیں بلکہ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ یہ تینوں افراد
روسیاہ میں کسی کے بھی بس کے نہیں ہیں۔ ہمیں یہ فائل
دے دینی چاہئے"...... صدر نے کہا تو ستاگی اور کرنل گستاپو
چونک پڑے لیکن انہوں نے کوئی بات نہ کی۔ البتہ ان کے
پر حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جناب۔ مایوسی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ
حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں لیکن بہرحال وہ انسان

ہیں۔ کسی بھی لمحے ان کا خاتمہ ہو سکتا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"مجھے تو حیرت ہے کہ وہ شخص آپ کی آواز اور لہجے میں مجھ سے باتیں کرتا رہا اور مجھے ایک لمحے کے لیئے بھی شک نہیں ہو سکا۔ یہ آپ نے کال کیا تو اصل بات سامنے آئی"...... صدر نے کہا تو سٹ اوز کرنل گستاپو دونوں کے چہروں پر حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

"جناب اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے تو میں پوچھ سکتا ہوں کیا ہوا ہے"...... کرنل گستاپو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھیں۔ اسی لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے کہ آپ سے اس سارے معاملے کو نئے سرے سے ڈسکس کیا جائے۔ ہوا یہ میرے ملٹری سیکرٹری کو پرائم منسٹر کے پرسنل سیکرٹری نے فون کیا کہ پرائم منسٹر صاحب مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے بات کی تو پرائم منسٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ بالمیر سٹشین کے ڈاکٹر ساروف نے کسی ڈاکٹر مالوف کی کال پر اسے بتایا ہے کہ خلائی سیارے سے اس معدنیات کے بارے میں میمو واش کر دی گئی ہے اور یہ بات کرنل گستاپو نے انہیں بتائی ہے حالانکہ اس بات کا علم مجھے اور بالمیر سٹیشن کے انچارج کے علاوہ کسی کو نہیں۔ بہرحال ہمارے درمیان یہ طے ہوا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ اگر یہ بات معلوم کر لیں تو وہ پریذیڈنٹ ہاوس پر بھی حملہ

ہیں تاکہ وہ فائل یہاں سے حاصل کر لیں۔ چنانچہ میں نے فیصلہ یہ ۔ فائل کو ریڈ ٹاپ لیبارٹری بھجوا دیا جائے کیونکہ وہ ہر لحاظ سے محفوظ جگہ ہے۔ پھر پرائم منسٹر صاحب کا فون آیا تو انہوں نے بتایا کہ ۔ طرف سے انہیں ڈنر کی دعوت دی گئی ہے جبکہ میں نے ایسی دعوت نہیں دی تھی۔ پھر میں نے ان سے بات کی تو پتہ چلا کہ ۔ نے مجھے اس بارے میں کوئی کال نہیں کی تھی۔ اس سے ہم ۔گئے کہ یہ ساری کارروائی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے۔ اب ۔ سنائی کی رپورٹ سن کر پتہ چلا کہ ڈاکٹر ساروف سے بھی بات ۔ والا ڈاکٹر مالوف نہیں تھا بلکہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ تھا۔ اس ۔س نے ڈاکٹر ساروف سے اصل بات فون پر ہی معلوم کر لی ۔ بالمیر سٹیشن میں آنا ہی نہیں پڑا۔ پھر اس نے میری آواز میں ۔ منسٹر صاحب کو میری طرف سے ڈنر کی دعوت دی اور مجھ سے ۔ منسٹر صاحب کی آواز میں یہ معلوم کر لیا کہ اب فائل کہاں ۔ جا رہی ہے اور یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد مجھے واقعی یہ ۔ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ ہمارے بس کے نہیں ہیں"۔ صدر نے ۔ بتاتے ہوئے کہا۔

۔ عمران کے بارے میں مشہور ہے جناب کہ وہ دوسروں کی ۔ لہجے کی فوراً نقل کر لیتا ہے اور ایسی کامیاب نقل کہ اسے ۔ سمجھا جا سکتا اس لئے یقیناً یہ ساری کارروائی اس عمران کی ہو ۔ کیا فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری بھیجی جا چکی ہے"...... کرنل

گستاپو نے کہا۔

" ہاں۔ وہ وہاں پہنچ چکی ہے اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ
کہیں اور بھجوا دوں لیکن اور کوئی محفوظ جگہ میرے ذہن میں
رہی "...... صدر نے کہا۔

" جناب۔ آپ فائل کو وہیں رہنے دیں ورنہ یہ لوگ پھر
کسی ذریعے سے دوسرا ٹھکانہ معلوم کر لیں گے۔ البتہ اب ر
لیبارٹری کے گرد گھیرا ڈال کر انہیں ہلاک کیا جا سکتا ہے"
نے کہا۔

" نہیں۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ یہ انتہائی خطرناک
ہیں۔ یہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کو بھی کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی طرح
سکتے ہیں "...... صدر نے کہا۔

" جناب۔ میرا خیال ہے کہ اس فائل کو وہیں رہنے دیا جا
وہاں کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں
لوگوں سے نمٹنے کے لئے ہمیں روسیاہ کی سب سے خفیہ ایجنسی
کو سامنے لانا پڑے گا "...... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اس طرح گراڈ اوپن ہو جائے گی جبکہ اس کی اب تک
کامیابیاں اس لئے ہیں کہ وہ اوپن نہیں ہے "...... صدر نے کہا

" ہم عارضی طور پر اس کا نام تبدیل کر سکتے ہیں لیکن
واقعی ان کا مقابلہ کر سکیں گے "...... وزیر اعظم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ گراڈ واقعی

ایسے خطرناک افراد کا خاتمہ کر سکے۔ آپ کرنل کازرچ کو خود
بریف کر دیں اور اس معاملے کو آپ خود ہی ڈیل کریں
۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو
منسٹر کے ساتھ ساتھ ستاگی اور کرنل گستاپو بھی اٹھ کھڑے

پ دونوں اب اس سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے "...... صدر
دونوں سے کہا اور مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جدھر
آئے تھے۔ پرائم منسٹر صاحب بھی خاموشی سے ان کے پیچھے چل
جبکہ کرنل گستاپو اور ستاگی دونوں کے چہروں پر مایوسی کے
صاف دکھائی دے رہے تھے لیکن ظاہر ہے وہ کوئی احتجاج
کر سکتے تھے اس لئے سوائے خاموش رہنے کے اور وہ کر بھی کیا
ے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک چو۔
شانے اور بھاری جسم کے جوان آدمی نے چونک کر سر اٹھ۔
دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ روسیاہ کی سب سے خطرنا۔
انتہائی خفیہ تنظیم گراڈ کا چیف کرنل کازن تھا۔ اس تنظیم کا۔
ملکی ایجنٹوں کا روسیاہ میں سراغ لگانا اور ان کو ختم کرنا تھا۔ اسے
لئے مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا تھا کہ ایکریمین اور دوسری سپ۔
کے ایجنٹ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ درواز۔
ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی چوڑی پیشانی اور اس کی
آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھیں۔ یہ کرنل کازن کا۔
اور گراڈ کا چیف ایجنٹ میجر اسٹاف تھا۔
"آؤ میجر بیٹھو"...... کرنل کازن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ک۔
میجر اسٹاف بغیر کچھ کہے خاموشی سے میز کی دوسری طرف کرسی۔

یس سر"...... میجر اسٹاف نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
تم سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ
۔ اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران
۔ے میں جانتے ہو یا نہیں کیونکہ تم بھی انہیں اچھی طرح
تے ہو اور میں بھی"...... کرنل کازن نے آگے کی طرف جھکتے
ے کہا۔
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کون نہیں
"...... میجر اسٹاف نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
شاید تم بھی میری طرح یہ سن کر حیران ہو گے کہ عمران
ے ساتھیوں سمیت نہ صرف روسیاہ میں کام کر رہا ہے بلکہ اسی
ے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔
عمران نے کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے جبکہ اب تک تو یہی
یا ہے کہ ہیڈ کوارٹر اسلحے کے سٹور میں کسی کی غلطی سے بم
نے سے تباہ ہوا ہے"...... میجر اسٹاف نے کہا۔
میں بھی یہی سمجھتا رہا تھا کیونکہ کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر کے
ے میں، میں اچھی طرح جانتا ہوں لیکن اب یہ بات سامنے آئی
یہ سب کچھ عمران اور اس کے دو ساتھیوں کا کیا دھرا ہے"......
کازن نے کہا۔
ویری بیڈ۔ یہ لوگ اتنی بڑی واردات کرنے میں کامیاب ہو گئے

اور ہمیں روسیاہ میں رہتے ہوئے بھی اس کا علم تک نہیں ہے۔
اسٹاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اب تک اس بارے میں اطلاع ہی نہیں دی گئی۔ بہرحال سابقہ باتوں کو چھوڑو۔ اب ہم نے ان کے خلاف کام کرنا اور انہیں ٹریس کر کے ہلاک بھی کرنا ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"ایسا ہونا بھی چاہئے۔ حکومت نے اب تک ہمیں اطلاع نہ دے کر زیادتی کی ہے ورنہ ہمیں اگر پہلے اطلاع مل جاتی تو ہم ابتدا ہی ان کی گردنیں دبوچ لیتے۔ بہرحال اب بھی وقت نہیں گزرا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹارگٹ کیا ہے"...... میجر استا نے کہا۔

"مختصر طور پر اتنا سن لو کہ روسیاہ کے تحقیقاتی خلائی سیارے نے پاکیشیا سے معاہدے کے تحت طے آزاد علاقے ساگان میں قیمتی معدنیات ایکس وی کا سراغ لگایا اور اس سلسلے میں ایک تیار ہوئی۔ روسیاہ حکومت اس معدنیات کو نہ صرف پاکیشیا ایکریمیا سے بھی پوشیدہ رکھ کر حاصل کرنا چاہتی تھی اس لئے منصوبہ بنایا گیا اور تاجکستان کی حکومت کو سامنے رکھا گیا۔ منصوبہ یہ تھا ساگان میں وہاں کے سردار کے خلاف عام بغاوت کرا کر اپنی مرضی کا سردار لایا جائے اور پھر اس سے پاکیشیا سے معاہدہ ختم کرا کر نیا معاہدہ تاجکستان سے کرایا جائے اور روسیاہ اور اس کے ساتھی

فوراً تسلیم کر لیں۔ اس طرح پاکیشیا اور دوسرے ممالک اس میں کچھ نہ کر سکیں گے اور پھر وہاں سے خاموشی سے یہ نکال کر روسیاہ پہنچا دی جائے لیکن اس منصوبے کی بھنک پاکیشیائی حکام کے کانوں میں پڑ گئی۔ چنانچہ عمران اور اس کے ساتھی پہنچ گئے اور منصوبہ ختم ہو گیا۔ منصوبے کے مرکزی کردار ہلاک کر دیئے گئے۔ معدنیات کے بارے میں بھی پاکیشیا کو علم گیا۔ چنانچہ پاکیشیا نے یہ معدنیات جو میزائل سازی کے کام آتی کو حاصل کرنے کا پلان بنا لیا لیکن ظاہر ہے ان کے پاس ضروری نہیں تھیں اور ان ضروری معلومات پر مبنی فائل کے جی بی سپیشل ریکارڈ روم میں تھی جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ عمران ساتھیوں سمیت اس فائل کو حاصل کرنے روسیاہ پہنچ گیا۔ وہ حاصل نہ کر سکا البتہ اس نے کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا بھی ساتھ ہی ختم ہو گئی لیکن ابھی خلائی سیارے کی میموری معلومات موجود تھیں۔ دوسری فائل تیار کرائی گئی اور پھر واش کر دی گئی۔ دوسری فائل صدر صاحب کی تحویل میں اطلاع ملی کہ عمران کو اس کارروائی کا علم ہو گیا ہے اس لئے بھی لمحے پریذیڈنٹ ہاؤس پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس حملے سے لئے صدر صاحب نے یہ فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے ریکارڈ پہنچا دی کیونکہ اسے بے حد محفوظ جگہ سمجھا جاتا ہے۔ عمران یہ اطلاع پہنچ گئی۔ اس ساری کارروائی میں عمران اور اس

کے دو ساتھیوں کے خلاف کے جی بی کے ساتھ ساتھ روسی
دوسری ایجنسیاں بھی کام کرتی رہیں لیکن کوئی بھی ان کے مت
کامیاب نہ ہو سکا تو صدر اور پرائم منسٹر صاحبان نے متفقہ طو
فیصلہ کیا کہ اب یہ مشن گراڈ کے حوالے کیا جائے۔ چنانچہ مجھے پ
منسٹر ہاؤس میں کال کیا گیا اور مجھے باقاعدہ اس کی فائل دی گئی
میں نے اس فائل کو پڑھنے کے بعد تمہیں کال کیا ہے"۔ کرنل ک
نے کہا۔

"لیکن سر۔ پہلے یہ مشن ہمیں کیوں نہیں دیا گیا"
اسٹاف نے کہا۔

"ان کا خیال تھا کہ اس طرح گراڈ اوپن ہو جائے گی جبکہ
تک اس کی تمام تر کامیابیوں کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ خفیہ ہ
اب بھی پرائم منسٹر صاحب نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم گراڈ کی بجا
کوئی اور نام رکھ کر کارروائی کریں۔ مثلاً ایگل سنیک وغیرہ"۔ کرن
کازن نے کہا تو میجر اسٹاف کے چہرے پر پہلی بار ہلکی سی مسکراہ
ابھر آئی۔

"باس۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عمران اور پاکیشیا سیکر
سروس کے لئے نام کوئی اہمیت نہیں رکھتے اس لئے اس بات کو رہ
دیں۔ ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے۔ چاہے گراڈ کے تحت
کریں یا کسی سنیک کے نام سے"۔۔۔۔۔ میجر اسٹاف نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے"۔۔۔۔۔ کرنل کازن نے اثبات

ت ہوئے کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں آخری
معلومات ہمارے پاس کیا ہیں"۔۔۔۔۔ میجر اسٹاف نے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ آخری بار انہیں پانکو قصبے میں
دیکھا گیا ہے۔ وہ یہاں بالمیر سٹیشن میں کام کرنے والے ڈاکٹر مالوف
سے ملنے گئے تھے اور پھر اس کی مدد سے انہوں نے اصل حالات معلوم
کئے کہ خلائی سیارے کی میموری واش ہو چکی ہے اور فائل صدر
صاحب کے پاس پہنچ چکی ہے۔ پھر عمران نے آوازوں کی نقل کر کے
م منسٹر اور صدر سے بات چیت کی۔ اس طرح اسے یہ معلوم ہو
یہ فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچا دی گئی ہے۔ اس کے بعد یہ مشن
ہمارے ذمے لگایا گیا ہے اور شاید اس لئے بھی یہ کام کیا گیا ہے کہ
ی ایک سیکشن مستقل طور پر ریڈ ٹاپ لیبارٹری کی حفاظت پر
ہے اور ہمیں غیر ملکی اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹوں سے نمٹنے کا
بھی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل کازن نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو
کرنے کی بجائے اپنی تمام تر توجہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری پر مرکوز
چاہئے"۔۔۔۔۔ میجر اسٹاف نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ انتہائی برق رفتاری سے
تے ہیں۔ اب جبکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ فائل ریڈ ٹاپ
ی میں موجود ہے تو وہ فوری طور پر یہ فائل حاصل کرنے کی

کوشش کریں گے۔ ان کی کامیابی کا اصل راز بھی یہی ہے کہ یہ لوگ مشن مکمل کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں اپنے سیکشن سمیت وہاں پہنچ جاتا ہوں اور جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچے ان کی لاشیں آپ کو مل جائیں گی" میجر اسٹاف نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا اعتماد اور کارکردگی اپنی جگہ لیکن گراؤ کا چیف ہونے کی وجہ سے اس مشن کی اصل ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے میں بھی وہاں شفٹ ہو جاؤں گا اور تمام کارروائی اپنی نگرانی میں کراؤں گا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں چونکہ ان لوگوں کی کارکردگی اور ان کے کام کرنے کے انداز کا علم ہے اس لئے ہمیں اس سلسلے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔ فرض کرو تم عمران ہو اور تم نے ریڈ ٹاپ لیبارٹری سے فائل حاصل کرنی ہے تو سوچو کہ تم کیا پلاننگ بناؤ گے" کرنل کازن نے کہا۔

"کسی بھی فوجی چھاؤنی سے ایک فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کروں گا اور پھر ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچ جاؤں گا اور پھر جب تک وہ لوگ سنبھلیں گے میں اپنا کام مکمل کر لوں گا"...... میجر اسٹاف نے کہا۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین طریقہ ہے کیونکہ اس لیبارٹری تک صرف فوجی ہیلی کاپٹر ہی پہنچ سکتا ہے اور اگر فوجی ہیلی کاپٹر میں آفیسر موجود ہوں تو پھر معاملات زیادہ آسانی سے نمٹ سکتے ہیں۔

صدر صاحب نے جنرل آرڈر جاری کر دیئے ہیں کہ جب تک پاکیشیائی مشن بلاک نہیں ہو جاتے اس وقت تک نہ لیبارٹری سے کوئی باہر آئے گا اور نہ ہی کوئی اندر جائے گا اور ارد گرد کی تمام حفاظتی چوکیوں کو آرڈرز دے دیئے گئے ہیں کہ کوئی بھی جہاز یا ہیلی کاپٹر چاہے وہ فوجی ہو یا غیر فوجی اسے لیبارٹری تک پہنچنے سے پہلے ہی فضا میں میزائل سے اڑا دیا جائے۔ اس پورے علاقے کو نان فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے اور اب بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اس پر عمل ہو گا"۔ کرنل کازن نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اس طرح واقعی ہر راستہ بند ہو جائے گا۔ اب دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نیچے سے اوپر جایا جائے لیکن ریڈ ٹاپ پہاڑی پر ایسا ممکن نہیں ہے"...... میجر اسٹاف نے کہا۔

"ہاں۔ اس پہاڑی کی ساخت ایسی ہے کہ کسی بھی صورت میں نیچے سے اوپر سوائے ہیلی کاپٹر کے نہیں پہنچا جا سکتا۔ اس کے علاوہ اس پہاڑی کے گرد ایسے خفیہ آلات نصب کر دیئے گئے ہیں کہ پہاڑی پر ایک مخصوص بلندی کے بعد اگر چوہا بھی رینگے گا تو سیفٹی روم میں موجود مشینری پر نہ صرف نظر آئے گا بلکہ کاشن بھی شروع ہو جائے گا اور پھر اس چوہے کو بھی نیچے سے ٹارگٹ بنایا جا سکتا ہے۔ کرنل کازن نے کہا۔

"ویری گڈ باس۔ آپ نے واقعی ان کے تمام راستے روک دیئے ہیں"...... میجر اسٹاف نے کہا۔

"لیکن کیا عمران واقعی رک جائے گا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"بظاہر تو اس کے پاس کوئی راستہ نہیں رہا لیکن وہ شخص واقعی ناممکن کو ممکن بنانے میں مشہور ہے اس لئے ہمیں واقعی سوچنا پڑے گا کہ ان راستوں کے بند ہو جانے کے بعد وہ کون سا راستہ اختیار کرے گا"...... میجر اسٹاف نے کہا۔

"ایک راستہ ہے۔ وہ میں بتاتا ہوں۔ عمران آواز کی نقل کرنے میں ماہر ہے اس لئے وہ ڈیفنس سیکرٹری، پرائم منسٹر یا صدر صاحب کی آواز میں کیمپ یا ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے انچارج یا کسی بھی بڑے افسر کو احکامات دے کر اپنا مشن مکمل کر سکتا ہے اس لئے یہ بات اصولی طور پر طے کر لی گئی ہے کہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر روشو اور ریڈ ٹاپ کیمپ انچارج کرنل فاک صرف کرنل ریڈ کے احکامات تسلیم کریں گے اور اس بارے میں انہیں سخت ہدایت دے دی گئی ہیں اور کرنل ریڈ میرا کوڈ نام ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"باس۔ اس کے بعد تو شاید اس عمران کے پاس سوائے خودکشی کرنے یا واپس جانے کے اور کوئی راستہ نہیں رہتا"...... میجر اسٹاف نے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہو گا۔ میں وہاں کا انچارج ہوں گا لیکن عملی طور پر تمام کارروائی تمہارے تحت ہو گی۔ تمہارا کوڈ نام میجر بلیک ہو گا۔

تم اپنے سیکشن سمیت وہاں پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اپنے سیکشن کو تفصیلی ہدایات دے دینا۔ ہم نے ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو لاشوں میں تبدیل کرنا ہے"۔ کرنل کازن نے کہا۔

"یس باس۔ ایسا ہی ہو گا"...... میجر اسٹاف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر کرنل کازن کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ریڈ ٹاپ لیبارٹری سے تقریباً چوبیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک
چھوٹا سا شہر روسک تھا۔ روسک میں ماربل کی کئی چھوٹی بڑی
فیکٹریاں تھیں۔ یہ ماربل پورے پہاڑی علاقے سے نکالا جاتا تھا
اس کی نہ صرف پورے روسیاہ میں بلکہ غیر ممالک میں بھی ڈیمانڈ
تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس شہر میں ماربل کو کاٹنے کے علاوہ
صاف کرنے، اس کی مختلف سائزوں میں پلیٹس بنانے اور پھر پیک
کرنے کی بے شمار چھوٹی بڑی فیکٹریاں تھیں۔ یہاں ریلوے لائن بھی
تھی۔ ہوائی اڈا بھی اور سڑک کے راستے بھی روسک ماسکو سے ملا
تھا۔ روسک روسیاہ کا معروف صنعتی شہر کہلاتا تھا اور یہاں ماربل کے
کاروباری افراد کے ساتھ ساتھ مزدوروں اور کاریگروں کی کثیر تعداد
موجود رہتی تھی۔ یہاں ہوٹل بھی تھے۔ کلب بھی اور ایسے دوسرے
ادارے بھی جو ایسے شہروں میں اکثر پائے جاتے تھے۔ عمران تنویر

اور ٹائیگر تینوں ٹرین کے ذریعے ماسکو سے روسک پہنچے تھے اور پھر
ریلوے سٹیشن سے نکل کر وہ تینوں پیدل چلتے ہوئے ایک سڑک پر
آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ چھوٹا سا شہر تھا اس لئے یہاں ٹیکسیاں
بہت کم ہی نظر آتی تھیں البتہ فیکٹریوں تک جانے اور آنے کے لئے
بسوں کا انتظام انتہائی اعلیٰ تھا۔ زیادہ تر تعداد پیدل چلنے کو
ترجیح دیتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ نہ صرف فٹ پاتھ بلکہ سڑکوں پر بھی
لوگ پیدل چلتے نظر آتے تھے۔ غیر ملکی یہاں ایک بھی نظر نہ آرہا تھا
ویسے تو روسیاہ میں غیر ملکی بے حد کم آتے تھے اور اگر آتے بھی
تھے تو یہاں اس چھوٹے سے شہر میں ان کے لئے دلچسپی کا کوئی سامان
نہ تھا۔ یہاں سب مقامی لوگ تھے جن میں مرد بھی تھے اور
عورتیں بھی اور ان میں زیادہ تعداد مزدوروں کی تھی جو مخصوص قسم
کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی مقامی میک
اپ میں تھے اور ان کے جسموں پر بھی روسیاہ میں عام طور پر پہنے
جانے والے لباس تھے۔ ایک خاص گرم کپڑے کی چست پینٹ اور
اسی کی جیکٹ۔ وہ تینوں بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتے
ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ آگے عمران تھا اس کے پیچھے تنویر
اور ٹائیگر تھے۔ عمران تو ویسے ہی اس انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ پیدا
ہی اس شہر میں ہوا ہو۔ البتہ ٹائیگر اور تنویر بھی سیاحوں کے سے
انداز میں ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں
چل رہے تھے تاکہ کسی کو ان پر شک نہ ہو سکے حالانکہ عمران سمیت

تینوں زندگی میں پہلی بار اس شہر میں آئے تھے۔ عمران کا سکوت
روانگی سے پہلے روسک کا تفصیلی نقشہ حاصل کر چکا تھا اور اس
اس نقشے کی باقاعدہ سٹڈی کی تھی تاکہ وہاں جا کر اسے کسی سے
پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ مختلف سڑکوں پر پیدل چلنے کے
عمران ایک کلب کے گیٹ پر ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ اس
بعد اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے اس نے اچانک
میں جانے کا فیصلہ کیا ہو اور پھر مڑ کر وہ کلب کے گیٹ کی طرف
گیا۔ سیاہ شیشے سے بنے ہوئے گیٹ کو کھول کر وہ تینوں جب
پہنچے تو کلب کا ہال شراب کی بو سے بھرا ہوا تھا۔ ہال کھچا کھچ بھرا
جن میں زیادہ تعداد مردوں کی تھی۔ البتہ عورتیں بھی کافی تعد
موجود تھیں اور ان کے انداز و اطوار بتا رہے تھے کہ وہ
عورتیں ہیں اور یہاں ان کا مقصد صرف دولت کمانا ہے۔
چار لمبے تڑنگے آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اس
ٹہل رہے تھے جیسے کسی بھی لمحے اچانک وہ فائر کھول دیں
ہال میں موجود افراد ان کی وہاں موجودگی سے اس طرح بے
جیسے وہ زندہ انسانوں کی بجائے چابی سے چلنے والے کھلونے
ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک لمبے قد اور
کا آدمی جس کے دونوں بازوؤں پر نیلے رنگ میں مختلف
الارض کی تصویریں گندھی ہوئی تھیں سینے پر ہاتھ باندھے
کھڑا تھا جیسے کوئی فاتح اپنی مفتوحہ مملکت کی سرحد پر

ملکت کا جائزہ لے رہا ہو جبکہ دو خوبصورت مقامی لڑکیاں ویٹرز کو
آرڈر دینے میں مصروف تھیں۔ یہاں صرف شراب پی جا رہی تھی
یہ بھی روسیاہ کی سب سے سستی شراب۔ جس کی تیز بو ہر طرف
پھیلی ہوئی تھی۔ عمران ایک لمحے کے لئے گیٹ پر رکا اور پھر مڑ کر
کی طرف بڑھنے لگا۔

"تمہارا نام سٹاجر ہے"۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب رک کر اس
سے جو سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا مخاطب ہو کر کہا تو وہ آدمی
بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ سینے سے کھول دیئے اور غور سے
اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر اور ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ تم کون ہو۔ میں تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔ سٹاجر
سخت سے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں کرختگی کا عنصر قدرتی
محسوس ہوتا تھا۔

"اس لئے کہ ہم یہاں آئے ہی پہلی بار ہیں"...... عمران نے
ہوئے جواب دیا۔

"تو تم میرا نام کیسے جانتے ہو"...... سٹاجر نے اور زیادہ حیرت
لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ کاجوف نے مجھے بتایا تھا کہ جب ہم کلب میں داخل
تو روسک کا سب سے بڑا لڑاکا اور طاقتور آدمی سٹاجر ہمیں
حوالے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ باس نے کہا تھا۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ"۔ سٹاجر نے

اس طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے کوئی قومی تمغہ مل ہو۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ اتنا طاقتور ہے کہ اب تک ایک مکھیوں، پچاس چھپکلیوں، دو بچھو اور ایک غیر زہریلا سانپ ہے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو ساجر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"سنو۔ میں مذاق کا عادی نہیں ہوں۔ آئندہ سوچ سمجھ کر میرے بارے میں الفاظ منہ سے نکالنا ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے"۔ ساجر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ دوسرا نہ سہی تیسرا چوتھا سانس لے لیں گے۔ لیکن کاجوف تک تو تم نے ہمیں بہرحال پہنچانا ہے اور یہ غصہ بھی اپنے باس کاجوف کو دکھانا۔ اسی نے یہ بات کی تھی۔ تم چاہو تو سے پوچھ لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ساگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران کی فطرت سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔

"میرا نام گھیوف ہے جبکہ یہ میرے ساتھی ہیں پیازوف ہلدیوف"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ۔ یہ کیسے نام ہیں۔ کیا مطلب"...... ساجر نے اور زیادہ ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے البتہ اتنا معلوم ہے کہ

تینوں پیدا ہوئے تھے تو ہمارے گھروں میں سالن پک رہا تھا اور ہ سالن میں ڈالنے کے لئے اس وقت نہ مل رہی تھی اس چیز پر نام یا گیا اور تب سے ہم پریشر ککر میں پڑے ابل رہے ہیں"۔ ی زبان مسلسل رواں ہو گئی۔ ظاہر ہے کافی طویل وقت کے ن کی زبان رواں ہوئی تھی اس لئے اب وہ کہاں رکنے والی

"یہ سب کیا ہے۔ کیا تم پاگل ہو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... ساجر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اسے گھی، پیاز اور کے بارے میں کیا معلوم ہو سکتا تھا۔ یہ روسیاہی زبان کے تو نہیں تھے کہ وہ ان کا مطلب سمجھ سکتا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ساجر بول رہا ہوں"...... ساجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی اور باس تین افراد کاؤنٹر پر ہیں۔ وہ میرا نام بھی جانتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ میرا نام آپ نے بتایا ہے۔ وہ پہلی بار یہاں آئے ہیں اور اپنے نام عجیب سے بتا رہے ہیں۔ گھیوف اور نجانے کیا کیا"...... ساجر

"یس سر۔ اوکے باس"...... دوسری طرف سے بات سن کر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ سائیڈ راہداری میں چلے جائیں۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔"
سٹاجر نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ویسے کوشش کرو تو مجھے امید ہے کہ تم مکھیاں مارنے کا
ریکارڈ قائم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے"...... عمران نے مسکرا
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے سائیڈ راہداری کی
بڑھ گیا۔ سٹاجر کا چہرہ عمران کی بات سن کر یکلخت بگڑ سا گیا تھ
وہ خاموش رہا۔ شاید اسے اپنے باس کی وجہ سے خاموش ہونا پڑ تھ

" تم فضول باتوں میں بے حد وقت ضائع کرتے ہو۔ خوا تم
کی بکواس شروع کر دی۔ کیا فائدہ ہوا اس سے"...... تنو
راہداری میں پہنچتے ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

" کوشش کر رہا تھا کہ پیاز کی کڑواہٹ کچھ کم ہو سکے لیکن
روسیاہ کا پیاز کچھ زیادہ ہی کڑوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہو
جواب دیا تو تنویر بولتے بولتے رک گیا کیونکہ وہ اس دوران
کے آخر میں پہنچ چکے تھے جہاں ایک مسلح آدمی موجود تھا۔
دروازہ تھا۔ اس آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے
پہنچنے پر انہیں مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ساتھ ہی اس
سے دروازہ کھول دیا۔ عمران نے صرف سر ہلا کر اس کے سلا
جواب دیا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا بڑا تھا او
قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ البتہ دیواریں نیم عریاں عورتو
تصویروں سے بھری ہوئی تھیں۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک بلند

ور گینڈے جیسی جسامت کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے
بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے باقاعدہ اس
نے بالوں کو ترشوایا ہو۔ اس کی پیشانی تنگ تھی۔ ناک موٹی
وڑی گرز نما تھی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ جیسی تیز
تھی۔ اس نے جیکٹ اور پینٹ پہن رکھی تھی اور وہ اپنے
ہاتھ میز پر رکھے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح دیکھ
جیسے اچھل کر ابھی انہیں ٹکر مار دے گا۔ یہ روسک کی زیر
یا کا کنگ تھا جسے کنگ کاجوف کہا جاتا تھا۔ روسک میں اس
کا سکہ چلتا تھا اور یہاں ہونے والے ہر قسم کے جرائم کے پیچھے
نام لیا جاتا تھا۔

یری گڈ۔ بڑی شاندار شخصیت ہے تمہاری۔ میں تو سمجھا تھا کہ
ب آدمی ہو گے لیکن تم تو گینڈے سے بھی دو ہاتھ باہر ہو"۔
نے اندر داخل ہوتے ہی ایسے لہجے میں کہا جیسے کاجوف کی
کر رہا ہو اور کاجوف کے چہرے پر بھی ایسے ہی تاثرات ابھر
۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ قد کے لحاظ سے بھی
ٹ آدمی تھا۔

س تعریف کا شکریہ۔ میرا نام کنگ کاجوف ہے"...... اس نے
نا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں
ے باوجود کرختگی اور سختی کا عنصر نمایاں تھا۔

میرا نام گھیوف ہے لیکن تم مجھے ماسٹر بھی کہہ سکتے ہو۔ یہ

پیازوف ہے لیکن تم اسے عام طور پر مارشل کہہ سکتے ہو یہ ہلدیوف ہے اور اسے ٹائیگر کہا جاتا ہے"...... عمران نے کاجوف کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دیوہیکل کاجوف کے چہرے پر یکلخت ہلکی سی تکلیف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیا تو کنگ کاجوف نے لاشعوری طور پر ہاتھ کو جھٹکا۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم۔ تم کیا کھاتے ہو۔ تمہارا جسم دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ تم اس قدر طاقتور ہو سکتے ہو۔ لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ تم میرا ہاتھ توڑ سکتے ہو حالانکہ آج تک بڑے سے بڑا طاقتور آدمی میرے ساتھ ہاتھ ملانے کے بعد چیخنے پر مجبور ہو جاتا ہے"...... کاجوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اور ٹائیگر کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ ہی نہ بڑھایا تھا۔

"فی الحال تو غصہ کھاتا ہوں۔ بہرحال تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمارا استقبال کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سٹانگ کا کہنا تھا کہ تم اس کے گہرے دوست ہو لیکن میں سال تک سٹانگ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے تو تمہیں کبھی اس کے ساتھ نہیں دیکھا۔ کیا تم تفصیل سے اپنے بارے میں بتاؤ گے"۔ کنگ کاجوف نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ جب سے عمران نے اس کا ہاتھ دبایا تھا اس کا لہجہ اور انداز بدل گیا تھا۔

"کیا تمہیں شک ہے کہ سٹانگ نے جھوٹ بولا ہے"...... عمران نے کہا تو کاجوف بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ نہیں۔ یہ بات نہیں۔ میرا مطلب تھا کہ چلو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"۔ کاجوف نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کنگ کاجوف۔ یہاں تم جو کچھ بھی ہو سٹانگ کی وجہ سے ہو۔ اگر آج سٹانگ تمہاری سرپرستی سے ہاتھ اٹھا لے تو تمہارے دشمن تمہیں ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دیں اور تمہیں خود بھی یہ بات معلوم ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ سٹانگ کے سامنے تمہاری جو پوزیشن ہے وہی پوزیشن سٹانگ کی میرے سامنے ہے۔ میں سامنے نہیں آیا کرتا اس لئے مجھے لوگ نہیں جانتے لیکن سٹانگ اور اس کی حیثیت کے سب لوگ میرا نام سنتے ہی دہشت زدہ ہو جاتے ہیں اس لئے اب سوچ سمجھ کر مزید باتیں کرنا"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا تو کاجوف کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری۔ تم کیا پینا پسند کرو گے"...... کاجوف نے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ میری بات غور سے سن لو۔ پھر تم نے مجھے تفصیل سے جواب دینا ہے"...... عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"ہاں بتاؤ۔ میں سن رہا ہوں"...... کاجوف نے کہا۔ اس کے چہرے پر تجسس کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے گرد جو فوجی کیمپ ہے وہاں تم شر
سپلائی کرتے ہو اور بڑے افسر یہاں تمہارے کلب میں بھی آتے
جاتے رہتے ہیں اور تمہارا ان سے مستقل طور پر رابطہ رہتا ہے۔"
عمران نے کہا تو کاجوف چونک پڑا۔

"یہ بات درست ہے لیکن"...... کاجوف نے حیرت بھرے
میں کہا۔

"ابھی کوئی سوال مت کرو۔ صرف میری بات سنتے رہو۔
ایک ہی بار جواب دینا۔ سٹاگ جانتا ہے کہ میں زیر زمین دنیا
سب سے بڑا سینڈیکیٹ جسے ڈیتھ سینڈیکیٹ کہا جاتا ہے کے ایک
سیکشن کا انچارج ہوں۔ اس سینڈیکیٹ کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔
یہاں روسیاہ میں بھی اس کے گروپ اور آدمی موجود ہیں۔
سینڈیکیٹ اپنے اصولوں میں بے حد سخت ہے۔ ریڈ ٹاپ پہاڑی
ایک لیبارٹری ہے جسے ریڈ ٹاپ لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ وہاں کا ایک
سائنس دان ہے جس کا نام سارگو ہے۔ ڈاکٹر سارگو۔ یہ ڈاکٹر
پہلے کاسکو میں رہتا تھا اور ڈیتھ سینڈیکیٹ کے بڑوں میں سے
سے اس کے دوستانہ لیکن نجی تعلقات تھے۔ اس بڑے کی بہن سٹا
تھی۔ اس ڈاکٹر سارگو نے اس سے تعلقات قائم کر لئے۔ چونکہ سٹا
اس سے خوش تھی اس لئے بڑے کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ
لیکن پھر اس سائنس دان نے سٹاگی کی بجائے کسی اور لڑکی سے
تعلقات استوار کر لئے جس پر سٹاگی نے احتجاج کیا اور اسے دھمکی

س سائنس دان نے کوئی سائنسی دوا اسے کھلا کر ہلاک کر دیا۔
یہ خودکشی کی واردات لگتی تھی لیکن سینڈیکیٹ نے اس سلسلے
تحقیقات کیں اور کچھ عرصے بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ سٹاگی نے
شی نہیں کی بلکہ ڈاکٹر سارگو نے اسے زبردستی زہریلی سائنسی
کھلا کر ہلاک کیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سارگو کی موت کے احکامات
ینڈیکیٹ نے جاری کر دیئے لیکن اس دوران ڈاکٹر سارگو کو معلوم
یا کہ اس کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔ چنانچہ اس نے اعلیٰ
کے ساتھ مل کر اپنا ٹرانسفر ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں کرا لیا اور
خود پر وہ یہ سمجھ چکا کہ وہ سینڈیکیٹ کے ہاتھوں محفوظ ہو چکا ہے
سینڈیکیٹ ظاہر ہے اسے زندہ نہ چھوڑ سکتا تھا۔ چنانچہ اس حکم پر
آمد میرے سیکشن کے ذمے لگا دیا گیا۔ جب میں نے ریڈ ٹاپ
ٹری کے بارے میں تحقیقات کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ ان
ریڈ ٹاپ لیبارٹری کی حفاظت انتہائی سختی سے کی جا رہی ہے۔
کو نہ اندر جانے دیا جا رہا ہے اور نہ باہر آنے دیا جا رہا ہے۔ حتیٰ
س پورے علاقے کو نان فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے۔
ب ہے کہ کوئی ہیلی کاپٹر بغیر اجازت نہ وہاں جا سکتا ہے اور نہ آ
ہے اور یہ تو تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو گے کہ اس پہاڑی کی
ت ایسی ہے کہ اوپر بغیر کسی ہیلی کاپٹر کے کسی طرح بھی نہیں
یا سکتا۔ یہ کارروائی حکومت کی کوئی خفیہ ایجنسی کرا رہی ہے
س کارروائی کا مقصد ڈاکٹر سارگو کا تحفظ نہیں ہے بلکہ کوئی

ایکریمی ایجنٹ اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان ا
ایجنٹوں کو روکنے کے لئے یہ سب کیا جارہا ہے اور یہ انتظامات
عرصے تک جاری رہیں گے لیکن سینڈیکیٹ نے حکم دیا ہے کہ
ایک ہفتے کے اندر ڈاکٹر سارگو کو موت کے گھاٹ اتار دوں او
ہر حالت میں اس حکم پر عمل کرنا ہے ورنہ میں اور میرا پورا سیٹ
موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ سٹانگ کا تعلق بھی میرے
سے ہے۔ وہ میرا ماتحت ہے لیکن وہ براہ راست سینڈیکیٹ کے
میں ملوث نہیں رہتا البتہ سینڈیکیٹ سے تعاون کرتا ہے۔ چنانچہ
نے اسے جب اس بارے میں بتایا تو اس نے تمہارا نام لیا۔
کہنا ہے کہ تم اس سلسلے میں مدد کر سکتے ہو۔ چنانچہ اس نے تم
بات کی اور اب ہم یہاں آئے ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ
میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے۔ لیکن میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر
ہوں۔ مجھے حکم دو۔ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اب
معلوم ہو گیا ہے کہ تم کون ہو اور کیا حیثیت رکھتے ہو"......
نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں داخل ہونا ہے اور اپنے
کو ہلاک کرنا ہے اور پھر واپس آنا ہے اس طرح کہ کسی کو
بھی نہ ہو سکے۔ اب تم بتاؤ کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اچھ
سوچ کر بتاؤ اور اس تعاون کا تمہیں معاوضہ بھی دیا جائے گا

معاوضہ کہ تم یہاں کے امراء میں شمار ہونے لگ جاؤ گے"۔
نے کہا۔

"مجھے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ سینڈیکیٹ کا کام
ی میرے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو
ایک آدمی کو بلوا لوں۔ اس کا نام گارف ہے۔ یہ اس ریڈ ٹاپ
تے کا رہنے والا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی راستہ معلوم ہو"۔
نے کہا۔

"نہیں۔ یہ بات اوپن نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں بھی ان ایکریمی
نٹوں کی تلاش کے لئے حکومت اور فوج کے آدمی موجود ہوں گے
لئے یہ بات صرف ہمارے اور تمہارے درمیان رہے گی۔ اب
بات سنو۔ تم نے میرا قدوقامت دیکھ لیا ہے۔ کیا ریڈ ٹاپ
ی کے گرد فوجی کیمپ میں کوئی ایسا فوجی افسر تمہارا واقف ہے
کا روپ میں دھار سکوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ میجر ناروف بالکل آپ کے قدوقامت کا ہے اور
ں موجود بھی ہے لیکن"...... کاجوف نے چونک کر کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ تم ایسا کرو کہ
کوئی رہائش گاہ دے دو۔ ایسی رہائش گاہ جس کا علم سوائے
ے کسی اور کو نہ ہو۔ ہمیں ہمارا مطلوبہ اسلحہ بھی مہیا کر دو اور
میجر ناروف کو اپنے ساتھ لے کر وہاں آجاؤ۔ اس کے بعد تم
چلے جانا۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے اور اگر کوئی بات ہوئی

بھی ہی تو تم کہہ سکتے ہو کہ میجر ناروف واپس چلا گیا ہے"۔ عو... نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں"...... کاجوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چابی نکالی جس کے ساتھ ٹوکن موجود تھا۔

"یہاں کی اکلوتی رہائشی کالونی روسک کالونی ہے۔ اس کی کوٹھی نمبر بارہ میرا خفیہ اڈا ہے۔ صرف میرا۔ وہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جاتا اور نہ کسی کو معلوم ہے۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ بھی موجود ہے۔ یہ چابی آپ لے لیں۔ وہاں فون بھی موجود ہے اور شراب بھی۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کا تمام سامان بھی۔ میں اکثر وہاں اپنی دوست عورتوں کے ساتھ ہفتہ ہفتہ گزارتا ہوں اس لئے میں نے وہاں ہر قسم کی سہولیات مہیا کر رکھی ہیں"...... کاجوف نے چابی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایک گھنٹے بعد میجر ناروف کو لے کر وہاں آ جانا"...... عمران نے چابی لیتے ہوئے کہا اور کاجوف نے اثبات میں سر ہلا دیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ کاجوف بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر عمران مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں قطعی منفرد' انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

سپیشل نمبر

مصنف ...... مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ شیطان کی دنیا' شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا جہاں سیاہ قوتوں کا ... ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے ... دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام ... کر دیا۔ یہ منصوبہ کیا تھا ——— ؟

رعمیس ایک ایسا جادوئی زیور جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ... تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی۔ کیوں؟ وہ اس سے کیا مقصد ... کرنا چاہتا تھا

جبوتی ایک شیطانی قوت جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ... اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنت سے کسی صورت بھی نہ بچ ... کیا واقعی ایسا ہوا ——— ؟ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ———

بلیک ورلڈ جس کے مقابل عمران' جوزف' جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان ... تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر ... خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

... ورلڈ ایک ایسی پراسرار' سحر انگیز اور انوکھی دنیا جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ ... تھا۔

... ورلڈ جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں ... جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

... لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس ... گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی ... شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے۔ یا؟

... ورلڈ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے بعد آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ ... اور کیسے؟ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا۔ یا؟

... ورلڈ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی ... انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا۔ وہ طاقت کیا تھی؟

قطعی مختلف انداز کی کہانی۔ انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی
ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا

عمران سیریز
ریڈ ٹاپ

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ساگان مشن سے شروع ہونے والے سلسلے کا آخری ناول "ریڈ ٹاپ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس حصے میں وہ جدوجہد اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے جس میں عمران اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ روسیا کی ٦ ایجنسی کے جی بی جیسی انتہائی طاقتور تنظیم سے ٹکرا گیا تھا۔ اس فائل کو کے جی بی ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں محفوظ کر دیا گیا اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے جی بی ہیڈ کوارٹر سے بھی زیادہ ناقابل تسخیر سمجھی جاتی تھی اور پھر اس کی حفاظت کے لئے روسیاہ کی انتہائی خفیہ اور طاقتور ٦ ایجنسی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل لایا گیا اور پھر اس سے ٹکراؤ اس قدر خوفناک اور جان لیوا ہوتا چلا گیا کہ گزرنے والے لمحات بھی خوف سے لرز اٹھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے معیار پر ہر طرح پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ کیونکہ آپ کی آراء حقیقی میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی حسب دستور ملاحظہ کر لیجئے۔

فیصل آباد سے محمد طارق محمود بٹ لکھتے ہیں۔ "مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر اسرائیل پر لکھے گئے ناول اور ان کی

پسندیدگی کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان میں تیز رفتار ایکشن ہوتا ہے اور دوسرا اس لئے کہ ناولوں کے اختتام پر جب عمران اسرائیلی صدر کو فون کر کے دھمکی دیتا ہے اور اسرائیل جیسے ملک کا صدر جس بے بسی سے دوچار نظر آتا ہے۔ اس وقت واقعی مجھے ایسی خوشی ہوتی ہے جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ویسے میری درخواست ہے کہ اس طرح کے فل ایکشن ناول آپ ایکریمیا کے خلاف بھی لکھیں تاکہ ایکریمیا کے صدر کو بھی معلوم ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا حیثیت رکھتی ہے۔ امید ہے آپ ضرور اس پر توجہ دیں گے"۔

محترم محمد طارق محمود بٹ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ اسرائیل کے خلاف کام کرتے ہوئے نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں کے جذبات شدید ہوتے ہیں بلکہ ان ناولوں کو پڑھتے ہوئے قارئین کے جذبات بھی انتہائی شدید ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ناولوں میں ایکشن کی روانی کا احساس ہوتا ہے۔ جہاں تک آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو محترم ایکریمیا کے اعلیٰ حکام تو پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ اس لئے جب بھی ایکریمیا کو کوئی بین الاقوامی سیکرٹ سروس بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس میں شامل ہونے کی درخواست کرتے ہیں۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

میرپور آزاد کشمیر سے ذوالفقار علی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں اور میرے تمام دوستوں کو بھی آپ کے ناول پڑھنے کا کریز ہے۔ البتہ ایک بات میں آپ کے توسط سے ان دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں جو لائبریری سے کرائے پر ناول لے کر پڑھتے ہیں کہ وہ نشانی کے طور پر ناول کے صفحے کو موڑ دیتے ہیں۔ جس سے کتاب کا حسن ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ انہیں سمجھائیں کہ وہ کوئی کاغذ نشانی کے طور پر وہاں رکھ سکتے ہیں یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ ناول میں فیتہ لگایا کریں تاکہ نشانی کے طور پر فیتہ رکھا جا سکے۔ امید ہے آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم ذوالفقار علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے یہ واقعی بے حد اہم ہے۔ صفحات کے کونوں کو بار بار موڑنے سے نہ صرف کتاب کا حسن باقی نہیں رہتا بلکہ بعض اوقات صفحات پھٹ بھی جاتے ہیں۔ اس لئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ کتاب کا صفحہ موڑنے کی بجائے وہاں کسی کاغذ کی چٹ نشانی کے طور پر رکھ دی جائے۔ جہاں تک فیتے کا تعلق ہے تو فیتہ لگانے سے ظاہر ہے خرچہ بھی بڑھ جائے گا اور اس طرح کتاب کی قیمت میں مزید اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ نشانی کے طور پر وہاں کوئی کاغذ کا ٹکڑا رکھ کر فالتو خرچے سے جہاں تک ہو سکے بچا جائے تاکہ قارئین پر مزید بوجھ نہ پڑے۔ امید ہے آپ

آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کھیوہ شریف تحصیل منڈی بہاؤالدین سے نوید ارشد لکھتے ہیں۔ " میں نے ابھی حال ہی میں آپ کے ناول پڑھنے شروع کئے ہیں لیکن ایک سوال میرے ذہن میں بار بار ابھرتا ہے کہ آخر عمران کے جسم میں اس قدر طاقت کہاں سے آ گئی ہے کہ وہ اچھے اچھے بہادروں کو کر دور پھینک دیتا ہے۔ کیا وہ کوئی خاص غذا استعمال کرتا ہے۔ ا ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم نوید ارشد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے شکریہ۔ عمران کوئی مخصوص غذا استعمال نہیں کرتا لیکن وہ خصوصی ورزشوں کا عادی ضرور ہے اور انہی ورزشوں نے ہی اس کے جسم کو فولاد میں ڈھال دیا ہے۔ دوسری طاقت اس کا صالح کردار ہے۔ صالح کردار بھی انسان کو نہ صرف روحانی اور ذہنی طور پر طاقتور بنا دیتا ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی انسان بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ہمیشہ مثبت خیالات ہی آتے ہیں اور خیالات کے اثرات بہرحال انسانی جسم پر ضرور ہوتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔

ساہیوال سے محمد خباب جدی لکھتے ہیں۔ " آپ کا ناول " پرل پائریٹ " بے حد پسند آیا ہے۔ اس میں روزی راسکل کا کردار انتہائی شاندار ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل کر لیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کر لیں

محترم محمد خباب جدی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے روزی راسکل کو پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کرنے کی فرمائش کی ہے تو محترم ابھی تک عمران کو تو پاکیشیا ٹ سروس میں شامل نہیں کیا گیا اور ٹائیگر تو پھر عمران کا شاگرد ہے روزی راسکل تو پھر روزی راسکل ہے اور دوسری بات یہ کہ ل کو کیسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ امید آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں

سرگودھا سے میاں محمد شہزاد لکھتے ہیں۔ " آپ کا ناول " کاسمک واقعی شاہکار ناول ہے اور اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق لیکن ناول کے ایک صفحے پر آپ نے لکھا ہے کہ ایکریمیا میں کار ہے سے زیادہ افراد سوار نہیں ہو سکتے جبکہ چند صفحات پر آپ نے ور سمیت پانچ افراد سوار دکھائے ہیں۔ کیا آپ وضاحت کریں

محترم میاں محمد شہزاد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے لیکن اصل معاملہ یہ کہ کار میں چار افراد سے مطلب ڈرائیور سے ہٹ کر چار افراد تھا۔ ور تو ظاہر ہے ڈرائیور ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ڈرائیور سمیت پانچ د میں سوار ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ امید ہے اب

بخوبی وضاحت ہو گئی ہوگی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی پور سے تہمینہ انجم لکھتی ہیں۔" میں آپ کے خاموش ق
میں سے ایک ہوں۔ لیکن آپ کے ناول " فائنل فائٹ " کے انجا
مجھے خاموشی توڑنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس قدر شاندار ناول ک
آپ نے جس انداز میں کیا ہے وہ مجھے پسند نہیں آیا۔ گو آپ نے
طور پر اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بات بن
نہیں۔ اس سے لگتا ہے کہ اب آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اس
یہی ہے کہ آپ کوئی شاگرد رکھ لیں۔ امید ہے آپ مشکبار
کوئی ناول لکھیں گے"۔

محترمہ تہمینہ انجم صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
شکریہ۔ جہاں تک اس کے انجام کا تعلق ہے تو جو کچھ آپ نے لکھا
وہ واقعی درست ہے کیونکہ سائنس ایک ایسا سبجیکٹ ہے جس
اعتراض کی گنجائش بہرحال رہتی ہے اور یہی سائنس کے آگے بڑھنے
راز ہے کہ اس پر اعتراض ہوتے رہتے ہیں اور مزید ریسرچ جاتی
ہے۔ اس لیبارٹری کا انجام بھی سائنسی طور پر ہی ہوا ہے اور
اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ ہاں، اگر اس کا انجام میزائلوں اور بمو
ہوتا تو پھر ظاہر ہے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہ رہتی۔ بہرحال
خوشی ہے کہ آپ نے جو کچھ محسوس کیا وہ لکھ دیا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم

میجر اسٹاف جسے یہاں میجر بلیک کہا جاتا تھا ریڈ ٹاپ کیمپ کے
ئی حصے میں بنے ہوئے کیبن میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ ایک
وجی کیپٹن بھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میجر بلیک کے ہاتھ میں ایک
نقشہ تھا اور وہ اسے غور سے دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک کیبن
کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا کارڈلیس فون تھا۔

"کرنل ریڈ کی کال ہے سر آپ کے لئے"...... آنے والے نے کہا
ور کارڈلیس فون مؤدبانہ انداز میں اس نے میجر بلیک کی طرف بڑھا

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ اب یہ فون میرے پاس رہے گا"۔ میجر
بلیک نے کہا تو فون لے آنے والا فوجی تیزی سے مڑا اور باہر چلا گیا۔
میجر بلیک نے فون کی سائیڈ پر موجود بٹن دبایا تو ایک چھوٹا سا بلب

جل اٹھا۔

"میجر بلیک بول رہا ہوں"....... میجر بلیک کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کرنل ریڈ فرام دس اینڈ"....... دوسری طرف سے کرنل کا تیز
کی سخت آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ حکم سر"....... میجر بلیک نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"تم نے ریڈ ٹاپ کے گرد کتنے علاقے میں چیکنگ کا انتظام
رکھا ہے"....... کرنل ریڈ نے کہا۔

"تقریباً سو کلو میٹر کے دائرے میں ہمارے آدمی موجود ہیں"۔ میجر
بلیک نے جواب دیا۔

"روسک شہر کو بھی کور کیا ہے تم نے یا نہیں"....... کرنل ریڈ
نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہاں کے بارے میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں سے
فوجی روسک شہر آتے جاتے رہتے ہیں اور خاص طور پر وہاں کا ایک
کلب جسے ریڈ کلب کہا جاتا ہے اور جس کا مالک کاجوف نامی معروف
غنڈہ ہے۔ وہاں ہمارے کیمپ کے فوجی جاتے ہیں اس لئے میں نے
خصوصی طور پر وہاں اپنے سیکشن کے دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگائی ہے۔
اس کے علاوہ پڑتال کرنے پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ کیمپ کا ایک میجر
ناروف ان دنوں چھٹی پر ہے اور وہ بھی اس ریڈ کلب میں ہی رہائش
پذیر ہے۔ میں نے خصوصی طور پر اس کی نگرانی کا بھی حکم دیا ہے۔

ت بھی جاری کر دیئے ہیں کہ جب بھی میجر ناروف واپس
ے نہ صرف خصوصی طور پر چیک کیا جائے بلکہ ڈیوٹی جائن
ے پہلے وہ مجھ سے مل لے تاکہ میں اس کے بارے میں پوری
مئن ہو سکوں"....... میجر بلیک نے جواب دیا۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس میجر
ے یہاں کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کر
کرنل ریڈ نے کہا۔

کر بھی لیں گے تو بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ
نے یہاں چارج سنبھالا اور یہاں خصوصی انتظامات کرائے
روف چھٹی پر تھا۔ اسے ان انتظامات کا سرے سے علم ہی
ے جبکہ عام کیمپ کے بارے میں اگر وہ کچھ بتائے گا بھی تب بھی
ے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اور دوسری بات یہ کہ اس کی
گی ہو رہی ہے۔ اگر یہ لوگ اس سے ملیں گے تو وہ ہمارے
میں آجائیں گے اور پھر ہم انہیں دوسرا سانس بھی نہ لینے دیں
میجر بلیک نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یہ اطلاع ملی تھی اس لئے میں نے تم سے
شہر کے بارے میں پوچھا تھا"....... دوسری طرف سے کہا گیا
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میجر بلیک نے فون آف کیا
بار پھر وہ سامنے موجود نقشے پر جھک گیا لیکن ابھی اسے نقشہ
ے مزید چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ فون کی مترنم گھنٹی بج

اٹھی تو میجر بلیک بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے
اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ میجر بلیک بول رہا ہوں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"کیپٹن سٹار بول رہا ہوں باس۔ روسک سے"......
طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ میجر بلیک کے
آدمی تھا جس کا اصل نام تو کچھ اور تھا لیکن اس مشن کے
کرنل کازن اور میجر اسٹاف نے اپنے نام بدل لئے تھے اسی طرح
نے اپنے خاص ساتھیوں کے بھی کوڈ نام رکھ لئے تھے اور
اس آدمی کا کوڈ نام تھا۔ میجر بلیک نے اسے روسک شہر
کے لئے تعینات کیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا جس
نام اسکائی تھا۔

"کیا کوئی خاص بات ہے"...... میجر بلیک نے چونک کر

"باس۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے"۔
طرف سے کہا گیا تو میجر بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیسے۔ جلدی تفصیل بتاؤ"...... میجر بلیک
لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں ریڈ کلب میں موجود تھا کہ تین مقامی
آئے۔ وہ کاؤنٹر پر جا کر وہاں کے کاؤنٹر مین سے بات چیت
چونکہ ان کی تعداد تین تھی اور پھر ان کے قدوقامت بھی
انداز کے تھے اس لئے میں ویسے ہی کاؤنٹر کے قریب جا کر

ہو گیا۔ ان میں سے ایک آدمی اس کاؤنٹر مین سے مزاحیہ باتیں
تھا۔ آپ نے عمران کی یہ نشانی بتائی تھی کہ وہ مزاحیہ باتیں
عادی ہے اس لئے مجھے شک پڑ گیا لیکن میں خاموش رہا۔ پھر
ریڈ کلب کے مالک کنگ کاجوف کے آفس میں چلے گئے۔
اپروچ سے باہر تھا اس لئے میں ان کی واپسی کا انتظار کرتا
واپس آئے اور باہر چلے گئے۔ باہر اسکائی موجود تھا۔ میں
کو ہدایت کر دی کہ وہ ان تینوں کی نگرانی کرے اور میں
شک کا اظہار بھی کر دیا جبکہ میں خود وہیں ریڈ کلب میں ہی
پھر اچانک مجھے معلوم ہوا کہ میجر ناروف یہاں موجود
نشے میں دھت نظر آ رہا تھا اور کنگ کاجوف کے ساتھ
ہوئے انداز میں کلب سے باہر جا رہا تھا۔ میں میجر ناروف
میں جاتے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اسی لمحے اسکائی کی مجھے
کہ یہ تینوں آدمی پیدل چلتے ہوئے روسک کالونی کی
بارہ میں گئے ہیں۔ کوٹھی کو باہر سے تالا لگا ہوا تھا جو انہوں
اور اب وہ تینوں اس کوٹھی کے اندر ہیں۔ میں نے میجر
کنگ کاجوف کا تعاقب کیا تو باس یہ دونوں بھی اسی
گئے ہیں جہاں وہ تینوں ایجنٹ موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر
کاجوف اکیلا واپس چلا گیا جبکہ میجر ناروف اس کوٹھی میں
...... کیپٹن سٹار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ۔ اس کوٹھی کی نگرانی کرو

لیکن خیال رکھنا یہ انتہائی ہوشیار لوگ ہیں۔ ان کو نگرانی کا علم
ہونا چاہئے"...... میجر بلیک نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہم پہلے ہی محتاط ہیں"...... کیپٹن سٹار نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"پتہ دوبارہ بتاؤ"...... میجر بلیک نے کہا۔
"روسک میں ایک ہی کالونی ہے باس۔ روسک کالونی۔
کوٹھی نمبر بارہ"...... کیپٹن سٹار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سنو۔ جب میجر ناروف اس کوٹھی سے باہر جائے تو تم
ایک نے اس کی انتہائی احتیاط سے نگرانی کرنی ہے اور اگر وہ
کی طرف آئے تو تم نے مجھے فوراً اطلاع دینی ہے اور میجر کے
علاوہ وہاں موجود افراد کی بھی تم نے مسلسل نگرانی
تمہارے پاس سٹام الیون تو موجود ہو گا"...... میجر بلیک نے
"یس سر ہے لیکن سر۔ اگر اسے استعمال کیا گیا تو اس کی
چمک سے یہ لوگ کہیں نگرانی سے واقف نہ ہو جائیں"
سٹار نے کہا۔
"تم اسے اس انداز میں استعمال کرو کہ ریز سورج کی
سمت میں ہوں۔ پھر یہ چیک نہ ہو سکے گا اور اس طرح تم
فاصلے سے نگرانی بھی کر سکو گے کیونکہ مجھے خطرہ ہے
لوگوں نے نگرانی چیک کر لی تو پھر یہ غائب ہو جائیں گے
سٹام الیون استعمال کرو"...... میجر بلیک نے کہا۔

"یس باس۔ لیکن میرا تو خیال ہے باس کہ اس کوٹھی کے اندر
بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کے بعد اندر جا کر انہیں
ہلاک کر دیا جائے۔ کیا یہ زیادہ بہتر نہیں رہے گا"...... کیپٹن سٹار
نے کہا۔
"اوہ نہیں۔ وہ اتنی آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔ ان کے
ذہن میں یہ ساری باتیں ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے
اس سلسلے میں پہلے ہی کوئی احتیاطی تدابیر کر رکھی ہوں۔ میں انہیں
اس جگہ پر گھیرنا چاہتا ہوں کہ وہ کسی طرح بچ نہ سکیں"...... میجر
بلیک نے کہا۔
"ٹھیک ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"انتہائی محتاط رہنا۔ معمولی سا رسک یا جلد بازی مت کرنا"۔
میجر بلیک نے کہا۔
"یس باس۔ میں سمجھتا ہوں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا
اور میجر بلیک نے فون آف کر دیا۔
"کیپٹن رسکاف"...... میجر بلیک نے سامنے بیٹھے ہوئے کیپٹن
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس سر"...... کیپٹن رسکاف نے چونک کر سیدھے ہوتے
ہوئے کہا۔
"چیف سیکورٹی آفیسر کو بلاؤ"...... میجر بلیک نے کہا۔
"یس سر"...... کیپٹن رسکاف نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی

سے مڑ کر باہر چلا گیا۔
"اب تمہیں پتہ چلے گا عمران کہ تم کس کے ساتھ ٹکرائے ہو"۔
میجر بلیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوجی کیپٹن
اندر داخل ہوا۔ یہ کیمپ کا چیف سیکورٹی آفیسر تھا۔ اس نے اندر آ کر
میجر بلیک کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔
"میجر ناروف کو جانتے ہو"...... میجر بلیک نے کہا۔
"یس سر۔ وہ ہماری رجمنٹ کے میجر ہیں سر"...... چیف سیکورٹی
آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میجر ناروف کب واپس آ رہے ہیں"...... میجر بلیک نے پوچھا۔
"سر۔ آج شام ان کی واپسی ہے"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے
جواب دیا۔
"اوکے۔ تمہیں پیغام مل چکا ہے ان کے بارے میں"...... میجر
بلیک نے کہا۔
"یس سر۔ ان کی چیکنگ خصوصی طور پر کرانی ہے اور پھر انہیں
آپ کے پاس بھجوانا ہے"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔
"اوکے۔ جاؤ"...... میجر بلیک نے کہا تو چیف سیکورٹی آفیسر
سیلوٹ مار کر واپس چلا گیا۔
"سر۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ میجر ناروف مشکوک ہیں"۔ کیپٹن
رسکاف نے کہا۔
"تم نے کال نہیں سنی۔ میجر ناروف ان پاکیشیائی ایجنٹو

موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہاں آنے والا خود میجر ناروف
ہو گا بلکہ اس کے میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہو گا"۔ میجر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"لیکن سر۔ اگر وہ میجر ناروف کے میک اپ میں یہاں آ بھی
گئے تب بھی وہ یہاں کیا کر سکتے ہیں۔ نہ ہی وہ پہاڑی پر چڑھ سکتے
اور نہ یہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر لیبارٹری جا سکتے ہیں"۔ کیپٹن
نے کہا۔
"یہاں اور لیبارٹری پر کرنل ریڈ کے احکامات کو فالو کیا جاتا
اگر میجر ناروف یہاں پہنچ کر کرنل ریڈ کا روپ دھار لے یا
سے انداز میں وہ کرنل ریڈ کی آواز میں نو فلائی زون کے احکامات
کینسل کر دے تب پھر کیا ہو گا"...... میجر بلیک نے کہا۔
"اوہ۔ یس سر۔ آپ واقعی گہرائی میں سوچتے ہیں"...... کیپٹن
نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔
"ہماری تربیت ہی اس انداز میں کی جاتی ہے۔ بہرحال اب تم
تم نے بھی انتہائی محتاط رہنا ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔
"یس سر"...... کیپٹن رسکاف نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے
چلا گیا۔

"باس۔ آپ میجر ناروف کے میک اپ میں وہاں جا کر کیا کریں
گے"...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ تینوں اس وقت روسک کالونی کی
کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھے جو انہیں ریڈ کلب کے
کنگ کاجوف نے دی تھی۔ میجر ناروف کو کنگ کاجوف یہاں
گیا تھا اور پھر عمران نے اس سے کیمپ اور وہاں کے انتظامات
بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے بے ہوش
کے ایک عقبی کمرے میں ڈلوا دیا تھا۔

"تم خود سوچو کہ میں ایسا کیوں سوچ رہا ہوں"...... عمران
کہا۔

"آپ شاید میجر ناروف کے روپ میں کیمپ انچارج کرنل
کو کور کرکے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچنا چاہتے ہیں"۔
نے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ میجر ناروف نے ہی بتایا ہے کہ ریڈ
لیب لیبارٹری کی سیکورٹی بھی کیمپ کا سیکشن ہی کرتا ہے اور کیمپ
فوجی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں اس لئے کیمپ انچارج کی مدد سے
اس طرح مکمل کیا جا سکتا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ
عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔
کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"سامنے کھڑکی کے شیشے پر میں نے سنام ایلون ریز کو لہراتے
دیکھا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہماری نگرانی ہو رہی ہے"۔ عمران
پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سنام ایلون ریز۔ کیا مطلب"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"اوہ باس۔ اگر سنام ایلون ریز سے نگرانی ہو رہی ہے تو نگرانی
والا یہاں سے کافی فاصلے پر ہو گا"...... ٹائیگر نے چونک کر

"لیکن یہ جھلملاہٹ تو مسلسل نظر آنی چاہئے تھی جبکہ ایسا صرف
لمحے کے لئے ہوا ہے۔ کیا مطلب"...... عمران نے ہونٹ
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے بیرونی
کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اور تنویر بھی اس کے پیچھے تھے۔
برآمدے میں پہنچ کر عمران آگے بڑھ گیا اور پھر اس نے پورچ میں
کار کے سائیڈ مرر کو ہاتھ سے مختلف اینگلز پر ایڈجسٹ کرنا

شروع کر دیا۔ وہ اسے مسلسل گھما گھما کر دائیں بائیں اور اوپر نیچے
رہا تھا۔ پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے ساتھ
کھڑے تھے اور انہوں نے بھی سائیڈ مرر پر ریز کی چمک کو تھرتھراتے
ہوئے دیکھ لیا تھا۔ یہ چمک اب مسلسل نظر آ رہی تھی۔
خاموش کھڑا سائیڈ مرر پر تھرتھراتی ہوئی ریز کی چمک کو دیکھتا رہا۔
وہ ایک طویل سانس لے کر مڑا۔

"ٹائیگر تم تنویر کے ساتھ عقبی طرف سے جاؤ۔ یہ شخص جو
الیون سے ہماری چیکنگ کر رہا ہے وہ نائنٹی اینگل پر تقریباً
کلو میٹر کے فاصلے پر تقریباً پچیس فٹ کی بلندی پر موجود ہے۔ تم
اسے ٹریس بھی کرنا ہے اور اسے بے ہوش کر کے یہاں لے آ
تاکہ اس سے حالات معلوم کئے جا سکیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ضروری نہیں کہ وہ اکیلا ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جب تک وہ کور نہ ہو جائے اس وقت تک ہم
اور پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے ورنہ وہ ظاہر ہے دوسرے ساتھیو
اطلاع دے دے گا اور دوسری بات یہ کہ ہم تینوں اسے نظر
ہوں گے اس لئے اب تم کار لے جاؤ میں اندر رہوں گا۔ کہ
جانے سے دوسرا کوئی آدمی لازماً تمہارا تعاقب کرے گا جبکہ چیک
کرنے والا آدمی میری وجہ سے یہیں متوجہ رہے گا اور تیسری بات
کہ ہمارے یہاں اس طرح اکٹھے ہونے اور سائیڈ مرر کو ایڈجسٹ
کرنے کو بھی وہ چیک کر رہا تھا اس لئے اگر تم کار لے گئے

ممتن ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر نے اثبات
ے سر ہلا دیئے اور پھر ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ تنویر
ۂ نیڈ سیٹ پر اور عمران مڑ کر پھاٹک کھولنے چلا گیا۔ ٹائیگر نے کار
ٹارٹ کی اور پھر کار کو بیک کر کے اسے پھاٹک کی طرف لایا اور پھر
لے کر باہر چلا گیا تو عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر اطمینان
ے چلتا ہوا واپس اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کا ذہن
لے کی زد میں تھا کیونکہ جس قدر جدید آلے سے یہ چیکنگ اور
ڈی کی جا رہی تھی ایسا صرف ایجنسی کے افراد ہی کر سکتے ہیں۔
کاجوف یا اس کا کوئی آدمی ایسا نہیں کر سکتا اور اگر یہ نگرانی
یجنسی کے آدمی کر رہے ہیں تو وہ خاموش کیوں ہیں۔ انہیں تو
تب اس کوٹھی کو یا تو میزائلوں سے اڑا دینا چاہئے تھا یا کم از کم
بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینی چاہئے تھی۔ وہ یہی
ئے سوچتا ہوا واپس کمرے میں آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے
ھیں بند کر لیں اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ پھر تقریباً نصف
ٹے بعد اسے کار کے ہارن کی مخصوص آواز دور سے سنائی دی تو
ے تیزی سے اٹھا اور کمرے سے نکل کر پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا
یہ اس نے پھاٹک کھولا تو ٹائیگر کار اندر لے آیا۔ ٹائیگر نے کار
یہ جی لے جا کر پورچ میں روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اترے تو
ئے عمران پھاٹک بند کر کے واپس مڑا۔

کیا ہوا"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک لاش اور ایک بے ہوش آدمی کار میں موجود ہے"۔ تنو
نے جواب دیا۔

"لاش۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کار کی نگرانی کرنے والے کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔
ٹائیگر دوسرے آدمی کو بے ہوش کر کے تیسری منزل کے ایک فیب
سے فائر ڈور کے ذریعے لے آیا تھا"...... تنویر نے جواب دیا۔
دوران ٹائیگر نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک آدمی کو کھینچ کر
نکالا اور پھر کاندھے پر اٹھا لیا۔

"یہ آدمی سٹام ایبون سے چیکنگ کر رہا تھا باس۔ میں نے
بے ہوش کر دیا ہے اور سٹام ایبون بھی ساتھ ہی لے آیا ہوں۔
تنویر صاحب نے نگرانی کرنے والے کو ہلاک کر دیا ہے۔ ایک مو
تنویر صاحب اتر گئے تھے اور میں کار لے کر آگے چلا گیا۔ پھر جب تنو
صاحب کی ہدایت پر میں واپس آیا تو تنویر صاحب اس آدمی کی کا
ٹائر برسٹ کر کے اسے گولی مار چکے تھے"...... ٹائیگر نے باقاعدہ
رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تنویر نے درست اقدام کیا ہے۔ اصل آدمی یہ
ایبون استعمال کرنے والا ہی ہے۔ بہرحال تنویر اب تم نے باہر
نگرانی کرنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے اور ساتھی بھی ہوں"۔
عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ شاید اس لئے
عمران نے اس کے اس اقدام کی تعریف کر دی تھی۔

"ٹھیک ہے"...... تنویر نے کہا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا
عمران ٹائیگر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اندرونی
کو بڑھ گیا۔

"اسے کرسی پر ڈال دو اور کوئی رسی تلاش کر کے لے آؤ"۔ عمران
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے کاندھے پر موجود بے
آدمی کو بازوؤں والی کرسی پر ڈال دیا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا
عمران نے آگے بڑھ کر اس آدمی کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ پھر
کی ایک چھوٹی جیب سے ایک بیج نکلا تو عمران یہ بیج دیکھ کر بے
چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
روسیاہی زبان میں لفظ گراؤ مخصوص انداز میں لکھا ہوا تھا جبکہ
نے سنا ہوا تھا کہ گراؤ روسیاہ کی خفیہ ایجنسی ہے جسے انتہائی
رکھا جاتا ہے اور وہ غیر ملکی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کا کام کرتی
آج تک اس کا کبھی اس سے ٹکراؤ نہ ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ تو گراؤ ہمارے پیچھے ہے"...... عمران نے بیج کو ایک
رکھتے ہوئے کہا۔ اس بے ہوش آدمی کے سر پر ابھرا ہوا گومڑ بتا
کہ ٹائیگر نے اس کے سر پر چوٹ لگا کر اسے بے ہوش کیا ہے۔
مڑ کر سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر اندر
ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا رسی کا بنڈل موجود تھا۔

"باس۔ اس کی میں نے تلاشی لی تھی۔ اس کی جیب سے مشین
ملا ہے اور ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نما فون نکلا ہے"۔

ٹائیگر نے رسی کا بنڈل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے جیبوں سے مشین پسٹل اور ایک جدید ساخت کا چھوٹا سا
فون پیس نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"سٹام الیون کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ تو کار میں ہے۔ لے آؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ بعد میں لے لیں گے۔ چلو اسے باندھ دو"...... عمران
نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسی کا بنڈل اٹھایا اور
اس کی مدد سے اس آدمی کو کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔ عمران
اس دوران اس فون کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے
پر رکھ دیا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ تم نے اسے بے ہوش کیسے کیا تھا"۔ عمران
نے کہا۔

"باس۔ میں نے آپ کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق چیکنگ
کی تو مجھے ایک رہائشی پلازہ ہی اس نقشے پر پورا اترتا نظر آیا۔ اس
تیسری منزل کے ایک فلیٹ کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ جبکہ تیسری
منزل کے باقی تمام فلیٹوں کی کھڑکیاں بند تھیں۔ میرا اندازہ تھا کہ
یہی فلیٹ ہو سکتا ہے جہاں سے سٹام الیون کے ذریعے ہماری چیکنگ
کی جا رہی ہے۔ میں نے باہر سے اندازہ لگا لیا کہ وہ فلیٹ تیسری
منزل کا کوئی فلیٹ ہے اور پھر میں پلازہ کے اندر سے سیڑھیاں چڑھ
کر تیسری منزل پر پہنچا۔ میں نے اس فلیٹ کے دروازے پر دباؤ ڈالا

زہ اندر سے بند نہ تھا۔ دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔ میں اندر
خل ہوا۔ راہداری سے سائیڈ روم نظر آ رہا تھا اور اس کی بیرونی
کی کے سامنے یہ آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر اس نے
ام الیون کی مشین رکھی ہوئی تھی جس کی سکرین روشن تھی اور
پر ہماری اس کوٹھی کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ آدمی چیکنگ
اس قدر محو تھا کہ اسے احساس تک نہ ہوا اور پھر میں نے عقب
اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مارا اور پھر یکے بعد دیگرے دو
یہ ضربیں لگائیں تو یہ بے ہوش ہو گیا۔ میں نے اس کی تلاشی لی
پھر باہر جا کر فائر ڈور اور فائر سیڑھیاں چیک کیں۔ اس کے بعد
نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور سیڑھیوں سے اتار کر کار کے
ندر ڈال دیا۔ پھر میں نے واپس جا کر سٹام الیون اٹھا کر اسے پیک
اور پھر اسے بھی لا کر کار میں رکھا۔ اس کے بعد ہم واپس آ گئے۔
ہم نے اس دوران نگرانی کا بھی خاص خیال رکھا"...... ٹائیگر
پوری تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران
کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں
ھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں
ت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ
ئے اور پیچھے ہٹ گیا۔

"س کے عقب میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ تربیت یافتہ آدمی

ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر آگے بڑھا اور پھر اس آدمی کے عقب
میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے کرسی اٹھا
اس آدمی کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھی اور دوبارہ بیٹھ گیا۔ اس کے
ساتھ ہی اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک لمبا اور تیز دھار خنجر
نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر
ہی رہ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ یہ میں یہاں کیسے پہنچ گیا۔ کیا مطلب"......
آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم سٹام الیون سے چیکنگ کر رہے تھے لیکن تمہیں شاید یہ
نہیں ہے کہ اس کی ریز شیشے پر مخصوص چمک ڈالتی ہے"......
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم تھا اور میں اسی لئے اسے سورج کی مخالف سمت سے
استعمال کر رہا تھا۔ پھر تم نے کیسے چیک کر لیا"...... اس آدمی
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی یہ احتیاط کر رہے تھے۔ لیکن ایک بار شاید تم نے
دائیں سائیڈ پر ایڈجسٹ کیا تو یہاں کھڑکی کے شیشے پر ریز کی چمک
تھرتھرائی اور پھر میں نے کار کے سائیڈ مرر سے چیکنگ کر کے

۔ تم کتنے فاصلے پر، کتنی بلندی پر اور کس اینگل پر موجود ہو اور
کے بعد تم بے ہوش ہو کر یہاں پہنچ گئے۔ البتہ تمہارے ساتھی
آف کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو اس آدمی نے بے اختیار
طویل سانس لیا۔

تم واقعی بہت ذہین ہو۔ ہماری توقع سے بھی زیادہ ذہین"۔ اس
نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"تم اپنا نام بتاؤ تاکہ بات چیت میں آسانی ہو جائے"۔ عمران

میرا نام ستار ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

اصل نام بتاؤ۔ یہ ستار وغیرہ کے کوڈ نام مجھے پسند نہیں ہیں"۔
کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

یہی اصل نام ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

میں تمہارا لحاظ اس لئے کر رہا ہوں کہ تمہارا تعلق گراڈ سے
سیکرٹ ایجنسی ہے اور تم عام مجرم نہیں ہو ورنہ اب تک
آنکھیں باہر آ چکی ہوتیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

تم۔ تم کیسے جانتے ہو"...... اس آدمی نے چونک کر کہا۔

تمہاری جیب سے تمہارا بیج برآمد ہوا ہے"...... عمران نے
دیا۔

میرا اصل نام کیپٹن مثاف ہے لیکن اب کوڈ نام ستار ہے"۔
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب بہتر یہی ہے کہ تم مجھے سب کچھ بتا دو کہ تم نے کس طرح ہمارا سراغ لگایا اور کیوں صرف نگرانی کر رہے تھے اور تم یہاں کیوں موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ میں مزید کچھ نہیں بتا سکتا"...... مثاف نے صاف دو ٹوک لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے کمرہ مثاف کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مثاف کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا نکل کر باہر آ گرا تھا۔ اس کی آنکھ سے خون اور مواد نکل کر اس کے چہرے پر پھیل گیا تھا۔ وہ چیخ بھی رہا تھا اور اپنے سر کو دائیں بائیں بھی مار رہا تھا۔

"اب اگر تم نے یہی جواب دیا تو تمہاری دوسری آنکھ بھی نکل جائے گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں۔ بتا دیتا ہوں"...... مثاف نے رک رک کر اور انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ بتا دو۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ"...... عمران کا لہجہ اسی طرح انتہائی سرد تھا۔

"میرا نام مثاف ہے اور میرا تعلق گراڈ سے ہے۔ گراڈ کے چیف کرنل کازن اور میجر اسٹاف بھی یہاں کیمپ میں موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے کوڈ نام رکھے ہوئے ہیں۔ کرنل کازن نے کرنل ریڈ اور میجر اسٹاف نے میجر بلیک۔ میرا کوڈ نام سٹار اور میرے ساتھی کا

سکائی ہے۔ ہمیں یہاں روسک میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش پر بھیج دیا گیا اور خاص طور پر ریڈ کلب کی نگرانی ہمارے ذمے تھی البتہ وہاں کیمپ کے فوجی افسران آتے جاتے رہتے ہیں"۔ مثاف نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے اور اس نے عمران پر پڑنے والے شک سے لے کر میجر بلیک سے ہونے والی بات چیت اور چیکنگ تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"کیا گراڈ نے فوجی کیمپ کا انتظام سنبھال کر خصوصی اقدامات کئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ریڈ لیبارٹری کے ارد گرد کے علاقے کو نو فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی مشینری نصب کی گئی ہے کہ پہاڑی پر چلنے والا چوہا بھی نہ صرف چیک ہو سکے بلکہ اسے نشانہ بھی بنایا جا سکے اور ارد گرد کے تمام علاقوں میں تمہاری تلاش کے لئے آدمی پھیلا دیئے گئے ہیں"...... مثاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب احکامات کس کے تسلیم کئے جاتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کرنل ریڈ کے"...... مثاف نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مزید کچھ پوچھتا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اس کا منہ بند کر دو ٹائیگر"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر جو اس کے عقب میں موجود تھا اس نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا سر پکڑ لیا۔ عمران نے

فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔
"کیپٹن ستار بول رہا ہوں"...... عمران نے مثاف کی آو
لہجے میں کہا۔
"تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ کیوں"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔
"نگرانی جاری ہے۔ میجر ناروف اور وہ تینوں پاکیشیائی
اس کوٹھی میں موجود ہیں۔ میجر ناروف کو بے ہوش کر کے
کمرے میں لٹا دیا گیا ہے۔ پہلے اس سے باتیں کرتے رہے
لوگ"...... عمران نے کہا۔
"ان میں سے کسی نے اپنا میک اپ تو تبدیل نہیں کیا"
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"نو سر"...... عمران نے جواب دیا۔
"تمہارا ساتھی کہاں ہے"...... اچانک دوسری طرف سے
کر پوچھا گیا۔
"اسکائی بھی نگرانی کر رہا ہے باس"...... عمران نے جواب
لیکن وہ دوسری طرف سے چونکنے پر سمجھ گیا تھا کہ اس نے سر
اسے چونکا دیا ہے"...... شاید یہ مثاف اس کو سر نہیں کہتا تھا۔
"اوکے۔ نگرانی جاری رکھو"...... دوسری طرف سے کہا
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون بند کر دیا
کے ساتھ ہی ٹائیگر نے مثاف کے منہ اور سر سے ہاتھ ہٹا لئے۔

"تم۔ تم جادوگر ہو شاید"...... مثاف نے انتہائی حیرت بھرے
میں کہا۔
"تم میجر بلیک کو کیا کہتے ہو۔ سر یا باس"...... عمران نے کہا۔
"دونوں کہتا ہوں۔ کبھی سر اور کبھی باس"...... مثاف نے
دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن جب میں نے اسے سر کہا تو وہ چونک پڑا تھا۔ اس کے لہجے
شک کی پرچھائیاں اتر آئی تھیں۔ اس کی وجہ"...... عمران نے
لہجے میں پوچھا۔
"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو اسے دونوں طرح پکارتا
"...... مثاف نے جواب دیا۔
"میجر بلیک کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"مجھے اس کے موجودہ حلیئے کا علم نہیں ہے"...... مثاف نے کہا
عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا مطلب۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ اندھا پن تمہارے لئے کوئی
اہمیت نہیں رکھتا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو مثاف
بے اختیار کانپ اٹھا۔
"مم۔ مم۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میجر
بلیک نے مجھے کاسکو سے روسک میں براہ راست بھجوایا تھا اور اس
کا کہنا تھا کہ وہ کیمپ میں میک اپ کر کے جائے گا۔ اسی طرح
کرنل جو کرنل ریڈ کہلاتا ہے وہ بھی میک اپ میں وہاں جائے

گا اس لئے مجھے نہیں معلوم کہ کیمپ میں اس کا حلیہ کیا ہے
مثاف نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا اصل حلیہ بتادو"...... عمران نے کہا تو مثاف نے تفصیل سے بتادیا۔

"اور کرنل ریڈ کا اصل حلیہ"...... عمران نے کہا تو مثاف اس کا حلیہ بھی بتادیا۔

"اس فون سے میجر بلیک کے علاوہ کیا کرنل ریڈ سے بھی کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا فون نمبر صرف میجر بلیک کو معلوم ہے۔ وہی رابطہ کرتا ہے"...... مثاف نے جواب دیا۔

"میجر بلیک نے کیمپ میں مزید کیا حفاظتی انتظامات کئے ہیں" عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کیونکہ میں کیمپ میں گیا ہی نہیں۔ اسکائی تو کاسکو سے سیدھے یہاں روسک پہنچے تھے"...... مثاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا" عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مثاف کوئی جواب دیتا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور خنجر مثاف کی شہ رگ میں گھستا چلا گیا۔ مثاف کے منہ سے چیخ نکلی اس کا جسم بندھا ہونے کے باوجود بری طرح تڑپ اٹھا لیکن

وہ زیادہ نہ تڑپ سکا اور ساکت ہو گیا تو عمران نے آگے بڑھ کر اس کے گلے میں دستے تک دھنسا ہوا خنجر ایک جھٹکے سے کھینچا اور پھر اسے مثاف کے لباس سے صاف کر کے وہ تیزی سے مڑا اور پھر کمرے سے باہر آگیا۔ ٹائیگر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے باہر آگیا۔

"باس۔ ہم پر کسی بھی لمحے حملہ ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا تو ٹائیگر سہم کر خاموش ہو گیا۔

"تنویر کو بلاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر واپس آیا تو تنویر اس کے ساتھ تھا۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ خنجر لو اور اندر جا کر بے ہوش پڑے ہوئے میجر کا خاتمہ کر دو۔ ہم نے فوری طور پر یہ کوٹھی چھوڑنی ہے"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اس کے ہاتھ سے خنجر لیا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"تم کار سٹارٹ کرو۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ ہری اپ"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

"دوسرے آدمی کی لاش کار میں پڑی ہے۔ وہ میں باہر نکال دوں"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے کار کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار میں پڑی ہوئی لاش گھسیٹ

کر باہر نکالی اور پھر اسی طرح گھسیٹتا ہوا وہ اسے ایک طرف لے گیا۔
اسی لمحے تنویر واپس آ گیا۔ خنجر اس کے ہاتھ میں تھا جو اس نے مرنے
والے میجر ناروف کے لباس سے صاف کر دیا تھا۔

"آؤ تنویر۔ ہم نے اسلحہ لینا ہے نیچے تہہ خانے سے۔ آؤ جلدی
کرو"...... عمران نے تنویر کے ہاتھ سے خنجر لے کر اسے واپس اپنی
مخصوص جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے اس کالونی سے نکل کر تیزی سے
آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ
سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران، ٹائیگر
راستے کے بارے میں ہدایات دے کر مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے
تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"تنویر۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہی کہ ہم
مشن چھوڑ کر واپس چلے جائیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ
میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں۔ وجہ"...... تنویر نے بے
اچھلنے کے انداز میں کہا۔

"اس لئے کہ جو کچھ اس سٹاف سے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق
ہمارا مشن کسی صورت بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ کیمپ کے حفاظتی
اقدامات اس قدر سخت بنا دیئے گئے ہیں کہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری
داخل ہونا تو ایک طرف ہم کیمپ میں بھی داخل نہیں ہو سکتے

تو داخل ہو بھی جائیں تب بھی ہم ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک تو کسی
صورت بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ اس سارے علاقے کو نو فلائی زون
قرار دے دیا گیا ہے اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے گرد چاروں طرف
چوٹیوں پر اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب کر دی گئی ہیں جو کسی بھی
ہیلی کاپٹر یا جہاز کو بغیر کسی نوٹس کے اڑا دیں گی۔ دوسری بات یہ
کہ وہاں ایسے آلات نصب کر دیئے گئے ہیں کہ اس پہاڑی پر رینگنے
والی چیونٹی بھی نہ صرف سکرینوں پر نظر آ جائے گی بلکہ وہ اسے
ہٹ بھی بنا سکیں گے اور اس کے علاوہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک
پہنچنے کا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم اب کہاں جا رہے ہو"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

"واپس ماسکو۔ وہاں سے واپسی کا سفر شروع کریں گے"...... عمران
نے جواب دیا۔

"مجھے یہاں ڈراپ کر دو اور تم دونوں استاد شاگرد واپس چلے
جاؤ۔ میں فائل لے کر ہی واپس پاکیشیا جاؤں گا"...... تنویر نے
انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم اکیلے کیا کرو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات میں نے کبھی نہیں سوچی کہ میں اکیلا ہوں یا میرے
ساتھ پوری فوج ہے۔ میں نے فائل حاصل کرنی ہے اور مشن مکمل
کرنا ہے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ ٹائیگر کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دو"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے بغیر کوئی جواب دیئے کار کو سائیڈ پر کرنا شروع کر دیا۔

"کیا تم نے واقعی واپسی کا فیصلہ کر لیا ہے یا یہ بھی کوئی مذاق ہے"۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس سوائے واپسی کے اور کوئی راستہ ہی نہیں رہا۔ تمہارے پاس کوئی قابل عمل راستہ ہو تو بتاؤ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واپس جانے کی بجائے اگر چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو لیکن شرط یہی ہے کہ تمہیں میری بات ماننا ہو گی۔ میں تمہاری طرح راستے تلاش کرنے کے لئے نہیں سوچا کرتا بلکہ راستے خودبخود میرے سامنے بن جاتے ہیں"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آخر تمہارے ذہن میں کچھ نہ کچھ تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میں اس کیمپ کو بموں سے اڑا دوں گا۔ جتنی بھی اینٹی کرافٹ گنیں ہیں وہ بھی تباہ کر دوں گا۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر لے کر ٹاپ لیبارٹری پہنچ جاؤں گا اور پھر وہاں سے نہ صرف فائل واپس حاصل کروں گا بلکہ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دوں گا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ ٹائیگر نے کار اب ایک سائیڈ پر کر کے روک دی تھی۔

"کیا تم اکیلے یہ سب کام کر لو گے"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اکیلا نہیں ہوں"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ٹھٹک پڑا۔

"کیا مطلب۔ اور تمہارے ساتھ کون ہے۔ ہم تو نہیں جا رہے تمہارے ساتھ"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ میرا اللہ ہے اور میرے لئے وہی کافی ہے۔ اس کے بعد مجھے اور کسی کی پرواہ نہیں ہے"...... تنویر نے انتہائی پر یقین لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت انتہائی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"گڈ شو تنویر۔ آج یہ بات کر کے تم نے میرا دل مسرت سے بھر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں شکست کھا کر واپس جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ ٹائیگر کار آگے لے چلو"...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے جس طرح بغیر کچھ کہے کار روک دی تھی اسی طرح بغیر کچھ کہے اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم مذاق کر رہے ہو۔ یہ تمہاری فطرت ہی نہیں ہے کہ تم اس طرح خالی ہاتھ واپس چلے جاؤ"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہم واقعی کاسکو جا رہے ہیں اس لئے کہ کاسکو پہنچ کر ہم فائل کو حاصل کرنے کی کوئی اور پلاننگ کر سکتے ہیں۔ یہاں

نہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر وہی پلاننگ۔ ایک تو یہ پلاننگ جان نہیں چھوڑتی۔ اب تک کتنی پلاننگز تم نے بنا لیں۔ کیا نتیجہ نکلا"...... تنویر نے انتہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"پلاننگ کے بغیر کیا ہوا اقدام خودکشی کہلاتا ہے"...... عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے یہیں اتار دو اور پھر تم جا کر پلاننگ بناتے رہو"۔ تنو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ مجھے چیف نے خصوصی طور پر حکم دیا تھا کہ تمہ خودکشی سے باز رکھوں۔ اگر تمہیں اتنا ہی شوق ہے تو پھر کاسکو چیف سے بات کر لینا اور اسے اپنا پلان بھی بتا دینا۔ اس کے بع اگر وہ تمہیں اجازت دے دے تو میں خود تمہیں کیمپ تک پہنچ خود جشن مناؤں گا"...... عمران نے کہا تو تنویر اس کے فقرے کے آخری الفاظ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"جشن مناؤں گا۔ کیا مطلب"...... تنویر نے حیران ہو کر کہ

"اس لئے کہ اس طرح رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔ رقیب ر سفید سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے گی اور راستہ صاف ہ جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"منہ دھو رکھو۔ میں اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہوں"۔ تنو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خودکشی کرنے والا آسان اور مشکل کے چکر میں نہیں پڑا کرتا۔ س منزلہ عمارت کی چھت سے بھی یہ سوچے بغیر چھلانگ لگا دیتا کہ اس طرح آسانی سے مرے گا یا مشکل سے اور چلو بھر پانی میں نے والا بھی نہیں سوچا کرتا کہ وہ آسانی سے ڈوبے گا یا مشکل "۔ عمران نے باقاعدہ مثالیں دینا شروع کر دیں۔

"باس اگلے موڑ سے کیمپ کی طرف سڑک نکلے گی"...... اچانک وش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"کیا سٹیئرنگ جام ہو گیا ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"سٹیئرنگ تو جام نہیں ہوا باس"...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ے کہا۔ اسے شاید عمران کے اس فقرے کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

"تو پھر مڑنے میں کیا رکاوٹ درپیش ہے جو تم مجھ سے پوچھ رہے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم کیمپ جا رہے ہو"...... تنویر نے حیرت ے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ تمہیں کیمپ کے دروازے پر ہی چھوڑوں گا تاکہ تم ر نہ آسکو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم اب تک صرف وقت گزار رہے تھے"...... تنویر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وقت گزارنا تو فارغ لوگوں کا کام ہے جبکہ میں تو تم سے باتیں تھا اور تم سے باتیں کرنا انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ ہر دوسری

بات پر تم خودکشی کرنے کی دھمکی دے دیتے ہو"...... عمران مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں نے تو کبھی خودکشی کی بات نہیں کی۔ بہرحال چھوڑو بات کو۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا پروگرام کیا ہے"...... تنویر نے اس مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کی واپسی کی بجائے کیمپ کی طرف جانے کی بات سن کر اس کے ذہن پر چھا جانے والی جھلاہٹ دور ہو گئی تھی۔

"پروگرام یہی ہے کہ تمہیں کیمپ کی فرسٹ چیک پوسٹ پر کر ہم واپس کاسکو چلے جائیں گے اور پھر کاسکو سے واپس پاکیشیا"...... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا ٹائیگر نے پورے زور سے بریک لگائے اور ٹائروں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ موڑ مڑتے ہی اچانک سامنے دو فوجی جیپیں سڑک آڑھی ترچھی کھڑی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور ٹائیگر پوری قوت سے بریک نہ لگاتا تو کار پوری رفتار سے ان جیپوں سے جا ٹکراتی۔ کار رکتے ہی جیپوں کی سائیڈوں سے آٹھ مسلح فوجی دوڑتے ہوئے کار گرد پھیل گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے ان پر کھول دیں گے۔

"فوراً باہر آ جاؤ ورنہ ہم فائر کر دیں گے"...... ان میں سے نے جو کیپٹن تھا انتہائی کرخت لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"آؤ بھئی یہ ہمیں واپس نہیں جانے دیں گے اس لئے اب تم

ہی خودکشی کرنا پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی ٹائیگر اور تنویر بھی نیچے اتر آئے۔

"کار کی طرف منہ کر لو۔ جلدی کرو"...... اسی کیپٹن نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے کار کی طرف منہ کر لیا۔ تنویر اور ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔ عمران اور تنویر کار کی ایک طرف تھے جبکہ ٹائیگر دوسری طرف سے اترا تھا۔ پھر ان کی تلاشی لی گئی اور ان کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں۔

"چلو ادھر جیپ میں بیٹھو"...... اسی فوجی نے جو ان کا انچارج تھا اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

"فرنٹ سیٹ پر بیٹھوں یا عقبی سیٹ پر"...... عمران نے مڑ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ زیادہ بکواس کی تو گولی سے اڑا دوں گا"...... اسی فوجی نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم بھی بکواس بند کرو۔ سمجھے۔ تمہیں ابھی معلوم نہیں ہے کہ ہم کون ہیں۔ ابھی جب تمہارا میجر بلیک اور کرنل ریڈ ہمارے ہاتھوں میں پڑے گا تو پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہاری اوقات کیا ہے"...... تنویر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا تو انچارج اور باقی فوجیوں کو تنویر کی بات سن کر بے اختیار جھٹکا سا لگا۔

"یہ ملٹی کلر ملٹری ہے۔ تمہارا کون سا کلر ہے"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے اس انچارج سے کہا۔
"چلو بیٹھو جیپ میں"...... اس بار انچارج نے قدرے نرم لہجے
میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ایک فوجی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔
فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ تنویر اور ٹائیگر عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔
ایک فوجی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور دوسرے لمحے جیپ
تیزی سے موڑ کاٹ کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی فاصلے پر ایک موڑ کے
بعد چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی۔ وہاں سڑک پر راڈ لگا ہوا تھا۔
سائیڈ پر دو کمرے اور ان کے سامنے برآمدہ موجود تھا۔ چیک پوسٹ
کے دونوں اطراف میں خاردار تار سے باڑ لگائی گئی تھی جو کافی
تھی۔ فوجی جیپ ان کمروں کے سامنے برآمدے میں روک دی گئی۔
عمران اور اس کے ساتھیوں کو نیچے اتارا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ
دوسری فوجی جیپ اور ان کی کار بھی ان کے عقب میں آکر رک گئی
تھیں۔ چونکہ نہ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس کوئی اسلحہ
تھا اور نہ ہی ان کی کار میں کسی قسم کا کوئی اسلحہ تھا اس لئے ان کی
تلاشی کے دوران ان سے کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہ نکلا تھا اور یقیناً کار
کی تلاشی لی گئی ہو گی حالانکہ پہلے عمران نے اسلحہ لینے کی بات کی تھی
لیکن پھر اس نے نہ صرف اپنی پلاننگ بدل دی تھی بلکہ اپنے پاس
موجود اسلحہ بھی نکال کر وہیں چھوڑ دیا تھا اور وہاں سے کسی قسم کا
کوئی اسلحہ بھی نہ لیا تھا۔ چیک پوسٹ سے انہیں ایک کمرے میں
لے جایا گیا۔ یہاں ایک انتہائی جدید ترین میک اپ واشر موجود تھا

پھر باری باری ان تینوں کے میک اپ چیک کئے گئے لیکن ظاہر
ہے سپیشل میک اپ، میک اپ واشر سے صاف نہیں ہو سکتا تھا
اس لئے میک اپ چیک کرنے والوں کے چہروں پر مایوسی اور الجھن
کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر انہیں دوسرے کمرے میں لے جایا گیا اور
کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور بھاری
جسم کا فوجی جس کے کاندھے پر میجر کے سٹار موجود تھے اندر داخل
ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... آنے والے نے پوچھا۔
"سر۔ ان کی تلاشی لی گئی ہے۔ کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ ان کی
کار کی بھی تلاشی لی گئی ہے۔ وہ بھی صاف ہے۔ ان کے میک اپ
بھی چیک کئے گئے ہیں، میک اپ بھی نہیں ہیں سر اور انہوں نے ہمیں
دھمکی دی ہے کہ کرنل ریڈ اور میجر بلیک کو جب ان کے بارے میں
معلوم ہوگا تو وہ ان کے پیروں میں پڑ جائیں گے"...... اسی انچارج نے
تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو آنے والا بھی بے اختیار چونک پڑا۔
"کون ہو تم"...... اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے
مخاطب ہو کر کہا۔
"پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔ کیا تم اس کیمپ کے چیف سیکورٹی
آفیسر ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"میں سیکورٹی آفیسر ہوں۔ چیف میرے باس ہیں۔ میرا نام میجر
یوسف ہے"...... اس میجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو میجر کیساف تم میری بات میجر بلیک یا کرنل ریڈ سے کرو۔
انہیں کہو کہ سپیشل سروسز کا آفیسر اس سے بات کرنا چاہتا ہے۔
عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سیکورٹی آفیسر بے
اختیار اچھل پڑا۔ باقی فوجیوں کے چہروں پر بھی انتہائی الجھن کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سپیشل سروسز۔ اوہ۔ اوہ۔ کیا تم سپیشل سروسز سے متعلق
ہو"۔ سیکورٹی آفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سپیشل سروسز والوں کے سروں پر سینگ نہیں ہوتے سیکورٹی
آفیسر صاحب۔ تم اور تمہارے آدمیوں نے جس احمقانہ انداز میں
ہمیں روکا اور پھر گرفتار کیا ہے اگر ہماری جگہ دشمن ایجنٹ ہوتے
ان سب کی ٹکڑوں میں بٹی ہوئی لاشیں وہاں پڑی نظر آ رہی ہوتیں۔
کرنل ریڈ سے میری بات کراؤ۔ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ دشمن ایجنٹوں
سے بچنے کے لئے یہاں بڑے سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں مگر
یہاں تو سرے سے مجھے انتظامات ہی نظر نہیں آ رہے"۔۔۔۔۔۔ عمران کا
لہجہ مزید سرد ہوتا چلا گیا تو میجر کیساف نے مڑ کر کاؤنٹر پر پڑے ہوئے
انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر
دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن مجھے نظر آ رہا ہے۔ وہ بھی پریس کر دو"۔۔۔۔۔۔ عمران
نے کہا تو میجر کیساف نے بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے
کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"میجر کیساف بول رہا ہوں سر"۔۔۔۔۔۔ میجر کیساف نے کہا اور
کے ساتھ ہی اس نے ساری تفصیل بتا دی۔
"سپیشل سروسز۔ اوہ نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سپیشل
ہز کے لوگ بغیر کسی اطلاع کے آ جائیں۔ میری بات کراؤ"۔
ی طرف سے چونک کر کہا گیا اور میجر کیساف نے مڑ کر رسیور
ن کے کان سے لگا دیا۔

"یس"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں اور کیوں بغیر
طلاع کے کیمپ کی طرف آ رہے تھے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
ی آواز سنائی دی۔

"تم چیف سیکورٹی آفیسر ہو کر پوچھ رہے ہو کہ سپیشل سروسز
لوگ پہلے اپنے آنے کی اطلاع دیں اور پھر وہ دور سے بگل بجاتے
ے آئیں۔ نانسنس۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ سپیشل
ز کے لوگ کس طرح کام کرتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کاٹ
ے والے لہجے میں کہا۔

"پ جو بھی ہیں واپس جائیں اور جب تک کرنل ریڈ سے آپ
اجازت نامہ نہیں لیتے تب تک آپ کیمپ کی طرف آنے
ڑک پر نہیں مڑ سکتے اور اس بار تو صرف چیکنگ ہوئی ہے آئندہ
ر سے تمہیں اڑا دیا جائے گا۔ میجر کیساف"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف

سے انتہائی تیز لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر"...... میجر کیساف نے رسیور اپنے کان سے لگے ہوئے کہا۔

"انہیں واپس مین سڑک پر چھوڑ دو اور خود وہیں رکو۔ دوبارہ آئیں تو انہیں گولیوں سے اڑا دینا۔ اٹ از مائی آرڈر"۔ طرف سے کہا گیا۔

"میری بات کرنل ریڈ سے کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"سر وہ کہہ رہے ہیں کہ میری بات کرنل ریڈ سے کراؤ"...... کیساف نے کہا۔

"یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ وہ سپیشل سروسز کا ہے تو خود کرتے۔ سے رابطہ کرے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا تو میجر کیساف نے رسیور رکھ دیا۔

"انہیں لے جاؤ اور مین روڈ پر چھوڑ کر واپس آ جاؤ"...... کیساف نے اس انچارج سے کہا جو عمران اور اس کے ساتھیوں لے آیا تھا۔

"یس سر"...... انچارج نے کہا تو میجر کیساف تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"چلو اٹھو"...... انچارج نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ انہیں دوبارہ فوجی جیپ میں

روڈ پر لے آئے۔ ان کی کار ان کے پیچھے لائی گئی تھی۔ پھر ان کی ہتھکڑیاں کھولی گئیں اور وہ لوگ فوجی جیپیں لے کر خاموشی سے ...ک چلے گئے۔

"یہ کیا ہوا۔ ہمیں اس چیک پوسٹ پر قبضہ کر لینا چاہئے تھا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکر کرو کہ میجر اور کرنل تک رپورٹ نہیں پہنچی اور معاملہ ڈیوٹی آفیسر اور چیف سکیورٹی آفیسر تک ہی رہا ہے ورنہ شاید اتنی آسانی سے ہمیں واپس نہ بھیجا جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

"باس۔ کیا آپ نے اس چیکنگ ٹاور کا جائزہ لے لیا ہے جو کیمپ اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے درمیان موجود ہے"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو تنویر اور عمران دونوں چونک پڑے۔

"چیکنگ ٹاور۔ کون سا چیکنگ ٹاور"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جائزہ لینے سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ آپ اس پوزیشن میں چیک پوسٹ اس لئے پہنچے تھے کہ کیمپ سے ہیلی کاپٹر اڑا کر ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچنے کا فیصلہ کر چکے ہیں چونکہ یہ نان فلائی زون ایریا قرار دے دیا گیا ہے اس لئے چیکنگ ٹاور کا جائزہ لینا ضروری تھا جہاں سے ہیلی کاپٹر پر میزائل داغا جا سکتا ہے۔ اگر اس ٹاور کو پہلے ہی اڑا دیا جائے تو پھر ہیلی

کاپٹر دوسرے کسی بھی ٹاور سے ہٹ ہونے سے پہلے ریڈ
لیبارٹری تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے اس لئے آپ بار بار اس
جائزہ لے رہے تھے"...... ٹائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے
عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب تو مجھے تمہاری خدمت میں ساٹھ گز کی پگڑی اور
مٹھائی پیش کرنی پڑے گی۔ بھلے آدمی۔ ہیلی کاپٹر جب تک
بلندی پر پہنچے گا اس پر ٹاور کی طرف سے میزائل فائر ہو بھی چکے
گے اور میزائل تو تمام ٹاورز سے فائر ہو سکتے ہیں۔ تم نے
ساری بات خود بخود فرض کر لی اس لئے کہ میں نے دو تین
ٹاور کی طرف دیکھا تھا۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس
ٹائپ کی ایئر کرافٹ گنیں نصب ہیں اور بس"...... عمران
بناتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بے چارہ ہر وقت اسی کوشش میں رہتا ہے کہ
کو تمہارا شاگرد ثابت کر سکے لیکن تم جیسے عیار اور شاطر آدمی
بننا خالہ جی کا کھیل نہیں ہے"...... تنویر نے بڑے طنزیہ
کہا۔

"خالہ جی کا نہ سہی پھوپھی جی کا سہی۔ بہرحال کھیل تو
ہوتا ہے البتہ ٹائیگر کے ساتھ صرف ایک مسئلہ ہے کہ
شیل بننا چاہتا ہے لیکن اس کی طرح پھل کو پکنے نہیں دیتا
ہی توڑ لیتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ تینوں کار

ے اس طرح باتوں میں مصروف تھے جیسے ان کا اس کار میں
سرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔

ہاں۔ آپ جو بھی کہیں وہ آپ کی مرضی ہے لیکن میرا آئیڈیا
ست ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ب کیا پروگرام ہے۔ تم نے عجیب حرکتیں شروع کر دی ہیں
س طرح مشن مکمل ہوتے ہیں کہ ہم خالی ہاتھ وہاں پہنچ گئے اور
میں ہتھکڑیاں ڈلوا کر بے بسوں کی طرح بیٹھے رہے"۔ تنویر
تاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

مگر ہمارے پاس اسلحہ ہوتا تو اب تک ہماری لاشیں گدھوں
کے پیٹ میں پہنچ چکی ہوتیں۔ یہ نہ ہی کوئی عام سا کیمپ
نہ ہی یہاں کے لوگ لاپرواہ ہیں۔ یہاں ہر قدم پر موت کے
پھیلائے گئے ہیں۔ اگر میں سپیشل سروسز کا نام نہ لیتا تو ہمارا
باقی عبرتناک ہوتا اور ٹائیگر کی بات اس حد تک درست ہے
نے اس ٹاور کا جائزہ لیا ہے لیکن میرا مقصد یہ نہیں تھا جو
نے بتایا ہے۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا اور جیسا کہ میں
بتایا ہے کہ اس ٹاور پر کس ٹائپ کی ایئر کرافٹ گنیں
اور میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس ٹاور پر اسی ٹائپ کی ایئر
گنیں نصب ہیں اور اس ٹائپ کی گنیں انتہائی تیزی اور
رفتار سے حرکت کرتی ہوئی اشیاء کو بیک وقت نشانہ بنانے
کامیاب سمجھی جاتی ہیں اس لئے ہم چاہے تیز رفتار جیٹ

جہاز میں ہوں یا کسی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر پر نتیجہ ایک ساتھ نکلے
اور اس جائزے کے بعد یہی ہو سکتا ہے کہ ہم کاسکو واپس جائیں
پھر وہاں سے کسی بھی میک اپ میں واپس آئیں"...... عمران نے
کہا۔

"اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن بہرحال کام کو آگے
چاہئے"...... تنویر نے کہا تو عمران اس بار خود ہی ڈرائیونگ سیٹ
بیٹھ گیا۔ اس نے تنویر کو فرنٹ سیٹ پر اور ٹائیگر کو کار کی
سیٹ پر بٹھایا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے کاسکو کی طرف جانے
سمت پر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کافی آگے جا کر اچانک عمران نے
اپنے ہی ہاتھ پر موڑا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں چونک پڑے۔

"اب کیا ہوا۔ ادھر کہاں مڑ گئے ہو"...... تنویر نے حیرت
لہجے میں کہا۔

"تم نے موڑ پر لگا ہوا بورڈ نہیں دیکھا۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ
ایک جدید سپر کلب موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے
کہا۔

"وہاں کیا ہو گا"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس
ایک وسیع و عریض عمارت کے کھلے ہوئے گیٹ سے اندر داخل
اور پھر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے جا کر روک

پارکنگ میں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے
ساتھی جیسے ہی نیچے اترے پارکنگ بوائے نے ان کے قریب آ کر
ان کی طرف ایک ٹوکن بڑھا دیا۔

"سپر کلب کی بوڑھی مالکہ جوزیفائن زندہ ہے یا نہیں"۔ عمران
نے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا تو پارکنگ بوائے بے
اختیار اچھل پڑا۔

"جناب۔ انہیں تو فوت ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اب ان
جگہ ان کی لڑکی مارٹی کام کر رہی ہے"...... پارکنگ بوائے نے
اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"آؤ ساتھیو سپر کلب بیٹھ کر ذرا آرام کر لیں۔ پھر کاسکو چلیں
وہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ آگے چلیں گے دم لے کر"۔ عمران
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جوزیفائن کون ہے جس کا تم نے اس پارکنگ بوائے سے
پوچھا تھا"...... تنویر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چیف کی پسندیدہ خاتون۔ بے چاری اللہ کو پیاری ہو
ورنہ چیف کا نام لے کر مفت کھانے پینے کا سکوپ بن جاتا۔ اب
کی بیٹی کیا نام بتایا تھا اس پارکنگ بوائے نے۔ مارٹی۔ ہاں۔
نجانے وہ تمہیں پسند بھی کرے یا نہیں"...... عمران کی زبان
بار پھر چل پڑی تھی۔

"چیف تمہاری طرح گھٹیا آدمی نہیں ہے کہ جہاں کوئی لڑکی

دیکھی ریشہ خطمی ہو گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اب تم اس مارٹی
ڈورے ڈالنے کی کوشش کرو گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے
کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مارٹی کسی پتنگ کا نام نہیں ہے کہ میں اس پر ڈورے ڈال
اسے بسنت پر اڑاؤں گا۔ مارٹی روسیاہ کی سپیشل سروسز کی
رکن ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں عمران
بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

"سپیشل سروسز کی ایجنٹ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن"......
نے کچھ کہنا چاہا مگر لیکن کا لفظ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"آؤ تو سہی۔ تمہارے تمام سوالات کا جواب مل جائے گا"۔
نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے ہال
داخل ہوئے تو وہاں کافی مرد اور عورتیں موجود تھیں لیکن ان
لباس اور انداز بتا رہے تھے کہ وہ طبقہ امراء سے تعلق رکھتے ہیں۔
کی سجاوٹ اور فرنیچر کا انداز اور ڈیزائن بتا رہا تھا کہ یہ کلب امر
شرفاء کے لئے بنایا گیا ہے۔ ایک طرف بڑے سے کاؤنٹر کے پیچھے
مقامی لڑکیاں موجود تھیں لیکن ان کے جسموں پر بھی مکمل
تھا۔

"جی فرمائیے"...... ایک لڑکی نے عمران کے کاؤنٹر کے
پہنچتے ہی خالصتاً کاروباری لہجے میں کہا۔

"مارٹی سے کہیں کہ کاسکو سے رالف آیا ہے"...... عمران

لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے
کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے بول رہی ہوں میڈم۔ تین صاحبان آئے ہیں۔ ان
سے ایک صاحب نے کہا ہے کہ وہ کاسکو سے آئے ہیں اور ان کا
رالف ہے"...... لڑکی نے گھما پھرا کر لمبی بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم"...... دوسری طرف سے بات سن کر لڑکی نے کہا
رسیور رکھ دیا۔

"بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ میڈم آپ کی منتظر
"...... لڑکی نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے
ثبت میں سر ہلایا اور بائیں طرف کو مڑ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اس
پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک انتہائی شاندار انداز میں
ہوئے آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک
صورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر مکمل
تھا اور چہرے مہرے اور انداز سے بھی وہ انتہائی رکھ رکھاؤ کی
ور خاندانی لڑکی دکھائی دے رہی تھی۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام مارٹی ہے"...... لڑکی نے اٹھ کر
کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مارٹی۔ ویسے تم میں بھی اپنی والدہ مادام جوزیفائن
رکھ رکھاؤ موجود ہے اور مجھے یہ دیکھ کر واقعی خوشی ہوئی ہے"۔
نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹی بے اختیار چونک پڑی۔

"آپ میری مدر کو جانتے ہیں"...... مارٹی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر یہ کمرہ محفوظ ہے تو میں مزید تفصیل بھی بتا سکتا ہوں"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ مارٹی بھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھی تک نمایاں تھے۔ ٹائیگر اور تنویر بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"محفوظ۔ اوہ اچھا۔ ایک منٹ"...... مارٹی نے چونک کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

"اب بے فکر ہو کر بات کریں۔ کمرہ محفوظ ہے"...... مارٹی نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری والدہ تو کیا تم خود بھی پرنس آف ڈھمپ کو اچھی طرح جانتی ہو۔ مجھے اس نے بھیجا ہے"...... عمران نے کہا تو مارٹی چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ اس نام پر غور کر رہی ہو۔ پھر وہ اس طرح اچھل پڑی جیسے کرسی میں الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔

"پپ۔ پپ۔ پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔ کہاں ہیں وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ پرنس آف ڈھمپ۔ دی گریٹ پرنس"...... مارٹی نے یکلخت انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارے سامنے موجود ہے۔ دیکھ لو"...... عمران نے

ص آواز میں کہا تو مارٹی بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ۔ آپ پرنس۔ اوہ۔ اوہ۔ کتنے عرصے بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے"...... مارٹی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیزی سے عمران کی طرف اس طرح بڑھنے لگی جیسے وہ کسی چھوٹی بچی کی طرح عمران سے چمٹ جائے گی۔

"ارے۔ ارے۔ بیٹھو۔ اب تم بڑی ہو گئی ہو۔ اب تم چھوٹی نہیں رہیں"...... عمران نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو مارٹی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ البتہ وہ عمران کے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"پرنس آپ اور یہاں۔ اس حلیئے میں۔ کیا بات ہے۔ مجھے ۔ آپ نے جو احسانات مجھ پر اور میری ممی پر کئے ہیں وہ کسی صورت بھی بھلائے نہیں جا سکتے۔ ممی بھی آپ کو اکثر یاد کرتی رہتی ...... مارٹی نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ تنویر اور ٹائیگر کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے سے اتنے فاصلے پر ایک اجنبی علاقے میں عمران کی احسان مند تھی اور یہی بات انہیں حیران کر رہی تھی۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں سے قریب جو فوجی کیمپ ہے تمہارا اس قدر تعلق ہے"...... عمران نے کہا تو مارٹی بے اختیار چونک اس کے چہرے پر یکلخت سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹ جنہیں تلاش کرنے
کے لئے کرنل کازن سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ اوہ۔ میرے تصور
میں بھی نہیں تھا کہ وہ آپ ہو سکتے ہیں"...... مارٹی نے کہا تو عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم اسی طرح ذہین ہو جیسے کہ تم اپنے بچپن
میں ہوا کرتی تھی۔ ہم وہی ایجنٹ ہیں۔ اب بتاؤ کہ تم ہماری مدد کر
سکتی ہو یا نہیں۔ کھل کر بات کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں یا
تمہارے کلب کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو میرے بارے میں معلوم ہے کہ میں کلب چلانے کے
علاوہ اور کیا کرتی ہوں"...... مارٹی نے کہا تو عمران بے ساختہ ہنس
پڑا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم روسیاہ کی انتہائی خفیہ ایجنسی سپیشل
سروسز کی مخبر ہو جسے یہاں ریسرچر کہا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے
گراڈ کا چیف کرنل کازن تمہاری ممی کا حقیقی بھتیجا ہے اور تم
سے شادی کرنے والی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
مارٹی کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے اپنے کانوں پر
یقین نہ آ رہا ہو۔

"آپ کو یہ کیسے معلوم ہے۔ ان باتوں کا علم تو یہاں روسیاہ میں
بہت کم لوگوں کو ہے"...... مارٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے

کہا۔

"تمہاری ممی نے مجھے بتایا تھا۔ تمہیں شاید یاد نہ ہو کہ تمہاری
ممی فوت ہونے سے دو سال قبل پاکیشیا گئی تھیں۔ میری ان سے
تفصیلی ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے مجھے اس کلب کے بارے میں
بھی بتایا تھا اور تمہارے اس کرنل کازن کے بارے میں بھی اور اب
تم نے جس لہجے اور انداز میں کرنل کازن کا نام لیا ہے اس سے مجھے
اندازہ ہو گیا ہے کہ تمہارے اور کرنل کازن کے معاملات کس نہج پر
پہنچ چکے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹی نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ بہرحال پہلے یہ
بتائیں کہ کیا پینا پسند کریں گے"...... مارٹی نے کرسی سے اٹھ کر
بارہ میز کے پیچھے موجود اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔

"پینے پلانے کی باتیں بعد میں ہوں گی مارٹی۔ فی الحال تم ہم سے
چار صاف صاف باتیں کر لو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے
ذہن میں اس وقت کیا کھچڑی پک رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں اور میں صاف بتا دوں کہ اگر آپ کا
یہ کرنے کے لئے مجھے روسیاہ سے غداری بھی کرنا پڑی یا کرنل کازن
کو اپنے ہاتھوں گولی بھی مارنا پڑی تو میں بلا جھجک ایسا کر گزروں گی
چاہے بعد میں مجھے خودکشی ہی کیوں نہ کرنا پڑے کیونکہ آپ نے

جس طرح می کی زندگی اور میری عزت بچائی تھی اور جس طرح آپ بیک وقت چار خوفناک لڑاکوں سے ٹکرا گئے تھے حالانکہ آپ ہم سے واقف بھی نہ تھے۔ وہ وقت اور منظر آج بھی مجھے یاد ہے"۔ مارٹی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"میں تم سے ایسا کوئی کام نہیں لینا چاہتا مارٹی جس سے تمہیں کوئی تکلیف ہو اور تمہیں کرنل کازن کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکیشیا کی معدنیات پاکیشیا خود حاصل کرنا چاہتا ہے جبکہ روسیاہ اسے چوری کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا تو مارٹی چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں آپ کی بات"...... مارٹی نے کہا عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو اس فائل پر آپ کا حق ہے اور یہ آپ کو ملنا چاہئے"...... مارٹی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اب میری بات سن لو۔ مجھے تمہاری می نے ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے بارے میں بتایا تھا اور تمہاری می نے یہاں کلب بھی اسی لئے بنایا تھا کہ تمہاری می کی ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں کام کرنے والے سائنس دان ڈاکٹر ولموف سے دوستی تھی اور وہ دونوں شادی کرنا چاہتے تھے۔ تمہارے ڈیڈی کی وفات کے بعد ڈاکٹر ولموف نے تمہاری می کو بے حد سہارا دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"می نے ڈاکٹر ولموف سے شادی کر لی تھی لیکن شادی کے

سال بعد می اچانک ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئی تھیں"۔ نے کہا۔

"اوہ۔ اس بات کا مجھے علم نہیں تھا۔ بہرحال تم مجھے بتاؤ کہ کیا ف اب بھی ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے یا نہیں"۔ نے کہا۔

یں آپ کی بات کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔ آپ ڈاکٹر ولموف کے یے یہ فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری سے حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ایسا ن نہیں ہے کیونکہ ڈاکٹر ولموف ایسے معاملات میں انتہائی سخت ہیں۔ ویسے ڈاکٹر ولموف ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے انچارج ...... مارٹی نے کہا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔ میں ڈاکٹر ولموف کے ذریعے یہ فائل ل نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم ڈاکٹر ولموف ملو اور کسی بھی طرح یہ کنفرم کرا دو کہ فائل واقعی ریڈ لیبارٹری میں موجود ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

وہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ آپ کو ڈاج دیا جا رہا ن ایسا نہیں ہے کیونکہ کرنل کازن سے کل ہی میری بات ے۔ اس نے بتایا ہے کہ فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں موجود س کے پیچھے پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں"...... مارٹی نے

ے معاملات بہت اونچے پیمانے پر ڈیل کئے جا رہے ہیں۔ روسیاہ

کا صدر اور پرائم منسٹر اس میں براہ راست ملوث ہیں۔ ضروری نہیں
کہ کرنل کازن کو بھی حقیقت بتائی گئی ہو۔ فائل یہاں سے نکال دی
گئی ہو اور کسی کو بھی نہ بتایا گیا ہو اور یہاں ایسے انتظامات وقتی
کئے جا رہے ہوں تاکہ ہم یہ سمجھتے رہیں کہ فائل یہاں موجود ہے"۔
عمران نے کہا۔

"اس کے علاوہ آپ مجھ سے اور کیا چاہیں گے"...... مارٹی
کہا۔

"اور کچھ نہیں۔ ہم جس طرح خاموشی سے آئے ہیں اسی طرح
خاموشی سے چلے جائیں گے لیکن شرط یہی ہے کہ کرنل کازن کو یہ
معلوم نہ ہو سکے کہ ہم نے اس بات کو کنفرم کیا ہے بلکہ
ماتقدم کے طور پر کرنل کازن سے بات کرو اور اسے کہو کہ پاکیشیائی
ایجنٹوں کے خلاف وہ تمہیں بھی کوئی کام دے تاکہ کل کو اگر اسے
کسی بات پر شک ہو تو وہ شک پہلے ہی دور ہو چکا ہو"۔ عمران نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام میں ضرور کروں گی۔ اس میں کوئی
نہیں ہے"...... مارٹی نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے
لانگ رینج ٹرانسمیٹر باہر نکالا۔

"تم ٹرانسمیٹر پر بات کرو گی لیکن کال چیک بھی ہو سکتی ہے"
عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ڈاکٹر ولموف کی طرف سے دیا ہوا خصوصی

ہے۔ اس سے کی گئی کال چیک نہیں ہو سکتی"...... مارٹی نے بڑے
لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مارٹی نے
نسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھتا
پھر مارٹی نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ایم ون کالنگ۔ ایم ون کالنگ۔ اوور"...... مارٹی
نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ڈاکٹر ولموف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ایک بھاری سی آواز
دی۔

"مارٹی بول رہی ہوں انکل۔ اوور"...... مارٹی نے کہا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے مارٹی۔ خیریت ہے۔ کیسے کال کی ہے۔
...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انکل۔ میری کل کرنل کازن سے بات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا
آپ کی لیبارٹری میں معدنیات ایکس وی کی فائل رکھوائی گئی
ہے کے پیچھے پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں۔ مجھے اس وقت
سے فکر ہو رہی ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ یہ ایجنٹ انتہائی
ہیں۔ یہ تو لیبارٹری بھی اڑا دینے سے دریغ نہیں کریں
اوور"...... مارٹی نے کہا۔

"کوئی بات نہیں مارٹی۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں
یبارٹری کی حفاظت کے ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ وہ کسی
یہ کام نہیں کر سکتے۔ فائل یہاں ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور

لیبارٹری بھی۔ تم بے فکر رہو۔اوور"...... ڈاکٹر ولموف نے کہا۔
"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔میں واقعی آپ کی وجہ سے بے حد فکر
ہو گئی تھی۔اوور"...... مارٹی نے کہا۔
"ایزی رہو۔ایسی کوئی بات نہیں۔اور کچھ ۔اوور"......
والموف نے کہا۔
"بس یہی بات کرنی تھی۔اوکے گڈ بائی۔اوور اینڈ آل"
نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
"اب آپ کنفرم ہو گئے ہیں یا نہیں"...... مارٹی نے ٹرانسمیٹر
کر واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔اب میں کنفرم ہو گیا ہوں۔شکریہ۔اب کرنل کا
بات کر لو تا کہ اس کا شک ختم ہو سکے۔ہم نے تو بہر حال
ہے"...... عمران نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور
اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔جب مارٹی نے آخری نمبر
کے ہاتھ ہٹایا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس
مارٹی بے اختیار مسکرا دی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی
دے رہی تھی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔
"یس"...... ایک سخت آواز سنائی دی۔
"مارٹی بول رہی ہوں"...... مارٹی نے لگاوٹ بھرے
کہا۔

"اوہ۔مارٹی تم۔کیسے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے اس
بار نرم لہجے میں کہا گیا۔
"تم نے جب سے مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بتایا ہے
میری تو نیند ہی اڑ گئی ہے۔می ان ایجنٹوں کے بارے میں بہت کچھ
جانتی تھیں۔انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ بے حد
خطرناک ہیں"...... مارٹی نے کہا۔
"لیکن کل تو تم نے یہ بات نہیں کی تھی"...... کرنل کازن نے

"میرے ذہن میں اس وقت یہ بات نہ آئی تھی۔اس وقت تو میں
سرسری طور پر بات کی تھی لیکن رات کو جب میں سونے کے لئے
تو اچانک یہ بات میرے ذہن میں آئی اور میں پریشان ہو
...... مارٹی نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل کازن بے اختیار
پڑا۔
"تمہاری می کی بات درست ہے کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ
خاص طور عمران۔ لیکن تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں
س بار موت ان کا مقدر بن چکی ہے اور یہ بے بس چوہوں کی
موت سے بچنے کے لئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں۔ابھی مجھے
ملی ہے کہ یہ لوگ روسک میں چیک ہو گئے تھے لیکن پھر
کرنے والوں کو ہلاک کر کے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے
۔بہر حال وہ کہاں جائیں گے اس بار گراڈ موت بن کر ان کے

پیچھے ہے"...... کرنل کاژن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو یہ لوگ روسک میں موجود ہیں۔ پھر تو وہ میرے کلب میں بھی آسکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ می نے انہیں بتایا ہو"۔ مارٹی نے کہا۔

"ارے ہاں۔ واقعی۔ میرے تو ذہن میں بھی یہ خیال نہ آیا تھا۔ کہو تو میں کچھ مسلح فوجی بھجوا دوں"...... کرنل کاژن نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے میں روسیاہ اور تمہاری خاطر پوری دنیا سے لڑ سکتی ہوں۔ اس کے ساتھ می کی دوستی تھی میری نہیں۔ میں تو ان کا ایک خاتمہ کر دوں گی"...... مارٹی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"مجھے معلوم ہے تمہاری فطرت۔ بہرحال پھر بھی محتاط کرنل کاژن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو مجھے اپنی نہیں تمہاری فکر ہے"۔ نے کہا۔

"میری فکر مت کرو۔ میں ہر لحاظ سے محفوظ ہوں"۔ طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... مارٹی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب اگر اسے کوئی اطلاع ملی بھی سہی تو وہ شک نہیں گا"...... مارٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اب ہمیں اجازت دو۔ تم نے فائل کی کتنی

میں جو تعاون کیا ہے اس کے لئے مشکور ہوں"...... عمران اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں شرمندہ ہوں پرنس کہ آپ کی خاطر خواہ خدمت نہ کر سکی"۔ مارٹی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"پھر ملاقات ہو گی تو کسر نکال دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تنویر اور ٹائیگر بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار کلب سے نکل کر مین روڈ پر پہنچی اور پھر عمران نے کار کا رخ کاسکو کی طرف موڑ کر تیز رفتاری سے آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

"تم پھر کاسکو جا رہے ہو۔ آخر تم کرتے کیا پھر رہے ہو"۔ تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بے اختیار بول پڑا۔

"کیپ سے ہم ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے۔ یہ بات طے ہے اس لئے اب کاسکو پہنچ کر اس فائل کے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑے گا ورنہ بظاہر یہ تمام مشن بنتا نظر آ رہا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے

"وہ طریقہ یہ کہ تم کرنل کاژن کی آواز میں ڈاکٹر ولموف کو حکم دو وہ فائل لے کر کاسکو پہنچ جائے اور تم وہاں اس سے فائل لے لو گے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ویری گڈ۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم صرف ناک کی سیدھ میں
کے عادی ہو لیکن تمہاری یہ بات بتا رہی ہے کہ تم نے دوسرا
دیکھنے کی بھی اب کوشش شروع کر دی ہے لیکن اصل مسئلہ
کہ فائل چونکہ صدر نے بھجوائی ہے اس لئے سوائے صدر کے
اور کسی کے حکم سے یہ فائل لیبارٹری سے باہر نہیں آ سکتی
کازن بھی اس کا حکم نہیں دے سکتا ہو گا"...... عمران نے
دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس پارٹی سے ہونے والی بات چیت کا کیا فائدہ
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کرنل کازن کی آواز میں ڈاکٹر ولموف سے بات کر کے
اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک پہنچنے کا کوئی خصوصی راستہ معلوم
گئے"...... ٹائیگر نے اچانک کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"خصوصی راستہ ہوتا تو کرنل کازن کو سب سے پہلے
ہوتا"۔ تنویر کی بجائے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس ساری فضول کالوں کا مقصد بتا دو"......
جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل کازن اگر خود ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچ جائے تو
ولموف اسے فائل دکھانے سے انکار کر دے گا"...... عمران
تنویر اور ٹائیگر دونوں چونک پڑے۔

"وہ خود کیسے پہنچ سکتا ہے۔ وہ علاقہ تو نان فلائی زون ہے"

"یہ کرنل کازن کے لئے بھی یہ نان فلائی زون علاقہ ہو گا"...... تنویر
نے کہا۔

"کرنل کازن، صدر صاحب کے خصوصی مشن پر جا سکتے ہیں"۔
نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم لوگ کسی حد تک معاملے کے قریب پہنچ گئے
...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب فضول سوچیں ہیں۔ یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا اس
نا سوچوں سے کچھ نہیں ہو گا۔ وہی کچھ ہو گا جو ہم کریں گے"۔
نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو اور بے فکر رہو تمہیں جلد ہی بہت کچھ
نے کا موقع ملنے والا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اس انداز
ہلا دیا جیسے اب وہ عمران کی ساری کارروائی سے متفق ہو گیا

کرنل کازن کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔
آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ سامنے میجر بلیک اور چیف سیکورٹی
آفیسر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ لوگ اطمینان سے کیمپ کے نیچے
سے ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور ہم یہاں بیٹھے لکیر پیٹ رہے ہیں
ہمیں خودکشی کر لینی چاہئے"...... کرنل کازن نے غصے کی شدت
سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر اگر مجھے اطلاع دے دیتے تو یہاں
نوبت نہ آتی"...... میجر بلیک نے کہا۔

"سر۔ انہوں نے سپیشل سروسز کا نام لیا اور ان کے پاس
قسم کا کوئی اسلحہ بھی نہیں تھا۔ ان کے میک اپ بھی واش ہو
تھے اس لئے میں نے انہیں واپس بھجوا دیا اور وہ واپس چلے گئے۔

ایجنٹ ہوتے جناب تو اس طرح خاموشی سے واپس کیوں چلے
جاتے"...... چیف سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

"وہ جائزہ لینے آئے ہوں گے اور جائزہ لے کر واپس چلے گئے۔
بہرحال آپ کو میں ان حالات میں کوئی سزا نہیں دینا چاہتا۔ البتہ
آپ فوری طور پر کیمپ چھوڑ دیں اور جی ایچ کیو کو رپورٹ کریں۔
آپ کی جگہ آپ کے نائب کو چیف بنایا جا رہا ہے"...... کرنل کازن
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو چیف سیکورٹی آفیسر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس
نے سیلوٹ کیا اور خاموشی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"ہاں۔ اب تم بتاؤ میجر بلیک۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ جب
تمہیں یہ اطلاع مل گئی تھی کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ کوٹھی میں موجود
ہے تو تم نے مجھے رپورٹ دینے اور انہیں فوری طور پر ہلاک کرانے
کی بجائے ان کی نگرانی کا حکم کیوں دیا"...... کرنل کازن نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس کے پیچھے میرے دو مقاصد تھے۔ ایک تو یہ کہ اگر
میرے دو آدمی وہاں حملہ کرتے تو لامحالہ وہ نکل جاتے اور پھر ہمارے
ہاتھ نہ آ سکتے تھے جبکہ ہم مشین کے ذریعے طویل فاصلے سے ان کی
نگرانی کر رہے تھے۔ اس طرح وہ ہماری نگاہوں میں رہتے اور کسی
بھی مناسب موقع پر اچانک انہیں گولی مار دی جاتی۔ اس طرح وہ
یقینا طور پر ہلاک ہو جاتے۔ آپ کو اطلاع اس لئے نہیں دی کہ یہ
معاملہ کیمپ سے باہر کا تھا"...... میجر بلیک نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اور نتیجہ کیا نکلا"...... کرنل کازن نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"باس آپ کی بات درست ہے۔ ان لوگوں نے نہ صرف نگرانی چیک کر لی بلکہ ہمارے دونوں آدمیوں کا بھی خاتمہ کر دیا۔ لیکن بہرحال وہ اپنے کسی مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ سکیں گے"...... میجر بلیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ لوگ یہاں اس انداز میں دندناتے پھر رہے ہیں اور ہم خوش فہمیوں کا شکار ہو کر آس لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ یہاں آکر مارے جائیں گے۔ میں تمہیں بتا دوں میجر بلیک کہ جس انداز میں وہ لوگ یہاں پہنچ کر واپس چلے گئے ہیں اور جس انداز میں انہوں نے نگرانی چیک کر کے تمہارے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ہے وہ اب سیدھے کیمپ میں نہیں آئیں گے۔ وہ کوئی ایسا طریقہ سوچیں گے کہ ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہ جائیں گے اور وہ فائل لے جائیں گے"...... کرنل کازن نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کیمپ میں داخل ہوئے بغیر وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک پہنچ نہیں سکتے اس لئے انہیں بہرحال یہاں آنا تو پڑے گا"...... میجر بلیک نے کہا۔

"وہ عمران دنیا کا سب سے شاطر آدمی ہے میجر بلیک۔ وہ یقیناً یہاں بغیر کسی مقصد کے نہیں آیا ہو گا اور وہ اپنا مقصد پورا کرتے

ہو گا۔ اب ہمیں باہر ہی عمران کو ٹریس کرنا ہو گا"...... کرنل نے کہا۔

"لیکن جناب وہ میک اپ اور لباس تبدیل کر لیتے ہیں۔ اس میں کیسے انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال انہوں نے واپس آنا ہے اس لئے یہاں انہیں گھیرا جا سکتا ہے"...... میجر نے کہا۔

"لیکن میری چھٹی حس مسلسل یہ کہہ رہی ہے کہ ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہ جائیں گے اور وہ اپنا مشن مکمل کر لیں گے"۔ کازن نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں باس۔ اصل میں ہم ان کا انتظار کرتے کتا چکے ہیں۔ ویسے اس کے علاوہ اور کوئی کامیاب صورت بھی ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو لیکن اس بار کوئی کوتاہی نہیں ہونی ئے ورنہ میں تمہارا بھی کوئی لحاظ نہیں کروں گا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر"...... میجر بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مڑ کر واپس چلا گیا تو کرنل کازن نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اپنے پرسنل سیکرٹری کو چیف سیکورٹی آفیسر کی جی ایچ کیو تبدیلی سیکنڈ چیف سیکورٹی آفیسر میجر کیساف کو چیف سیکورٹی آفیسر نے کے آرڈر لکھوا کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ احمق آخر کرتے کیا پھر رہے ہیں"...... کرنل کازن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا اشارہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کازن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کرنل ریڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو کرنل کازن نے ساتھ پڑے ہوئے کمپیوٹر پر نظریں ڈالیں تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کمپیوٹر ملٹری سیکرٹری کی آواز کو اوکے قرار دے رہا تھا۔

"یس سر۔ چیف آف گراڈ کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کازن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں کمپیوٹر پر جمی تھیں۔

"کرنل کازن۔ ابھی تک آپ نے مشن کے سلسلے میں رپورٹ ہی نہیں دی"...... صدر صاحب کی بھاری آواز سنائی دی۔ کرنل کازن کے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وائس کمپیوٹر نے صدر صاحب کی آواز کو بھی اوکے قرار دے دیا تھا۔

"جناب۔ ہم نے یہاں فول پروف انتظامات کر رکھے ہیں۔

اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ کیمپ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی ان کی ہمت نہیں پڑ رہی۔ جیسے ہی وہ رینج میں آئے دوسرا سانس نہ لے سکیں گے اور آپ کو خوشخبری مل جائے گی"...... کرنل کازن نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کیمپ میں داخل ہوئے بغیر ہی کوئی کارروائی کر دیں"...... صدر صاحب نے کہا۔

"جناب۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری جس پہاڑی پر ہے وہ کیمپ کے درمیان میں ہے اور اردگرد کے پورے علاقے کو نان فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے اس لئے وہ کیمپ میں داخل ہوئے بغیر کسی صورت بھی ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک پہنچ ہی نہیں سکتے"...... کرنل کازن نے

"ہم چاہتے ہیں کہ انہیں یہاں داخل ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ اگر آپ کہیں تو ہم کسی اور ایجنسی کو ان کے پیچھے لگا دیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب۔ اس سے کنفیوژن پیدا ہو جائے گا اور یہ لوگ اس کنفیوژن سے فائدہ اٹھا لیں گے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ یہ سیٹ اپ کو قائم رکھیں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"اوکے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس معاملے کو ختم کیا جائے۔ اس کی وجہ سے میرے اور پرائم منسٹر صاحب دونوں کے ذہنوں پر بے حد دباؤ ہے"...... صدر نے کہا۔

"جلد ہی آپ کو خوشخبری ملے گی جناب"...... کرنل کازن نے
کہا۔
"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کازن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے
کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل کازن نے رسیور اٹھا
لیا۔
"یس"...... کرنل کازن نے کہا۔
"مارٹی کا فون ہے سر۔ آپ کے لئے"...... دوسری طرف سے
کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"کراؤ بات"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔
"ہیلو۔ مارٹی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مترنم سی
نسوانی آواز سنائی دی۔ کرنل کازن کی نظریں اس بار بھی وہیں
کمپیوٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر جب اس پر اوکے کے الفاظ ابھرے تو
اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔
"کرنل کازن بول رہا ہوں مارٹی۔ ابھی ایک روز پہلے تو تم نے
بات کی تھی۔ پھر کیا ہوا ہے"...... کرنل کازن نے نرم لہجے میں کہا۔
"میرا تو جی چاہتا ہے کہ ہر ایک گھنٹے بعد تم سے باتیں کرتی رہوں۔
تم ایک روز کی بات کر رہے ہو"...... مارٹی نے کہا تو کرنل کازن

اختیار ہنس پڑا۔
"یہ مشن مکمل کر لوں۔ پھر ایسا ہی ہو گا"...... کرنل کازن نے

"اس مشن کے سلسلے میں تم سے بات کرنی ہے"...... مارٹی نے
کرنل کازن بے اختیار چونک پڑا۔
"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو"...... کرنل کازن نے چونک کر

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس مشن سے علیحدہ ہو جاؤ"۔ مارٹی

"کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم نیند میں تو نہیں ہو"...... کرنل کازن
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"دیکھو کرنل کازن مجھے معلوم ہے کہ عمران انتہائی خطرناک
ایجنٹ ہے۔ ممی مجھے اکثر اس کے بارے میں بتایا کرتی تھیں
مجھے اب نامعلوم خدشات محسوس ہونے لگ گئے ہیں کہ کہیں یہ
تمہیں کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو جائے"۔ مارٹی

"تم خواہ مخواہ خوفزدہ ہو رہی ہو مارٹی۔ یہ شخص خطرناک ایجنٹ
تھا ہمارے مقابلے میں وہ بے چارہ کوئی حیثیت ہی نہیں
تو ہم سے خوفزدہ ہو کر چوہے کی طرح ادھر ادھر چھپتا پھر رہا
ہے ہم یہاں اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ کب

کیمپ میں آئے اور کب ہم اس کا شکار کھیلیں اور اسے بہرحال کیمپ میں آنا پڑے گا"...... کرنل کازن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کرنل کازن مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی ذہین اور تیز ہو۔ پورے روسیاہ میں تمہاری کارکردگی کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ مجھے اور می دونوں کو ہمیشہ تم پر فخر رہا ہے لیکن تم اس عمران کو بہت کم حیثیت دے رہے ہو۔ یہ شخص لومڑی کی طرح عیار ہے۔ یہ ادھر ادھر بھاگتا رہتا ہے لیکن اصل میں اس کا ادھر ادھر اس کے پلان کا ایک حصہ ہوتا ہے اور جب یہ وار کرتا ہے تو کامیاب وار کرتا ہے کہ دوسرا حیرت سے بت بنا رہ جاتا ہے۔ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا کہ عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت میرے کلب میں آیا تھا"۔۔۔ نے کہا تو اس کی بات کا آخری فقرہ سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ کب"...... کرنل کازن نے بے اختیار ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں آج ہی کی بات کر رہی ہو۔ تین مقامی افراد کلب اور انہوں نے می کا نام لے کر مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر نے می کے حوالے کی وجہ سے انہیں اپنے آفس کال کر نے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دیا تو میں سمجھ گئی کہ یہی ایجنٹ ہیں جن کی تمہیں تلاش ہے۔ میں نے انہیں کریدنے حد کوشش کی لیکن انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔

قصد تھا کہ وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے ڈاکٹر ولموف سے جو می کے ہیں بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتا دیا کہ می کی کے بعد ڈاکٹر ولموف کا مجھ سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی رابطہ نمبر معلوم ہے۔ پھر انہوں نے تم سے بات نے کی خواہش ظاہر کی لیکن میں نے تم سے بھی رابطہ کرنے سے کر دیا جس پر وہ واپس چلے گئے"...... مارٹی نے کہا۔

"تم نے انہیں پکڑا کیوں نہیں مارٹی"...... کرنل کازن نے ٹ چباتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ میں انہیں کیسے پکڑتی۔ پھر تو وہ کنفرم ہو تے کہ میرا تم سے اور ڈاکٹر ولموف سے رابطہ ہے اور پھر وہ مجھ پر سی بھی کر سکتے تھے۔ نجانے ان کا کیا مقصد تھا اور کیوں اس میں ڈاکٹر ولموف اور تم سے رابطہ کرنا چاہتے تھے"...... مارٹی جواب دیا تو کرنل کازن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے ذہن میں کیا ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"کیا پلان ہے۔ مجھے تو بتاؤ"...... مارٹی نے کہا۔

"انہیں یقیناً اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ یہاں اب صرف کرنل کا حکم چلتا ہے اس لئے وہ تمہارے ذریعے ڈاکٹر ولموف اور مجھ رابطہ کر کے وہ رابطہ نمبر معلوم کرنا چاہتے تھے اور ہم دونوں کی سننا چاہتے تھے۔ یہ عمران اس بات میں پوری دنیا میں مشہور

ہے کہ وہ دوسروں کی آواز اور لہجے کی انتہائی کامیاب نقل اتار لیتا ہے لیکن اس احمق کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں نے اس کا پہلے سے ہی بندوبست کر رکھا ہے۔ میرے آفس میں وائس چیکنگ کمپیوٹر موجود ہے اور ایسا ہی کمپیوٹر ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں بھی موجود ہے اس لئے اگر وہ تم سے رابطہ نمبر بھی معلوم کر لیتا اور ہم دونوں کی آوازیں بھی سن لیتا تب بھی وہ اپنے پلان میں کامیاب نہ ہو سکتا تھا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی کرنل کازن۔ اس طرح آواز کی نقل کر کے فائل کیسے حاصل کر سکتا تھا۔ نہیں۔ اس کا کوئی اور مقصد ہے بہرحال میں چاہتی ہوں کہ تم محتاط رہو۔ مجھے اس وقت تک اطمینان نہیں ہو گا جب تک یہ مشن ختم نہیں ہو جاتا"...... مارٹی نے کہا۔

"تم بے فکر رہو مارٹی۔ یہ مشن میرے نام ہی لکھا جا چکا ہے بائی"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ لوگ اب اس انداز میں کام کر رہے ہیں"...... کازن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور اس پوائنٹ پر غور کرتا رہا۔ پھر اس نے دراز کھولی اور اس میں سے ایک خصوصی ساخت کا [illegible] ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ریڈ کالنگ۔ اوور"...... کرنل کازن نے

فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر کو آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ولموف سے بات کرائیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے

"ہیلو۔ ڈاکٹر ولموف بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر ولموف۔ آپ نے لیبارٹری میں وائس چیکنگ کمپیوٹر نصب کیا ہوا ہے یا نہیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس کرنل ریڈ۔ آپ کی ہدایت پر پوری طرح عمل ہو رہا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی کال چاہے وہ میری طرف سے ہو یا کسی بھی طرف سے ہو اسے چیک کئے بغیر بات نہ کی جائے۔ یہ ضروری ہے۔ اوور"۔ کرنل کازن نے کہا۔

"یس کرنل ریڈ۔ آپ پہلے بھی ہدایات دے چکے ہیں۔ پھر نئے سرے سے یہ ہدایت کیوں دے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اوور"...... ڈاکٹر ولموف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایشیائی ایجنٹوں کے بارے میں مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ آواز اور لہجے کی نقل کر کے آپ کے ذریعے لیبارٹری سے فائل باہر نکالنا چاہتے ہیں اس لئے خصوصی طور پر آپ کو یہ ہدایت دوبارہ کرنی پڑی

ہے۔اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے کرنل ریڈ۔ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ جب تک صدر صاحب خصوصی طور پر حکم نہ دیں فائل کسی صورت میں لیبارٹری سے باہر نہیں جائے گی حتیٰ کہ آپ کے حکم پر بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔اوور"...... ڈاکٹر ولموف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر صاحب کی آواز کمپیوٹر میں فیڈ ہے یا نہیں۔اوور"۔ کرنل کازن نے چونک کر پوچھا۔

"یس کرنل۔نہ صرف صدر صاحب بلکہ پرائم منسٹر صاحب کی آواز بھی کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔اوور"...... ڈاکٹر ولموف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ٹھیک ہے۔بہرحال آپ ہر طرح سے محتاط اور چوکنا رہیں۔اوور اینڈ آل"...... کرنل کازن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی اٹھی۔کرنل کازن نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کازن نے سخت لہجے میں کہا۔

"کاسکو سے کال ہے جناب۔کسی نئے آدمی کی۔اس نے اپنا نام علی عمران بتایا ہے"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی تو کرنل کازن بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم نے چیک کیا ہے کہ وہ کہاں سے کال کر رہا ہے"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔لیکن چیک نہیں ہو سکا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہونہہ۔کراؤ بات"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔علی عمران ایم ایس سی۔ڈی ایس سی (آکسن) جناب کرنل کازن عرف کرنل ریڈ چیف آف گراڈ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی جرأت کر سکتا ہے یا نہیں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی اور انتہائی شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

"تم نے کیوں کال کیا ہے۔کیا مقصد ہے تمہارا"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنا غصہ۔بے چاری مارٹی تو بڑی نرم و نازک طبیعت کی مالکہ لڑکی ہے۔وہ تم جیسے سخت مزاج اور روکھے لہجے والے شخص سے کبھی گزارا نہ کر سکے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم مجھ سے بچ نہیں سکتے۔ تم نے مارٹی کو جس طرح چکر دے کر میرے اور ڈاکٹر ولموف کے نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی ہے میں جانتا ہوں کہ اس سے کیا مقصد تھا لیکن یہ سن لو کہ تمہارا مقابلہ اب گراڈ سے ہے تمہاری موت اب گراڈ کے ہاتھوں ہی لکھی جا چکی ہے"۔کرنل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔اسے واقعی عمران کے انداز پر بے حد غصہ آ گیا تھا۔

"میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ گراڈ نامی ایجنسی سیکرٹ

ایجنسی ہے۔ یہ تو مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ اس کا کام روسیاہ کے
مرنے والوں کی رجسٹریشن کرنا ہے۔ کرنل کازن عرف کرنل
صاحب۔ تم سے بات ہو رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مجھے تمہ
رابطہ نمبر معلوم ہے اور جہاں تک ڈاکٹر ولموف کا تعلق ہے
میں نے اس سے کیا لینا ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ ریڈ
لیبارٹری اور تمہارے کیمپ آفس میں وائس چیکنگ کمپیوٹر نص
ہے اور تمہارے پی اے نے لامحالہ تمہیں کال کرنے سے پہلے
چیک کرنے کی کوشش کی ہو گی کہ میں کہاں سے فون کر رہا ہوں۔
اسے تو معلوم نہیں ہوا ہو گا لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ
کاسکو کے ایک پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔ جہاں تک
ایکس وی فائل کا تعلق ہے تو مجھے معلوم ہے کہ روسیاہ کے
تمہیں بھی اندھیرے میں رکھا ہے اور ڈاکٹر ولموف کو بھی۔ تم
جس فائل کی حفاظت کر رہے ہو وہ اصل فائل نہیں ہے
ڈاجنگ فائل ہے۔ اصل فائل پریذیڈنٹ ہاؤس میں صدر کے
ذاتی تحویل میں ہے اور میں جب چاہوں وہاں سے اسے حاصل
ہوں۔ میں نے تمہیں فون بھی اسی لئے کیا ہے کہ تم خواہ مخواہ
کی حفاظت کے سلسلے میں ہلکان نہ ہوتے رہو بلکہ ایزی رہو۔
ہی پاکیشیا پہنچ کر تمہیں دوبارہ کال کروں گا اور تمہیں اطلاع
کہ میں فائل حاصل کر کے پاکیشیا پہنچ چکا ہوں۔ گڈ بائی"۔
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

کرنل کازن نے ہونٹ چباتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے
پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ۔ یہ سب ڈاجنگ ہے۔ یہ شخص انتہائی عیار اور مکار ہے۔ یہ
اس طرح مجھے ایزی کرنا چاہتا ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ واقعی
ایسا ہو۔ صدر صاحب نے بھی ڈبل کراس کیا ہو۔ مگر میں کیسے چیک
کر سکتا ہوں"...... کرنل کازن نے رسیور رکھ کر مسلسل بڑبڑاتے
ہوئے بولنا شروع کر دیا۔

"اس کال کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد کرنل کازن نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی
پیشانی سلوٹوں سے پر ہو گئی تھی۔ وہ کافی دیر تک ہونٹ بھینچے
خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے وہ
کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے
موجود ایک بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"کرنل کارڈ سے بات کراؤ۔ میں کرنل کازن بول رہا ہوں"۔
کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل کارڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری

سی آواز سنائی دی۔
"کرنل کارڈ۔ میں کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کرنل کازن
نے کہا۔
"ہاں۔ مجھے بتایا گیا ہے لیکن آپ تو شاید ریڈ ٹاپ لیبارٹری
والے کیمپ میں ہیں پاکیشیائی ایجنٹوں سے نمٹنے کے لئے۔ پھر کیسے
کال کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... دوسری طرف سے کہا
گیا۔
"ہاں۔ ایک خاص اطلاع مجھے ملی ہے کہ اصل فائل ریڈ ٹاپ
لیبارٹری میں نہیں بھیجی گئی۔ اصل فائل صدر صاحب کی ذاتی تحویل
میں ہے۔ تم صدر صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ ہو۔ تم اس بارے
میں مجھے حتمی بات بتا سکتے ہو تاکہ میرے ذہن سے یہ خدشہ ختم ہو
سکے"...... کرنل کازن نے کہا۔
"آپ کو کس نے یہ اطلاع دی ہے"...... کرنل کارڈ نے چونک
کر پوچھا۔
"اس بات کو چھوڑو کرنل کارڈ۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ایسی
اطلاعات ہم تک پہنچتی رہتی ہیں لیکن یہ اطلاع اگر درست ہے تو
سمجھو کہ فائل شدید خطرے میں ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔
"یہ اطلاع سراسر غلط ہے کرنل کازن۔ صدر صاحب نے میرے
ہی ذریعے یہ فائل ریڈ ٹاپ لیبارٹری بھجوائی تھی کیونکہ میں چیف
سیکورٹی چیف رہا ہوں اور یہ اصل فائل تھی جو بالمیر سٹیشن سے

کرائی گئی تھی۔ وہاں سے بھی میں ہی اسے لایا تھا اور وہی فائل میں
ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچا آیا تھا اس لئے تمہیں جو اطلاع ملی ہے وہ غلط
ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"شکریہ۔ اب میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ ونس مور تھینک یو۔ گڈ
بائی"...... کرنل کازن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے
تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

پریذیڈنٹ ہاؤس سے ایک طرف ہٹ کر اسٹاف کالونی بنی ہوئی
تھی جو خاصے وسیع و عریض ایریئے میں تھی۔ اس کالونی میں
پریذیڈنٹ ہاؤس میں کام کرنے والے چھوٹے بڑے اسٹاف ملازمین
کی رہائش گاہیں تھیں۔ اس کالونی کے گرد بھی باقاعدہ چار دیواری
تھی جس پر خاردار تاریں لگی ہوئی تھیں اور کالونی میں داخل ہونے
کے لئے چیک پوسٹ تھی جس پر پریذیڈنٹ ہاؤس سے متعلقہ
سکیورٹی سیکشن ہر آنے جانے والے کی چیکنگ پر مامور تھا لیکن ان کا
کام صرف اتنا تھا کہ وہ ملنے کے لئے آنے والوں کے بارے میں متعلقہ
آدمی کو فون کر کے معلوم کر لیتے تھے اور اگر متعلقہ آدمی اس آنے
والے کو بلا لیتا تو انہیں اندر جانے کی اجازت دے دی جاتی ورنہ
نہیں۔ لیکن یہ سب رسمی کارروائی کے طور پر ہوتا رہتا تھا ورنہ لوگ
یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ اسٹاف کالونی کی شمالی سمت ایک

لیٹ تھی۔ وہاں چار دیواری کے اندر ایک سوراخ تھا۔ اصل میں
سوراخ درخت کے ایک موٹے تنے کی وجہ سے بن گیا تھا۔ درخت
اس موٹے تنے کو دیوار کے اندر لے لیا گیا تھا اور پھر امتداد زمانہ
وجہ سے سائیڈ پر موجود اینٹیں گر گئیں یا جان بوجھ کر گرا دی گئیں
اور وہاں اتنا رخنہ بہرحال بن گیا تھا کہ ایک آدمی وہاں سے
سکتا تھا۔ اس راستے کے بارے میں کالونی کے رہنے والوں سمیت
ٹی والوں کو بھی معلوم تھا۔ کسی نے کبھی پرواہ اس لئے نہ کی
نہ اسٹاف کالونی کے ملازمین لمبا چکر کاٹ کر مارکیٹ جانے کی
ے اس شارٹ کٹ سے آتے جاتے رہتے تھے۔ رات آدھی سے
ر چکی تھی اور مارکیٹ تقریباً بند ہو چکی تھی۔ چونکہ رات کے
سردی تیز ہو جاتی تھی اور دھند سی ہر طرف چھا جاتی تھی اس لئے
قت سڑک پر اکا دکا کاریں یا افراد ہی آتے جاتے محسوس ہو رہے
۔ ہر طرف ویرانی سی چھائی ہوئی تھی۔ اس سوراخ کے قریب
ن، تنویر اور ٹائیگر موجود تھے۔ وہ ایک کار میں یہاں تک پہنچے
ین کار انہوں نے یہاں سے کافی فاصلے پر روک دی تھی اور پھر
ہ پیدل چلتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے۔ انہوں نے لانگ
ہنے ہوئے تھے اور سروں پر سردی سے بچنے کے لئے مخصوص
پیاں رکھی تھیں۔ دن کے وقت ٹائیگر اس سارے علاقے کا
کر چکا تھا اور اس سوراخ کے بارے میں بھی اس نے ہی
پورٹ دی تھی۔

"آؤ اب موقع اچھا ہے"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
کہا اور پھر وہ اس سوراخ کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر اور
سب سے آخر میں ٹائیگر بھی اندر داخل ہو گیا۔ یہاں بھی سڑکیں
سنسان پڑی ہوئی تھیں۔ سٹریٹ لائٹس جل ضرور رہی تھیں لیکن
ان کی روشنی دھند کی وجہ سے انتہائی محدود تھی۔ وہ تینوں تیز تیز قدم
اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی
کوٹھی کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ کوٹھی کی چار دیواری
اونچی نہ تھی اس لئے عمران، تنویر اور ٹائیگر تینوں آسانی سے اچھل کر
پہلے چار دیواری پر اور پھر دوسری طرف لٹک کر نیچے اتر گئے۔ یہ کوٹھی
کا عقبی حصہ تھا۔ سائیڈ پر راہداری تھی۔ وہ تینوں دبے قدموں
راہداری سے گزر کر فرنٹ کی طرف آ گئے۔ کوٹھی پر خاموشی
تھی۔ لیکن جب وہ فرنٹ کی طرف پہنچے تو انہوں نے برآمدے اور
کی راہداری میں لائٹ جلتی ہوئی دیکھ لی لیکن وہاں کوئی آدمی
نہ تھا۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا چپٹی نال
پسٹل نکالا اور پھر اس کا رخ اندرونی راہداری کی طرف کر کے
ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے
چھوٹے چھوٹے کیپسول راہداری میں گر کر ٹوٹ گئے اور ہلکے
رنگ کا دھواں راہداری میں پھیل گیا۔ عمران نے پسٹل واپس جیب
میں ڈال لیا۔

"باہر سیکورٹی گارڈ موجود ہیں انہیں بھی کیوں نہ بلاک کر دیا

جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں رہنے دو۔ وہ اندر نہیں آ سکتے"...... عمران نے
آہستہ سے جواب دیا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ تینوں
پانچ منٹ تک باہر راہداری میں ہی سائیڈ میں کھڑے رہے۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور مڑ کر درمیانی راہداری کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری کوٹھی کا جائزہ لے لیا۔
ایک کمرے میں دو بچے سو رہے تھے جبکہ ایک اور بیڈ روم میں ایک
مرد اور ایک عورت بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ مرد کرسی سے نیچے
قالین پر گرا ہوا تھا جبکہ عورت بیڈ پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اس
کے پاس ہی ایک رسالہ پڑا ہوا تھا۔ البتہ ایک کونے میں موجود ٹی
وی چل رہا تھا۔

"اس مرد کو اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں لے چلو"...... عمران نے
کہا تو ٹائیگر آگے بڑھا اور اس نے قالین پر بے ہوش پڑے ہوئے اس
آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسے اٹھائے
سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک میز
اور چند کرسیاں موجود تھیں اور دیگر کاٹھ کباڑ بھی موجود تھا۔ یہ میز
اور کرسیاں بھی اس انداز میں وہاں پڑی تھیں جیسے آؤٹ آف فیشن
ہونے کی وجہ سے انہیں یہاں ڈال دیا گیا ہو۔ تنویر نے وہیں سے
رسی کا ایک بنڈل تلاش کر لیا اور پھر ٹائیگر اور تنویر دونوں نے مل کر
اس آدمی کو ایک کرسی پر بٹھا کر رسیوں کی مدد سے اچھی طرح جکڑ

دیا۔
"تنویر تم کوٹھی میں رہو گے کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا
ہے۔ البتہ فون کا رسیور اتار کر رکھ دینا۔ ٹائیگر میرے ساتھ رہے
گا"۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ایسا کرو کہ میری جگہ تم باہر جا کر پہرہ دو اور مجھے اس سے پوچھ
گچھ کرنے دو۔ پھر دیکھو کہ کتنی جلدی کام ہوتا ہے۔ تم نے اس سے
لمبی کہانیاں سننا شروع کر دی ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔
"تم اس سے کیا پوچھو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہی کہ وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں سیکورٹی چیف رہا ہے تو وہ
کے اندر کی تفصیلات اور وہاں جو حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ان
سب کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اور کیا اس سے مجھے
منڈی کے بھاؤ معلوم کرنے ہیں"...... تنویر نے کہا تو عمران بے
اختیار مسکرا دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ جب میں پریذیڈنٹ ہاؤس کے فون سے
ہونے والی گفتگو ٹیپ کر رہا تھا تو تم نے کرنل کازن اور کرنل کا
کی بات چیت سنی تھی۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی بے حد اچھا تجزیہ کیا
ہے لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ وہاں پہنچنے کا ہے۔
میں اس سے یہی بات معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اسی لئے میں نے
کرنل کازن کو کال کر کے اس کے ذہن میں شک ڈالا تھا کہ اسے

لیبارٹری میں نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کرنل کازن
یڈنٹ ہاؤس کال کر کے ایسے آدمی سے بات کرے گا جو اس
میں اسے کنفرم کر سکے کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ براہ راست صدر
تو یہ بات نہیں معلوم کر سکتا تھا اور پھر کرنل کازن نے اس سے
کی تو اس نے خود ہی بتایا کہ وہ پہلے ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں
ٹی چیف رہا ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
تو پھر وہی تو پوچھنا ہے تم نے"...... تنویر نے منہ بناتے
کہا۔
ٹھیک ہے۔ تم اب یہاں رہو گے۔ باہر ٹائیگر پہرہ دے
۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر جو خاموش کھڑا تھا سر ہلاتا ہوا باہر چلا
عمران نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر
ے شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس
شی کو ہٹایا، اس کا ڈھکن بند کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال
سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تنویر پہلے ہی ساتھ والی کرسی پر
تھا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات
ہونے شروع ہو گئے۔
سیکورٹی چیف رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ باقاعدہ
یافتہ ہے اور ایسے آدمیوں سے ان کی مرضی کے خلاف کچھ
بہت مشکل کام ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔
تو کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس سے پوچھنے دو۔ میں اس کی

ساری تربیت ایک لمحے میں اس کی ناک کے راستے باہر نکال
گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"پھر تو ناک کاٹنی پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
تو تنویر بھی خلاف معمول ہنس پڑا۔
"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں۔ یہ مجھے
کیوں باندھا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ آخر کیا ہے"...... اس آدمی نے
ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔
"تمہارا نام کرنل کارڈ ہے اور تم پریذیڈنٹ روسیاہ کے پ
سیکرٹری ہو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ تم یہاں میری رہائش گاہ میں کیسے
ہو گئے۔ تمہیں چیک پوسٹ پر اور گیٹ پر کسی نے نہیں
سب کیا ہے۔ میری بیوی، میرے بچے کہاں ہیں"...... کرنل کا
حالت واقعی دیکھنے والی ہو رہی تھی۔
"تو تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ تم اپنی ہی رہائش گاہ کے
خانے میں ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ذہنی طور پر اب پوری
ہوش میں آ چکے ہو اس لئے تمہیں اب یہ بتانے میں کوئی حرج
ہے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے
ساتھی ہے تنویر اور تیسرا ساتھی باہر موجود ہے"...... عمران نے
لہجے میں کہا تو کرنل کارڈ کے جسم کو اس طرح جھٹکے لگنے شروع

ئے جیسے وقفے وقفے سے اس کے جسم میں انتہائی طاقتور الیکٹرک
نٹ دوڑ رہا ہو۔
"تم۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ۔ مگر۔ میں۔ میرا مطلب ہے کہ میرا
سے کیا تعلق ہے"...... کرنل کارڈ نے کہا۔
"تم سے ہمارا گہرا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ تم نے کرنل کازن کو
پر بتایا ہے کہ تم پریذیڈنٹ ہاؤس آنے سے پہلے ریڈ ٹاپ
ری کے چیف سیکورٹی آفیسر تھے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے کرنل کازن کا فون ٹیپ
نے کا انتظام کر رکھا تھا"...... کرنل کارڈ نے انتہائی حیرت بھرے
میں کہا۔
"نہیں بلکہ ہم نے پریذیڈنٹ ہاؤس کا فون ٹیپ کرنے کا
بست کر رکھا تھا۔ اب تم اس سے انکار نہیں کر سکتے"۔ عمران

"ہاں۔ میں نے کہا تھا اور یہ بات درست بھی ہے"...... کرنل
نے کہا۔
"تو پھر یقیناً تمہیں اس لیبارٹری میں جانے والے اس خفیہ راستے
کا علم ہو گا جو فوجی کیمپ سے باہر پہاڑی کے اندر ہوتا ہوا اوپر
تک پہنچتا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل کارڈ بے اختیار
چونکا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ وہاں ایسا کوئی راستہ نہیں ہے"۔ کرنل

کارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری شادی کب ہوئی تھی"...... عمران نے اچانک
کرنل کارڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت
حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو"۔ کرنل کارڈ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو پوچھ رہا ہوں وہ بتاتے جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ ہر
جواب میں تمہارے جسم کا ایک عضو کٹتا رہے۔ جواب تو تم
ہی ہو گا اور میں نے جو سوال کیا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ تم
جواب دینے کے لئے اپنی ایک آنکھ نکلوا لو"...... عمران نے
میں کہا۔

"سترہ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں"...... کرنل کارڈ نے جو

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ہاں بہت دیر بعد اولاد
ہے کیونکہ تمہارے دونوں بچے چھوٹے ہیں۔ بڑے کی عمر
زیادہ چھ سال ہے اور چھوٹا شاید چار سال کا ہے"۔ عمران

"ہاں۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... کرنل کارڈ نے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیر سے ہونے والی اولاد ماں باپ کو بے حد پیاری
میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اصول تم پر بھی لاگو ہوتا
نہیں"...... عمران نے کہا تو کرنل کارڈ ایک بار پھر چونک

"کیا مطلب۔ یہ آخر تم ایسی الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہو"۔
کرنل کارڈ نے کہا۔

"تمہارے بیوی بچے اپنے کمروں میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔
میرا ساتھی جا کر تمہارے دونوں بچوں کو اٹھا کر یہاں لے آئے گا۔ پھر
تمہارے ایک بچے کی گردن تمہارے سامنے کاٹی جائے گی اور
کے بعد دوسرے بچے کی اور اگر تم نے پھر بھی میرے سوالوں
جواب نہ دیئے تو پھر تمہاری بیوی کو ذبح کیا جائے گا اور آخر میں
عمل تم پر دوہرایا جائے گا"...... عمران نے انتہائی سفاک لہجے
کہا۔

"میں لے آؤں اس کے بچوں کو"...... تنویر نے ایک جھٹکے سے
اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہاں ذبح نہ کر دینا اس کے سامنے لا کر ذبح کرنا تاکہ
معلوم ہو سکے کہ اسے اپنے بچوں سے کتنی محبت ہے"...... عمران نے
لہجے میں کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ معصوم بچے ہیں۔
نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ رک جاؤ پلیز۔ یہ ظلم نہ کرنا۔ یہ غیر
فعل ہے۔ یہ تم کیا کرنے جا رہے ہو۔ کیا تم انسان نہیں
تمہارے بچے نہیں ہیں"...... کرنل کارڈ نے ہذیانی انداز میں
ہوئے کہا۔

"ان کا قصور یہ ہے کہ وہ تمہارے بچے ہیں اور تم ضرورت سے

زیادہ ہوشیار اور تربیت یافتہ بن رہے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری بات پر یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ کرنل کارڈ نے اسی طرح ہذیانی انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ شاید اپنے بچوں کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون نکلتا دیکھ کر تمہاری یادداشت کام کرنا شروع کر دے"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا تو اس نے چھ سات سال کے بے ہوش لڑکے کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

"بچے کو اس کے سامنے فرش پر لٹا دو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے بچے کو کرنل کارڈ کے سامنے فرش پر لٹا دیا۔

"یہ لو خنجر اور اس کی گردن کاٹ دو۔ لیکن جلدی نہ کرنا۔ آہستہ آہستہ کاٹنا۔ یہ انتہائی نرم و نازک سی گردن ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ ایک ہی جھٹکے میں کٹ جائے اور کرنل کارڈ کو لطف ہی نہ آئے"۔ عمران کا لہجہ واقعی غیر انسانی سا لگ رہا تھا۔

"تم فکر مت کرو جس طرح مرغی کو ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح ذبح کروں گا کہ کئی منٹ تک یہ پھڑکتا رہے گا"...... تنویر نے عمران سے بھی زیادہ سفاک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش پر پڑے ہوئے بچے پر اس طرح جھک گیا جیسے واقعی وہ اس کی گردن پر خنجر چلانے والا ہو۔

"رک جاؤ۔ اوہ۔ اوہ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں"...... یکلخت کرنل کارڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئی تھیں اور چہرہ خون کی شدت سے پہلے ہوئے تاثر سے بھی زیادہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"تیار رہنا۔ اگر یہ خاموش ہو جائے یا جھوٹ بولے تو ذبح کر کے پھر دوسرے کو لے آنا"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے عمران نے اسے اس کے انتہائی پسندیدہ کام سے روک دیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر ظلم۔ اوہ۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا"۔ کرنل کارڈ نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سوچتے بعد میں رہنا ورنہ میں اشارہ کر دوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ مجھے ہوش میں تو آ لینے دو"...... کرنل کارڈ نے کہا۔

"تمہارے کچھ بتانے سے پہلے تمہیں میں یہ بتا دوں کہ میرے اندر سچ اور جھوٹ پرکھنے کی قدرتی صلاحیت موجود ہے اس لئے اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو میں کچھ کہے بغیر اپنے ساتھی کو اشارہ کر دوں گا۔ سمجھے۔ اس لئے سچ بولنا۔ اس سے تمہارے بیوی بچوں کی اور خود تمہاری جان بھی بچ جائے گی۔ ہم نہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور نہ ہی تمہارے بیوی بچوں کو کیونکہ ہمیں اس

سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے جانے کے بعد تم کس کو یہ
بتاتے ہو اور کیا نہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"میں سچ بتا دوں گا۔ ایسا راستہ واقعی ہے لیکن کافی طویل
سے اسے بند کر دیا گیا ہے"...... کرنل کارڈ نے کہا۔
"تم تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا تو کرنل کارڈ نے تفصیل
بتانا شروع کر دی۔ عمران اس سے سوالات کرتا رہا اور پھر اس نے
ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے اندرونی نقشے اور وہاں کے خصوصی انتظامات
کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم کر لیں۔
"اوکے تم نے سچ بول کر اپنے بیوی بچوں اور اپنے آپ کو
ہاتھوں بچا لیا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ کرنل کارڈ کچھ کہتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔
کرنل کارڈ کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی لیکن کنپٹی پر پڑنے والی
ایک ہی ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔
"اس بچے کو اٹھا کر وہیں پہنچا دو جہاں سے اسے لے آئے تھے۔
میں اس کرنل کارڈ کو کھول کر اس کے بیڈ روم میں پہنچاتا ہوں"
عمران نے کہا۔
"کیا ضرورت ہے اسے زندہ رکھنے کی"...... تنویر نے خنجر جیب
میں ڈال کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے بچے کو اٹھاتے ہوئے کہا۔
"یہاں اسے ختم کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔ تم بچے کو
کے بیڈ روم میں چھوڑ کر آجاؤ"۔ عمران نے کرسی کی پشت پر ہاتھ

لٹتے ہوئے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا بچے کو اٹھا کر تہہ خانے سے باہر
گیا۔ عمران نے رسی کھولی اور پھر رسی کا باقاعدہ بنڈل بنا کر اس
بنڈل ایک طرف پھینک دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔
"باس کیا اس آدمی کو واپس بیڈ روم میں پہنچانا ہے"...... ٹائیگر
نے کہا۔
"ہاں۔ اٹھاؤ اسے اور لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر آگے
اور اس نے کرنل کارڈ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر عمران کے
تہہ خانے سے نکل کر وہ اس بیڈ روم کی طرف بڑھ گئے جہاں
سے کرنل کارڈ کو اٹھا کر تہہ خانے میں لے جایا گیا تھا۔ تنویر بھی
موجود تھا۔
"تنویر۔ اس کرنل کارڈ کی گردن اس انداز میں توڑ دو کہ دیکھنے
والے کو یوں محسوس ہو جیسے یہ شراب کے نشے میں کرسی سے نیچے گرا
اس کی گردن ٹوٹ گئی ہو۔ کیا تم ایسا کر لو گے"...... عمران
تنویر سے کہا۔
"اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو
ڈاکٹر بھی یہی سمجھیں گے کہ نیچے گرنے سے اس کی گردن ٹوٹی
...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے پیچھے
روم میں داخل ہو گیا جبکہ عمران آگے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

میجر بلیک اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے خصوصی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ میجر بلیک بول رہا ہوں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"راسٹوف بول رہا ہوں باس کاسکو سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو میجر بلیک بے اختیار چونک پڑا۔

"راسٹوف تم۔ کیسے کال کیا ہے"...... میجر بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ پریذیڈنٹ صاحب کے پرسنل اسسٹنٹ کرنل کارڈ کے بارے میں آپ کو اطلاع دینی ہے"...... راسٹوف نے کہا۔

"کیسی اطلاع۔ کیا ہوا ہے"...... میجر بلیک نے چونک کر کہا۔

"کرنل کارڈ کو ان کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے"...... را

سٹوف نے کہا۔

"ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے۔ کیوں"...... میجر بلیک نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ واردات پاکیشیائی ایجنٹوں نے کی ہے اور انتہائی پراسرار انداز میں کی گئی ہے"...... راسٹوف نے کہا تو اس بار اس کی بات سن کر میجر بلیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے واردات کی ہے۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ ان کا کرنل کارڈ سے کیا تعلق"...... میجر بلیک نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آج صبح پریذیڈنٹ ہاؤس میں اطلاع پہنچی کہ کرنل کارڈ رات کو شراب کے نشے میں دھت ہو کر کرسی سے نیچے گرے اور ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں بھی پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود تھا۔ اس اطلاع ملنے پر میں چونک پڑا کیونکہ مجھے کل کرنل کارڈ نے بتایا تھا کہ چیف باس کرنل کازن نے کرنل کارڈ کو فون کر کے یہ بات کنفرم کی تھی کہ معدنیات کے سروے کی وہ فائل واقعی ریڈ ٹیپ لیبارٹری میں موجود ہے یا نہیں۔ کرنل کارڈ نے یہ بات مجھے اس لئے بتائی تھی کہ اس کے خیال کے مطابق چیف باس کو یہ اطلاع میں ہی دے سکتا ہوں کیونکہ یہاں سب کو معلوم ہے کہ میرا تعلق گراڈ سے ہے اور میں گراڈ کی نمائندگی کے لئے پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود رہتا ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے ایسی کوئی

اطلاع نہیں دی تو وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے فون کا و
ریکارڈ چیک کیا تو واقعی چیف باس نے فون کر کے کرنل کارڈ سے
اس بارے میں گفتگو کی تھی۔ مجھے شبہ ہوا کہ یہ کال چیف باس کی
طرف سے نہیں ہو سکتی اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پاکیشیائی
ایجنٹ آوازوں کی نقل کرنے کے ماہر ہیں۔ چنانچہ میں نے براہ
راست چیف باس کو کال کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے فون
کال کی تھی اور انہوں نے مجھے بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے ان
سے فون پر بات کر کے ان کے ذہن میں یہ شک پیدا کرنے کی
کوشش کی ہے۔ میں ظاہر ہے چیف باس کو تو کچھ نہ کہہ سکتا تھا اس
لئے خاموش رہا لیکن جب دوسرے روز صبح کو کرنل کارڈ کے
انداز میں ہلاک ہونے کی اطلاع ملی تو میں چونک پڑا۔ میں خود کرنل
کارڈ کی رہائش گاہ پر گیا۔ میں نے کرنل کارڈ کی لاش کو بھی چیک
کیا۔ بظاہر تو ویسا ہی تھا جیسا کہ بتایا جا رہا تھا لیکن جب میں نے
خصوصی طور پر جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ کرنل کارڈ کی مسز بیڈ پر بیٹھی
رسالہ پڑھ رہی تھیں جبکہ کرنل کارڈ کرسی پر بیٹھے ٹی وی پر
پسندیدہ پروگرام دیکھ رہے تھے کہ یکلخت کرنل کارڈ کی مسز کا سر
چکرایا اور پھر انہیں ہوش نہ رہا۔ جب انہیں دوبارہ ہوش آیا تو صبح ہو
چکی تھی اور کرنل کارڈ کرسی سے نیچے فرش پر گرے پڑے تھے اور ان
کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ ان کے دونوں بچے بھی اپنے کمرے
میں بے ہوش پڑے پائے گئے۔ ایک بچے کا نائٹ سوٹ گرد آلود

یہ وہ گرد آلود فرش پر پڑا رہا ہو حالانکہ وہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں
بچے ابھی تک ہوش میں نہ آئے تھے۔ اسی طرح ملازم بھی بے ہوش
ہو گئے تھے۔ بہرحال ان سب کو ہوش میں لایا گیا۔ گیٹ پر موجود
سیکورٹی گارڈ نے بتایا کہ کوئی آدمی باہر سے اندر نہیں گیا اور نہ ہی
پوسٹ والوں نے کسی کو کرنل کارڈ کی رہائش گاہ پر بھجوایا
میں نے کوٹھی کی چیکنگ کی تو میں نے ایک تہہ خانے میں
یہ آثار دیکھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ کرنل کارڈ کو وہاں لے جایا
گیا اور پھر وہاں کرسی پر باندھ دیا گیا ہو۔ پھر انہیں وہاں سے کھول کر
واپس ان کے بیڈ روم میں لایا گیا اور ان کی گردن توڑ دی گئی۔ وہاں
فرش پر ایسے نشانات موجود تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ یہاں ان کے
بچے کو بے ہوشی کے عالم میں لٹایا گیا ہے۔ وہاں گرد آلود فرش پر تین
آدمیوں کے جوتوں کے نشانات موجود تھے جس پر مجھے یقین ہو گیا
کہ یہ باقاعدہ واردات ہے۔ میں نے واپس پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ کر
زیڈ تھری ون ورکنگ کو آن کر دیا اور اس پر میں نے کرنل کارڈ
کی کوٹھی کو خاص طور پر مانیٹر کیا تو ساری واردات نہ صرف سامنے آ
گئی بلکہ وہاں ہونے والی تمام بات چیت کی ٹیپ بھی میں نے حاصل
کر لی ہے"...... راسٹوف نے کہا۔
"کس ورکنگ کی بات کر رہے ہو تم"...... میجر بلیک نے

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے ملحقہ اسٹاف کالونی میں زیر زمین ایک

خفیہ نظام نصب کیا گیا ہے۔اس نظام کو سٹار زیڈ تھری ون و...
سسٹم کہا جاتا ہے۔اس نظام کے تحت اسٹاف کالونی کی ہر رہائش...
چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی وہاں ہونے والی تمام بات چیت فرش...
موجود خفیہ لائننگ کے ذریعے پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خ...
کمپیوٹر میں ٹیپ ہوتی رہتی ہے۔یہ ٹیپ اڑتالیس گھنٹوں تک محفو...
رہتی ہے۔ پھر خود بخود واش ہو جاتی ہے۔عام طور پر انہیں چیک
نہیں کیا جاتا کیونکہ عام رہائشی گھروں میں ظاہر ہے کوئی ایسی بات
عام طور پر نہیں ہوتی جس سے کسی دوسرے کو دلچسپی ہو لیکن جب
کوئی خاص اطلاع مل چکی ہو یا کوئی خاص واردات ہو جائے تو...
اسے چیک کیا جا سکتا ہے۔چنانچہ میں نے بھی اسے چیک کیا تو...
پاکیشیائی ایجنٹوں اور کرنل کارڈ کے درمیان ہونے والی تمام بات
چیت کا ٹیپ مل گیا۔آپ کہیں تو میں یہ ٹیپ آپ کو سنوا دوں"۔
راسٹوف نے کہا۔

"ہاں سناؤ"...... میجر بلیک نے کہا تو دوسری طرف سے ٹیپ آن
کر دیا گیا۔ میجر بلیک خاموش بیٹھا ٹیپ سنتا رہا۔اس کے چہرے
انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ٹیپ تقریباً پچیس منٹ
تک چلتا رہا پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"آپ نے ٹیپ سن لی باس"...... راسٹوف نے کہا۔

"ہاں۔اور تم نے یہ سب کچھ کر کے واقعی کارنامہ سرانجام دیا
ہے راسٹوف۔ مجھے تمہاری اس بے مثال کارکردگی نے بے...

مسرت بخشی ہے۔میں چیف باس سے تمہاری پرزور سفارش کروں
گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں گراؤ میں کوئی بڑا عہدہ دے دیں
گے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"تھینک یو باس۔بہرحال یہ میرا فرض تھا"...... راسٹوف نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تم نے ابھی اس ٹیپ کے بارے میں پریذیڈنٹ ہاؤس
میں تو کسی کو رپورٹ نہیں دی"...... میجر بلیک نے پوچھا۔

"نو باس۔ میں نے سب سے پہلے آپ کو ہی کال کی ہے"۔
راسٹوف نے جواب دیا۔

"میں نے اس بات چیت کو یہاں ٹیپ کر لیا ہے۔تم ابھی اس
کو محفوظ رکھو اور جب تک میں یا چیف باس تمہیں حکم نہ دیں
تم نے خاموش رہنا ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر بلیک نے فون
رکھ دیا اور اٹھ کر وہ ایک سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔یہ ایک چھوٹا سا کمرہ
تھا جس میں دیوار کے سامنے ایک قد آدم مشین موجود تھی۔اس نے
مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور آخر میں اس نے نچلے خانے میں
سے ایک مائیکرو ٹیپ نکالا اور پھر ایک طرف دیوار میں موجود الماری
کھول کر اس نے اس میں موجود ایک چھوٹا سا مائیکرو ٹیپ ریکارڈر
نکال کر اسے بھی کوٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر الماری بند کر کے وہ

اس کمرے سے نکلا اور پھر آفس سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
کازن کے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کرنل کازن کے آفس کے
دروازے پر اس نے مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس ۔ کم ان"...... اندر سے کرنل کازن کی آواز سنائی دی
میجر بلیک نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

"کیسے آنا ہوا میجر بلیک"...... کرنل کازن نے میجر بلیک کے
سلام کا جواب دیتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ آپ کو اطلاع مل چکی ہو گی کہ کرنل کارڈ کو ہلاک کر دیا
گیا ہے"...... میجر بلیک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کرنل کازن
بے اختیار چونک پڑا۔

"کرنل کارڈ۔ کون کرنل کارڈ"...... کرنل کازن نے حیرت
ہوئے پوچھا۔

"جناب پریذیڈنٹ کا پرسنل اسسٹنٹ"...... میجر بلیک نے
کہا۔

"اوہ کب۔ کیسے۔ کس نے ہلاک کیا ہے"...... کرنل کازن نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں نے جناب"...... میجر بلیک نے جواب دیا
کرنل کازن اس طرح میجر بلیک کو دیکھنے لگا جیسے وہ کسی انتہ
دیکھ رہا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ پاکیشیائی ایجنٹ

نے کرنل کارڈ کو ہلاک کیا ہے۔ کیوں"...... کرنل کازن نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کرنل کارڈ سے فون پر بات کی تھی اور کرنل کارڈ نے
ے کو بتایا تھا کہ وہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے پہلے ریڈ ٹاپ لیبارٹری کا
ی.ٹی چیف رہا ہے۔ یہ گفتگو پاکیشیائی ایجنٹوں نے سن لی اور پھر
ت کو وہ اس کرنل کارڈ کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اس
یڈ ٹاپ لیبارٹری کا وہ خفیہ راستہ معلوم کر لیا ہے جس کا علم
بھی نہیں ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کا خفیہ راستہ۔ کون
خفیہ راستہ"...... کرنل کازن نے کہا۔

"میں آپ کو وہ ٹیپ سناتا ہوں جو کرنل کارڈ اور پاکیشیائی
ٹ عمران کے درمیان ہونے والی بات چیت پر مبنی ہے۔ اس
پ سب کچھ سمجھ جائیں گے"...... میجر بلیک نے کہا اور اس کے
ہی اس نے جیب سے چھوٹا مگر انتہائی جدید ترین مائیکرو ٹیپ
ر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس میں مائیکرو ٹیپ لگا کر
ن کر دیا اور ٹیپ سے آوازیں سنائی دینے لگیں تو کرنل کازن
بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ عمران کی آواز کو پہچانتا تھا۔
نل کارڈ کی آواز بھی اس نے پہچان لی۔ میجر بلیک خاموش بیٹھا
تھا۔ ٹیپ چلتا رہا اور عمران اور کرنل کارڈ کے درمیان ہونے
تمام بات چیت وہ بیٹھے سنتے رہے۔ جب ٹیپ ختم ہوا تو میجر

بلیک نے بٹن آف کر دیا۔
"ویری بیڈ۔ ہم یہاں احمقوں کی طرح بیٹھے ان کا انتظار کر رہے
ہیں اور انہوں نے کرنل کارڈ سے خفیہ راستہ بھی معلوم کر لیا ہے۔
کیسے یہ ٹیپ تم تک پہنچی۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... کرنل کازن نے
انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو میجر بلیک نے راسنوف سے فون
پر ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔
"اوہ۔ یہ تو راسنوف نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ورنہ ہم
واقعی ان لوگوں سے شکست کھا گئے تھے۔ ہم میں سے کسی کے
میں بھی نہ تھا کہ کرنل کارڈ کسی خفیہ راستے سے واقف ہو سکتا
اور کوئی خفیہ راستہ بھی ہو سکتا ہے اور راستہ بھی ایسا کہ کیمپ
باہر جاتا ہو لیکن عمران کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں نے کرنل کا
فون پر گفتگو کی ہے۔ ہمارا فون تو کسی صورت بھی ٹیپ نہ
سکتا اور نہ ہی عمران کو معلوم ہو سکتا ہے کہ میں کرنل کارڈ سے
کروں گا"...... کرنل کازن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
"سر آپ تو اس شاطر اور عیار ذہن کو مجھ سے بھی زیادہ اچھ
جانتے ہیں۔ اس نے شک کا جو بیج آپ کے ذہن میں بویا تھ
قدرتی ردعمل یہی ہو سکتا تھا کہ آپ اس بات کو پریذیڈنٹ
سے کنفرم کریں لیکن ظاہر ہے آپ براہ راست صدر صاحب
کنفرم نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ نے کرنل کارڈ سے بات
اس عمران نے آپ کو فون کرنے سے پہلے وہاں لازماً کو

دوبست کر لیا ہو گا کہ آپ جس طرح بھی کنفرمیشن کریں اس کی
ع اس تک پہنچ جائے۔ چنانچہ کرنل کارڈ نے یہ تو بتا دیا کہ فائل
ڈ ٹاپ لیبارٹری میں ہی موجود ہے لیکن ساتھ ہی اس کے منہ سے
بھی نکل گیا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے پہلے وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کا
کیورٹی چیف بھی رہا ہے اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ایسی
یبارٹری کا لامحالہ کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ لازماً رکھا جاتا ہے اور
یسے راستوں کا علم بہرحال سکیورٹی چیف کو لازماً ہوتا ہے اس لئے وہ
نل کارڈ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے وہ راستہ بھی معلوم کر لیا۔
اسٹاف کالونی میں یہ خصوصی خفیہ سسٹم موجود نہ ہوتا اور
یف اسے چیک نہ کرتا تو ہم واقعی شکست کھا گئے تھے لیکن لگتا
کہ اس بار قسمت اس کی بجائے ہمارے ساتھ ہے۔ اسے اب
م ہی نہ ہو گا کہ ہم اس بات سے واقف ہو چکے ہیں اس لئے وہ
بتان سے اس خفیہ راستے سے لیبارٹری پہنچنے کی کوشش کرے گا
ہم وہاں پہلے سے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی موت بن کر
ہوں گے اور ہم کامیاب ہو جائیں گے"...... میجر بلیک نے

"ویری گڈ۔ تم نے واقعی بہترین انداز میں درست تجزیہ کیا ہے
ب تک تم نے اس سلسلے میں کیا پلان بنایا ہے۔ ایسا پلان
ان میں سے کسی کو بھی آخری لمحے تک معمولی سا شک بھی نہ
ورنہ یہ پھر چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جائیں گے"۔

کرنل کازن نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں سر۔ اب یہ کھیل میرے اور اس عمران کے درمیان کھیلا جائے گا اور آپ دیکھیں گے کہ اس کھیل میں جیت ہماری ہو گی"...... میجر بلیک نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک۔ مجھے بہرحال کامیابی کی خبر چاہئے"...... کرنل کازن نے کہا۔
"نہ صرف کامیابی کی خبر آپ کو ملے گی سر بلکہ ان تینوں کی لاشیں بھی آپ کے سامنے پیش کر دی جائیں گی"...... میجر بلیک نے کہا۔
"تم اب اپنی تمام تر توجہ اس خفیہ راستے کی طرف لگا دو۔ معمولی سا رخنہ بھی نہ چھوڑنا"...... کرنل کازن نے کہا۔
"یس سر"...... میجر بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فوجی کیمپ کے ایریئے سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر
ڈیوں کے اندر عمران، تنویر اور ٹائیگر کے ساتھ موجود تھا۔ رات
ہو چکی تھی اس لئے ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عمران کے
ٹائیگر اور تنویر دونوں کی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لدے
تھے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں جدید ساخت کی دور مار ٹیلی
گنیں بھی موجود تھیں۔ ان تینوں نے سیاہ رنگ کے چست
پہن رکھے تھے اور عمران ایک اونچی چٹان کے پیچھے لیٹا ہوا تھا
تنویر اور ٹائیگر دونوں عمران کے دائیں بائیں اونچے پتھروں کی
ت بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کی آنکھوں سے انتہائی طاقتور نائٹ
وپ لگی ہوئی تھی۔ عمران کی نظریں فوجی کیمپ کی خاردار
سے بنائی ہوئی چوکیوں سے تقریباً دو سو گز پہلے ایک چھوٹی سی
جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس پہاڑی کی چٹانوں کا جائزہ لینے میں

مصروف تھا۔ خاردار تاروں کی چوکیوں سے کچھ فاصلے پر کیمپ کے
اندر ایک واچ ٹاور موجود تھا۔ یہ ٹاور لکڑی کا بنا ہوا تھا اور خاصا
تھا۔ اوپر ایک بڑا سا کمرہ تھا جبکہ اس کمرے کے چاروں طرف لکڑی
ریلنگ خاصے وسیع ایریئے میں موجود تھی۔ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں
ہیوی مگر موونگ مشین گنیں بھی نصب تھیں۔ انسانی سائے
وہاں حرکت کرتے دکھائی دے رہے تھے اور اس واچ ٹاور
انتہائی طاقتور سرچ لائٹیں لگی ہوئی تھیں۔ جو سرچ لائٹ
اس کے ساتھیوں کی طرف تھی اس کی روشنی صرف خاردار
تک ہی پہنچ رہی تھی۔ اس سے نکلنے والی روشنی اس قدر تیز نہ تھی
قدر باقی تین سائیڈوں میں نصب سرچ لائٹس سے نکل رہی
صاف محسوس ہوتا تھا کہ اس طرف خصوصی طور پر کم پاور
لائٹ نصب کی گئی ہے۔ عمران کی نظریں اس پہاڑی کے ساتھ
اس واچ ٹاور کا بھی جائزہ لے رہی تھیں۔ اسے کرنل کارڈ
کہ خفیہ راستہ اس پہاڑی سے جاتا ہے اور پہلے زیر زمین
کر وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری والی پہاڑی کے اندر پہنچ کر پھر
اوپر چوٹی کی طرف چلا جاتا ہے اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری
کر نکلتا ہے۔ عمران نے اس نائٹ ٹیلی سکوپ سے ریڈ ٹاپ
والی پہاڑی اور اس کے اوپر موجود لیبارٹری کا بھی کافی
جائزہ لیا تھا۔ پہاڑی پر چاروں طرف ایسی تیز لائٹیں لگائی گئی
پہاڑی اپنی جڑ سے لے کر اوپر ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک کسی

طرح روشن نظر آ رہی تھی۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ پہاڑی پر
رینگنے والی چھپکلی بھی آسانی سے ٹیلی سکوپ کے ذریعے دیکھی جا سکتی
تھی جبکہ وہ پہاڑی جہاں سے خفیہ راستہ جاتا تھا اس کا نام کرنل کارڈ
نے کنگ ہل بتایا تھا اور خفیہ راستہ جس چٹان سے بند کیا گیا تھا
اس چٹان کی شکل کرنل کارڈ کے مطابق قدیم روسیاہی بادشاہ کے
تاج کی طرح تھی۔ یہ تاج اسلامی اور یورپی بادشاہوں کے تاج سے
مختلف ساخت کا ہوتا تھا۔ اس میں گولائی کے ساتھ ساتھ چاروں
طرف ڈنڈے سے لگے ہوتے تھے جبکہ سامنے پیشانی کے درمیان باقی
ڈنڈوں سے زیادہ اونچا ڈنڈا سا لگا ہوتا تھا جسے کنگ راڈ کہا جاتا تھا۔
عمران کو اس شکل کی چٹان کی تلاش تھی لیکن باوجود کوشش کے
اسے کوئی چٹان اسے نظر نہ آ رہی تھی۔
"آخر کب تک ہم یہاں اس طرح چھپے بیٹھے رہیں گے"۔
تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے آنکھوں سے
دوربین ہٹائی۔
"تاج کی شکل والی چٹان ہی نظر نہیں آ رہی۔ یا تو اس کرنل
نے جھوٹ بولا ہے یا یہ چٹان اور سمت پر ہے"....... عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں قریب جا کر اس چٹان کو چیک
کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہاڑی کی بالکل جڑ میں ہو جبکہ یہاں
سے ہم جڑ کو پوری طرح چیک نہیں کر پا رہے"....... ٹائیگر نے کہا۔

"لیکن اگر اس راستے کو بم سے کھولا گیا تو ساتھ ہی فوجی کیمپ
معلوم ہو جائے گا۔ پھر اس طرح چھپنے کا کیا فائدہ"...... تنویر نے
الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے تھیلے میں ٹراس کراس میگا بم موجود ہے جو دھماکہ
پیدا نہیں کرتا۔ البتہ چٹان ٹوٹنے سے جو آواز پیدا ہو گی وہ سنائی دے
گی لیکن واچ ٹاور سے پہاڑی کی یہ سمت نظر نہیں آ سکتی اور
تاروں کو وہ کراس نہیں کریں گے۔ البتہ اگر وہ لمبا چکر کاٹ کر
طرح چیکنگ کے لئے آئے تو تب تک ہم کافی آگے جا چکے ہوں گے
اور چونکہ اس خفیہ راستے کے بارے میں فوجی کیمپ میں کسی کو
نہیں ہے اس لئے وہ اسے بہرحال کوئی غار ہی سمجھیں گے۔ خفیہ
راستے کا خیال انہیں نہیں آسکتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر قریب چلو۔ خواہ مخواہ اتنے فاصلے سے آنکھیں تھکا
ہو"...... تنویر نے کہا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ پہاڑی تک پہنچتے پہنچتے ہم واچ ٹاور سے
چیک ہو سکتے ہیں اور اگر انہوں نے یہاں انسانوں کو حرکت کرتے
ہوئے چیک کر لیا تو پھر پوری فوج بھی یہاں پہنچ سکتی ہے اس لئے
میں چاہتا ہوں کہ اس مخصوص نشان کو چیک کر لوں پھر اسے
ٹارگٹ میں رکھ کر ہم اس انداز میں پہاڑی تک پہنچیں کہ واچ ٹاور
سے ہمیں چیک نہ کیا جا سکے لیکن اب بہرحال رسک لینا پڑے گا"۔
عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھ کر کھڑا ہوتے ہی

ٹائیگر اور تنویر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر وہ تینوں چٹانوں کی
اوٹ لیتے ہوئے انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھتے رہے۔ تھوڑی دیر
بعد وہ کنگ نامی پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ پہاڑی کی اس سائیڈ پر
اندھیرا تھا جبکہ دوسری سائیڈ پر جو کہ فوجی کیمپ کی طرف تھی ہلکی
سی روشنی تھی کیونکہ خاردار تاروں کی سمت ٹاور کی سرچ لائٹ کم
ہو گئی تھی۔ عمران نے واچ ٹاور کی چیکنگ سے بچنے کے لئے کنگ
پہاڑی کی اوٹ لے رکھی تھی اس لئے اب انہیں اس بات کی فکر
نہیں تھی کہ واچ ٹاور سے انہیں چیک کر لیا جائے گا۔ عمران نے
گلے میں لٹکی ہوئی نائٹ ٹیلی سکوپ دوبارہ آنکھوں سے لگائی تو اس
بار واقعی وہ مخصوص شکل کی چٹان اس کی نظروں میں آ گئی۔ وہ واقعی
پہاڑی کی جڑ میں تھی۔ عمران نے اسے مارک کیا اور پھر دوربین ہٹا کر
تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ تنویر اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔

"یہ ہے وہ چٹان۔ تم میگا بم لگاؤ تنویر تاکہ راستہ کھل سکے"۔
عمران نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر سمیت تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر ایک چٹان
کی اوٹ میں ہو گیا جبکہ تنویر نے اپنی پشت پر لدے ہوئے سیاہ رنگ
کے تھیلے میں سے مخصوص ٹراس کراس میگا بم نکالا اور اسے چارج کر
کے اس نے اسے اس چٹان کے درمیان موجود ایک رخنے میں رکھا
اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ عمران اور ٹائیگر کے قریب آ گیا۔ چند لمحوں
بعد ہلکی سی ٹھس کی آواز سنائی دی لیکن اس کے ساتھ ہی پتھروں کے
نیچے گرنے اور آپس میں ٹکرانے کی کافی تیز آوازیں سنائی دیں

اور کچھ دیر تک سنائی دیتی رہیں۔ پھر آہستہ آہستہ خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اس دوران ایسی پوزیشن پر پہنچ گیا تھا جہاں سے وہ نائٹ ٹیلی سکوپ کے ذریعے واچ ٹاور کو چیک کر سکتا تھا لیکن واچ ٹاور میں اسے ان آوازوں کے باوجود کوئی غیر معمولی نقل و حرکت نظر نہ آئی اور نہ ہی کوئی اضافی سرچ لائٹ جلائی گئی تو اس کے ستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے کیونکہ اسے سب سے زیادہ خدشہ اس بات کا تھا کہ پتھر ٹوٹنے اور پھر نیچے گرنے کی آوازیں رات کے سناٹے میں نہ صرف گونجیں گی بلکہ دور دور تک سنائی بھی دیں گی لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔

"کیا ہوا۔ کہیں کوئی رد عمل ہوا ہے"...... تنویر نے قریب آکر پوچھا۔

"نہیں۔ اس طرف خاموشی ہے۔ آوازیں تو بہرحال شاید سنی ہوں گی لیکن ان کا رد عمل سامنے نہ آنے سے تو یہی مطلب لیا جا سکتا ہے کہ پہاڑیوں میں پتھر ٹوٹتے رہتے ہوں گے اور وہ لوگ آوازوں کے عادی ہوں گے"...... عمران نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ چلو۔ ہم نے جلد از جلد مشن مکمل کر کے واپس بھی جانا ہے"...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ مجھے باہر چھوڑ جائیں تو زیادہ بہتر ہے"...... اچانک ٹائیگر نے قریب آکر کہا تو تنویر اور عمران دونوں ہی بے اختیار

چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات ایسے نہیں ہیں جیسے کہ ظاہر کئے جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری چھٹی حس عمران سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ جب اس کی کوئی حس نہیں پھڑک رہی تو تمہاری چھٹی ساتویں حس سے کیا فرق پڑے گا اور سنو۔ ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے۔ اگر تم موت کے خوف سے باہر رہنا چاہتے ہو تو رہو"...... تنویر نے انتہائی تیکھے لہجے میں کہا۔

"تنویر صاحب پلیز۔ مجھے بزدلی کا طعنہ نہ دیں۔ میں اگر آپ سے زیادہ بہادر نہیں ہوں تو بہرحال بزدل بھی نہیں ہوں۔ میں اس لئے باہر رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو اور باس کو کسی بھی متوقع خطرے سے نہ صرف بچا سکوں بلکہ آپ کو بروقت خبردار بھی کر سکوں"۔ ٹائیگر نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے میں کہا۔

"ویسے تنویر اس حد تک تو ٹھیک کہہ رہا ہے کہ جب استاد کی حسیں، چھٹی یا ساتویں کوئی حس بھی نہیں پھڑک رہی تو شاگرد کی چھٹی حس کیوں پھڑکنے لگی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اس خفیہ راستے کے دہانے کی طرف بھی بڑھتے چلے جا رہے تھے جس دہانے کو انہوں نے سائلنٹ بم کے ذریعے کھولا تھا۔

"باس۔ آپ نے چیک کیا ہے کہ واچ ٹاور کی جس سرچ لائٹ کا رخ کنگ پہاڑی کی طرف ہے اس کی پاور دوسری سمتوں میں لگی ہوئی سرچ لائٹوں سے کم رکھی گئی ہے۔ پہلے میں اس لئے خاموش رہا تھا کہ میرے ذہن کے مطابق ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کا مقصد صرف خاردار تاروں تک روشنی پہنچانا تھا کیونکہ خاردار تاروں سے باہر دور تک روشنی پہنچانے کا انہیں کوئی فائدہ نہ تھا۔ جس نے بھی اس سمت سے اندر آنا ہے اسے بہرحال ان خاردار تاروں کو کراس کر کے ہی اندر آنا ہے۔ کوئی آدمی اگر ان خاردار تاروں سے باہر موجود ہے تو اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا جبکہ باقی سمتیں چونکہ کیمپ کی اندرونی سمت میں ہیں اس لئے کیمپ میں اگر دشمن کسی طرح بھی گھس جائیں تو انہیں تیز روشنی سے چیک کیا جا سکے لیکن اب اچانک میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ انہیں کسی طرح یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہم لوگ اس راستے کو ٹریس کر چکے ہیں اور ہم اسے کھولنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ اگر یہاں سرچ لائٹ تیز لگائی جاتی تو پھر لامحالہ یہ بات ہمارے حلق سے بھی نہ اتر سکتی تھی کہ اس قدر تیز روشنی کے باوجود واچ ٹاور والے ہماری نقل و حرکت چیک نہ کر سکے۔ دوسری بات یہ کہ رات کے سناٹے میں پتھروں کے ٹوٹنے اور گرنے کی آوازیں یقیناً دور دور تک سنائی دی ہوں گی۔ جو لامحالہ یہ آوازیں واچ ٹاور پر موجود محافظوں نے بھی سنی ہوں گی لیکن اس کے باوجود ان کی طرف سے معمولی سا ردعمل بھی ظاہر نہ ہونا

اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ میرا پہلا خدشہ درست ہے کہ انہیں ہماری کارروائی کے بارے میں پہلے سے علم ہے اور وہ ہمیں اس وقت گھیرنا چاہتے ہیں جب ہمارے پاس بھاگنے کا بھی راستہ باقی نہ رہے اور تیسری اور آخری بات یہ کہ یہ بج دو پتھروں کے درمیان پڑا مجھے نظر آیا ہے اور یہ بج بہرحال فوج کی کسی یونٹ کا نہیں ہے۔ کسی خفیہ ایجنسی کا تو ہو سکتا ہے اور خفیہ ایجنسی کے کسی آدمی کا پہاڑی کے قریب آنا یہ بتا رہا ہے کہ معاملات بہرحال وہ نہیں ہیں جو ظاہر کئے جا رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی بند مٹھی کھول کر عمران کے سامنے کر دی۔ اس کی ہتھیلی پر ایک چھوٹا لیکن چوکور بج موجود تھا۔ عمران نے وہ بج اٹھایا پھر اس نے اپنی جیب سے ایک پنسل ٹارچ نکالی اور ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھ کر اس نے پنسل ٹارچ سے نکلنے والی روشنی کی مدد سے اس بج کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے ٹارچ بند کی اور ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو اس بج نے تمہاری چھٹی حس کو حرکت دے دی ہے اور باقی تم خود بخود بنتے چلے گئے۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ بج گراڈ کا ہے فوجی کیمپ پر اس وقت کنٹرول گراڈ کا ہے اور اس بج کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ واقعی تمہاری چھٹی حس نے صحیح کاشن دیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ واقعی اب بات میری سمجھ میں بھی آنے لگ گئی ہے"۔

تنویر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ قدرت کی طرف سے ہماری انتہائی مدد ہے کہ یہ چج ہمار
اور اس اندھیرے میں بھی ٹائیگر کے ہاتھ لگ گیا لیکن ان سب
باتوں کے باوجود مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ کرنل کارڈ تو ہلاک ہو چکا
ہے اس لئے انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے ہمیں کیا بتایا
ہے اور کیا نہیں اور یہ بات بھی انہیں معلوم نہیں ہو سکتی کہ کرنل
کارڈ کو ہم نے ہلاک کیا ہے کیونکہ ہمارے وہاں آنے جانے کا کوئی
کلیو ان کے پاس نہیں ہو سکتا اور تیسری بات یہ کہ اگر انہیں معلوم
ہوتا کہ ہم نے یہاں آنا ہے اور ہماری تعداد صرف تین ہے جبکہ ان
کے پاس ہزاروں نہیں تو سینکڑوں فوجی موجود ہیں۔ وہ ہمیں یہاں
باہر ہی گھیر سکتے تھے۔ ہم کب تک اور کہاں تک اپنا بچاؤ کر سکتے تھے
اور آخری بات یہ کہ وہ کیوں یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس دہانے سے
داخل ہو کر ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک اندر جائیں۔ پھر وہ ہمارے خلاف
کوئی اقدام کریں۔ اصولاً تو انہیں ایسا ہونے سے پہلے ہی ہمارے
خلاف حرکت میں آ جانا چاہئے تھا"...... عمران نے تفصیل سے
صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" باس۔ ہم نے مشن تو بہرحال مکمل کرنا ہے اس لئے میں نے یہ
تجویز دی تھی کہ آپ اور تنویر صاحب مشن مکمل کریں۔ میں یہاں
باہر چھپ کر پہرہ دوں گا۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو میں آپ کو کاشن بھی
دے سکوں گا اور انہیں آگے بڑھنے سے بھی روک سکوں گا"۔ ٹائیگر

نے کہا۔

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پہلے سے اندر ہمارے انتظار
میں موجود ہوں"...... تنویر نے کہا۔

" نہیں۔ اس دہانے سے تو وہ لوگ اندر نہیں جا سکتے کیونکہ یہ
پوری طرح سیلڈ تھا۔ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ لیبارٹری کے کسی
راستے سے گزر کر اندر موجود ہوں لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہو
سکتا ہے۔ یہ دہانہ تو کھلا ہوا ہے۔ ہم یہاں سے واپس باہر بھی تو آ
سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم چلو تو سہی۔ یہاں کھڑے باتیں
کرنے سے تو مشن مکمل نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے کہا۔

" ٹائیگر تم ہمارے ساتھ آؤ گے اس طرح جو کچھ بھی ہو گا اکٹھے ہی
اسے فیس کر سکیں گے ورنہ تم اکیلے یہاں کچھ بھی نہ کر سکو گے
ہم بھی اطمینان سے کام نہ کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

" یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" آؤ۔ ہم حق پر ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا"۔ عمران
نے کہا اور آگے بڑھ گیا اور پھر وہ اس دہانے میں داخل ہو گیا۔ اس
کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ عمران نے جیب سے ایک مخصوص
ساخت کی ٹارچ نکالی اور اس کا بٹن آن کیا تو تمام جگہ تیز روشنی سے
بھر گئی۔ یہ غار آگے جا کر تنگ سا ہو گیا تھا اور پھر کسی کریک کی
صورت نیچے کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ٹارچ کی

روشنی میں اسے ہر طرف سے چیک کیا۔
"یہ راستہ قدرتی نہیں ہے۔ باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے بنایا گیا ہے اور یہاں ہوا میں موجود گھٹن بتا رہی ہے کہ یہ واقعی طویل عرصے سے بند رہا ہے"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"باس۔ اس صورت میں تو اس میں ہوا داخل ہونے کے رستے بھی ہونے چاہئیں کیونکہ انسانی ہاتھوں سے بنے ہوئے راستوں میں اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔
"ہاں۔ لیکن گھٹن بہرحال موجود ہے کیونکہ ہوا کو کراس کرنے کا موقع نہیں ملا تھا"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ سرنگ نما راستہ گہرائی کی طرف جا رہا تھا اور انہیں صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ راستہ اس پہاڑی سے زیر زمین بنانے کے بعد ریڈ میب لیبارٹری تک پہنچایا گیا ہے اور اس وقت وہ خاردار تاروں کے قریب پہنچنے والے ہیں۔ ویسے اپنے طور پر وہ ہر لحاظ سے چوکنا اور محتاط تھے لیکن نہ ہی ان کے عقب میں کوئی ردعمل ظاہر ہوا تھا اور نہ ہی سامنے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نظر آ رہی تھی اس لئے وہ بس ٹارچ کی تیز روشنی میں مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اب سرنگ سیدھی جا رہی تھی اور کچھ دیر بعد انہیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اب وہ ریڈ میب لیبارٹری والی پہاڑی کے قریب پہنچنے والے ہیں۔
"کہیں وہ اوپر کسی رخنے سے ہم پر بے ہوش کر دینے والی گیس

کر دیں"...... تنویر نے کہا۔
"تمہیں جو چار گولیاں کھلائی تھیں وہ کس مقصد کے لئے تھیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم نے تو کہا تھا کہ بند سرنگ میں سے گزرنے کی وجہ سے جو زہریلی گیس ہو سکتی ہے ان گولیوں کی وجہ سے زہر اثر نہیں کرے گی"...... تنویر نے کہا۔
"بے ہوش کر دینے والی گیس بھی ایک لحاظ سے زہریلی ہی ہوتی ہے کہ وہ اعصاب اور دماغ کو سن کر دیتی ہے۔ بہرحال تم فکر مت کرو اگر ایسا ہوا بھی ہی تب بھی تم بے ہوش نہیں ہو گے"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"مجھے اب اپنے خدشات غلط ہوتے محسوس ہو رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔
"مطلب ہے کہ تمہاری چھٹی حس کو اب نیند آنے لگ گئی ہے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر دھیرے سے ہنس

"ہو سکتا ہے جس پیچ کی وجہ سے تم نے خدشات کا یہ تانا بانا بنا تھا وہ پیچ ویسے ہی راؤنڈ کے دوران کسی کا گر گیا ہو ورنہ اب تک تو کچھ ردعمل بہرحال سامنے آ ہی جاتا"...... تنویر نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اچانک ایک دھماکے کی سرنگ میں گونجی اور یہ اس قدر خوفناک دھماکہ تھا کہ وہ تینوں

اچھل کر فرش پر گرے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے خوفنا
گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چھت پتھروں میں تبدیل ہو
ان پر آگری اور عمران کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھ
پتھروں نے اس کے جسم کو گولیوں کی طرح چھلنی کر دیا ہے۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں چار قد آدم مشینیں نصب
ئیں۔ ہر مشین کے سامنے ایک آدمی موجود تھا۔ درمیان میں ایک
سی لیکن مستطیل شکل کی مشین میز پر رکھی ہوئی تھی جس پر
کافی چوڑی سکرین موجود تھی اور اس کے سامنے کرسی پر میجر
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس
ین پر پہاڑیوں کا ایک منظر نظر آ رہا تھا اور اس منظر میں ایک
ان کی اوٹ میں تین افراد موجود تھے۔ ان تینوں نے سیاہ رنگ کے
ں پہنے ہوئے تھے اور ان میں سے دو نے اپنی اپنی پشت پر سیاہ
یے لادے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی آنکھوں سے مخصوص
کی دوربین لگائے ہوئے تھا اور سکرین پر یوں محسوس ہو رہا
جیسے وہ دوربین سے مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے میجر بلیک کو
د رہا ہو۔ میجر بلیک کے ساتھ ہی کرسی پر ایک لمبے قد اور دبلے

پتلے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔ یہ ڈاکٹر کراوڈ تھا۔ ڈاکٹر
اس ساری مشینری کا کنٹرولر تھا۔ اس کا تعلق حکومت روسیاہ
ایک خصوصی شعبے سے تھا جس میں ایسی مشینری کے ذریعے حکومت
میں دوسرے متعلقہ افراد کی خفیہ چھان بین کی جاتی تھی۔
مشینری کو کوڈ میں بریل سسٹم کہا جاتا تھا۔ بریل دراصل نابینا
کی تعلیم کے لئے بنائی جانے والی مشینری کو کہا جاتا تھا۔
مشینری چونکہ طویل فاصلے سے نہ صرف آواز کو کیچ کر لیتی تھی
باقاعدہ فلم بھی بناتی تھی اور اسے سکرین پر واضح انداز میں پیش
کرتی تھی کہ جیسے کیمروں کی مدد سے باقاعدہ شوٹنگ کی جا رہی
حالانکہ اس سسٹم میں کسی کیمرے سے کوئی مدد نہیں لی جاتی
بلکہ اس نظام کا تعلق خلا میں موجود خلائی سیارے سے ہوتا تھا
مخصوص اور نظر نہ آنے والی ریز ٹارگٹ پر پڑنے سے نہ صرف
پیدا ہونے والی ہر آواز کو کیچ کر لیتی تھیں بلکہ وہاں کی اصل
تصویریں بھی اتار لیتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بریل سسٹم
استعمال کا کسی کو تصور بھی نہ ہوتا تھا۔ یہ سسٹم دن کے
ساتھ رات کو بھی یکساں طور پر کام کرتا تھا۔ البتہ صرف تیز
اس کی ریز میں خلل ڈالنے کا موجب بنتی تھی اس لئے عین دوپہر
وقت اسے استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ میجر بلیک نے کرنل کارڈ
ذریعے بریل سسٹم اور ڈاکٹر کراوڈ کو اس مقصد کے حصول
انگیج کیا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ کرنل کارڈ سے عمران

کیا معلومات حاصل کی ہیں اور اب عمران کس طرح اس خفیہ راستے
ے ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچے گا اور اس نے ان کے یقینی خاتمے کے لئے
ا پلان بنایا تھا اس کو نہ صرف سکرین پر ساتھ ساتھ چیک کرنا چاہتا
ھا بلکہ اس کی باقاعدہ فلم بھی بنوانا چاہتا تھا تاکہ عمران اور اس کے
تھیوں کی لاشوں کے ساتھ ساتھ اس کی فلم بھی روسیاہ کے صدر
پرائم منسٹر کو پیش کر دی جائے۔ اس طرح ہر قسم کے شک و
کی گنجائش ختم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر کراوڈ مشینری سمیت
ی طور پر فوجی کیمپ میں پہنچا اور پھر اس نے اس سلسلے میں
اعدہ انتظامات کئے۔ اس کمرے میں باقاعدہ ڈسپلے سنٹر بنایا گیا تھا۔
بلیک نے اس مشینری کی مدد سے اس خفیہ راستے کا دہانہ کھولے
ے پہلے ہی چیک کر لیا تھا اور اس نے اس کو چیک کرنے کے
یہ پلان بنایا تھا کہ جب عمران اور اس کے ساتھی اس خفیہ
نگ کے تقریباً درمیان میں ہوں گے اور ایک لحاظ سے فوجی کیمپ
زمین کے نیچے سے گزر رہے ہوں گے اس وقت انہیں ہلاک کر دیا
ئے۔ چنانچہ اس نے اس مقصد کے لئے مخصوص سوراخوں کو
ب کرایا جو ہوا کے لئے بنائے گئے تھے۔ یہ سوراخ بظاہر زمین پر نہ
ئے گئے تھے بلکہ ان چھوٹے چھوٹے ستونوں کے اندر بنائے گئے
ے جو وہاں ایک قطار کی صورت میں بنے ہوئے تھے اور ان ستونوں
گرد پھولوں سے بھری بیلیں چڑھائی گئی تھیں۔ اس بریل سسٹم
ذریعے چیکنگ سے پہلے میجر بلیک کو کبھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ ان

ستونوں کا اصل مقصد کیا ہے وہ تو انہیں زیبائشی ستون ہی سمجھ
تھا۔ بہرحال ان ستونوں کے اندر اس نے انتہائی طاقتور ناشوکا ریز
کرنے کے لئے ان کے ڈی چارجر نصب کر دیئے تھے اور ایک بٹن
دبتے ہی دنیا کی سب سے مہلک ریز اندر سرنگ میں فائر ہو جاتیں
پلک جھپکنے میں عمران اور اس کے دونوں ساتھی جل کر کوئلہ
جاتے۔ یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوتا کہ انہیں سنبھلنے
موقع ہی نہ مل سکتا تھا۔ ناشوکا ریز کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ انسانی
جسم کو پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں جلا دیتی تھیں لیکن انسان
کا جسم راکھ میں تبدیل نہ ہوتا تھا بلکہ پورا جسم اور لباس اس طرح
سیاہ پڑ جاتا تھا کہ جیسے کوئلے سے انسانی جسم اور اس کا لباس بنایا گیا
ہو اور یہ اسی حالت میں طویل عرصے تک رکھا جا سکتا تھا اور میجر
بلیک اس حالت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو صدر اور پرائم
منسٹر کے سامنے پیش کر کے اپنی انا کی تسکین کرنا چاہتا تھا۔

"ڈاکٹر کراؤڈ آپ نے کنگ ہل کی طرف سے سرچ لائٹ کم
اس لئے لگوائی تھی کہ اس سے تصویر کشی ہو سکے"...... اچانک
بلیک نے ساتھ بیٹھے ہوئے ڈاکٹر کراؤڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔
وہ اس طرح اپنی ذہنی رو بدلنا چاہتا تھا۔

"سرچ لائٹ کی تیز روشنی بریل سسٹم میں خلل کا موجب
اس لئے مجھے خصوصی طور پر کم پاور کی سرچ لائٹ وہاں نصب
پڑی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس سے سکرین پر تصویر

تنی بہتر ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر کراؤڈ نے کہا۔

ہاں۔ لیکن یہ لوگ انتہائی شاطر ذہن کے مالک ہیں۔ ایسا نہ ہو
اس خصوصی طور پر کم پاور کی سرچ لائٹ کو دیکھ کر وہ شک میں
ائیں کہ مجھے ان کی کارروائی کے بارے میں پہلے سے علم ہو چکا
اور ہم نے جان بوجھ کر یہاں کم پاور کی سرچ لائٹ لگائی ہے تاکہ
گے بڑھ کر پوری طرح گھیرے میں آ سکیں"...... میجر بلیک نے

ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ آپ دیکھیں گے کہ ان لوگوں کو
شک نہیں پڑے گا"...... ڈاکٹر کراؤڈ نے انتہائی مطمئن لہجے
ہا۔ پھر وہ اسی طرح باتیں کرتے رہے لیکن ان کی نظریں سکرین
ہوئی تھیں۔ عمران اور اس کے دونوں ساتھی اب کنگ پہاڑی
ف جا رہے تھے۔ وہ بے حد محتاط اور چوکنا نظر آ رہے تھے لیکن
یک ان کی حماقت پر دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ اپنی طرف
کس قدر احتیاط کا مظاہرہ کر رہے تھے حالانکہ ان کی ایک ایک
ان کی نظروں میں تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور
ازن اندر داخل ہوا تو میجر بلیک اور ڈاکٹر کراؤڈ دونوں نہ
ٹھ کر کھڑے ہو گئے بلکہ ان دونوں نے بڑے مؤدبانہ انداز
یں سلام بھی کیا۔

بیٹھو۔ کیا ہو رہا ہے"...... کرنل کازن نے ایک کرسی پر بیٹھتے
ہا تو میجر بلیک نے انہیں بریف کرنا شروع کر دیا۔

"تو تم نے ٹاشو کاریزان پر استعمال کرنے کا پلان بنایا تھا۔ لیکن
اب ایسا نہیں ہو سکتا"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک بے
اختیار چونک پڑا۔
"کیا مطلب باس"...... میجر بلیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔
"جناب صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ انہیں زندہ پکڑا جائے
اور ان کا باقاعدہ کورٹ مارشل کر کے انہیں سزا دی جائے"...... کرنل
کازن نے کہا۔
"یہ کیسے ممکن ہے باس۔ یہ لوگ تو فوراً سچویشن تبدیل کرنے
کے ماہر ہیں"...... میجر بلیک نے خاصے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔
"میں ابھی پریذیڈنٹ ہاؤس سے ہی آ رہا ہوں۔ میں نے صدر
صاحب کو قائل کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن صدر صاحب
نے دو ٹوک اور واضح انداز میں حکم دیا ہے کہ بغیر کورٹ مارشل کے
انہیں ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے خیال کے مطابق ایسا کرنا
خلاف قانون ہے اور اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم مجرم ہوں گے"......
کرنل کازن نے کہا۔
"نہیں باس۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ انہیں ہر صورت
میں اس طرح ہلاک کرنا پڑے گا جیسے کہ میں نے پلان بنایا ہے"......
میجر بلیک نے برہم سے لہجے میں کہا۔
"میجر بلیک۔ آئندہ اگر تمہاری زبان سے ایسے الفاظ نکلے تو تم

اس کا انتہائی بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ روسیاہ کے صدر کے
سامنے تمہاری اور میری کیا حیثیت ہے۔ تم ایک معمولی سے میجر اور
میں ایک معمولی سا کرنل جبکہ وہ عظیم روسیاہ کے منتخب صدر ہیں
اور ان کے خلاف ایسے الفاظ منہ سے نکالنا ملک سے غداری کے
مترادف ہے"...... کرنل کازن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"آئی ایم سوری باس"...... میجر بلیک نے فوراً ہی انتہائی
معذرت بھرے لہجے میں کہا۔
"آئندہ محتاط رہنا اور اب تم فوری طور پر ٹاشو کاریز کو ہٹا کر کوئی
ایسا بندوبست کرو کہ یہ لوگ بے ہوش ہو جائیں لیکن ہلاک نہ ہوں
تاکہ صدر صاحب کے حکم کے مطابق ان کا کورٹ مارشل کیا جا سکے
پھر انہیں فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے موت کی سزا دی جائے"......
کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک نے بے اختیار ایک طویل سانس
لیا۔ اس کے چہرے پر اس کی بے بسی صاف جھلک رہی تھی۔
"آپ بتائیں کہ کیا کیا جائے۔ کیا اندر بے ہوش کر دینے والی
گیس فائر کی جائے لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس گیس کے
خلاف پہلے ہی کوئی انتظام کر رکھا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس
مخصوص ساخت کے گیس ماسک ہوں۔ ایسی صورت میں وہ بے
ہوش نہیں ہوں گے اور پھر یہ لوگ ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک پہنچ
جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... میجر بلیک نے کہا۔
"تمہاری بات درست ہے۔ یہ واقعی انتہائی شاطر ذہن کے لوگ

ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ انہیں لائن ہاور کے ذریعے بے بس بنا
جائے۔ اس سے وہ لوگ معمولی سے زخمی تو ضرور ہو جائیں گے لیکن
بہرحال زندہ رہیں گے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظام کراتا ہوں"...... میجر بلیک نے سر
ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ پھر اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی۔ اس دوران عمران اور اس
کے ساتھی دہانہ بم کے ذریعے کھول کر سرنگ کے اندر داخل ہو چکے
تھے۔

"میں نے انتظام کرا دیا ہے جناب"...... میجر بلیک نے کہا اور
کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

"یہ لائن ہاور کیا چیز ہے جناب"...... ڈاکٹر کراؤڈ نے کہا۔

"یہ ایک خصوصی ساخت کا بم ہوتا ہے۔ اس سے انتہائی
خوفناک دھماکہ اور گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ ایسے جیسے خوفناک
تباہی ہو رہی ہو لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ البتہ اس سے نکلنے والے
مخصوص ریز انسانی جسم کو قدرے زخمی کر دیتی ہیں اور اسے یوں
محسوس ہوتا ہے جیسے اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو رہا ہو لیکن یہ
صرف احساس ہوتا ہے۔ اب سرنگ میں جب لائن ہاور فائر ہو گا تو
انہیں خوفناک دھماکہ اور گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں گی اور
اس کے ساتھ ہی اس سرنگ میں ریز پلک جھپکنے میں پھیل جائے گی
اور انہیں یوں محسوس ہو گا جیسے سرنگ کی چھت ان پر آ گری ہو اور

ساتھ ہی انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہو حالانکہ یہ صرف ان کا
احساس ہو گا۔ اس سے نہ سرنگ کی چھت گرے گی اور نہ ہی یہ
ہلاک ہوں گے البتہ یہ بے ہوش اور زخمی ضرور ہو جائیں گے"۔
کرنل کازن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان کا کورٹ مارشل کہاں ہو گا"...... اچانک میجر بلیک
نے کہا۔

"میں نے صدر صاحب سے اجازت لے لی ہے۔ انہیں رائزن
سیل میں رکھا جائے گا اور کورٹ مارشل کی تمام کارروائی سکرین پر
ہو گی اور پھر رائزن سیل میں انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے
گا"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار
کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ باس۔ پھر واقعی یہ وہاں سے کسی صورت بھی رہا نہ
ہو سکیں گے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"جو بات تم نے سوچی تھی وہ میرے ذہن میں بھی تھی۔ میں
انہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے رائزن سیل کی اجازت لی
گئی ہے اور جب رائزن سیل سے نکلنے کا کوئی راستہ ہو گا ہی نہیں تو
یہ نکلیں گے کیسے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"سر۔ یہ رائزن سیل کیا ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا
ہوں"...... ڈاکٹر کراؤڈ نے کہا۔

"یہ مضبوط فولاد کا بنا ہوا ایک کمرہ ہے جس میں الیکٹرک کرنٹ

دوڑایا جا سکتا ہے اور اس کرنٹ کو تیز یا ہلکا کیا جا سکتا ہے۔ اس میں
بظاہر نہ کوئی کھڑکی ہوتی ہے اور نہ کوئی دروازہ اور نہ ہی کوئی
روشندان۔ ایک لحاظ سے یہ فولادی باکس ہوتا ہے لیکن اس کے
اندر الیکٹرک کرنٹ کے علاوہ بھی سسٹم موجود ہوتے ہیں۔ اس
سسٹم کو باہر سے کنٹرول کیا جاتا ہے اور اس سیل کی ایک دیوار پر
سکرین بن جاتی ہے اور اس پر باہر سے کی جانے والی کارروائی دیکھی
جا سکتی ہے اور اندر موجود افراد کو اس کنٹرولنگ سیکشن میں سکرین
پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا ایک دروازہ ہوتا ہے جس کا کنٹرول باہر
سے ہوتا ہے۔ اندر سے کسی صورت بھی یہ نہیں کھل سکتا۔ انتہائی
خطرناک مجرموں کو اس سیل میں ہی قید کیا جاتا ہے اور پھر انہیں
وہیں انتہائی طاقتور کرنٹ کی مدد سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اسے
عرف عام میں ڈیتھ باکس بھی کہا جاتا ہے"...... کرنل کازن نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ پاکیشیائی ایجنٹ اب کافی اندر آ چکے ہیں۔ میرا خیال
ہے کہ اب لائن ہاور کو آن کر دیا جائے"...... اچانک میجر بلیک نے
کہا۔

"اوہ یس۔ اب واقعی اس کا وقت آ گیا ہے"...... کرنل کازن نے
کہا تو میجر بلیک نے سامنے موجود مشین کے نچلے حصے میں موجود
ایک بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پر عمران اور اس کے دو ساتھی سرنگ
میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے صاف دکھائی دے رہے تھے کہ اچانک

فناک دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی
اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر نیچے گرے
چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

"ویری گڈ۔ تو آخرکار ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ اب میں
رصاحب کو خوشخبری سنا دوں۔ تم انہیں وہاں سے نکال کر جی ایچ
پہنچانے کا بندوبست کرو تاکہ وہاں انہیں رائزن سیل میں ڈال کر
طور پر کورٹ مارشل کی کارروائی کی جائے اور انہیں جس قدر
ممکن ہو سکے موت کی سزا دی جا سکے"...... کرنل کازن نے اٹھتے
ئے کہا تو میجر بلیک نے بھی اٹھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس
نے چہرے پر بھی اب مسرت اور اطمینان کے تاثرات موجود تھے
ونکہ رائزن سیل کا سننے کے بعد وہ بھی مطمئن ہو گیا تھا کہ اس سے
ان اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی باہر نہ نکل سکیں گے ورنہ
سے پہلے اس کے ذہن میں یہی خدشہ موجود تھا کہ انہیں اگر بے
ش کیا گیا تو ہوش میں آتے ہی یہ سچوئیشن بدل لینے میں کامیاب
وجائیں گے لیکن اب اسے سو فیصد یقین تھا کہ وہ لوگ ایسا نہ کر
یں گے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

عمران کے ذہن میں روشنی کی کرن بالکل اسی طرح چمکی جس
طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی
چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کے ذہن میں جب روشنی پوری طرح
پھیل گئی تو اس نے آنکھیں کھولتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن اس کوشش کے ساتھ ہی اس کے ذہن کو ایک زور
دار جھٹکا سا لگا کیونکہ اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں حرکت
انتہائی سست ہے لیکن دوسرے لمحے اس نے نیم شعوری کیفیت
میں پوری قوت لگا دی اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں
کامیاب ہو گیا اور اس زوردار جھٹکے کی وجہ سے وہ نیم شعوری کیفیت
سے مکمل شعوری حالت میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نہ
صرف اپنے آپ کو بلکہ ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔
"میں زندہ ہوں۔ حیرت ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے

انداز میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر اور ٹائیگر بھی فرش پر پڑے
ہوئے تھے اور ان کے جسموں میں بھی حرکت کے تاثرات نمایاں طور
پر نظر آ رہے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ وہ تینوں اس منہدم شدہ سرنگ
کی بجائے ایک بند ڈبے نما کمرے میں موجود ہیں تو اس کے ذہن میں
حقیقی حیرت کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے
ساتھیوں سمیت خفیہ راستے سے ریڈ ٹاپ لیبارٹری کو جانے والی
سرنگ میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک خوفناک دھماکے اور ہولناک
گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ تینوں نیچے گر پڑے تھے اور
سرنگ کی چھت ان پر آ گری اور انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان
کے پورے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہو۔ لیکن اب
عمران یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ ان کے جسموں پر لباس بھی
موجود تھا اور سوائے ہلکی سی گرد کے اور کوئی نشان بھی نہ تھا۔ وہ
زخمی بھی نہیں تھے البتہ چہرے اور جسم پر خراشیں ضرور موجود تھیں
اور اس کے پیروں میں نہ ہی جوتے تھے اور نہ جرابیں۔ اس نے یہ
بھی چیک کر لیا کہ اس کی کلائی سے گھڑی بھی اتار لی گئی تھی۔ عمران
نے اپنی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی توقع کے عین
مطابق جیبیں خالی تھیں۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس
لیا۔ اسی لمحے پہلے تنویر اور پھر ٹائیگر کی کراہ سنائی دی۔ وہ دونوں بھی
لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔
"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ ہم زندہ ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

اچانک تنویر نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا ہم زندہ رہیں گے۔ دنیا کی
کوئی طاقت ہمیں نہیں مار سکتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا تو تنویر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے
چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات تھے۔ وہ بھی اب عمران کی طرح اٹھ
کر بیٹھ چکا تھا۔

"باس۔ یہ کون سی جگہ ہے"...... اچانک ٹائیگر نے پوری طرح
ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

"کوئی بند ڈبہ لگتا ہے۔ ویسے یہ فرش بھی مجھے فولادی لگتا ہے"۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر زور سے ہاتھ مارا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی"...... تنویر نے جواب دیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا
اور اس نے آگے بڑھ کر ایک دیوار پر ہاتھ مارا تو واقعی ایسی آواز
سنائی دی جیسے فولادی چادر پر ہاتھ مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ عمران
نے باری باری تمام دیواروں کو اسی طرح چیک کیا۔

"یہ واقعی کوئی فولادی ڈبہ ہے۔ اس میں نہ کوئی روشندان ہے نہ
کوئی کھڑکی اور نہ ہی کوئی دروازہ۔ اس کے باوجود یہاں گھٹن بھی
نہیں ہے بلکہ تازہ ہوا محسوس ہو رہی ہے"...... عمران نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا تیزی سے آگے
بڑھا اور اس نے ایک دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارنے شروع

دیئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی خاص چیز چیک کر رہا ہو۔

"باس۔ یہ رائزن سیل ہے"...... ٹائیگر نے مڑ کر بڑے اعتماد
ے لہجے میں کہا۔

"رائزن سیل۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا اس سے کوئی ٹرانسمیٹر چلتا ہے
ئی کلاک"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے رائزن
کو بیٹری سیل میں تبدیل کرتے ہوئے بات کی تھی۔

باس۔ یہ خالصتاً روسیاہی ایجاد ہے۔ اسے ہر لحاظ سے ناقابل
سمجھا جاتا ہے۔ یہ دو فولادی چادروں کو جوڑ کو مخصوص انداز میں
کیا جاتا ہے۔ ان دونوں چادروں کے درمیان مخصوص رخنے
ے جاتے ہیں جن سے تازہ ہوا اندر آتی ہے اور یہاں کی ہوا باہر
تی ہے لیکن بظاہر یہ رخنے نظر نہیں آتے۔ اس کے علاوہ اس
ے سیل میں دیواروں میں الیکٹرک کرنٹ دوڑنے کا سسٹم بھی
ہوتا ہے اور یہاں پیدا ہونے والی آواز بھی کنٹرول روم میں
جا سکتی ہے اور نہ صرف باہر کی آوازیں یہاں سنائی دیتی ہیں بلکہ
کسی بھی دیوار پر سکرین بھی نمودار ہو سکتی ہے جس پر کنٹرول
یا کسی بھی اور کمرے کا منظر دکھایا جا سکتا ہے اور گفتگو سنی جا
ہے اور ہمیں بھی وہ سکرین پر دیکھ سکتے ہیں۔ اس رائزن سیل
طرح سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ایک دروازہ ضرور
ہے لیکن اس کا کنٹرول بھی باہر ہوتا ہے۔ یہاں ان لوگوں کو
جاتا ہے جن کے بارے میں یہ خدشہ ہو کہ وہ فرار ہو سکتے

ہیں"...... ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" یہ تفصیل تم نے کہاں سے معلوم کی ہے۔ میں تو یہ تمام
پہلی بار سن رہا ہوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ ایک روسیاہی جو ایکریمین ایجنٹ تھا، پکڑا گیا تو اسے
اس رائزن سیل میں رکھ کر اس کا کورٹ مارشل کیا گیا لیکن کورٹ
مارشل کے دوران ہی اس کے بارے میں اعلیٰ حکام کو ایسی اطلاع
مل گئی کہ انہیں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ آدمی ایکریمین ایجنٹ نہیں
ہے۔ چنانچہ کورٹ مارشل ختم کر کے اسے باہر نکال لیا گیا اور وہ
کئی سالوں تک یہاں کام کرتا رہا۔ اس کے بعد موقع ملتے ہی وہ فرار
ہو کر ایکریمیا پہنچ گیا۔ اس نے اپنی آپ بیتی لکھی تھی جو چھپ گئی۔
وہ میں نے پڑھی تھی۔ اس میں اس رائزن سیل کے بارے میں تمام
تفصیلات لکھی گئی تھیں جو میں نے بتائی ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" حیرت ہے کہ میری نظروں سے یہ آپ بیتی نہیں گزری۔
بہرحال جو کچھ تم نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو یہ واقعی ناقابل تسخیر
نظر آتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج تو نے یہ الفاظ میرے کانوں
تک پہنچا دیئے ہیں"...... اچانک تنویر نے کہا تو عمران اور ٹائیگر
دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ دونوں کے چہروں پر حقیقی حیرت
کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کون سے الفاظ"...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

" یہی کہ کسی چیز کا تمہیں بھی علم نہیں ہے۔ آج سے پہلے تو
ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ کوئی بات ہو تمہیں اس کا پہلے سے علم ہوتا ہے
میں سوچتا تھا کہ تم انسان ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ کوئی انسان
نہیں ہو سکتا کہ اسے ہر چیز کا علم ہو۔ آج پہلی بار میں نے یہ سنا
کہ کسی چیز کا تمہیں بھی علم نہیں ہے"...... تنویر نے جواب دیا
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ ٹائیگر بھی مسکرا دیا تھا۔

" چلو اس سے یہ فائدہ تو ہوا کہ تم نے مجھے بہرحال انسان تسلیم
کیا ہے ورنہ تو تم نے مجھے انسانیت والی فیلڈ سے ہی علیحدہ کر رکھا
تھا۔ ویسے میں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھے ہر چیز کا علم ہے۔
علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ انسانوں کے پاس نہیں ہو
وہ تو ساری عمر معلومات حاصل کرتے ہی رہ جاتے ہیں اور
بات یہ کہ بزرگوں کا قول تو بہرحال سچا ہی ہوتا ہے کہ شاگرد
استاد سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ آج ٹائیگر نے اس کا ثبوت بھی دے دیا
"...... عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" باس۔ یہ تو محض اتفاق ہے کہ میری نظروں سے وہ آپ بیتی
گزری اور آپ نے اسے نہیں پڑھا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

" اب یہ بات سوچو کہ ہمیں یہاں لایا کیوں گیا ہے اور ہم یہاں
پہنچے گے کیسے"...... تنویر نے کہا۔

"یہ سوچنے کا کام تم نے مجھ پر ہی کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ تم بھی کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے یہ کام کر لیا کرو"...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں سوچنے سے زیادہ عمل کا قائل ہوں اس لئے یہ کام تم ہی کرتے رہو"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر عمل کر گزرو۔ کچھ تو کرو"...... عمران نے کہا۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ جب وہ کورٹ مارشل کے لئے ہمیں لے جائیں گے یا ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے اندر آئیں گے تو ان سے نمٹ لیں گے"...... تنویر نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تم نے ٹائیگر کی بتائی ہوئی تفصیل نہیں سنی کہ وہ باہر رہ کر کورٹ مارشل کی کارروائی مکمل کر سکتے ہیں۔ البتہ یہ نظارہ ہمیں سکرین پر دکھایا جا سکتا ہے اور ہمیں ہلاک کرنے کے لئے انہیں یہاں آنے کی بھی ضرورت نہیں۔ طاقتور الیکٹرک کرنٹ سے ہمیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ ہم موت کی کرسی پر تو نہیں بیٹھے بلکہ موت کے ڈبے میں بند ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن باس۔ انہیں اتنی دردسری مول لینے کی ضرورت کیا پیش آئی ہے۔ وہ ہمیں وہیں سرنگ میں ہی ہلاک کر سکتے تھے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ویسے جو احساس مجھے بے ہوش ہوتے ہوئے ہوا تھا اس کے مطابق تو ہمارا زندہ رہنا محال تھا لیکن اب یہاں ہوش میں آنے کے

بعد تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں سرنگ کی چھت سرے سے منہدم ہی نہ ہوئی تھی"...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک چٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی سامنے ایک دیوار پر ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بڑے کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں چار کرسیاں موجود تھیں۔ پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور چار فوجی افسران اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کرنل اور تین کیپٹن تھے۔ وہ خاموشی سے آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کی نظریں اس طرح سامنے کی طرف اٹھی ہوئی تھیں جیسے وہ بھی کسی سکرین کو دیکھ رہے ہوں۔

"میرا نام کرنل شوموف ہے۔ میں اس فوجی کورٹ کا چیف جج ہوں۔ یہ تینوں کیپٹن اس کورٹ کے ممبرز ہیں"...... درمیان میں بیٹھے ہوئے کرنل کی بھاری آواز سنائی دی۔

"روسیاہ میں کرنل چیف جج ہو ہی نہیں سکتا۔ روسیاہی فوجی قانون کے مطابق کورٹ مارشل کا چیف جج میجر جنرل سے کم رینک کا نہیں ہو سکتا۔ یہ سرے سے کورٹ ہی نہیں ہے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل کے ساتھ ساتھ باقی ممبرز بھی بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے گردنیں موڑ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"تمہاری بات مسترد کی جاتی ہے کیونکہ یہ آرمی چیف کا اختیار ہے کہ وہ جس طرح چاہیں فوجی کورٹ کو تشکیل دیں اس لئے

کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ کیپٹن آگاف تم الزامات کی فہرست پڑھ کر ملزموں کو سناؤ"...... کرنل نے کہا تو ایک کیپٹن اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم تینوں ملزمان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم نے کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا جس میں ڈیڑھ ہزار کے قریب فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ تم نے روسیاہی صدر کے پرسنل اسسٹنٹ کرنل کارڈ کو اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا اس لئے تمہارے خلاف کورٹ مارشل کی کارروائی کی جا رہی ہے"...... کیپٹن نے بڑے رسمی سے لہجے میں کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کرنل کارڈ کی ہلاکت کا الزام ہم پر کن وجوہات کی بنا پر لگایا جا رہا ہے۔ تفصیل بتائی جائے"...... عمران نے کہا۔

"ہم تفصیل بتانے کے پابند نہیں ہیں۔ تم بتاؤ ان الزامات کا اقرار کرتے ہو یا انکار"...... کرنل نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"الزامات درست ہیں لیکن ان الزامات میں ایک اور الزام بھی شامل کر لو کہ ہم نے فوجی کورٹ کے کرنل شوموف اور اس کے تین ممبرز کو بھی ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کرنل اور تینوں کیپٹن بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے غصے سے بگڑ گئے تھے۔

"چونکہ تم نے الزامات کا اقرار کر لیا ہے اس لئے تمہیں موت کی سزا دی جاتی ہے اور عدالت برخاست کی جاتی ہے"...... کرنل نے

اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی باقی ممبرز بھی کھڑے ہو گئے اور ساتھ ہی چٹک کی آواز کے ساتھ ہی سکرین دیوار پر سے غائب ہو گئی۔

"لو بھئی رسم دنیا تو مکمل ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ اتارا اور اسے فرش پر بچھا کر اس پر کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اور ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے کرنٹ سے بچنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ اب انہیں ہلاک کرنے کے لئے رائزن سیل میں کرنٹ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن چند لمحوں بعد چٹک کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر سکرین روشن ہو گئی لیکن اب سکرین پر پہلے والے کمرے کی بجائے ایک اور کمرہ نظر آ رہا تھا جس میں دو کرسیاں موجود تھیں اور ان کرسیوں پر دو افراد جنہوں نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا بیٹھے ہوئے

"میرا نام کرنل کازن ہے اور میں گراڈ کا چیف ہوں اور یہ میجر یک ہے۔ تمہیں موت کی سزا دی گئی ہے اور ابھی چند لمحے بعد تم ک ہو چکے ہو گے۔ البتہ تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں"۔ رنل کازن نے کہا۔

"کرنل کازن۔ تم باتیں بعد میں کرنا پہلے میرے چند سوالوں جواب دے دو تاکہ مرنے سے پہلے کم از کم میں ذہنی طور پر مطمئن ہو سکوں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں پوچھو۔ ویسے یہ بتادوں کہ تمہارے کوٹ تمہیں سزا سے نہ بچا سکیں گے۔ تمہارے تصور میں بھی نہیں ہے کہ رائزن سیل سے کس قدر طاقت کا الیکٹرک کرنٹ دوڑتا ہے۔ تمہارے یہ کوٹ ایک لمحے میں راکھ میں تبدیل ہو جائیں گے اور ساتھ ہی تم بھی۔ بہرحال پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... کرنل کازن نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تمہیں ہمارے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم لوگوں نے کرنل کارڈ کی ہلاکت کا الزام ہم پر کیسے لگایا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل کازن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں علم نہیں ہے کہ پوری اسٹاف کالونی کی رہائش گاہوں میں فرش کے اندر خصوصی لائٹنگ موجود ہے جس کا علم وہاں کے رہنے والوں کو بھی نہیں ہے۔ اس لائٹنگ کے تحت پریذیڈنٹ ہاؤس میں باقاعدہ فلم تیار ہوتی رہتی ہے اور گفتگو بھی ریکارڈ ہوتی رہتی ہے لیکن یہ سب کچھ آٹومیٹک انداز میں ہوتا رہتا ہے اور دو دن بعد خودبخود واش ہو جاتا ہے۔ البتہ جب ضرورت پڑتی ہے تو اسے چیک کیا جا سکتا ہے اور اس میں سے کسی بھی رہائش گاہ کی فلم اور گفتگو کی کاپی کی جا سکتی ہے۔ کرنل کارڈ کی ہلاکت کے بعد اسے چیک کیا گیا تو تمہاری ساری کارروائی بھی فلم کی صورت میں سامنے آ گئی اور تمہارے اور کرنل کارڈ کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ریکارڈنگ بھی۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم نے کرنل کارڈ سے

اس خفیہ راستے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں جس کا پہلے ہمیں بھی علم نہیں تھا۔ اس کے بعد ظاہر ہے ہم نے تمہیں ہٹ کرنے کا پلان بنایا۔ اس راستے کو پہلے ہی چیک کر لیا گیا تھا اور اس میں ایسی ہلاکت خیز ریز نصب کر دی گئیں کہ ہم جس وقت چاہتے صرف ایک بٹن دبا کر تمہیں راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر سکتے تھے۔ ہم نے تمہیں راستے سے باہر اور راستے کے اندر چیک کرنے کے لئے ایک خصوصی سسٹم نصب کر لیا تھا جس کا تعلق ایک خلائی سیارے سے تھا اور اسی وجہ سے ہم نے تمہاری طرف کم پاور کی سرچ لائٹ لگائی تھی۔ مجھے خدشہ تھا کہ کہیں اس کم پاور کی سرچ لائٹ کو دیکھ کر تم چونک نہ پڑو۔ لیکن میرا خدشہ غلط ثابت ہوا۔ جب تم لوگ پہاڑی کی طرف بڑھنے سے پہلے چٹانوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے تو ہم نہ صرف کیمپ کے اندر مخصوص سکرین پر تمہیں چیک کر رہے تھے بلکہ تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو کا ایک ایک لفظ بھی سن رہے تھے۔ پھر تم نے بغیر آواز کے دھماکہ کر کے راستے کا دہانہ کھولا۔ ہم یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد تم راستے میں داخل ہوئے تو شاید قدرت نے تمہیں کچھ عرصہ مزید زندہ رہنے کا موقع دے دیا کہ روسیاہ کے صدر نے تمہیں زندہ گرفتار کرنے اور تمہارا کورٹ مارشل کر کے تمہیں سزا دینے اور ہلاک کرنے کا حکم دے دیا جس پر میجر بلیک بہت ناراض ہوا کیونکہ اسے یہ خدشہ تھا اور مجھے بھی کہ تم سچوئیشن بدل سکتے ہو لیکن روسیاہ کے صدر کا حکم بہرحال

حکم تھا اس لئے ہم نے تمہیں بے ہوش کر کے رائزن سیل میں ڈالنے
کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں تم بے ہوش ہو کر یہاں پہنچائے گئے
اور پھر تمہارا کورٹ مارشل ہوا جس میں تمہیں موت کی سزا سنا دی
گئی"...... کرنل کازن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ میرے شاگرد ٹائیگر کی چھٹی حس زیادہ تیز
جا رہی ہے اور میری چھٹی حس شاید بوڑھی ہو گئی ہے۔ بہرحال تم
نے اچھا کیا کہ میری ذہنی الجھن دور کر دی اور اس کے لئے میں تمہارا
شکر گزار ہوں۔ اب تم جو باتیں کرنا چاہتے ہو وہ کر لو"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے اور انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔
"تمہاری بے خوفی اور اطمینان واقعی قابل داد ہے عمران۔ میں
تم سے صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر تم چاہو تو میں صدر صاحب سے
بات کر کے تمہاری سزا کینسل کرا سکتا ہوں"...... کرنل کازن نے
کہا۔
"اس کے بدلے میں مجھے کیا کرنا ہو گا"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے ہمیں گارنٹی دلوا دو کہ
وہ اس فائل کے پیچھے مزید ایجنٹ نہیں بھیجے گا اور اس معدنیات کو
نکالنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا"...... کرنل کازن نے کہا۔
"لیکن میرا یا میرے ساتھیوں کا تو کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس میری خدمات ہائر کرتی ہے اور

یہ میرے ساتھی ہیں اس لئے اول تو ہماری زندگی اور موت سے
چیف کو کوئی دلچسپی نہیں ہو گی اور دوسری بات یہ کہ چیف کے ذہن
میں مشن سے پیچھے ہٹنے کا کوئی تصور سرے سے موجود ہی نہیں ہے
اس لئے یہ فائل تو بہرحال پاکیشیا پہنچے گی اور یہ معدنیات بھی پاکیشیا
کی میزائل سازی میں کام آئے گی۔ اس بات کو طے سمجھو اور کوئی
بات ہو تو بتاؤ"...... عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ پھر مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے اس لئے فار
یور بائی بائی"...... کرنل کازن نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی چٹک کی آواز کے ساتھ ہی سکرین غائب ہو گئی۔
"اب تم بتاؤ ٹائیگر۔ اس ایجنٹ کی آپ بیتی میں اس رائزن سیل
سے باہر نکلنے کا بھی کوئی راستہ بتایا گیا تھا یا نہیں"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اس نے صرف اتنا لکھا تھا کہ ایک دروازہ کھلتا ہے اور اسے باہر
سے کنٹرول کیا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کس سائیڈ پر دروازہ ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"یہ تو اس نے نہیں لکھا تھا باس"...... ٹائیگر نے کہا۔
"اس نے نہیں لکھا تھا یا تم نے توجہ نہیں دی تھی"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم ان باتوں کو چھوڑو۔ اب یہاں سے نکلنے کی بات سوچو ورنہ
یہ لوگ واقعی ہمیں جلا کر راکھ کر دیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ اگر ایسا ہوتا تو کرنل کازن یہ پیشکش لے کر نہ آتا۔ اس نے صرف دھمکی دی ہے ورنہ اسے بھی معلوم ہے۔ الیکٹرک کرنٹ پہلے اس فرش میں دوڑے گا جس سے فرش گرم ہو گا پھر وہ اس قدر گرم ہو جائے گا کہ ہمارے پیروں کے نیچے موجود کپڑے جل کر راکھ ہو جائیں گے پھر ہم پر اس کا اثر ہو گا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے جوتے اور جرابیں نہ اتار لی جاتیں۔ ان سے حماقت یہ ہوئی کہ انہوں نے ہمارے لباس نہیں اتارے۔ شاید ان کے ذہن میں یہ خیال نہیں تھا کہ ہم ایسا بھی کر لیں گے لیکن وہ مطمئن اس لئے ہیں کہ ہم یہاں سے کسی صورت نہیں نکل سکتے جبکہ میرا خیال ہے کہ ہم اس رائزن سیل سے آسانی سے نکل سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیسے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اپنے ذہن پر زور دو۔ اگر تم اکیلے ہوتے تو کیا کرتے"...... عمران نے کہا۔

"چھوڑو۔ مت ذہن پر زور ڈلوؤ۔ عمران کا ذہن ایسا ہے کہ جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک نہیں ایک ہزار راستے سوچ لے گا جبکہ ہم زور ڈالنے کے باوجود ایک بھی راستہ تلاش نہ کر سکیں گے"۔ تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس حسن ظن کا شکریہ تنویر۔ مسئلہ یہاں سے نکلنے کا نہیں ہے بلکہ اس فائل کے حصول کا ہے اور اب ہمیں انتہائی تیز کارروائی کرنا

پڑے گی تا کہ جب تک وہ سنبھلیں ہم فائل حاصل کر چکے ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"پہلے یہاں سے تو نکلو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اپنے پیروں کو گھسیٹتے ہوئے کوٹ سمیت آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ سامنے دیوار تک پہنچ گیا لیکن اس نے دیوار کو ہاتھ لگانے کی بجائے اس پر تھوک دیا۔ دوسرے لمحے تنویر اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تھوک دیوار پر پڑتے ہی یکلخت بھاپ بن کر اڑ گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کارروائی شروع کر دی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے چیکنگ کی ہے۔ اگر میں ہاتھ لگا دیتا تو اچھل کر دور جا گرتا اور پھر میرا سنبھلنا ناممکن ہو جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب یہاں سے نکلیں گے کیسے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بہرحال یہ سرکٹ توڑنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا اور ناخنوں میں موجود تیز بلیڈوں کی مدد سے اس نے کوٹ کے بٹن کوٹ سے علیحدہ کرنے شروع کر دیئے۔ تین بٹن تھے اور تینوں اس نے علیحدہ کر لئے۔ ٹائیگر اور تنویر دونوں اس انداز میں عمران کی

طرف دیکھ رہے تھے جیسے سکول کے بچے شعبدہ باز کو دیکھتے ہیں۔
عمران بٹن علیحدہ کر کے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" میرے نزدیک آ جاؤ۔ دروازہ کھلتے ہی ہم نے لانگ جمپ لگانا
ہے۔ اگر ہمارے جسم راستے میں اس رائزن سیل کے کسی بھی حصے
سے ٹکرا گئے تو پھر ہمارا بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا"...... عمران نے کہا
تو ٹائیگر اور تنویر نے بھی اس کی پیروی میں پیروں کو گھسیٹتے ہوئے
کپڑوں سمیت آگے کھسکنا شروع کر دیا۔

" لیکن باس ان بٹنوں سے آپ سرکٹ کیسے توڑیں گے"۔ ٹائیگر
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ابھی دیکھو کیا ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود ایک بٹن کو اس طرح
دیوار کی جڑ کی طرف اچھال دیا جس طرح بچے شیشے کی گولیاں کھیلتے
ہوئے آہستگی سے گولی کو مخصوص ہول میں ڈالنے کے لئے اچھالتے
ہیں۔ بٹن دیوار کی جڑ میں جا کر رک گیا تو عمران نے دوسرا بٹن دیوار
کی جڑ میں کچھ فاصلے پر اسی طرح ڈال دیا اور پھر تیسرا بٹن اس نے
دوسرے بٹن سے کچھ فاصلے پر ڈال دیا۔

" اب تیار ہو جاؤ۔ چند لمحوں کے لئے راستہ کھلے گا"۔ عمران نے
کہا تو ٹائیگر اور تنویر دونوں کے اعصاب تن سے گئے۔ چند لمحوں بعد
پہلے بٹن سے شعلہ سا چمکا اور اسے آگ لگ گئی۔ دوسرے لمحے
دوسرے بٹن نے آگ پکڑ لی اور پھر تیسرے بٹن نے۔ ابھی تینوں

بٹن جل ہی رہے تھے کہ اچانک سرسراہٹ کی آواز ابھری اور اس کے
ساتھ ہی ان کے سامنے والی دیوار درمیان سے شق ہو کر سائیڈوں
میں غائب ہو گئی اور وہاں خلا نمودار ہو گیا جس کی دوسری طرف
ایک راہداری کا پتھریلا فرش نظر آ رہا تھا۔ اسی لمحے عمران نے جمپ
لگایا اور وہ کسی بندر کی طرح اڑتا ہوا اس خلا کو کراس کر کے باہر
پتھریلے فرش پر تیزی سے آگے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے
تنویر نے چھلانگ لگائی اور پھر ٹائیگر نے اور دوسرے لمحے وہ دونوں
بھی اس پتھریلے فرش پر پہنچ کر دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔
راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران اس دروازے
کی سائیڈ میں جا کر رک گیا تھا۔ اس کے پیچھے تنویر اور ٹائیگر بھی آ کر
رک گئے۔

" یہ کنٹرول روم کا دروازہ ہے۔ ہم نے اندر جاتے ہی فوری
کارروائی کرنی ہے۔ جو بھی اندر ہو اس کی گردن توڑ دینا"۔ عمران
نے کہا تو ٹائیگر اور تنویر کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران آگے بڑھا
اور دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران تیزی سے
اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے تنویر اور ٹائیگر بھی اندر داخل ہوئے۔

" خبردار"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
ایک آدمی پر جھپٹ پڑا جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور عمران کی آواز سن کر
وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھنے لگا تھا کہ کرسی سمیت نیچے جا گرا
تھا جبکہ کمرے میں اس آدمی کے علاوہ دو اور آدمی موجود تھے جو ایک

بڑی سی مشین کے سامنے پاس پاس کھڑے تھے۔ تنویر اور ٹائیگر ان
دونوں کی طرف دوڑ پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے
ٹائیگر اور تنویر نے انہیں اٹھا کر اس انداز میں فرش پر پٹخ دیا کہ
دونوں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور وہ فرش پر گر کر صرف چند لمحے
تک ہی پھڑک سکے تھے جبکہ عمران نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے اس
آدمی کو جھپٹ کر اٹھایا اور دوسرے لمحے ایک چیخ کے ساتھ ہی وہ اڑتا
ہوا فضا میں گھوم کر نیچے گرا اور نیچے گر کر اس نے ایک لمحے کے لئے
اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے
چلے گئے۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

"ان کی جرابیں اور جوتے اتارو اور پہن لو۔ جلدی کرو۔" عمران
نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں ہی اس کارروائی میں مصروف ہو
گئے۔ تنویر نے جو جوتے پہنے تھے وہ تنگ تھے اور عمران کے پیروں
میں جوتے کچھ بڑے تھے لیکن بہرحال ان کی مجبوری تھی اس لئے
انہوں نے اس بات کی پرواہ نہ کی تھی۔ عمران نے جوتے کے تسمے
زور سے باندھے تھے تاکہ دوڑنے اور تیز نقل و حرکت میں رکاوٹ
پیدا نہ ہو اور پھر وہ تینوں ہی دروازہ کھول کر راہداری میں آگئے۔
وہاں چلتی ہوئی مشینیں ویسے ہی چل رہی تھیں۔ عمران تیزی سے
آگے بڑھا اور پھر راہداری کے آخر میں جا کر جہاں راہداری ختم ہوتی
اس کے ساتھ ہی ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اندر سے کسی کے
اس انداز میں بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے وہ فون پر بات

کر رہا ہو۔

"یس سر۔ صرف دس منٹ مزید لگیں گے سر۔ اب ہیٹ اس قدر
بڑھ چکی ہے کہ ان کے پیروں کے نیچے موجود کوٹ جلنے کے قریب
ہیں"...... بولنے والے کی آواز سنائی دی۔

"نو سر۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے"...... ایک بار پھر وہی آواز
سنائی دی۔

"یس سر"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آواز سنائی دی اور پھر
رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے
بڑھا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر ایک
فوجی کیپٹن بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی وہ بے
اختیار ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے
آگے بڑھا اور دوسرے لمحے حیرت سے بت بنا فوجی کیپٹن چیختا ہوا
اچھل کر سائیڈ دیوار سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر گیا۔ نیچے گرتے ہی اس
نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر
اسے موڑا تو اس کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے سیدھا
ہو گیا اور چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا اور منہ سے خرخراہٹ کی
آوازیں نکلنے لگیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے پیر پیچھے کی طرف کرتے
ہوئے کہا۔

"کیپ۔ کیپٹن گریڈن"...... اس کیپٹن نے رک رک کر کہا۔

"بولو۔ ہم کہاں ہیں اس وقت اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری والی جگہ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔ تفصیل سے جواب دو ورنہ"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پیر کو آگے کی طرف موڑ کر اس نے تیزی سے واپس موڑ لیا۔

"پپ۔ پپ۔ پیر ہٹا لو۔ یہ عذاب ختم کرو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا۔ سب کچھ"...... کیپٹن گریڈن نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ رائزن سیل پوائنٹ ہے۔ یہ۔ یہ کاسکو میں ہے اور ریڈ ٹاپ لیبارٹری تو یہاں سے بہت دور ہے"...... کیپٹن گریڈن نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ریڈ ٹاپ لیبارٹری سے حفاظتی انتظامات ختم کر دیئے گئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں تو یہاں کا انچارج ہوں"۔ کیپٹن گریڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل کازن اور میجر بلیک کس چیز پر یہاں آئے تھے"۔ عمران نے پوچھا۔

"کار پر۔ وہ کار پر آئے تھے اور کار پر ہی واپس گئے ہیں"۔ کیپٹن گریڈن نے جواب دیا۔

"یہاں کوئی ہیلی کاپٹر موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں تو کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے"...... کیپٹن گریڈن نے رک رک کر جواب دیا تو عمران نے تیزی سے پیر کو موڑا اور کیپٹن گریڈن کے جسم نے دو زور دار جھٹکے لئے اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

"آؤ چلیں"...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور دروازے کے سامنے موجود تنویر اور ٹائیگر دونوں نے بے اختیار طویل سانس لئے کیونکہ انہیں بھی یہ سن کر مایوسی ہوئی تھی کہ وہ کاسکو میں ہیں۔ ظاہر ہے اب ایک بار پھر انہیں ریڈ ٹاپ لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے طویل جدوجہد کرنا پڑے گی لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتے تھے۔ یہی غنیمت تھی کہ وہ عمران کے اس بٹنوں والے شعبدے کی وجہ سے زندہ سلامت اس موت گھر سے باہر آ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن جب وہ راہداری سے گزر کر سامنے کے رخ پر پہنچے تو وہاں ایک ہی ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"اوہ۔ وہ کیپٹن تو ہیلی کاپٹر سے انکار کر رہا تھا اور ویسے بھی یہاں ہیلی کاپٹر کا کیا کام"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو اس کا یہاں کوئی کام نہیں ہے لیکن اس کی یہاں موجودگی کا مجھے علم تھا اس لئے کہ اس کیپٹن گریڈن کے سامنے میز پر ہیلی کاپٹر کی ایئر بک موجود تھی اور اس نے جس لہجے میں انکار کیا اس سے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے"۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کی یہاں موجودگی کی وجہ"....... تنویر نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ ہماری لاشیں پریذیڈنٹ ہاؤس یا جی ایچ کیو
لے جانے کے لئے اسے یہاں روکا گیا ہے"....... عمران نے جواب دیا
اور اس بار تنویر نے اثبات میں سرہلا دیا۔
"لیکن باس یہاں کنٹرول روم میں موجود تین افراد اور کیپٹن
گریڈن کے علاوہ اور تو کوئی آدمی موجود ہی نہیں ہے حالانکہ کم از کم
ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو تو موجود ہونا چاہئے تھا"....... ٹائیگر نے کہا۔
"اس ایئر بک پر اندراجات وہ کیپٹن گریڈن ہی کر رہا تھا اس
لئے لازماً وہ ہی اسے پائلٹ کرتا ہوگا اور چونکہ یہ رائزن سیل کبھی
کبھار ہی استعمال ہوتا ہوگا اس لئے یہاں صرف کنٹرول روم میں کام
کرنے والے افراد ہی موجود رہتے ہوں گے۔ بہرحال اس کی ہمیں
ضرورت تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی ہے۔ آؤ"....... عمران نے
کہا اور پھر وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئے۔ عمران پائلٹ سیٹ پر
موجود تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھا اور پھر کافی بلندی پر
پہنچنے کے بعد عمران نے اس کا رخ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کی طرف
دیا۔

کرنل کازن اور میجر بلیک دونوں جی ایچ کیو کے ایک کمرے میں
ہوتھے۔ میز پر ایک فون بھی رکھا ہوا تھا۔
"اتنی دیر تو ان لوگوں کو ہلاک ہونے میں نہیں لگ سکتی۔ پھر
پٹن گریڈن نے کال کیوں نہیں کی جبکہ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ
ی کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں ڈال کر وہاں سے پرواز کرنے سے پہلے مجھے
ع دے دے"....... کرنل کازن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"اس نے پہلے دس منٹ کا کہا تھا لیکن اب تو نصف گھنٹہ گزر چکا
"....... میجر بلیک نے بھی تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس
پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"اوہ۔ اطلاع آگئی"....... کرنل کازن نے مسکراتے ہوئے کہا
س نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے
ت ابھر آئے تھے۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کرنل کازن نے رسیور اٹھا کر
بھاری لہجے میں کہا۔
"ملٹری سیکرٹری تو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب
سے بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کاز
کے چہرے پر تناؤ کے تاثرات ابھر آئے۔
"ہیلو"۔ چند لمحوں بعد صدر صاحب کی بھاری آواز سنائی دی۔
"کرنل کازن بول رہا ہوں سر"...... کرنل کازن نے انتہ
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کرنل کازن۔ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آ رہی۔ م
نے جی ایچ کیو آنے کے لئے باقی تمام مصروفیات منسوخ کر دی ہ
کیا ہو رہا ہے"...... صدر صاحب نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔
"جناب۔ ابھی ان ایجنٹوں کی لاشیں جی ایچ کیو نہیں پہنچیں۔
جیسے ہی پہنچیں گی میں جناب کو خود اطلاع دوں گا"...... کرنل کا
نے کہا۔
"کیوں۔ اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے۔ آپ خود ان کی لاشیں
کر آتے۔ آپ پہلے جی ایچ کیو کیوں آ گئے ہیں"...... صدر نے
لہجے میں کہا۔
"جناب انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے اپنے کوٹ اتار کر پیرو
نیچے رکھے ہوئے تھے۔ پھر میں نے کنٹرول روم انچارج سے معلو
تو مجھے بتایا گیا کہ ان کوٹوں کی وجہ سے انہیں ہلاک ہونے

یک گھنٹہ لگ جائے گا اس لئے میں میجر بلیک کے ساتھ یہاں پہنچ
یا تاکہ میں آپ کو رپورٹ دے کر آپ سے یہاں تشریف لانے کی
ت کر سکوں۔ اب تک وہ لوگ ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ وہاں
پٹن گریڈن موجود ہے اور ہیلی کاپٹر بھی۔ تھوڑی دیر بعد لاشیں
اں پہنچ جائیں گی"...... کرنل کازن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ جیسے ہی لاشیں جی ایچ کیو پہنچیں آپ نے فوراً مجھے
طلاع دینی ہے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
یا تو کرنل کازن نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر
ن نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف
ے کافی دیر تک گھنٹی کی آواز سنائی دیتی رہی اور کسی نے رسیور نہ
ھایا تو کرنل کازن کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہونے
روع ہو گئے اور اس نے رسیور رکھ دیا۔
"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیپٹن گریڈن رسیور ہی نہیں اٹھا رہا۔ اس کا
یا مطلب ہوا"...... کرنل کازن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"باس۔ ہمیں واقعی وہاں سے نہیں آنا چاہئے تھا"...... میجر بلیک
ے کہا۔
"کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ لوگ رائزن سیل سے
ہر آسکتے ہیں"...... کرنل کازن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"اوہ نہیں باس۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے لیکن"...... میجر
یک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا لیکن پھر وہ اس طرح

خاموش ہو گیا جیسے اس نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیا ہو۔
"وہاں کنٹرول روم میں بھی فون ہونا چاہئے تھا"...... کرنل
کازن نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے
شروع کر دیئے لیکن اس بار بھی دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی
دیتی رہی لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو کرنل کازن نے رسیور رکھا
اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"وہاں کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔ آؤ میرے ساتھ"...... کرنل کازن
نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
تھوڑی دیر بعد اس کی کار جی ایچ کیو سے نکل کر تیزی سے رائزن سیل
پوائنٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جو وہاں سے تقریباً بارہ کلو میٹر
کے فاصلے پر تھا۔
"کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے باس"...... میجر بلیک نے کہا۔
"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا"...... کرنل کازن نے کہا اور میجر
بلیک نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر بغیر کچھ کہے پہلے کی طرح
وہ پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار رائزن سیل پوائنٹ کے
گیٹ پر پہنچ کر رک گئی لیکن گیٹ بند تھا۔ کرنل کازن نے کئی
ہارن دیئے لیکن اندر خاموشی طاری رہی۔
"اوہ۔ اوہ۔ میجر بلیک۔ گیٹ پر چڑھ کر اندر جاؤ اور پھاٹک
کھولو۔ یہاں واقعی کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔ محتاط رہنا"...... کرنل
کازن نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا تو میجر بلیک کار کا

لر نیچے اترا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ کسی بندر کی طرح تیزی
گیٹ پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا تو
نل کازن کار اندر لے گیا۔ میجر بلیک اس کے پیچھے دوڑتا ہوا واپس

"باس۔ ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہے"...... کرنل کازن کے کار سے
ہر نکلتے ہی میجر بلیک نے کہا۔
"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے لیکن ہیلی کاپٹر باہر بھی نظر نہیں آ
ا۔ پھر"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے
شین پسٹل نکال کر وہ تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف بڑھا اور
نہ لمحوں بعد جب وہ اس کمرے میں پہنچے جہاں فون موجود تھا تو ان
ے چہرے بگڑ سے گئے۔ سامنے ہی فرش پر کیپٹن گریڈن کی لاش پڑی
وئی تھی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی انتہائی شدت سے مسخ نظر آ رہا تھا۔
"ویری بیڈ۔ ویری بیڈ"...... کرنل کازن نے مڑتے ہوئے کہا اور
ہ وہ دوڑتا ہوا رائزن سیل کنٹرول آفس کی طرف بڑھنے لگا۔ میجر
یک اس کے پیچھے تھا۔ وہ کنٹرول آفس میں داخل ہوئے تو ایک بار
ر اچھل پڑے کیونکہ وہاں تینوں افراد فرش پر لاشوں کی صورت میں
ے ہوئے تھے۔ البتہ مشینیں چل رہی تھیں۔
"یہ کیا ہو گیا ہے۔ کیسے ہو گیا ہے"...... کرنل کازن نے انتہائی
یرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے ایک
شین کا بٹن دبایا تو مشین میں موجود سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین

پر رائزن سیل کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا اور پورے کمرے میں شعلے سے ناچتے نظر آ رہے تھے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کرنل کازن نے مشین کے ڈائل پر نظریں دوڑائیں اور پھر بے اختیار اس نے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

" رائزن سیل تو بند ہے اور کرنٹ اس قدر طاقتور ہو چکا ہے کہ پورا رائزن سیل اندر سے شعلہ بن چکا ہے۔ اگر ہم مزید کچھ دیر نہ آتے تو سیل بھی پھٹ کر ناکارہ ہو جاتا لیکن انہیں ہلاک کس نے کیا ہے اور ہیلی کاپٹر کون لے گیا ہے "...... کرنل کازن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنے آپ سے سوال کر رہا ہو۔

" باس۔ جس طرح بھی ہوا ہے بہرحال یہ لوگ رائزن سیل سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کنٹرول روم میں ان لوگوں کو ہلاک کیا اور پھر کیپٹن گریڈن کو بھی ہلاک کر کے وہ ہیلی کاپٹر لے گئے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار اس خدشے کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کی ناراضگی کی وجہ سے خاموش رہا ہوں "...... میجر بلیک نے کہا۔

" لیکن رائزن سیل تو بند ہے اور وہ کسی صورت بھی اندر سے نہیں کھل سکتا۔ پھر "...... کرنل کازن نے کہا۔

" باس۔ اس بارے میں بعد میں تحقیقات ہوتی رہیں گی۔ ہمیں فوری طور پر انہیں پکڑنا ہے اور ہلاک کرنا ہے "...... میجر بلیک نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" لیکن پہلے اب مجھے صدر صاحب کو رپورٹ دینا ہو گی۔ وہ جی ایچ کیو پہنچنے اور لاشیں دیکھنے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں۔ آؤ "۔ کرنل کازن نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فون والے کمرے میں پہنچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" کرنل کازن بول رہا ہوں صدر صاحب سے بات کرائیں "۔ کرنل کازن نے کہا۔

" ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو "...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" سر۔ میں کرنل کازن بول رہا ہوں رائزن سیل پوائنٹ سے "۔ کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جی ایچ کیو میں فون آنے اور فون اٹنڈ کرنے سے لے کر یہاں پہنچنے اور پھر یہاں کی ساری صورت حال تفصیل سے سنا دی۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ایجنٹ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن رائزن سیل کو انہوں نے کیسے کھول لیا "۔ صدر صاحب نے انتہائی حیرت اور پریشانی بھرے لہجے میں کہا۔

" سر۔ یہی بات تو ہمیں بھی سمجھ نہیں آ رہی۔ رائزن سیل بند

ہے۔ اسے کسی صورت بھی اندر سے نہیں کھولا جا سکتا اور پھر اگر یہ
کھلتا تو کنٹرول روم والوں کو معلوم ہو جاتا اور کرنٹ اس قدر تیز
ہو چکا تھا کہ اندر شعلے ناچ رہے تھے اس لئے ایسا تو ہو سکتا ہے کہ یہ
لوگ اندر جل کر راکھ بن چکے ہوں اور راکھ بھی غائب ہو گئی ہو
لیکن پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ کنٹرول روم والوں اور کیپٹن
گریڈن کو کس نے ہلاک کیا ہے اور ہیلی کاپٹر کون لے گیا ہے۔ اس
سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح انہوں نے ناممکن کو ممکن
بنا لیا ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے اطلاع دی ہے کہ آپ جی
آنے کے لئے تیار تھے اور دوسری بات یہ کہ اب انہیں دوبارہ
پکڑنا ہمارے لئے مزید الجھنیں پیدا کر سکتا ہے جبکہ ہم آپ کے حکم
کے پابند ہیں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"پہلے بات دوسری تھی۔ پہلے ان کا کورٹ مارشل نہیں ہوا تھا
لیکن اب انہیں موت کی سزا دی جا چکی ہے اس لئے اب انہیں فوراً
ہلاک کرنا قانوناً بھی ضروری ہو گیا ہے تاکہ سزا پر عملدرآمد ہو سکے
اس لئے تمہیں اجازت ہے کہ تم اس سزا پر عمل درآمد کراؤ"۔ صدر
نے کہا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب وہ زندہ بچ کر نہ
جا سکیں گے"...... کرنل کازن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جیسے ہی وہ ہلاک ہوں مجھے رپورٹ دینا"...... صدر نے کہا
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کازن نے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ آپ فوجی کیمپ میں فون کریں۔ یہ لوگ یقیناً وہاں پہنچے
ہوں گے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی"...... کرنل کازن نے کہا اور ایک بار پھر رسیور
اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ریڈ ٹاپ ملٹری کیمپ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی
آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں چیف آف گراؤ۔ کرنل فاک سے
بات کراؤ"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل فاک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور
بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل فاک۔ پاکیشیائی ایجنٹ رائزن سیل پوائنٹ سے ایک
فوجی ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہوئے ہیں۔ کیا وہ تمہارے کیمپ میں تو
نہیں پہنچے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک تو نہیں پہنچے"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"اوہ۔ پھر وہ کہیں اور نکل گئے ہیں۔ بہرحال تم نے پھر بھی
ہوشیار رہنا ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کازن نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"جناب۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے انچارج سے بات کریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سیدھے وہاں پہنچے ہوں۔ کیمپ میں گئے ہی نہ ہوں"۔ میجر بلیک نے کہا۔

"وہاں وہ کیسے جا سکتے ہیں"...... کرنل کازن نے چونک کر کہا۔

"آپ بات تو کر لیں تاکہ تسلی ہو جائے"۔ میجر بلیک نے کہا۔

"لیکن وہاں تو صرف ٹرانسمیٹر پر بات ہو سکتی ہے اور میرا ٹرانسمیٹر تو نہیں ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"میرے پاس ہے۔ یہ لیں"...... میجر بلیک نے جیب سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر کرنل کازن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کرنل کازن نے ٹرانسمیٹر لیا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل کازن چیف آف گراؤ کالنگ چیف سکیورٹی آفیسر کرنل سٹاگ۔ اوور"...... کرنل کازن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرنل سٹاگ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کرنل سٹاگ کی آواز سنائی دی۔

"کرنل سٹاگ۔ کوئی فوجی ہیلی کاپٹر تو لیبارٹری نہیں پہنچا۔ اوور"۔ کرنل کازن نے کہا۔

"نو سر۔ کیوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ ایک فوجی ہیلی کاپٹر لے کر فرار ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچ جائیں کیونکہ ان کی گرفتاری کے بعد اس پورے علاقے سے سپیشل حفاظتی انتظامات ختم کر دیئے گئے تھے اس لئے میں نے پوچھا ہے۔ بہرحال آپ نے اب ہوشیار رہنا ہے۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ ہم ہر طرح سے ہوشیار اور محتاط ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل کازن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب انہیں ڈھونڈنا پڑے گا"...... کرنل کازن نے ٹرانسمیٹر واپس میجر بلیک کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہمیں ایک بار پھر فوجی کیمپ پہنچنا ہو گا اور وہاں دوبارہ ریڈ الرٹ کرنا ہو گا کیونکہ عمران انتہائی برق رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے۔ وہ وقت ضائع کرنے کا قائل ہی نہیں ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ"...... کرنل کازن نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا ریڈ ٹاپ لیبارٹری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

" ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے جبکہ ہمیں وہاں اسلحے کی ضرورت پڑے گی "...... اچانک تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اسلحہ لینے کے لئے ہمیں فوجی کیمپ میں اترنا پڑے گا اور پھر ہمیں وہاں سے لیبارٹری پہنچنا پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ تب تک رائزن سیل کے بارے میں اطلاع کرنل کازن یا دوسرے حکام تک پہنچ جائے یا فوجی کیمپ سے اطلاع وہاں پہنچا دی جائے۔ ایسی صورت میں وہاں فوراً ہی ایک بار پھر ریڈ الرٹ ہو جائے گا اس لئے جو کچھ بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ ایک بار ہم ریڈ ٹاپ لیبارٹری پہنچ جائیں "...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" تنویر صاحب۔ آج تو آپ اپنی طبیعت سے مختلف بات کر رہے

ہیں "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں حقیقت پسند ہوں۔ خواب نہیں دیکھتا۔ وہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری ہے وہاں سیکورٹی کے افراد تو ہوں گے اور ہم بہر حال ہاتھوں سے اس لیبارٹری کو فتح نہیں کر سکتے "...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی "...... عمران نے جھوم جھوم کر مصرعہ پڑھتے ہوئے کہا اور تنویر بجائے غصہ کرنے کے اس کے اس انداز میں شعر پڑھنے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ٹھیک ہے اگر بے تیغ ہی لڑنا ہے تو لڑیں گے۔ اب نتیجہ جو بھی ہو "...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس کے لئے مومن ہونا ضروری ہے۔ یہ سوچ لو "۔ عمران نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

" مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان رکھتا ہے اور میں الحمدللہ خالص ایمان رکھتا ہوں۔ تم اپنی خیر مناؤ "...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ ریڈ ٹاپ ملٹری کیمپ ساؤتھ ویسٹ چیکنگ ٹاور کالنگ۔ اوور "...... ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

" یس کرنل کازن چیف آف گراؤنڈ انٹنڈنگ یو۔ اوور "...... عمران

نے کرنل کازن کے لہجے اور آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ آپ سر۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ کے ہیلی کاپٹر کا رخ تو کیمپ کی طرف نہیں ہے سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہم ٹاپ سیکرٹ مشن پر ریڈ ٹاپ لیبارٹری جا رہے ہیں۔ تم نے بھی اس کال کو اس وقت تک سیکرٹ رکھنا ہے جب تک ہم تمہیں دوسرا حکم نہ دیں۔ اوور"...... عمران نے لہجے کو سخت اور تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔ کرنل کازن کی آواز میں بات کیوں کی۔ لامحالہ اس کی اطلاع کرنل کازن تک پہنچ جائے گی"...... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اس ساؤتھ ویسٹ چیکنگ ٹاور کو اسے ٹاپ سیکرٹ کہہ کر بتانے سے روک دیا ہے لیکن ایسا کرنا مجبوری تھا کیونکہ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کا دروازہ کھلا ہوا نہیں ہو گا۔ وہاں لازماً کرنل کازن کا لب و لہجہ استعمال کرنا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ کال کیمپ میں بھی مانیٹر ہو رہی ہو۔ ایسی صورت میں مسئلہ بن جاتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری میں وائس چیکنگ کمپیوٹر ہو گا۔ ایسی

صورت میں مسئلہ نہ بن جائے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میرے ذہن میں یہ بات موجود ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہماری گرفتاری کے بعد جب ریڈ الرٹ ختم کر دیا ہو گا تو اب اس کمپیوٹر کو بھی آف کر دیا گیا ہو گا کیونکہ عام حالات میں اس کی چیکنگ کے بعد کال کا جواب دینے سے وقت ضائع ہوتا ہے اس لئے یقیناً یہ کمپیوٹر بھی اب آف ہو گا"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ریڈ ٹاپ لیبارٹری کی پہاڑی انہیں نظر آنے لگ گئی۔ وہ کیمپ کی مارکنگ سے بچنے کے لئے سائیڈ سے ہو کر گزر رہے تھے اس لئے وہ صرف ساؤتھ ویسٹ چیکنگ ٹاور سے ہی چیک ہوئے تھے۔ پہاڑی نظر آتے ہی تنویر اور ٹائیگر دونوں تن کر بیٹھ گئے۔

"بڑی طویل جدوجہد اور بڑے صبر آزما مراحل سے گزرنے کے بعد ہم مشن کے قریب پہنچ رہے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی ایک معمولی سے مشن میں اس قدر نشیب و فراز سے گزرنا پڑا ہے کہ شاید ہی پہلے ایسے مشن سے سابقہ پڑا ہو اور ابھی مشن مکمل بھی نہیں ہوا"...... عمران نے جواب دیا۔ اس دوران ہیلی کاپٹر پہاڑی پر پہنچ گیا۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے سامنے کا حصہ خالی تھا اور وہاں باقاعدہ ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے گرد سیمنٹ بلاکس کی دیوار تھی جس میں معمولی سا رخنہ بھی نہیں تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ پر لے جا کر اتار دیا۔

" اب کیا کریں۔ یہ تو ہمیں لفٹ ہی نہیں کرا رہے۔ کوئی چیکنگ تک نہیں کی جا رہی"...... عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند کرتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو میں اسلحہ کی بات کر رہا تھا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔ اس پر ایٹم بم بھی کام نہیں کرتے۔ تم اسلحے کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ کرنل کازن کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس۔ چیف سیکورٹی آفیسر ریڈ ٹاپ لیبارٹری اٹنڈنگ یو۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے سر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے بات کی تھی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" حالات ہی ایسے ہی آفیسر۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ فرمائیے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آپ نے میری ہدایات پر عمل بھی کیا ہے یا نہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

" یس سر۔ ہم پوری طرح محتاط اور ہوشیار ہیں اور ویسے بھی اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچ بھی گئے تو وہ لیبارٹری میں

داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ چیف سیکورٹی آفیسر کی اس بات سے وہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ کرنل کازن نے پہلے اس سے کیا باتیں کی تھیں۔

" آپ ریڈ بلاکس وال کی وجہ سے یہ بات کر رہے ہیں ناں۔ وور"۔ عمران نے کہا۔

" یس سر۔ آپ تو جانتے ہیں کہ اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا۔ وور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہ تو مجھے معلوم ہے لیکن ریڈ بلاکس انٹی فائر سے اس طرح لٹ سکتی ہے جس طرح تار صابن کو کاٹ دیتی ہے۔ ان ایجنٹوں نے پہلے کے جی بی ہیڈ کوارٹر کو بھی اس سے کاٹا اور پھر اندر داخل ہو ر اسے تباہ کر دیا۔ اس لئے آپ اس بارے میں بے فکر نہ رہیں بلکہ پ ایسا کریں کہ اپنا کوئی آدمی میزائل گن سمیت کھلے حصے پر عینات کر دیں۔ صدر صاحب جلد ہی دوبارہ اس پورے علاقے کو ان فلائی زون قرار دینے والے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہیلی اپٹر پر وہاں پہنچ جائیں اس لئے تب تک آپ کا آدمی ایسی کسی وشش کو روک سکتا ہے۔ اوور"...... عمران نے کرنل کازن کی واز میں تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" لیکن پھر تو گیٹ کھولنا پڑے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہا گیا۔

"تو کیا ہوا۔ لیبارٹری پہاڑی پر ہے زمین پر تو نہیں ہے۔ وہاں تک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر کر تو کوئی نہیں سکتا۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ اوکے۔ میں کرتا ہوں بندوبست۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اپنے آدمی کو کہہ دینا کہ جب تک تمہیں نان فلائی زون کے بارے میں آرڈر نہ پہنچ جائیں اس وقت تک کسی بھی ہیلی کاپٹر کو پہاڑی پر لینڈ کرنے نہ دے بلکہ میزائل سے اڑا دے۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ لیبارٹری کی مخصوص فریکونسی تمہیں کیسے معلوم ہو گئی"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سپر کلب کی مارٹی نے ڈاکٹر ولموف سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی اور میں نے خاص طور پر یہ فریکونسی نوٹ کی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی میں تمہاری کامیابی ہے کہ تم ہر کام کو مستقبل میں استعمال کرنے کے لئے پہلے سے نوٹ کر لیتے ہو"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آؤ اب نیچے چلیں۔ کسی بھی وقت لیبارٹری کا گیٹ کھل سکتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر گیا۔ ٹائیگر اور تنویر بھی نیچے اتر گئے۔ اوپر خاصی سردی تھی لیکن اس وقت چونکہ وہ مشن تک پہنچ گئے تھے اس لئے انہیں سردی کا احساس تک نہ ہو رہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں ہو گئے تھے کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ دروازہ کس جگہ سے کھلے گا اور عمران دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ دروازہ کھلنے سے پہلے کہیں کرنل کازن کی کال نہ آ جائے۔

"باس۔ اس کا مطلب ہے کہ رائزن سیل کے بارے میں اطلاع کرنل کازن تک پہنچ چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب ہمیں انتہائی تیز کارروائی کرنا ہو گی کیونکہ کسی بھی لمحے واقعی دوبارہ نان فلائی زون ایریا قرار دیا جا سکتا ہے اور ہمارے ہیلی کاپٹر کو بغیر کسی نوٹس کے اڑایا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کھٹاک کی زوردار آواز بلند ہوئی اور پھر سائیڈ دیوار میں ایک خلا پیدا ہوا۔ اس خلا میں سے ایک آدمی باہر آ گیا جس نے سردی سے بچنے کے لئے خصوصی لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی باہر آیا سامنے موجود ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے ہاتھوں میں موجود میزائل گن کو سیدھا کیا اور پھر اس طرح انداز میں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا جیسے وہ قریب پہنچ کر اسے

چیک کرنا چاہتا ہو۔ عمران، ٹائیگر اور تنویر تینوں ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں اس انداز میں چھپے ہوئے تھے کہ دوسری طرف سے وہ نظر نہ آسکتے تھے اور چونکہ جہاں دروازہ کھلا تھا وہاں سے ہیلی کاپٹر کا فاصلہ کافی تھا اس لئے وہ تینوں وہیں چھپے رہے۔ اسی لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ دروازہ دوبارہ غائب ہو گیا۔

"یہ ہیلی کاپٹر تو خالی ہے۔ کیا مطلب"...... اس آدمی کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ اسی لمحے عمران نے برف کی مٹھی بھری اور اسے اس آدمی کی سائیڈ میں اچھال دیا۔ برف اس آدمی کے قریب گرنے سے وہ آدمی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ اچانک عمران ہیلی کاپٹر کی اوٹ سے نکلا اور دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اس آدمی سے ٹکرایا اور اسے ساتھ لیتا ہوا برف پر جا گرا۔ اس آدمی کے منہ سے چیخ سی نکل گئی۔ اس کے ہاتھوں میں موجود میزائل گن اچھل کر ایک طرف جا گری تھی جو تنویر نے دوڑ کر جھپٹ لی تھی۔ عمران نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی اٹھتا عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر تیزی سے موڑ دیا اور اس آدمی کا چہرہ عمران کے پیر موڑنے سے بھی زیادہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا۔ عمران نے پیر پیچھے کر لیا۔

"بولو۔ باہر سے دروازہ کیسے کھلتا ہے۔ بولو"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ ابھری اینٹ دبانے سے"...... اس آدمی کے منہ سے

رک رک کر آواز نکلی۔

"لیکن اینٹ تو کوئی ابھری ہوئی نہیں۔ سچ بولو"...... عمران نے پیر کو ذرا سا آگے کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"ہٹاؤ۔ ہٹاؤ۔ پیر ہٹاؤ۔ یہ عذاب ہے۔ ہٹاؤ اسے"...... اس آدمی نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سچ بولو ورنہ"...... عمران نے دباؤ میں معمولی سا اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ میرے باہر آنے پر ابھاری گئی ہے تاکہ میں باہر سے کھول سکوں"...... اس آدمی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ملٹری سیکورٹی کے کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھ سمیت چار"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر کا کیا نام ہے اور تمہارا کیا نام ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"چیف کا کرنل مٹاگ اور میرا مارگ"...... اس آدمی نے جواب دیا تو عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑا تو اس آدمی کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"آؤ۔ لیکن میزائل گن استعمال نہ کرنا اور یہ سن لو کہ ہمیں پہلے اس سیکورٹی کے لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ سب یقیناً فوجی یونیفارم

میں ہوں گے کیونکہ اس آدمی کے مخصوص لباس کے نیچے بھی فوجی
یونیفارم ہے اور چیف سیکورٹی آفیسر کا عہدہ بھی کرنل بتایا گیا
ہے"...... عمران نے دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
" یہ تو شکر ہے کہ یہاں ایسی مشینری نہیں ہے کہ اندر سے یہ
دیکھا جاسکے ورنہ تو ہماری موت یقینی تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔
" موت اس وقت یقینی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ اس
سے پہلے نہیں"...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے
چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس دوران وہ تینوں
اس جگہ پہنچ گئے جہاں دروازہ نمودار ہوا تھا۔
" اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ اس آدمی کے پاس لازماً کوئی ٹرانسمیٹر ہو
گا تاکہ یہ باہر سے اندر رپورٹ دے سکے یا اندر سے کوئی اس سے
رپورٹ لے سکے۔ وہ لے آؤ جاؤ"...... عمران نے اچانک رکتے ہوئے
مڑ کر ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس آدمی کی
لاش کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر اس آدمی کے لباس میں
موجود جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ سیدھا ہوا تو
اس کے ہاتھ میں ایک فکسڈ فریکونسی کا جدید ٹرانسمیٹر موجود تھا اور
لا کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس کا بٹن آن کر
دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ مارگ کالنگ۔ اوور"...... عمران نے مارگ کی آواز
اور لہجے میں کہا۔

" یس کرنل سٹاگ اٹنڈنگ یو۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"۔
یف سیکورٹی آفیسر کی آواز سنائی دی۔
" چیف۔ یہاں باہر ایک فوجی ہیلی کاپٹر ہیلی پیڈ پر موجود ہے۔
ور"...... عمران نے مارگ کی آواز اور لہجے میں کہا۔
" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو۔
ور"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
" میں درست کہہ رہا ہوں چیف اور ہیلی کاپٹر خالی ہے اور کوئی
بھی یہاں ارد گرد موجود نہیں ہے۔ میں نے پوری چیکنگ کر
اپ کو کال کیا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔
" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ خالی ہیلی کاپٹر یہاں کیسے پہنچ سکتا ہے۔
تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" چیف۔ میں نے ہر جگہ کو چیک کر لیا ہے۔ یہاں واقعی کوئی
موجود نہیں ہے۔ اب آپ حکم دیں تو میں اس ہیلی کاپٹر کو
ائل گن سے فائر کر کے تباہ کر دوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔
" اوہ نہیں۔ رک جاؤ۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔
ری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو
ان نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
" میزائل گن کا سن کر اسے اطمینان ہوا ہے۔ بہرحال اب ان کا
کرنا ہے اور اسلحہ ان سے حاصل کرنا ہے"...... عمران نے کہا
س بار چونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ دروازہ کہاں سے کھلے گا

اس لئے وہ دروازے کی سائیڈوں میں اس طرح کھڑے ہو گئے کہ
باہر آنے والوں کو فوری طور پر کور کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ
کھٹاک کی آواز سے کھلا اور ایک آدمی تیزی سے باہر آیا۔ اس کے پیچھے
دو اور آدمی تھے۔ یہ تینوں ہی سردی سے بچنے کے لئے مخصوص ب
پہنے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے
باہر آئے ہی تھے کہ اچانک دونوں سائیڈوں سے عمران اور اس کے
ساتھی ان تینوں پر ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں بعد وہ تینوں گردنیں تڑ
کر ختم ہو چکے تھے۔ چونکہ وہ تینوں سنبھل ہی نہ سکے تھے اس لئے
مار کھا گئے ورنہ تو بہرحال وہ فوجی تھے اور سکیورٹی کے آدمی بھی
لئے ظاہر ہے اگر انہیں سنبھلنے کا موقع مل جاتا تو لامحالہ عمران
اس کے ساتھیوں کو شاید جان توڑ جدوجہد کرنا پڑ جاتی لیکن عمر
اور اس کے ساتھی چند ہی لمحوں میں ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب
گئے تھے۔

"اسلحہ لے لو اور آؤ"...... عمران نے کہا اور ایک آدمی کے ہاتھ
سے نکل کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔ تنویر اور
نے بھی مشین گنیں اٹھا لیں اور پھر وہ تینوں تیزی سے اس کھ
دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس
کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا
چلا گیا۔ اس نے بند دروازے کو لات ماری تو دروازہ کھلتا چلا گیا
عمران بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ

لیکن کمرہ خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ میز پر ایک
ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ سکیورٹی آفس ہے۔ اس آفس
کا عقبی دروازہ بند تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔
اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک اور راہداری تھی جس کے
آخر میں دائیں طرف ایک دروازہ تھا اور یہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران
تیزی سے آگے بڑھا اور اس کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تو سامنے
ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی جو کسی فائل کے مطالعہ
میں مصروف تھا بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کی عینک
تھی اور وہ اپنے حلیئے سے کوئی بڑا سائنس دان لگ رہا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب"...... اس آدمی نے یکلخت
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عینک کے پیچھے اس کی آنکھیں حیرت
سے پھیلتی چلی گئی تھیں۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ بولو"...... عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر
مشین گن کی نال اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے
میں کہا۔

"ڈ۔ ڈ۔ ڈاکٹر ولموف۔ مگر تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم اندر کیسے
آئے ہو۔ سکیورٹی کا کیا ہوا"...... ڈاکٹر ولموف نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"ریڈ ٹاپ لیبارٹری کے انچارج تم ہو"...... عمران نے اسی
طرح انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ہاں۔ میں انچارج ہوں۔ مم۔ مم۔ مگر۔ مگر"...... اس آدمی کی ابھی تک حیرت کی شدت سے حالت خراب تھی۔

"جاؤ اور جو نظر آئے اڑا دو"...... عمران نے مڑ کر دروازے پر موجود اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ دونوں تیزی سے واپس مڑ گئے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ڈاکٹر ولموف نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر ایک سائیڈ پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کرسی سے کھینچ کر نیچے فرش پر پھینک دیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ تم کون ہو"۔ ڈاکٹر ولموف نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کی عینک اڑ کر دور جا گری تھی اور اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"خاموش پڑے ہو ورنہ"...... عمران نے اس کے سینے پر پیر رکھ کر اسے آہستہ سے دباتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مت مارو مجھے۔ مم۔ میں مر جاؤں گا۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ"...... اس نے بے اختیار گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔ اب تمہاری آواز نکلی تو گردن توڑ دوں گا۔ میں تمہارا لحاظ سپر کلب کی جوزیفائن کی وجہ سے کر رہا ہوں"۔ عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ولموف کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا۔ اس کا جسم نمایاں طور پر کانپنے لگ گیا تھا۔ عمران نے اس کی حالت دیکھ کر اس کے سینے سے پیر ہٹا لیا۔

"اگر حکم کی تعمیل کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ"...... عمران نے یک بار پھر پہلے کی طرح سخت لہجے میں کہا تو ڈاکٹر ولموف نے کچھ کہنے کوشش کی لیکن خوف کی شدت کی وجہ سے اس کے منہ سے آواز نہ نکل سکی۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"باس۔ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں

ہونہہ۔ ڈاکٹر ولموف۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... عمران نے اتو ڈاکٹر ولموف اٹھ کر بیٹھا اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔

"سنو۔ یہاں لیبارٹری میں موجود تمہارے تمام ساتھی سائنس ن ہلاک کر دیئے گئے ہیں اس لئے کوئی غلط حرکت کرنے کی شش نہ کرنا۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

پپ۔ پپ۔ پاکیشیائی ایجنٹ۔ مم۔ مم۔ مگر"...... ڈاکٹر کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی تھی۔

"اگر تم نے تعاون کیا تو زندہ رہو گے"...... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم مجھے مت مارو۔ پلیز۔ مجھے مت مارو۔ تم ایکس وی فائل آئے ہو وہ لے لو۔ مجھے مت مارو"...... ڈاکٹر ولموف نے رک کر کہا۔

"کہاں ہے وہ فائل"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ سپیشل ریکارڈ روم میں ہے"...... ڈاکٹر ولموف نے جواب دیا۔

"چلو میرے ساتھ اور نکالو فائل۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر ولموف دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے دور سے ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنائی دی۔

"تم اس کو ساتھ لے کر جاؤ اور فائل حاصل کرو۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور خود تیزی سے باہر نکل کر اس کمرے کی طرف دوڑ پڑا جہاں سے ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر عمران نے جا کر ٹرانسمیٹر ان کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل کازن کالنگ۔ اوور"...... کرنل کازن کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف سیکورٹی آفیسر کرنل سٹاگ بول رہا ہے۔ اوور"...... عمران نے چیف سیکورٹی آفیسر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"کرنل سٹاگ۔ لیبارٹری کی کیا پوزیشن ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"نارمل ہے۔ اوور"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"کوئی ہیلی کاپٹر تو نہیں پہنچا وہاں۔ اوور"...... دوسری طرف کہا گیا۔

"ہیلی کاپٹر۔ نہیں۔ کیوں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک ہیلی کاپٹر کو ریڈ ٹاپ لیبارٹری پر اترتے ہوئے مارک کیا گیا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اوور"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم اندر موجود ہیں اگر کوئی آئے گا تو وہ باہر ہی رہے گا۔ اندر تو نہیں آسکتا۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیا۔

"انچارج ڈاکٹر سے بات کراؤ میری۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور"...... عمران نے کہا اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر ولموف بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے اس بار ڈاکٹر ولموف کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ولموف۔ لیبارٹری کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ کیسی پوزیشن۔ اوور"...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر لیبارٹری پر اترتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"لیکن ہم تو اندر ہیں اور کرنل سٹاگ اور اس کے ساتھی بھی اندر ہیں اور باہر سے کوئی اندر آ ہی نہیں سکتا۔ آپ باہر سے ہی ان

سے نمٹ لیں۔ ہم تو کسی صورت بھی لیبارٹری کھول کر باہر چیک نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں صدر روسیاہ کے تحت آرڈرز ہیں کہ کسی صورت بھی ہم لیبارٹری کو اوپن نہ کریں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ نے اس آرڈر پر سختی سے عمل کرنا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر اس راہداری میں آگیا جس میں ڈاکٹر ولموف کا آفس تھا۔ اسی لمحے راہداری کے آخر میں موجود دروازہ کھلا اور ڈاکٹر ولموف اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

"تم۔ تم نے سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ تم نے سب کو مار دیا ہے"۔ ڈاکٹر ولموف نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تعاون کرو گے تو زندہ رہو گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

"خیال رکھنا میں اسے چیک کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے فائل کھولی اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ کمپیوٹر گرافک میں تھی لیکن عمران اسے اس انداز میں چیک کر رہا تھا جیسے عام تحریر میں لکھی ہوئی ہو۔ کافی دیر تک وہ اسے چیک کرتا رہا پھر اس نے اطمینان بھرا ایک طویل

سانس لے کر اسے بند کیا اور اسے موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔

"تنویر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ بیرونی حصے میں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اسے آف کر دو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر یکلخت کسی بھوکے عقاب کی طرح ڈاکٹر ولموف پر جھپٹ پڑا۔ ڈاکٹر ولموف کے منہ سے گھٹی گھٹی آوازیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا جسم ٹائیگر کے ہاتھوں میں ہی ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ ٹائیگر نے اسے فرش پر ڈال دیا۔

"اس لیبارٹری کو اڑانا پڑے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس فائل کی اور کاپی یہاں موجود ہو"...... عمران نے کہا۔

"ایک خصوصی سٹور موجود ہے جس میں انتہائی حساس اسلحہ موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ انتہائی طاقتور میگا وائرلیس بموں کی ی پیٹی موجود ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم جا کر ایک بم چارج کر کے وہیں اسلحہ خانے میں ہی نصب دو اور جلدی باہر آ جاؤ۔ ہم نے اب یہاں سے نکلنا ہے۔ ڈی چارجر تھ لے لینا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران تیزی چلتا ہوا پہلے اس ٹرانسمیٹر روم میں آیا اور پھر وہاں سے بیرونی اری میں آیا تو وہاں تنویر موجود تھا۔

"تمہیں سردی تو نہیں لگ رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سردی وردی چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ فائل مل گئی ہے یا نہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مل گئی ہے اور اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"چیک کر لی ہے۔ اصل فائل ہی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے چیکنگ کے بغیر میں واپس کیسے جا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا تو تنویر کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکر ہے۔ ہم آخرکار اس خوفناک اور صبر آزما مشن کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو ہی گئے"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں۔ ابھی تو ہم نے پاکیشیا پہنچنا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انشاء اللہ بخیریت پہنچ جائیں گے۔ ٹائیگر کہاں ہے"...... تنویر نے کہا تو عمران نے اسے ٹائیگر کے بارے میں بتا دیا۔

"ہاں۔ یہ لیبارٹری واقعی تباہ ہونی چاہئے تاکہ روسیاہ کو معلوم ہو سکے کہ پاکیشیا کا مال آسانی سے ہضم نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر

دروازہ کھلا اور ٹائیگر راہداری میں داخل ہوا۔

"یہ لیجئے باس ڈی چارجر۔ میں نے بم چارج کر کے وہاں رکھ دیا ہے۔ وہاں اس قدر طاقتور اسلحہ موجود ہے کہ یہ لیبارٹری تنکوں کی طرح بکھر جائے گی"...... ٹائیگر نے ڈی چارجر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں باہر آ گئے۔

"کیا لیبارٹری کو بند کرنا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اسے کھلا رہنے دو۔ اس صورت میں یہ زیادہ آسانی سے پوری طرح مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک بار پھر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

"باس۔ کہیں میزائل نہ فائر کر دیا جائے کیونکہ کرنل کازن کو ہیلی کاپٹر کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ میزائل گن کہاں ہے"...... عمران نے یکلخت مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے پوچھا۔

"وہ تو اندر ہی رہ گئی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"وہ لے آؤ۔ جلدی کرو۔ ابھی کوئی نہ کوئی ہیلی کاپٹر یہاں پہنچے گا چیکنگ کے لئے اور اسے ہم نے تباہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا لیبارٹری کے کھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... تنویر نے کہا اور وہ بھی نیچے اتر گیا جبکہ

عمران پائلٹ سیٹ پر بیٹھا رہا۔

"ایک ہیلی کاپٹر آ رہا ہے"...... اچانک دور سے تنویر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کی آواز سنتے ہی عمران تیزی سے نیچے اترا اور ایک طرف کھڑے ہوئے تنویر کی طرف دوڑ پڑا۔

"وہ دیکھو۔ وہ دھبہ سا۔ وہ ہیلی کاپٹر ہے اور ادھر ہی آ رہا ہے"۔ تنویر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر دوڑتا ہوا دروازے سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں میزائل گن موجود تھی۔

"آؤ۔ ہم نے اپنے ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں رکنا ہے اور اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس آ گیا۔ میزائل گن اس نے ٹائیگر کے ہاتھ سے لے لی تھی۔ اب ہیلی کاپٹر کافی واضح ہو گیا تھا۔ پھر وہ تینوں اس انداز میں وہاں موجود ہیلی کاپٹر کی اوٹ میں ہو گئے کہ اوپر سے اور سائیڈ سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گیا اور پھر اس نے تیزی سے غوطہ مارا اور ان کے ہیلی کاپٹر کے قریب ہی نیچے اتر آیا۔ اس میں فوجی بیٹھے دکھائی دے رہے تھے کہ اچانک عمران نے اوٹ سے نکل کر میزائل گن سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی میزائل گن سے یکے بعد دیگرے دو میزائل نکل کر اس آنے والے ہیلی کاپٹر سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اس ہیلی کاپٹر کے پرزے اڑتے چلے گئے۔ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی ان دھماکوں میں شامل تھیں۔

لیکن صرف ایک لمحے کے لئے۔

"آؤ اب نکل چلیں۔ اگر نیچے سے چیک بھی کیا جا رہا ہو گا تو یہی سمجھا جائے گا کہ ان کا اپنا ہی ہیلی کاپٹر ہے"...... عمران نے کہا اور دوڑ کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھا اور پھر تیزی سے گھوم کر واپس جانے لگا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی لیکن عمران تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اڑاتا چلا گیا۔ وہ پہلے میزائل رینج سے ہیلی کاپٹر کو نکالنا چاہتا تھا۔ اسے کیمپ کی پوزیشن کا علم تھا اس لئے وہ خاموش بیٹھا انتہائی رفتار سے ہیلی کاپٹر اڑاتا چلا گیا۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز مسلسل نکل رہی تھی لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اچانک اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل کازن کالنگ۔ تم جواب کیوں نہیں دے رہے تھے۔ اوور"...... کرنل کازن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا جواب دوں کرنل کازن۔ جواب دینے کے لئے باقی کچھ بچا ہو تو جواب دوں۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ڈی چارجر نکال کر تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے ڈی چارج کرو۔ جلدی کرو"...... عمران نے بٹن آف کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے جلدی سے ڈی چارجر عمران سے لے لیا پھر اس نے اس کا بٹن پریس کیا تو ڈی چارجر پر زرد بلب جل اٹھا۔

تنویر نے تیزی سے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سرخ
رنگ کا بلب جلا اور بجھ گیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ اوور"...... کرنل کازن کی تیز آوازیں مسلسل
ٹرانسمیٹر سے سنائی دے رہی تھیں لیکن عمران اب مطمئن تھا کہ ہیلی
کاپٹر میزائل گنوں کی رینج سے نکل چکا ہے اس لئے وہ خاموش بیٹھا
تھا۔ سرخ بلب کے بجھتے ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکے کی آواز
سنائی دی اور پھر انہیں ایسے محسوس ہوا جیسے ہر طرف تیز روشنی پھیل
گئی ہو۔ پہاڑی کی چوٹی اس طرح جل رہی تھی جیسے آتش فشاں پھٹ
پھٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کرنل کازن کی آواز آنا بھی بند ہو
گئی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی
آگے بڑھے تھے کہ عمران نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے غوطہ دیا اور پھر وہ
اسے انتہائی برق رفتاری سے نیچے لے جاتا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے
پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹی سی کھلی جگہ پر ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

" آؤ جلدی۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ ورنہ یہ ہیلی کاپٹر
بہرحال آسانی سے فضا میں تباہ کر دیا جاتا"...... عمران نے کہا اور پھر
وہ تینوں تیزی سے باہر آ گئے۔

" لیکن یہاں سے سرحد تو بہت دور ہے۔ ہم وہاں کیسے پہنچیں
گے۔ یہاں تو روسیاہ کی پوری فوج پہنچ جائے گی"...... تنویر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" آؤ جلدی کرو۔ یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں"...... عمران نے

ور تیزی سے چٹانیں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
ن پہاڑوں کے درمیان ایک پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔

" آؤ ادھر آؤ۔ اب ہمیں سپر کلب پہنچ کر مارٹی سے تعاون حاصل
ہو گا۔ تب ہی ہم کاسکو پہنچ سکیں گے۔ ایک بار کاسکو پہنچ گئے تو
سانی سے نکل جائیں گے"۔ عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر
ں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل کازن کمرے میں اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے اس کے جو
میں حرکت کرنے والی مشین لگی ہوئی ہو۔ وہ مسلسل کمرے
ایک دیوار سے دوسری دیوار تک چل رہا تھا۔ اس کی مٹھیاں
ہوئی تھیں۔ چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں میں سرخی تھی اور وہ ساتھ
دانت پیستا اور بڑبڑاتا ہوا ٹہل رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فو
گھنٹی بج اٹھی اور کرنل کازن چیتے کی طرح میز کی طرف لپکا۔
نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی دیر سے
روسیاہ بھک سے اڑ جائے گا۔

"یس"...... کرنل کازن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔
کاپٹر پہاڑیوں میں چھوڑ کر پیدل سر کلب کی طرف جاتے دیکھے
ہیں۔ میں نے سر کلب میں مارٹی کو وائرلیس فون پر کال کی۔

ں سے جواب ملا ہے کہ اس سے ملنے تین افراد آئے تھے۔ اس کے
مارٹی آفس سے ان تینوں افراد سمیت غائب ہو گئی ہے"۔
سری طرف سے میجر بلیک کی آواز سنائی دی۔

"سر کلب گئے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ یقیناً مارٹی کو یرغمال بنا کر
سے نکلنے کی بات سوچ رہے ہوں گے۔ تم کہاں موجود ہو اس
"...... کرنل کازن نے اس بار قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں سر کلب سے تقریباً چار میل دور ایک پہاڑی گاؤں کے
موجود ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس گاؤں کے ایک
اہے نے دیکھا تھا۔ وہ ایک غار میں اپنی بکریوں سمیت موجود
مجھے بھی وہ چرواہا اچانک مل گیا۔ اس سے پوچھنے پر معلوم ہوا
پھر میں نے گاؤں جا کر معلومات حاصل کیں تو وہاں سے ایک اور
ل گیا۔ اس نے بتایا کہ اس نے ان تینوں کو سر کلب کی
جاتے ہوئے دیکھا تھا"...... میجر بلیک نے تفصیل سے بات
ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس ہیلی کاپٹر ہے"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم ہیلی کاپٹر پر سر کلب پہنچو میں مارٹی کو کال کر کے وہاں پہنچ رہا
ہم نے ہر صورت میں انہیں گھیرنا ہے چاہے مارٹی کو بھی مجھے
ہاتھوں سے گولی کیوں نہ مارنی پڑے لیکن تم نے میرے بغیر
اروائی نہیں کرنی"...... کرنل کازن نے کہا۔

"مگر باس۔ مارٹی تو ان ایجنٹوں کے ساتھ گئی ہے۔ میں نے بھی بتایا ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"تم سپر کلب پہنچو میں اسے ٹریس کر لوں گا"...... کرنل کازن نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کازن نے کریڈل دبایا اور پھر فون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں۔ مارٹی سے بات کراؤ"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میڈم موجود نہیں ہیں۔ وہ بغیر کسی کو بتائے آفس سے چلی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس کے ساتھ گئی ہیں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"جناب۔ تین افراد ان سے ملنے آئے تھے۔ اس کے بعد وہ خفیہ راستے سے ان سمیت چلی گئی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کسی کو تو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں جا سکتی ہیں"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"مینجر سٹاکوف کو شاید معلوم ہو"...... میں ان سے آپ کی بات کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ میں سٹاکوف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں۔ مارٹی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں گئی ہے"...... کرنل کازن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"وہ بغیر کچھ بتائے کہیں چلی گئی ہیں جناب"...... سٹاکوف نے جواب دیا۔

"پھر بھی تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں جا سکتی ہیں۔ ان کی گاڑی کی کیا پوزیشن ہے۔ تم نے کچھ تو معلوم کیا ہو گا۔ مجھے ہر صورت میں فوری مارٹی کو تلاش کرنا ہے"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق میڈم کو ان تین افراد کے ساتھ اپنی رہائش گاہ میں آخری بار دیکھا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ رہائش گاہ سے بھی غائب ہو گئی ہیں جبکہ ان کی گاڑی ان کی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ وہ تینوں افراد بھی وہاں موجود نہیں ہیں"...... سٹاکوف نے جواب دیا۔

"میں خود آ رہا ہوں۔ تم اس دوران مزید معلومات حاصل کرو"۔ کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کئے اور کسی کو ہیلی کاپٹر اور چار مسلح افراد کو تیار رہنے کا حکم دے کر کرنل کازن نے رسیور رکھ دیا۔

"آخر مارٹی انہیں لے کر کہاں جا سکتی ہے"...... کرنل کازن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بے اختیار ایک خیال کے تحت چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یقیناً وہ کاسکو پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے تاکہ وہاں سے نکل جائیں"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور انتہائی پھرتی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سرچنگ آفس انچارج سے بات کراؤ۔ میں کرنل کازن بول رہا ہوں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کمانڈر راف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں ریڈ ایریئے سے"...... کرنل کازن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کو اطلاع مل چکی ہو گی کہ دشمن ایجنٹوں نے جن کی تعداد تین ہے ریڈ ایریئے کی ٹاپ لیبارٹری کو تباہ کر دیا ہے۔ وہ ایک ہیلی کاپٹر پر وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر انہوں نے پہاڑیوں میں چھوڑ دیا ہے اور سپر کلب کی مالکہ مارٹی کو یرغمال بنا

کر وہ اب کاسکو پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ فوری طور پر اپنی تمام فورس کو حرکت میں لے آئیں۔ کاسکو میں داخل ہونے کے تمام ایسے راستے جہاں سے گاڑی کے ذریعے یا پیدل یا کسی اور ذریعے سے داخلہ ممکن ہو سکے اس کی نگرانی کریں اور جس پر بھی آپ کو شک ہو اسے فوراً گولی سے اڑا دیں۔ ذمہ داری میری ہو گی اور آپ خود بھی سرحد پر موجود رہیں۔ میں ہیلی کاپٹر پر خود وہاں پہنچ رہا ہوں۔ میں آپ سے ٹرانسمیٹر پر بات کروں گا۔ اپنی خاص فریکونسی بتا دیں"۔ کرنل کازن نے کہا اور دوسری طرف سے فریکونسی بتا دی گئی۔

"میری خاص فریکونسی سن لیں۔ اگر یہ لوگ مارے جائیں تو آپ نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی خاص فریکونسی بتا دی۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کازن نے رسیور رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر سپر کلب کے قریب اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ اور اس کے علاوہ چار مسلح افراد بھی موجود تھے۔ وہ بھی کرنل کازن کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے۔ اسی لمحے ایک طرف سے میجر بلیک تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"کیا رپورٹ ہے میجر"...... کرنل کازن نے کہا۔

"جناب۔ مارٹی کو اس کی رہائش گاہ سے برآمد کر لیا گیا ہے۔ اسے بے ہوش کر کے ایک تہہ خانے میں پھینک دیا گیا تھا۔ میرے آدمی

اسے ہوش میں لا رہے ہیں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"وہ ایجنٹ کہاں ہیں"...... کرنل کازن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میرے آدمی ارد گرد پہاڑیوں کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کوئی گاڑی وہاں سے نہیں اڑائی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پیدل سفر کر رہے ہیں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے پیدل سفر کرنا ہوتا تو پھر وہ سپر کلب سے کیوں آتے۔ وہ مارٹی کو کیوں بے ہوش کرتے۔ آؤ میرے ساتھ۔ اب مارٹی بتائے گی کہ کیا ہوا ہے"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سپر کلب کے عقب میں بنی ہوئی مارٹی کی رہائش گاہ میں موجود تھے۔ مارٹی کو ہوش آ چکا تھا۔

"پوری تفصیل سے بتاؤ مارٹی کیا ہوا اور یہ بھی سن لو کہ صرف سچ بتانا۔ اب یہ قومی اور ملکی معاملہ ہے۔ اس میں کوئی رشتہ داری نہیں ہو سکتا"...... کرنل کازن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں جھوٹ بولوں گی۔ مجھے دشمن ایجنٹوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے اور یہ بھی سن لو کہ میں کوئی عام عورت نہیں ہوں۔ میرا تعلق بھی حکومت کے ایک اہم محکمے سے ہے"...... مارٹی نے یکلخت انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم بتاؤ"...... کرنل کازن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تینوں میرے آفس میں آئے اور پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ایک اہم بات میری رہائش گاہ پر کرنا چاہتے ہیں جس میں روسیاہ کا ہی فائدہ ہے۔ میں انہیں رہائش گاہ پر لے آئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ مشن کی تکمیل میں ناکام ہو چکے ہیں اس لئے اب وہ مشن چھوڑ کر بحفاظت واپس جانا چاہتے ہیں اس لئے میں انہیں سرحد پار کرا دوں لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ میرا کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے اور نہ میرا ایسے لوگوں سے رابطہ ہے تو ان میں سے ایک نے اچانک پسٹل نکال لیا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتی اس نے پسٹل کا دستہ میرے سر پر مار دیا۔ میں نیچے گری تو دوسری ضرب پڑی اور میں بے ہوش ہو گئی اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ فرار ہو چکے ہیں اور مجھے انہوں نے بے ہوش کر کے تہہ خانے میں ڈال دیا تھا"...... مارٹی نے جواب دیا۔

"سنو مارٹی۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بول دو۔ جب تم جانتی ہو کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو تم انہیں لے کر رہائش گاہ پر کیوں آئیں۔ تم کسی کو بھی اشارہ کر سکتی تھیں اور پھر جو بات انہوں نے یہاں آ کر کی ہے یہی بات وہ آفس میں بھی کر سکتے تھے اور پھر تمہاری رہائش گاہ پر ظاہر ہے ملازم بھی موجود ہوں گے۔ انہیں معلوم ہو گا کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں اور کس طرح گئے ہیں"...... کرنل کازن نے کہا۔

"تمہیں خود معلوم ہے کہ میں رہائش گاہ پر کوئی ملازم رکھنے کی

قائل نہیں ہوں ۔ اس طرح میری آزادی میں خلل پڑتا ہے۔ کھانا پینا تو کلب میں ہو جاتا ہے۔ صرف رات کو باہر چوکیدار ہوتا ہے اس لئے اس وقت رہائش گاہ پر کوئی ملازم نہیں تھا اور اگر یہ بات وہ وہاں آفس میں کرتے تو میرے انکار پر وہ مجھے وہاں بے ہوش کیسے کر سکتے تھے اس لئے وہ مجھے رہائش گاہ پر لے آئے۔ تم انہیں تلاش کرو۔ وہ کہاں جا سکتے ہیں"...... مارٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو سچ ہے وہ بتا دو۔ اگر بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تو میں اپنے ہاتھوں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گا"...... کرنل کازن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے"...... مارٹی نے کہا۔

"میجر بلیک۔ اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لی ہے تم نے"۔ کرنل کازن نے ساتھ کھڑے میجر بلیک سے کہا۔

"یس سر۔ لیکن کوئی چیز یہاں سے نہ لی گئی ہے اور نہ کسی چیز کو چھیڑا گیا ہے"...... میجر بلیک نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک میجر بلیک کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ میجر بلیک نے جلدی سے جیب سے پاکٹ سائز ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اس میں سے ہی نکل رہی تھیں۔ اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ماروف بول رہا ہوں۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ اوور"...... میجر بلیک نے کہا۔

"جناب ہم نے ان تینوں ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ لوگ کاسکو جانے والی سڑک سے کچھ فاصلے پر شمال میں واقع ایک پہاڑی گاؤں اساگو پہنچے ہیں اور انہوں نے وہاں کے اسمگلر روفیا کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ روفیا اس علاقے کا مشہور اسمگلر ہے۔ گاؤں کا ایک آدمی انہیں ساتھ لے کر روفیا کے خفیہ اڈے کی طرف چلا گیا ہے اور ابھی تک اس آدمی کی بھی واپسی نہیں ہوئی اور گاؤں کا کوئی آدمی بھی اس روفیا کے اڈے کے بارے میں نہیں جانتا یا وہ خوف کی وجہ سے بتانا نہیں چاہتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ میجر بلیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"باس۔ مارٹی درست کہہ رہی ہے۔ یہ لوگ اسے بے ہوش کر کے یہاں سے پیدل گئے ہیں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں آؤ"...... کرنل کازن نے کہا اور مارٹی سے کچھ کہے بغیر تیزی سے مڑ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر میں سوار اس گاؤں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کرنل کازن کو یقین تھا کہ وہ انہیں بہرحال ٹریس کر لے گا۔ تھوڑی دیر بعد اس گاؤں کے قریب دونوں ہیلی کاپٹروں کو

اتار دیا گیا۔ وہاں ماروف موجود تھا۔

"کون ہے یہاں کا بڑا"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"راگوف جناب"...... ماروف نے جواب دیا۔

"اسے بلاؤ جلدی"...... کرنل کازن نے کہا تو ماروف نے اپنے ایک آدمی کو کہا کہ وہ جا کر راگوف کو بلا لائے۔ تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر پہاڑی آدمی آگیا۔ وہ مقامی لباس میں ہی تھا۔ البتہ اس نے سر پر بڑے لوگوں کے لئے مخصوص ٹوپی پہن رکھی تھی۔

"تم اس گاؤں کے بڑے ہو"...... کرنل کازن نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ میرا نام راگوف ہے اور میں اس گاؤں کا بڑا ہوں"...... راگوف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"روفیا تمہارے گاؤں کا رہنے والا ہے"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب"...... راگوف نے جواب دیا۔

"کہاں ہے اس کا اڈا"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"جناب۔ مجھے کیا کسی کو بھی نہیں معلوم"...... راگوف نے جواب دیا۔

"جبکہ یہاں ملک کے تین دشمن ایجنٹ آئے اور یہاں کا ایک آدمی ان کے ساتھ روفیا کے اڈے پر چلا گیا۔ ان اجنبی لوگوں کو اڈہ دکھانے کے لئے آدمی مل سکتے ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ کیوں"۔ کرنل کازن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہ تین آدمی یہاں آئے۔ انہوں نے یہاں آکر سکاروف کے بارے میں پوچھا۔ سکاروف ہمارے گاؤں کا پڑھا لکھا آدمی ہے اور خاصہ وہ فوج میں بھی کام کر چکا ہے۔ آج کل وہ یہاں سے دور کسی کلب میں ملازمت کرتا ہے۔ ان دنوں چھٹیاں لے کر یہاں آیا ہوا ہے۔ میں نے سکاروف کو بلا کر ان سے ملوا دیا۔ انہوں نے اس سے روفیا کے اڈے کی بات کی تو اس کاروف نے ان سے کہا کہ وہ نہیں جانتا۔ البتہ ایک بار اس نے گزرتے ہوئے روفیا کا اڈا دیکھا تھا جس پر انہوں نے اسے ساتھ لیا اور چلے گئے اور ابھی تک سکاروف بھی واپس نہیں آیا"...... راگوف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے

"کس کلب میں کام کرتا ہے یہ سکاروف"...... کرنل کازن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ نام کا تو مجھے معلوم نہیں۔ کوئی عورت ہے اس کلب کی مالکہ۔ یہاں سے کافی فاصلے پر ہے وہ کلب"...... راگوف نے جواب دیا۔

"سنو راگوف۔ یہ حکومتی معاملہ ہے اور تمہارے پورے گاؤں کو بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے تمہیں بہرحال اس اڈے کے بارے میں بتانا ہوگا۔ ہم نے ان دشمن ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے۔ اگر تم تعاون کرو گے تو تمہیں بھی اور تمہارے پورے گاؤں کو بھی اس قدر انعام دیا جائے گا کہ تم خوشحال ہو جاؤ گے"...... کرنل کازن نے

کہا۔

"جناب۔ میں تو ہر طرح تعاون کے لئے تیار ہوں۔ البتہ یہ درست ہے کہ روفیا اڈے بدلتا رہتا ہے۔ البتہ ایک آدمی اس کے ساتھ کام کر چکا ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں"...... راگوف نے کہا۔

"جاؤ اور جس کو مرضی آئے بلاؤ۔ مجھے بہرحال فوری اڈے کا پتہ چاہئے"...... کرنل کازن نے کہا تو راگوف سر ہلاتا ہوا مڑ گیا۔

"جناب۔ یہ لوگ ایسے لوگوں سے بے حد ڈرتے ہیں اس لئے یہ کبھی درست نہیں بتائیں گے۔ ہم خود ہیلی کاپٹر پر چیک کر لیں گے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ جا کر چیک کرو میں ان سے معلوم کرتا ہوں"۔ کرنل کازن نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر بلیک واپس جاتا راگوف تیز قدم اٹھاتا واپس آتا دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے ایک اور مقامی نوجوان تھا۔

"جناب۔ اس کا نام ولیکوف ہے۔ یہ ابھی ابھی روفیا کے اڈے سے واپس آیا ہے"...... راگوف نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ وہ تینوں آدمی کہاں ہیں اس وقت"۔ کرنل کازن نے اس مقامی نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب میں اس وقت اڈے پر ہی تھا جب سکاروف تین آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہ تینوں روفیا کے ساتھ علیحدگی میں کافی دیر تک باتیں کرتے رہے پھر روفیا نے اپنی جیپ نکالی اور اپنا ایک

خاص آدمی منکوف ان کے ساتھ بھیجا۔ وہ جیپ میں بیٹھ کر سرحدی گاؤں ماسٹن گئے ہیں جناب۔ ماسٹن میں روفیا کا خاص آدمی رہتا ہے جس کا نام پیٹروف ہے"...... ولیکوف نے جواب دیا۔

"کتنی دیر میں یہ جیپ وہاں پہنچے گی"...... کرنل کازن نے پوچھا۔

"جناب۔ جب سے وہ روانہ ہوئے ہیں تب سے دو گھنٹے ہو گئے ہیں اور دو گھنٹے کم از کم اور لگ جائیں گے انہیں وہاں پہنچنے میں"۔ ولیکوف نے جواب دیا۔

"تم نے اس پیٹروف کا اڈا دیکھا ہوا ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ میں ایک بار وہاں گیا تھا"...... ولیکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں معقول انعام دیا جائے گا۔ تم ہمارے ساتھ چلو اور سنو راگوف۔ اگر یہ لوگ مل جاتے ہیں تو تمہیں بھی اور تمہارے پورے گاؤں کو انعامات دیئے جائیں گے لیکن ہمارے بارے میں اگر تم نے کسی کو اطلاع دی تو پھر پورے گاؤں کو ہلاک کر دیا جائے گا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ ہم حکومت کے ساتھ ہیں"۔ راگوف نے کہا۔

"آؤ ولیکوف"...... کرنل کازن نے کہا اور پھر وہ ولیکوف کو ساتھ

لے کر اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"میجر بلیک۔ تم نے وہ گاؤں ماسٹن دیکھا ہوا ہے"...... کرنل کازن نے میجر بلیک سے کہا۔

"یس باس"...... میجر بلیک نے جواب دیا۔

"تو تم رہنمائی کرو گے لیکن ہمارے پاس کافی وقت ہے اس لئے ہم نے چکر کاٹ کر اس گاؤں پہنچنا ہے تاکہ جیپ میں جاتے ہوئے اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے وہاں جانے کا علم نہ ہو جائے ورنہ وہ لوگ پھر چھپ جائیں گے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ بات پہلے سے میرے ذہن میں ہے۔ ویسے باس اس کا مطلب ہے کہ مارٹی نے انہیں روفیا کی ٹپ دی ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات بعد میں دیکھی جائے گی۔ فی الحال ہم نے ان ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے ورنہ حکومت ہمارا خاتمہ کر دے گی"۔ کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ پہاڑی راستوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان تھا جبکہ عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ تنویر اور ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھے تھے۔

"باس۔ مارٹی کے ذریعے ہمارا سراغ تو نہیں لگا لیا جائے گا"۔ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ نہیں بتائے گی لیکن اگر بتا بھی دے تب بھی ہمیں کیا فرق پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ گریٹ لینڈ کی زبان میں باتیں کر رہے تھے تاکہ ڈرائیور کو ان کی باتوں کی سمجھ نہ آسکے۔

"لیکن ہم پاکیشیائی سرحد سے تو بہت دور ہیں۔ پھر ہم پاکیشیا کیسے پہنچیں گے"...... تنویر نے کہا۔

"پہلے میرا خیال تھا کہ کاسکو پہنچ کر وہاں سے پاکیشیا نکل جائیں

گے لیکن اب میں نے پروگرام بدل دیا ہے کیونکہ پاکیشیا کی سرحد
کاسکو سے بہت دور ہے اس لئے ہمیں انتہائی طویل فاصلہ طے کر کے
پہلے ازبکستان پھر تاجکستان اور پھر پاکیشیا پہنچنا ہو گا۔ کاسکو میں ہماری
تلاش انتہائی اعلیٰ سطح پر ہو رہی ہو گی اس لئے وہاں سے بھی کسی
فلائٹ کے ذریعے ہم نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ اب ہم روسیاہ کی ریاست
وائٹ روسیاہ کے سرحدی شہر منسک پہنچیں گے۔ وہاں سے ہم پالینڈ
میں داخل ہوں گے اور پھر وہاں سے ہم واپس پاکیشیا پہنچ جائیں گے۔
اس کے سوا اور کوئی فوری یہاں سے نکلنے کا راستہ نہیں ہے۔
عمران نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ہم کتنی دیر میں ماسٹن پہنچیں گے مشکوف"...... عمران نے
ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا جس کا نام مشکوف تھا۔

" جناب کم از کم ڈیڑھ دو گھنٹے کا مزید سفر ہے"...... مشکوف نے
جواب دیا۔

" اچھا۔ جب آدھے گھنٹے کا سفر باقی رہ جائے تو مجھے بتانا"۔ عمران
نے کہا۔

" جناب۔ جب ہم گاؤں اولان پہنچیں گے تو آدھے گھنٹے کا سفر
جائے گا"...... مشکوف نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے بتا دینا"...... عمران نے کہا اور مشکوف نے اثبات
میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً سوا گھنٹے کے خاموش سفر کے بعد جیپ
ایک گاؤں کے قریب سے گزری۔ گاؤں وادی میں صاف نظر آ رہا تھا۔

یہ چھوٹا سا گاؤں تھا۔

" یہ اولان گاؤں ہے جناب۔ ہم آدھے گھنٹے بعد ماسٹن پہنچ جائیں
گے"...... مشکوف نے کہا۔

" جیپ روک دو اور گاؤں سے کسی آدمی کو بلا لاؤ"...... عمران
نے کہا۔

" کس لئے جناب"...... مشکوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسے کہنا کہ حکومت کے آدمی تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔
جاؤ"...... عمران نے کہا تو مشکوف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے
جیپ کو ایک سائیڈ پر کر کے روکا اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے چلتا
ہوا گاؤں کی طرف بڑھ گیا۔

" کس لئے بلا رہے ہو"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ کرنل کازن اور میجر بلیک نے ہمارے بارے
مارٹی یا اس روفیا کے گاؤں سے یا روفیا کے اڈے سے معلوم کر
ہو کہ ہم ماسٹن پہنچ رہے ہیں اور وہ وہاں پہلے سے پہنچ گئے ہوں ہیلی
پٹروں کے ذریعے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن ہیلی کاپٹر گزرتے ہوئے چیک ہو جاتے"...... تنویر نے

ہو سکتا ہے کہ وہ چکر کاٹ کر گئے ہوں لیکن اس اولان گاؤں
قریب سے وہ ضرور گزرے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو تنویر
اثبات میں سر ہلا دیا۔

" میرا خیال ہے کہ اگر وہ گئے ہیں تو ہمیں ان سے یہیں دو دو ہاتھ کر لینے چاہئیں۔ اس طرح ہم چھپ کر نہ جا سکیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" حالات دیکھ کر فیصلہ ہو گا ورنہ ہم بھی مارے جا سکتے ہیں۔ اس وقت وہ پاگل پن کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد منکوف واپس آگیا۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر مقامی آدمی تھا جس نے قریب آکر مقامی انداز میں سلام کیا۔

" تم اولان میں رہتے ہو"...... عمران نے اس سے روسیاہی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں جناب۔ میں یہاں بکریاں چراتا ہوں۔ ابھی واپس آ رہا تھا کہ منکوف مجھے یہاں لے آیا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" یہاں سے ابھی سرکاری ہیلی کاپٹر گزرے ہوں گے۔ کتنی دیر ہوئی ہے انہیں گزرے ہوئے"...... عمران نے کہا۔

" وہ ہیلی کاپٹر گزرے ہیں جناب۔ ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے۔ وہ کاسی پہاڑی کے اوپر سے گزرے ہیں۔ میں وہاں پہاڑی میں بکریاں چرا رہا تھا۔ ان کا رخ تو ماسٹن گاؤں کی طرف تھا جناب"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ یہی معلوم کرنا تھا۔ اب تم جا سکتے ہو"۔ عمران نے کہا تو وہ آدمی سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

" سنو منکوف۔ اب ہم نے سیدھے راستے سے ماسٹن میں داخل نہیں ہونا بلکہ چکر کاٹ کر عقبی طرف سے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

" جیسے آپ کہیں جناب۔ لیکن وقت زیادہ لگ جائے گا"۔ منکوف نے کہا۔

" تمہاری جیپ میں پٹرول تو ختم نہیں ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" نہیں جناب۔ پٹرول موجود ہے"...... منکوف نے جواب دیا اور جیپ آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد انہیں دور سے ایک کافی بڑا گاؤں نظر آنا شروع ہو گیا۔

" کیا یہی ماسٹن گاؤں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں جناب۔ ہم اس کے عقبی طرف سے جا رہے ہیں"۔ منکوف نے جواب دیا۔

" گاؤں کے قریب پہنچ کر جیپ روک دینا۔ آگے ہم پیدل جائیں گے"...... عمران نے کہا تو منکوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب گاؤں بالکل قریب آگیا تو عمران کی ہدایت پر ایک اونچی چٹان کے پیچھے اس نے جیپ روک دی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔

" اب میری بات سنو"...... عمران نے منکوف سے کہا۔

" جی صاحب"...... منکوف نے چونک کر کہا۔

" دو ہیلی کاپٹروں پر ایسے آدمی پیٹروف کے پاس پہنچے ہیں جو

ہمارے دشمن ہیں اور جن کی وجہ سے روفیا ہمیں پیٹروف کے پاس بھیج رہا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں معلوم نہ ہو سکے اور پیٹروف ہم سے باہر مل سکے۔ کیا تم ایسا بندوبست کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں جا کر پیٹروف کو بلا لاتا ہوں یہاں"...... منکوف نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح انہیں شک پڑ جائے گا۔ کوئی اور طریقہ"۔ عمران نے کہا۔

"اور طریقہ تو یہی ہے جناب کہ میں آپ کو پیٹروف کے بھائی کاروف کے گھر لے چلوں اور پھر کاروف کو کہیں کہ وہ اپنی کسی عورت کو بھیج کر پیٹروف کو بلا لے۔ پھر انہیں شک نہیں ہو گا"۔ منکوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو منکوف انہیں ساتھ لے کر گاؤں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک عام سے مکان پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچے ایک آدمی مکان سے باہر نکلا اور پھر انہیں دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

"کاروف ۔ میری بات سنو"...... منکوف نے کہا اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔

"آؤ جناب۔ سردار روفیا کے آدمیوں سے تعاون کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ ہم اسی کا کھاتے ہیں"...... کاروف نے واپس آ کر کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ انہیں لے کر ایک اور مکان کی طرف بڑھ گیا۔ یہ

مکان خالی تھا۔ وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں فرش پر نمدے بچھے ہوئے تھے۔

"جناب۔ مجھے منکوف نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے دو ہیلی کاپٹر یہاں پہنچے ہیں۔ وہ گاؤں کے شمال مشرق میں اتر گئے اور ان میں سے آٹھ افراد نکل کر پیٹروف کے ڈیرے پر پہنچے ہیں اور اب بھی وہیں ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ بھی ہے۔ میں اس وقت وہیں موجود تھا جب وہ پہنچے تھے"...... کاروف نے نمدے پر ان کو بٹھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو پتہ نہ چلے اور پیٹروف یہاں آ جائے"...... عمران نے کہا۔

"جی میں خود جا کر اسے بلا لاتا ہوں۔ میں اپنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے پہلے بھی گیا تھا۔ اب بھی چلا جاؤں گا تو انہیں شک نہیں ہو گا"...... کاروف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور اسے بلا لاؤ۔ لیکن خیال رکھنا انہیں شک نہ پڑے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ ان کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا"...... کاروف نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"اب مجھے اجازت ہے جناب"...... منکوف نے کہا۔

"پیٹروف کو آنے دو۔ پھر چلے جانا"...... عمران نے کہا تو منکوف ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کاروف کے ساتھ ایک لمبے قد اور

بھاری جسم کا آدمی کمرے میں داخل ہوا تو منکوف اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

" اوہ منکوف تم۔ یہ لوگ وہی ہیں جن کے بارے میں سردار روفیا نے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی"...... آنے والے نے منکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ میں انہیں تمہارے پاس پہنچانے آیا ہوں"...... منکوف نے کہا۔

" لیکن تم کدھر سے آئے ہو۔ سرکاری آدمی تو راستے پر نگرانی کر رہے ہیں"...... اس آدمی نے کہا۔

" ہم چکر کاٹ کر عقبی طرف سے آئے ہیں"...... منکوف نے کہا۔

" اوہ۔ اسی لئے انہیں معلوم نہیں ہو سکا"...... اس آدمی نے کہا۔

" تمہارا نام پیٹروف ہے"...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں جناب۔ میرا نام پیٹروف ہے"...... اس آدمی نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور ٹائیگر بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

" سنو۔ ہم نے فوری طور پر منسک جانا ہے۔ کیا تمہارے پاس اس کا بندوبست ہے"...... عمران نے کہا۔

" جی ہاں جناب۔ سردار روفیا کی کال ملنے پر میں نے پہلے سے بندوبست کر لیا ہے۔ جیپ تیار ہے۔ ہم چار گھنٹوں میں مخصوص

راستوں سے آپ کو منسک پہنچا دیں گے۔ لیکن"...... پیٹروف بات کرتے کرتے رک گیا۔

" اس منکوف کی تو ضرورت نہیں تمہیں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں جناب"...... پیٹروف نے کہا۔

" تم جا سکتے ہو منکوف"...... عمران نے کہا تو منکوف سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

" سنو۔ جو لوگ آئے ہیں انہیں تمہاری غیر حاضری پر شک بھی پڑ سکتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہارا کوئی آدمی جیسے یہ کاروف ہے، ہمیں ان جیپوں تک پہنچا دے اور ہم روانہ ہو جائیں جبکہ تم وہیں اپنے ڈیرے پر ہی رہو اور یہ ظاہر کرتے رہو کہ ابھی تک ہم نہیں آئے"...... عمران نے کہا۔

" جناب۔ میں نے انہیں نہیں بتایا کہ سردار روفیا نے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کی ہے۔ میں نے تو انہیں یہی کہا ہے کہ مجھے تو کسی کے آنے کی کوئی اطلاع نہیں ہے"...... پیٹروف نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ جو میں نے کہا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ میں کاروف کو بھیج دیتا ہوں۔ یہ آپ کو جیپوں تک چھوڑ آئے گا۔ وہاں میرا خاص آدمی شیروف موجود ہے۔ میں اسے اپنی خاص نشانی دے دیتا ہوں وہ آپ کو لے جائے گا"۔ پیٹروف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جلدی یہ انتظام کرو"..... عمران نے کہا تو پیڑوف نے جیب سے ایک سرخ رنگ کا رومال نکال کر کاروف کو دیا اور پھر اسے ہدایات دینے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آئیں جناب"...... کاروف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"تم واپس اپنے ڈیرے پر جاؤ اور کسی طرح بھی انہیں شک نہ پڑنے دینا"...... عمران نے پیڑوف سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور اس کے ساتھی کاروف کے ساتھ عقبی طرف سے گاؤں سے باہر نکلے اور پھر ایک اور درے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک جیپ موجود تھی۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی ایک طرف چٹان کے پیچھے سے ایک مقامی آدمی نکل کر ان کی طرف آگیا۔

"تم آئے ہو کاروف۔ تمہارا بھائی پیڑوف کہاں ہے"...... آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ مصروف ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے اور نشانی کے طور پر یہ رومال بھی اس نے بھیجا ہے"...... کاروف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سرخ رنگ کا رومال نکال کر اس آدمی کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں پہنچانا ہے منسک"...... اس آدمی نے رومال لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اور سنو۔ پیڑوف نے کہا ہے کہ یہ سردار روفیا کے خاص آدمی ہیں اور حکومت کے آدمی انہیں ہیلی کاپٹروں پر تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے تم نے انتہائی احتیاط سے کام لینا ہے اور منسک میں انہیں ستاجو کے حوالے کر کے تم نے واپس آ جانا ہے۔ ستاجو وہاں زیرو پوائنٹ پر تمہارا منتظر ہو گا۔ سردار روفیا نے اس سے ٹرانسمیٹر پر بات کر لی ہے"...... کاروف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئیں جناب۔ میرا نام شیروف ہے"...... اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

"ہاں آؤ"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب شیروف کے ساتھ اس کی بڑی جیپ میں سوار ہو گئے۔ عمران شیروف کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ تنویر اور ٹائیگر عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور شیروف نے جیپ اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھا دیا۔

کرنل کازن اور میجر بلیک دونوں پیٹروف کے خاصے بڑے مکان کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ کرنل کازن کے ساتھ آنے والے چاروں مسلح ساتھی بھی قریبی دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ باہر سے کسی کو نظر نہ آسکیں۔ میجر بلیک کے ساتھ آنے والے اس کے آدمی گاؤں کے داخلی راستے کے گرد پہاڑی چٹانوں کے پیچھے چھپے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کو مارک کر رہے تھے اور میجر بلیک اور کرنل کازن نے انہیں ہدایت دے رکھی تھی کہ جیسے ہی انہیں جیپ آتی دکھائی دے وہ ٹرانسمیٹر پر انہیں اطلاع دے دیں اور اس وقت کرنل کازن اور میجر بلیک دونوں انتہائی بے چینی سے ٹرانسمیٹر کال کا ہی انتظار کر رہے تھے جبکہ پیٹروف ایک طرف کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"بہت دیر ہو گئی ہے۔ انہیں اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا۔ کہیں

وہ کسی اور طرف نہ نکل گئے ہوں"...... کرنل کازن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ مجھ سے ملے بغیر تو ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ وہ ہر حالت میں میرے پاس ہی آئیں گے"...... پیٹروف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں آگے بھیجنے کا کیا انتظام کیا ہے"...... اچانک میجر بلیک نے کہا۔

"جناب۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ سردار روفیا نے مجھے ایک آدمی کے ذریعے یہ پیغام بھجوایا ہے کہ اس کے تین خاص آدمی میرے پاس پہنچ رہے ہیں اور میں نے انہیں جہاں وہ کہیں خفیہ راستوں سے پہنچانا ہے۔ اس لئے جب تک وہ یہاں آکر مجھے نہیں بتائیں گے کہ انہوں نے کہاں جانا ہے تب تک میں کیسے انتظام کر سکتا ہوں"...... پیٹروف نے جواب دیا تو کرنل کازن اور میجر بلیک دونوں نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اسی لمحے ڈیرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

"یہ تو تمہارا بھائی ہے شاید۔ ابھی تو یہ گیا تھا۔ پھر کیوں آیا ہے"...... کرنل کازن نے چونک کر کہا۔

"اس کی بیوی بیمار ہے۔ شاید اس کے بارے میں کچھ بتانے آیا ہے"...... پیٹروف نے کہا۔ اسی لمحے آنے والا کمرے میں داخل ہوا۔

"بھائی میرے ساتھ چلو۔ سوزین کو نجانے کیا ہو گیا ہے۔ اس کی

تو بنفسیں تک ڈوب گئی ہیں۔ جلدی آؤ"...... آنے والے نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ جناب میں بھابھی کو دیکھ کر ابھی آ رہا ہوں"۔ پیٹروف نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل کازن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پیٹروف اس آنے والے کے ساتھ کمرے سے نکلا اور پھر مکان سے بھی باہر چلا گیا۔

" یہ لوگ آخر کیوں اب تک نہیں پہنچے میجر بلیک۔ میری چھٹی حس الارم بجا رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے"۔ چند لمحوں بعد کرنل کازن نے کہا۔

" اگر آپ کہیں تو میں ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں سے رپورٹ لوں"...... میجر بلیک نے کہا۔

" ہاں۔ ضرور"۔ کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک نے جیب فکسڈ فریکوئنسی کا ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ میجر بلیک کالنگ۔ اوور"...... میجر بلیک نے کہا۔

" یس۔ مستاف بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... میجر بلیک نے کہا۔

" ابھی تک کوئی جیپ تو ایک طرف کوئی آدمی بھی نظر نہیں جناب۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوپر کسی پہاڑی پر چڑھ کر چیک کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی

سے گاؤں میں داخل ہو جائیں اور تم وہیں انتظار کرتے رہ جاؤ۔ ور"...... میجر بلیک نے کہا۔

" یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر بلیک اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس اپنی جیب میں لیا۔

" میجر بلیک"...... اچانک کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک بے یار چونک پڑا۔

" یس باس"...... میجر بلیک نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ پیٹروف ہمیں دھوکہ دے رہا ہے"۔ کرنل ن نے کہا۔

" پیٹروف۔ کیسے باس"...... میجر بلیک نے چونک کر اور حیرت ے لہجے میں کہا۔

" مجھے اچانک خیال آیا ہے کہ اس کے بھائی کے چہرے پر وہ ات نہیں تھے جو اس شخص کے چہرے پر یقیناً ہونے چاہئیں تھے، کی بیوی کی نبضیں ڈوب چکی ہوں۔ پھر وہ آیا بھی بڑے اطمینان ہے اور کہا بھی اسی اطمینان سے ہے۔ اس وقت تو مجھے خیال آیا لیکن اب اچانک مجھے اس بات کا خیال آیا ہے"۔ کرنل نے کہا۔

" بات تو آپ کی درست ہے باس۔ مجھے بھی اب خیال آ رہا ہے گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی نہ

آئیں یہ کیا کر سکتے ہیں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ عجیب گورکھ دھندے میں پھنس گئے ہیں۔ بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے"...... کرنل کازن نے کہا۔

"باس۔ عمران یہاں سے کہاں جا سکتا ہے۔ پاکیشیا کی سرحد بہت دور ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے۔ اس کا اس طرف آنا بتا رہا ہے کہ وہ کسی خاص راستے سے نکلنا چاہتا ہے۔ یہاں سے وہ یقیناً روسیاہ پہنچے گا اور پھر وہاں سے وہ یقیناً پالینڈ پہنچ کر ہماری دسترس سے باہر چلا جائے گا"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پیٹروف واپس آ گیا اور وہ واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا تھا"...... کرنل کازن نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے بھائی کی بیوی کی نبضیں ڈوب گئی تھیں لیکن اب ٹھیک ہے"...... پیٹروف نے جواب دیا لیکن کرنل کازن بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی میجر بلیک بھی کھڑا ہوا۔

"تم۔ تم دھوکہ دے رہے ہو۔ تم"...... کرنل کازن نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ج۔ ج۔ جناب۔ کیا مطلب۔ میں تو"...... پیٹروف نے

گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط ہے۔ اگر واقعی ایسا ہوا ہوتا جیسا تم بتا رہے ہو تو تمہارے بولنے کا انداز مختلف ہوتا۔ تم دھوکہ دے رہے ہو۔ میجر بلیک اپنے آدمیوں کو بلاؤ"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جناب۔ میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ آپ خود چل کر میرے بھائی کے گھر دیکھ لیں"...... پیٹروف نے کہا لیکن اسی لمحے میجر بلیک اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے چار مسلح افراد بھی تھے۔

"اس سے سچ اگلواؤ"...... کرنل کازن نے ان مسلح آدمیوں سے کہا تو وہ چاروں اس طرح اس پر ٹوٹ پڑے جیسے بھوکے عقاب اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں اور پھر کمرہ پیٹروف کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں اسے انتہائی بے دردی سے مار رہے تھے اور پیٹروف کی حالت اس وقت ایسی ہی تھی جیسے وہ ان چاروں کے درمیان فٹ بال بن گیا ہو۔ اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کے ناک اور منہ سے خون کی دھاریں نکل رہی تھیں۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور ان سے لڑنے کی شروع میں کوشش ضرور کی تھی لیکن چونکہ وہ چاروں انتہائی تربیت یافتہ تھے اس لئے پیٹروف کی ایک نہ چلی تھی۔

"سب کچھ بتا دو۔ ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے

گی"...... کرنل کازن نے چیختے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بب۔ بب۔ بتاتا ہوں"...... یکلخت پیٹروف نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل کازن نے ہاتھ اٹھا کر اپنے آدمیوں کو روک دیا اور فرش پر پڑا ہوا پیٹروف بے اختیار کراہنے لگا۔ اس کا جسم تکلیف کی شدت سے اس طرح مڑتڑ رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پلاسٹک کا بنا ہوا ہو اور اسے آگ کی حدت دی رہی ہو۔

"پپ۔ پپ۔ پانی۔ پپ۔ پانی"...... پیٹروف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

"اوہ۔ کہیں یہ مر تو نہیں گیا"۔ کرنل کازن نے چونک کر کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ بے ہوش ہے"...... کرنل کازن کے ایک آدمی نے جو اس کے قریب کھڑا تھا مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے پانی پلاؤ اور ہوش میں لے آؤ۔ جلدی کرو"...... کرنل کازن نے کہا تو چند لمحوں بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی اور پھر پیٹروف نے انہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دیا کہ کس طرح آنے والے چکر کاٹ کر گاؤں کے سامنے کے راستے کی بجائے عقبی طرف سے گاؤں میں داخل ہوئے اور کاروف کے مکان میں پہنچ گئے۔ کاروف اسے بلا کر لے گیا اور پھر کس طرح اس نے کاروف کو ساتھ بھیج کر انہیں منسک پہنچانے کا کہہ دیا۔ اس نے پوری تفصیل بتا دی

تھی اور پھر کرنل کازن نے اس سے مزید سوالات کر کے اس پورے راستے کی تفصیل معلوم کر لی جس سے عمران اور اس کے ساتھیوں نے گزر کر منسک پہنچنا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل کازن کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل نے گولیاں اگلیں اور پیٹروف کا سینہ یک لمحے میں چھلنی ہو گیا۔

"آؤ۔ ہم نے اب انہیں ہر صورت میں گھیرنا ہے۔ جلدی"...... کرنل کازن نے چیخ کر کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی لرف بڑھ گیا۔

"میں اپنے آدمیوں کو بلا لوں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے موزر پہنچ جاؤ۔ ہم بھی وہیں رہے ہیں۔ موزر سے ہم چکر کاٹ کر منسک پہنچیں گے اور وہیں سک میں ہی ان کا خاتمہ ہو گا ورنہ راستے میں اگر ہم نے انہیں روکنا تو پھر وہ جیپ چھوڑ کر نکل جائیں گے اور اگر ہم نے جیپ کو تباہ تو پہاڑی راستہ ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ پیدل ہونے وجہ سے پکڑے نہ جا سکیں"...... کرنل کازن نے کہا تو میجر بلیک اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کرنل کازن اپنے ہیلی میں سوار ہو کر پہاڑیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا۔ اس نے پیٹروف سے منسک میں ان لوگوں کے پہنچنے کی ساری میل معلوم کر لی تھی اور منسک خاصا بڑا شہر تھا اس لئے اسے یقین کہ وہ انہیں وہاں آسانی سے گھیر کر ختم کر دے گا۔

منسک ایک خاصا بڑا شہر ثابت ہوا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت بحفاظت اس شہر کے ایک کونے میں بنے ہوئے ایک مکان تک پہنچ گیا۔ یہاں وہ آدمی موجود تھا جس کا نام ستاجو تھا اور جس تک انہیں پہنچایا جانا تھا۔ شیروف انہیں پہنچا کر واپس چلا گیا تھا اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس مکان کے کمرے میں بیٹھا ستاجو سے باتیں کر رہا تھا۔

" ستاجو ہم نے پالینڈ جانا ہے اور تم نے ہمارے لئے کاغذات تیار کرانے ہیں۔ میک اپ کا سامان لا کر دینا ہے اور ہمارے پالینڈ پہنچنے کے انتظامات کرنے ہیں"...... عمران نے ستاجو سے اس شہر اور پالینڈ اور وائٹ روسیاہ کے درمیان سرحدی صورت حال کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لینے کے بعد کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ سردار روفیا نے مجھے تفصیل بتا دی ہے۔

جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا لیکن آپ کس طریقے سے پالینڈ جانا چاہتے ہیں"...... ستاجو نے کہا۔

" کیا یہاں سے پالینڈ ہوائی سروس جاتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" جی ہاں۔ لیکن ہفتے میں صرف دو روز۔ یہ معلوم کرنا پڑے گا کہ فلائٹ کب جا رہی ہے"...... ستاجو نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ تم ہمارے لئے لباس اور میک اپ کا سامان بھی لے آؤ اور ساتھ ہی معلوم بھی کر آؤ"...... عمران نے کہا۔

" یہاں کھانے پینے کا سامان کچن میں موجود ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے استعمال کر سکتے ہیں۔ مجھے بہرحال ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا"...... ستاجو نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ستاجو مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" ٹائیگر تم جا کر دروازہ بند کر آؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ اب ہم محفوظ ہیں"...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جب تک ہم پاکیشیا نہیں پہنچ جاتے تب تک کوئی بات حتمی طور پر نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال اتنا اطمینان تو مجھے ہے کہ ہم نے طویل جدوجہد کے بعد نہ صرف ایکس وی فائل حاصل کر لی ہے بلکہ روسیاہ کی تمام ایجنسیوں کو بھی شکست دے دی ہے اور ان کی انتہائی قیمتی ریڈ ٹاپ لیبارٹری بھی تباہ کر دی ہے اور اس میں

اصل کارنامہ تمہارا اور ٹائیگر کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تم تو ویسے ہی فضول آدمی ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس۔ باس۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ہیلی کاپٹر اتر رہا ہے۔ یہ فوجی ہیلی کاپٹر ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔ آؤ یہاں سے نکلنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس کمرے سے نکل کر پہلے صحن میں آئے اور پھر وہ عقبی سائیڈ پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ایک دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔ مکان کی عقبی طرف ایک بند گلی تھی جبکہ دوسری طرف بھی مکان تھا۔ وہ تینوں خاموشی سے عقبی گلی میں آ گئے۔ یہاں کوڑے کے دو بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔

"ہمیں ان کے پیچھے چھپ جاؤ ورنہ ہم سامنے کی طرف گئے تو ہمیں چیک کر لیا جائے گا اور ہمارے پاس دوسری کوئی جگہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"دروازہ انہیں کھلا ہوا ملے گا تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم یہاں ہیں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عقبی گلی سے اندر آئیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم اندر سے دروازہ بند کر کے دیوار پھاند کر واپس

جاؤ۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اس لئے ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے سے گزر کر وہ واپس اندر چلا گیا۔ پھر اس نے دروازہ بند کیا اور چند لمحوں بعد وہ دیوار پر چڑھ کر عقبی طرف کود چکا تھا۔

"ہم یہاں چوہوں کی طرح بے بس بھی ہو سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم یہاں اجنبی ہیں اس لئے ہم باہر جا کر زیادہ برے انداز میں پھنس سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ تینوں کوڑے کے دو بڑے بڑے ڈرموں کے پیچھے اس انداز میں دبکے ہوئے تھے کہ دروازہ کھلنے پر وہ نظر نہ آئیں اور اگر گلی کے کھلے حصے کی طرف سے کوئی آتا تب بھی وہ انہیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ پھر کچھ دیر ہی گزری تھی کہ انہیں دو آدمی عقبی گلی میں داخل ہوتے دکھائی دیئے اور ان تینوں کے جسم بے اختیار تن سے گئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں چھوٹی نالوں والے پسٹل موجود تھے اور ان پسٹلز کی ساخت دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول فائر کرنے والے پسٹل ہیں اور وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ دونوں کیا کرنے آ رہے ہیں۔ تنویر نے عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا لیکن عمران نے آنکھ کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہہ دیا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ تنویر ان دونوں آدمیوں کو چھاپنے

کے لئے سوچ رہا ہے لیکن عمران نے اسے اس لئے منع کر دیا تھا کہ باہر نجانے کتنے افراد موجود ہوں اور ان کے واپس نہ جانے پر وہ کسی چکر میں بھی پھنس سکتے تھے۔ دونوں آدمی تیز تیز قدم اٹھاتے ان ڈرموں کے قریب آکر دیوار سے ذرا ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور پھر ان دونوں نے بیک وقت چار چار کیپسول مکان کے اندر فائر کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑے اور تیز تیز قدم اٹھاتے گلی سے باہر نکل گئے جبکہ عمران، ٹائیگر اور تنویر تینوں سانس روکے وہیں ڈرموں کی اوٹ میں دبکے رہے تھے۔

"اب کیا کرنا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی خاموش رہو"...... عمران نے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو رہا۔ ٹائیگر دوسرے ڈرم کی اوٹ میں تھا۔ وہ ویسے ہی خاموش تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں مکان کی اندرونی طرف سے انسانی آوازیں سنائی دیں اور پھر کسی نے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے ایک آدمی باہر آ گیا۔

"گلی تو خالی ہے۔ ویسے بھی دروازہ اندر سے بند تھا"...... باہر آنے والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر واپس اندر کی طرف مڑ گیا اور ایک بار پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر انسانی آوازیں دور جاتی ہوئی سنائی دیں۔ عمران ویسے ہی دبکا ہوا تھا۔

"دروازہ بند ہونے کی وجہ سے انہیں ہماری یہاں موجودگی کے بارے میں شک نہیں پڑا"...... عمران نے کہا۔

"اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ وہ سٹاجو تو یقیناً ان کے ہاتھ لگ گیا ہو گا اس لئے یہ لوگ یہاں پہنچے ہیں"...... تنویر نے آہستہ سے کہا۔

"اب ہم دوبارہ اس مکان میں جائیں گے۔ اب یہ محفوظ جگہ ہے۔ پھر سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ہیلی کاپٹر اڑنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور پھر انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر کو اڑ کر اس مکان کے اوپر سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر آگے بڑھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"آؤ"۔ عمران نے کچھ دیر بعد ڈرم کی اوٹ سے نکلتے ہوئے کہا تو تنویر اور ٹائیگر بھی ڈرموں کی اوٹ سے باہر آ گئے۔ پھر وہ مکان کے اندر جانے کی بجائے گلی کے دہانے کی طرف بڑھنے لگے۔ گلی کے کنارے پر پہنچ کر عمران رک گیا۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو سامنے ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا جس کے پاس چار مسلح افراد کھڑے تھے۔

"اوہ۔ یہ لوگ تو ابھی یہاں موجود ہیں"...... عمران نے سر پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہم نے باقی ساری عمر اسی گلی میں گزارنی ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے اس لئے ہمیں واپس مکان کے اندر جانا ہو گا۔ وہاں لازماً اسلحہ بھی موجود ہو گا"...... عمران نے کہا

اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر دیوار پھاند کر اندر آ گیا اور دروازہ کھول دیا تو تنویر اور عمران اندر داخل ہو گئے۔ پھر وہ انتہائی محتاط انداز میں چلتے ہوئے آگے کی طرف پہنچ گئے لیکن اندرونی پھاٹک اندر کی طرف سے بند تھا جبکہ چھوٹے پھاٹک کی کنڈی اندر سے نہ لگی ہوئی تھی۔ مکان خالی تھا اور پھر انہوں نے ایک الماری میں موجود مشین گنیں چیک کر لیں۔ ان میں میگزین بھی موجود تھے۔

"یہ لوگ یہاں کیوں رکے ہوئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ سناجو ان کے ہاتھ نہیں آیا۔ ویسے انہیں اس مکان کے بارے میں علم تھا اور ہمارے اندر نہ ملنے سے انہیں یقین ہو گیا کہ ہم یہاں سے نکل گئے ہیں لیکن چونکہ بڑا پھاٹک اور چھوٹی کھڑکی بھی انہیں اندر سے بند ملی تھی اس لئے وہ لوگ یہاں انتظار میں کھڑے ہیں کہ ہم جہاں بھی گئے ہیں بہرحال واپس آئیں گے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر گلی میں پہنچ چکے تھے۔ گلی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی گلی کے کنارے پر پہنچے تو عمران نے ایک بار پھر سر باہر نکال کر دیکھا۔ ہیلی کاپٹر اپنی جگہ پر موجود تھا اور چاروں مسلح افراد بھی وہیں موجود تھے لیکن ان سب کی توجہ مکان کے فرنٹ والی سائیڈ پر تھی۔ وہ ادھر عقبی گلی کی طرف نہ دیکھ رہے تھے۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے مشین گن کی نال گلی کے کونے سے باہر نکالی اور دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے نہ صرف

فضا گونج اٹھی بلکہ اس کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی فضا میں گونجیں۔ عمران اچھل کر آگے بڑھا اور پھر دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا جس کے سامنے چاروں مسلح افراد زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ تنویر اور ٹائیگر بھی عمران کے پیچھے تھے کہ اچانک مکان کی فرنٹ سائیڈ کی طرف سے ان پر فائر ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے پہلو میں کافی اندر تک گھستی چلی گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے عقب میں تنویر اور ٹائیگر کی بھی کراہیں سنائی دیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے فرنٹ سائیڈ سے فائرنگ کرنے والے دو مسلح آدمی چیختے ہوئے فضا میں اچھلے اور پھر دھڑام سے نیچے گر کر تڑپنے لگے جبکہ عمران کے ذہن پر سیاہ پردہ سا پھیلنا شروع ہو گیا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ چند لمحوں بعد اس کا ذہن تاریک دلدل میں جیسے مکمل طور پر ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے دور سے کسی کی مدھم سی آواز سنائی دیتی ہے اس طرح اسے بھی ایسی ہی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی دور ہونا شروع ہو گئی اور جب عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے ٹائیگر کو اپنے اوپر جھکے ہوئے دیکھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح اٹھ نہ سکا۔

"لیٹے رہو باس۔ آپ کو ہوش آ گیا ہے یہی ہمارے لئے بہت ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہم کہاں ہیں۔ تنویر کہاں ہے"...... عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔ البتہ عمران نے یہ دیکھ لیا تھا کہ وہ پہاڑی چٹانوں کے درمیان زمین پر پڑا ہوا ہے۔

"تنویر ٹھیک ہے۔ وہ سامنے پہرہ دے رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کی اور پھر ٹائیگر نے اسے سہارا دیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کے پہلو پر باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔

"ہم کہاں ہیں۔ کیا ہوا تھا"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ ہم تینوں ہٹ ہو گئے تھے۔ آپ کو زیادہ گولیاں لگی تھیں جبکہ مجھے پہلو پر ایک گولی لگی جس نے صرف زخم ڈال دیا تھا اور تنویر کی ران میں گولی لگی تھی اور وہ گر گیا تھا۔ آپ نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا تھا اور آپ خود بے ہوش ہو گئے تھے اور آپ کے زخموں سے خون تیزی سے بہنے لگا تھا۔ ہم دونوں بہرحال ہوش میں تھے۔ پھر میں نے آپ کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں ڈالا اور تنویر ہیلی کاپٹر اڑا کر ان پہاڑیوں میں لے آیا۔ یہاں قریب ہی ایک چشمہ موجود ہے۔ یہاں ہیلی کاپٹر اتار کر ہم نے ہیلی کاپٹر میں موجود ایمرجنسی میڈیکل باکس کی مدد سے پہلے آپ کے زخموں کی بینڈیج کی۔ آپ کے جسم میں گولیاں موجود نہیں تھیں۔ وہ زخم ڈال کر سائیڈ سے نکل گئی تھیں اس لئے بینڈیج سے مسئلہ حل ہو گیا۔ تنویر کی ران اور میرا پہلو بھی صرف زخمی تھا اس لئے ہم دونوں نے بھی بینڈیج کی۔ ضروری انجکشن

لگائے اور تنویر مشین گن لے کر اوپر چلا گیا ہے تاکہ پہرہ دے سکے اور میں آپ کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے"...... ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل کازن یقیناً اس دوسرے ہیلی کاپٹر میں ہو گا کیونکہ ہیلی کاپٹر کے سامنے موجود چاروں افراد میں وہ شامل نہیں تھا اور ان دو حملہ آوروں کی ایک جھلک جو میں نے دیکھی تھی ان میں بھی کرنل کازن شامل نہیں تھا لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر ستاجو ان کے ہاتھ لگ گیا اور وہ اس مکان پر چڑھ دوڑے تو پھر وہ کہاں گئے اور اگر ستاجو ان کے ہاتھ نہیں لگا تو پھر انہیں اس مکان کی نشاندہی کیسے ہوئی اور اب وہ کہاں گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ ستاجو ان کے ہاتھ نہیں لگا۔ البتہ اس مکان کی نشاندہی یقیناً انہیں پیچھے سے ہوئی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں منسک میں سردار روفیا کا یہ خاص پوائنٹ ہو اس لئے وہ اپنے آدمیوں کو یہاں پہرے پر چھوڑ کر خود شہر میں سردار روفیا کے کسی دوسرے پوائنٹ کی چیکنگ کے لئے گئے ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اب ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا۔ ہم زیادہ دیر یہاں نہیں چھپ سکتے اور ہمیں ہر صورت میں اب سرحد بھی پار کرنا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ ہم ہیلی کاپٹر پر سرحد کے قریب پہنچ

جائیں۔ پھر وہاں سے کسی نہ کسی صورت میں آگے نکل جائیں گے ورنہ ان لوگوں نے یہاں پوری انتظامیہ اور پولیس کو ہماری تلاش پر لگا دینا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہمارے پاس یہ ہیلی کاپٹر موجود ہے لیکن ہم یہاں سے پالینڈ کی سرحد کراس کرنے کی بجائے قریب ترین ملک لتھوانیا چلے جائیں گے۔ وہاں انتہائی گھنے جنگل موجود ہیں جن کی مدد سے ہم آسانی سے سرحد کراس کر جائیں گے لیکن ان کا خیال بھی ادھر نہ جائے گا کیونکہ لتھوانیا نے اپنے لوگوں کو وائٹ روسیاہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے ان جنگلات میں سرحد کے قریب نہ صرف جگہ جگہ خفیہ چوکیاں بنائی ہوئی ہیں بلکہ وہاں اس قدر زیادہ تعداد میں بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی ہیں کہ سرحد کو پیدل کراس کرنا تقریباً ناممکن ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہم ہیلی کاپٹر سے اسے کراس کر لیں گے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ بلاؤ تنویر کو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا۔

ہیلی کاپٹر منسک شہر کے اوپر سے اڑتا ہوا اس طرف کو جا رہا تھا جہاں کرنل کازن اور میجر بلیک اپنے چھ ساتھیوں کو چھوڑ کر آئے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں اس وقت کرنل کازن اور میجر بلیک کے علاوہ دو مسلح آدمی بھی موجود تھے۔ پیٹروف سے تفصیلی پوچھ گچھ کے بعد وہ ہیلی کاپٹر پر اس جگہ پہنچے جہاں پیٹروف کے مطابق سردار روفیا کا خصوصی پوائنٹ تھا اور جہاں روفیا کے خاص آدمی سٹاجو کے پاس عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہنچنا تھا۔ پیٹروف نے انہیں بتایا تھا کہ سٹاجو انہیں اس خصوصی پوائنٹ پر ہی رکھے گا جو شہر کی سرحد کے کونے پر واقع ایک مکان ہے۔ جب کرنل کازن اور میجر بلیک اپنے اپنے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وہاں پہنچے تو وہاں باہر کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ انہوں نے مخصوص نشانیوں کی مدد سے اس مکان کو شناخت کر لیا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس مکان میں موجود ہوں گے کیونکہ وہ ایک جیپ کو واپس جاتے ہوئے چیک کر

چکے تھے اور جیپ میں سوائے ڈرائیور کے اور کوئی آدمی نہیں تھا اور انہیں یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جیپ کے ذریعے منسک پہنچے ہیں۔ اس لئے وہ اس بارے میں کنفرم تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس خصوصی پوائنٹ میں ہی موجود ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے دو آدمی بھیج کر اس مکان کی عقبی گلی کے ذریعے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرائی۔ وہ سامنے کے رخ سے یہ کارروائی نہ کرانا چاہتے تھے کہ ان کا خیال تھا کہ ان لوگوں نے یقیناً سامنے کے رخ پر نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو گا جبکہ عقبی طرف نگرانی کا ان کو خیال ہی نہ آ سکتا تھا لیکن گیس فائر ہو جانے کے بعد جب وہ اس مکان میں داخل ہوئے تو مکان خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ چونکہ عقبی طرف کا دروازہ اندر سے بند تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ عقبی گلی میں نہیں گئے اس کے باوجود انہوں نے دروازہ کھول کر عقبی گلی کو بھی سرسری نظروں سے چیک کر لیا تھا لیکن چونکہ وہ اس بات پر کنفرم تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے اور پھر ستاجو بھی انہیں نہیں ملا تھا اس لئے انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر اور چھ افراد یہاں چھوڑ دیئے تاکہ اگر ان کی موجودگی میں یہ لوگ کہیں سے آئیں تو انہیں ہلاک کیا جا سکے اور خود وہ پالینڈ اور وائٹ روسیاہ کی سرحد پر پہنچے کیونکہ کرنل کازن کا خیال تھا کہ عمران وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے اس لئے وہ مکان میں جانے کی بجائے ستاجو کو ساتھ لے کر سیدھا سرحد کی طرف ہی گیا

ہو گا لیکن سرحد پر موجود مخصوص سرحدی کمانڈر سے ملاقات اور چیکنگ کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ وہ لوگ یہاں نہیں پہنچے تو اب وہ واپس اس ستاجو والے پوائنٹ پر جا رہے تھے۔

"باس۔ ستاجو کے مکان کا مین گیٹ اور چھوٹا گیٹ دونوں اندر سے بند تھے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو اندر ہی ہونا چاہئے لیکن وہ اندر موجود نہیں تھے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ کوئی خفیہ تالا وہاں نصب ہو جس کی مدد سے اسے باہر سے بھی اسی طرح لاک کیا جا سکتا ہو کہ باہر سے نظر آنے کی بجائے اندر سے بھی بند ہو جاتا ہو"...... کرنل کازن نے کہا اور میجر بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ اب انہیں کہاں تلاش کیا جائے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل کازن نے کہا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ پالینڈ کی بجائے لتھوانیا کی طرف چلے گئے ہوں۔ اس کی سرحد یہاں سے قریب ہے"...... میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن وہاں کوئی پیدل سرحد کراس نہیں کر سکتا۔ لتھوانیا حکومت نے اپنے آدمیوں کو وائٹ روسیاہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے وہاں نہ صرف بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی ہیں بلکہ جگہ جگہ گھنے جنگلوں میں خفیہ چوکیاں بھی بنائی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ سردار روفیا کا

وہاں بھی کوئی خفیہ سیٹ اپ ہو۔ میں بات کرتا ہوں"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل کازن کالنگ۔ اوور"...... کرنل کازن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کمانڈر شاروف بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے پالینڈ کی سرحد پر موجود سرحدی کمانڈر شاروف کی آواز سنائی دی۔ یہ وہی کمانڈر تھا جس سے مل کر وہ واپس آرہے تھے۔

"کمانڈر شاروف۔ لتھوانیا کی سرحد پر کون کمانڈر ہے اور اس کی فریکونسی کیا ہے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دشمن ایجنٹ ادھر گئے ہوں۔ اوور"۔ کرنل کازن نے کہا۔

"کمانڈر ربوف ہیں۔ فریکونسی نوٹ کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فریکونسی بتا کر اوور کہا گیا تو کرنل کازن نے اوور اینڈ آل کہہ کر کال ختم کر دی اور پھر کمانڈر شاروف کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل کازن کالنگ کمانڈر ربوف۔ اوور"۔ کرنل کازن نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کمانڈر ربوف بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"آپ کو پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے میرے بارے میں

ہدایات مل چکی ہیں یا نہیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"دشمن ایجنٹ جو اصل میں پاکیشیائی ہیں روسیاہ کی ایک اہم فائل لے کر فرار ہو رہے ہیں اور ہم نے انہیں پکڑنا ہے۔ یہ لوگ تھوڑی دیر پہلے منسک پہنچے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ پالینڈ لتھوانیا کی سرحد کراس کریں گے۔ پالینڈ کی سرحد پر کمانڈر شاروف کو الرٹ کر دیا گیا ہے اور اب آپ کو بھی اسی لئے کال کیا جا رہا ہے کہ آپ بھی اپنے سپاہیوں کو ہائی الرٹ کر دیں۔ یہ تین آدمی ہیں اور یقیناً یہ پیدل یا جیپ پر سرحد کراس کرنے کی کوشش کریں گے۔ ویسے انہیں یہاں کے ایک مقامی اسمگلر کی خدمات بھی حاصل ہیں جس کا نام ستاجو ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس کی مدد سے کسی خفیہ پوائنٹ سے سرحد کراس کریں اس لئے آپ نے ہر طرح سے محتاط رہنا ہے اور جیسے ہی یہ لوگ نظر آئیں انہیں ہلاک کر دینا ہے اور مجھے اطلاع دینی ہے۔ میری فریکونسی نوٹ کر لیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرف سے پیدل یا جیپ پر تو کراس کیا ہی نہیں جا سکتا جناب۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن یہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے آپ اس خیال میں نہ رہیں اور ہر طرح سے الرٹ رہیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ فریکونسی بتا دیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کازن نے اپنی مخصوص فریکونسی بتا کر کال ختم کر دی۔

"باس۔ باس۔ وہ ہیلی کاپٹر تو موجود نہیں ہے"...... اچانک میجر بلیک کی آواز سنائی دی تو کرنل کازن بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ واقعی۔ ارے وہاں تو ہمارے آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں"...... کرنل کازن نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا اور ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی کرنل کازن اور میجر بلیک اور ان کے دونوں ساتھی نیچے اتر آئے۔ وہاں چاروں افراد کی لاشیں ایک جگہ اکٹھی پڑی ہوئی تھیں جبکہ مکان کے فرنٹ کی طرف کچھ فاصلے پر دو اور ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان دونوں لاشوں کا انداز بتا رہا تھا کہ انہیں دوڑنے کے دوران ہلاک کیا گیا ہے۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ یہاں موجود تھے اور ہمارے جانے کے بعد انہوں نے کارروائی کر ڈالی۔ لیکن ہیلی کاپٹر نظر نہیں آیا۔ پالینڈ کی سرحد کی طرف تو ہم گئے تھے لیکن لتھوانیا کی طرف اگر یہ ہیلی کاپٹر جاتا تو کمانڈر ربوف ضرور بتا دیتا"...... کرنل کازن نے کہا۔

"باس۔ یہاں خون کے دھبے موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ بھی زخمی ہوئے ہیں"...... میجر بلیک نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن اب انہیں کہاں تلاش کیا جائے"...... کرنل

کازن نے کہا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ قریب ہی پہاڑی علاقے میں موجود ہوں۔ زخمی ہونے کی وجہ سے یہ زیادہ دور نہیں جا سکتے"۔ میجر بلیک نے کہا۔

"ہاں چلو۔ چیک کر لیتے ہیں"...... کرنل کازن نے کہا اور پھر وہ سب دوبارہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے اور پھر فضا میں پہنچ کر انہوں نے ایک لمبا راؤنڈ لگایا۔

"وہ۔ وہ۔ وہاں اتارو۔ وہاں چٹانوں کے پاس۔ وہاں ایسے نشان موجود ہیں جیسے یہاں لوگ رہے ہوں"...... کرنل کازن نے نیچے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو پائلٹ نے وہاں مناسب جگہ پر ہیلی کاپٹر اتار دیا اور پھر کرنل کازن، میجر بلیک اور دوسرے افراد نیچے اتر آئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کنفرم ہو گئے کہ وہاں ہیلی کاپٹر بھی لینڈ رہا ہے اور افراد کی مرہم پٹی بھی ہوئی ہے کیونکہ وہاں بینڈیج کے ٹکڑے اور انجکشنوں کی خالی شیشیاں بھی بکھری پڑی تھیں اور ہیلی کاپٹر کے لینڈنگ کرنے کے مخصوص نشانات بھی پہاڑیوں پر موجود تھے۔

"ان نشانات سے لگتا ہے کہ انہیں یہاں سے گئے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اور یہ یقیناً لتھوانیا گئے ہیں۔ مجھے کمانڈر ربوف کو اس بارے میں الرٹ کرنا ہو گا"...... کرنل کازن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا لانگ

رینج ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس پر کمانڈر رءوف کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس کمانڈر رءوف اٹنڈنگ۔ اوور"...... کمانڈر رءوف کی آواز سنائی دی تو کرنل کازن نے اسے ہیلی کاپٹر کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اوہ سر۔ ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو مارک کیا گیا ہے لیکن وہ پٹرولنگ کرتا ہوا واپس چلا گیا ہے۔ اوور"...... کمانڈر رءوف نے کہا تو کرنل کازن چونک پڑا۔

"کیا نمبر تھے اس ہیلی کاپٹر کے۔ اوور"...... کرنل کازن نے چونک کر پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔

"یہی ہے وہ ہیلی کاپٹر۔ وہ واپس نہیں گیا ہو گا بلکہ اسے اتارا گیا ہو گا اور اب وہ پیدل کراس کریں گے۔ تم فوراً انہیں مارک کراؤ۔ ہم بھی ہیلی کاپٹر پر آ رہے ہیں۔ اوور"...... کرنل کازن نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کازن نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو میجر۔ وہ لوگ وہاں پہنچ چکے ہیں۔ جلدی کرو"...... کرنل کازن نے کہا اور ہیلی کاپٹر کی طرف ایک طرح سے دوڑ پڑا۔ میجر بلیک اور دونوں مسلح افراد بھی اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور خاصی تیز رفتاری سے لتھوانیا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر کو سرحد سے کافی فاصلے پر اتار کر اب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"باس۔ کیا آپ اس طرح سیدھے جا کر سرحد پار کرنا چاہتے ہیں یا کوئی اور طریقہ آپ کے ذہن میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جس طرف ہم جا رہے ہیں اس طرف سرحد نہیں ہے۔ ہم سرحدی چوکی کی طرف جا رہے ہیں۔ وہاں پر قبضہ کر کے ہم لتھوانیا کے سرحدی کمانڈر سے ٹرانسمیٹر یا فون پر بات کر کے سرحد پار کریں گے۔ سرحدی رینجرز کے درمیان اس قسم کے کام ہمیشہ اور ہر جگہ ہوتے رہتے ہیں ورنہ تو ہم بڑے اطمینان سے مارے جائیں گے"۔ عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر ان سے کافی آگے چل رہا تھا جبکہ پیچھے ٹائیگر اور عمران اکٹھے چل رہے تھے کہ اچانک تنویر ایک چٹان پر چڑھا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی

سے مڑا اور نیچے اتر کر عمران اور ٹائیگر کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ دونوں اسے اس انداز میں آتے دیکھ کر رک گئے۔

"کیا ہوا تنویر"...... عمران نے کہا۔

"تین سپاہی ادھر آرہے ہیں۔ وہ چٹان کے پیچھے ہیں"...... تنویر نے آہستہ سے کہا۔

"اوہ۔ انہیں ختم کرنا ہوگا تاکہ ان کی یونیفارم استعمال کی جا سکیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے پاس بے ہوش کر دینے والا پسٹل موجود ہے۔ یہ میں نے ہیلی کاپٹر کے ایک باکس سے نکالا تھا۔ میں انہیں بے ہوش کر دیتا ہوں۔ میں اس لئے آیا تھا کہ انہیں ہلاک کیا جائے یا بے ہوش"...... تنویر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چکر کاٹ کر ایک چٹان کے پیچھے چلا گیا جبکہ عمران اور ٹائیگر وہیں کھڑے رہے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے آئیڈیئے کے بعد ظاہر ہے اب انہیں آگے جانے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آگیا۔ اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں بلایا تو وہ آگے بڑھے اور پھر وہ چٹان کے پیچھے سے گھوم کر جب سامنے کے رخ پر پہنچے تو وہاں تین مسلح افراد زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

"چلو ان کی یونیفارم اتار دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک ان سب کے قریب ایک زور دار دھماکہ سا ہوا جیسے کوئی پٹاخہ چلا ہو اور پھر اس سے پہلے

کہ وہ سنبھلتے عمران کو اپنا ذہن گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود اور اس کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی نمودار ہونے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ بندھا ہوا ہے تو اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کھلی پہاڑی کی بجائے کسی بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھی بھی اس انداز میں موجود تھے اور ان کے جسموں کی حرکات بتا رہی تھیں کہ وہ ہوش میں آرہے ہیں جبکہ ایک فوجی کمرے کے دروازے سے باہر جا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ رینجرز کی قید میں ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کرنل کازن ان کے بارے میں انہیں اطلاع دے دے اس لئے یہ لوگ پوچھ گچھ کے چکر میں پڑنے کی بجائے انہیں ہلاک کر دیں گے اس لئے اس نے اپنے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے تیزی سے رسیاں کاٹنے کا کام شروع کر دیا۔ اس دوران تنویر اور ٹائیگر دونوں ہوش میں آگئے تھے۔

"ٹائیگر تمہارے ناخنوں میں بلیڈ ہیں۔ جلدی سے رسیاں کاٹو"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران اپنی رسیاں کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے جلدی سے رسیاں ہٹائیں اور اٹھ کر تنویر کی طرف بڑھا

ہی تھا کہ تنویر نے خود ہی رسیاں ہٹانا شروع کر دی اور عمران رک گیا۔ دوسرے لمحے تنویر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے بھی بلیڈ لگا رکھے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ عام سی گانٹھ تھی۔ میں نے آسانی سے کھول لی"۔ تنویر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"واقعی مجھے خیال ہی نہیں آیا کہ یہ عام فوجی ہیں۔ بہرحال آؤ"...... عمران نے کہا اور واپس مڑا ہی تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور چار آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم"...... سب سے آگے والے نے چیخ کر کہا اور ان سب کے ہاتھ تیزی سے جیبوں کی طرف گئے ہی تھے کہ تنویر اور ٹائیگر دونوں نے اچھل کر ان پر حملہ کر دیا جبکہ عمران نے بھی بجلی کی سی تیزی سے ایک آدمی کو چھاپ لیا۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگائے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا لیکن اس آدمی نے یکلخت پوری قوت سے جھٹکا دے کر اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی ہی تھی کہ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اس کے اپنے زور لگانے سے ہی اس کی گردن کی ہڈی عمران کے بازو کے دباؤ کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ یہ میجر بلیک تھا کیونکہ عمران کرنل کازن اور میجر بلیک دونوں کو رائزن سیل میں قید کے دوران سکرین پر دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے پہچانتا تھا کیونکہ اس آدمی کے انداز میں بے حد تیزی

تھی اس لئے عمران نے اسے خود چھاپا تھا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹتے ہی عمران نے اسے ایک طرف دھکیلا جبکہ کمرے میں تنویر اور ٹائیگر اور تین افراد کے درمیان انتہائی خوفناک لڑائی شروع ہو چکی تھی۔ ٹائیگر اور تنویر انتہائی بے جگری سے لڑ رہے تھے لیکن ان سے لڑنے والے تینوں افراد میں سے ایک کرنل کازن بھی تھا اس لئے عمران میجر بلیک کے خاتمے کے بعد ان سے ٹکرانے کی بجائے تیزی سے جھکا اور اس نے میجر بلیک کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ دوسرے لمحے وہ سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"سائیڈ پر ہو جاؤ"...... عمران نے چیخ کر کہا تو تنویر اور ٹائیگر نے یکلخت ایک سائیڈ پر چھلانگیں لگا دیں۔ اسی لمحے مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ تینوں افراد فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگ گئے تھے۔ کرنل کازن کے سینے میں عین دل پر گولی لگی تھی۔ عمران نے جان بوجھ کر اس جگہ کا نشانہ لیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل کازن انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے اور تنویر اور ٹائیگر دونوں بہرحال زخمی ہیں۔ اسے مزید موقع مل جاتا تو وہ سچوئیشن بدل بھی سکتا تھا۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد تینوں ساکت ہو گئے۔

"ان سے اسلحہ لے لو اور باہر آؤ"...... عمران نے کہا اور دازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر دو مسلح آدمی موجود تھے جو عمران کی لیوں کا نشانہ بن گئے۔ ٹائیگر اور تنویر نے باقی تمام عمارت چیک

کر لی لیکن وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ یہ رینجرز کی مین چیک پوسٹ
تھی۔ یہاں ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور وائرلیس فون بھی۔ عمران نے
میز کی درازیں چیک کرنا شروع کر دیں جبکہ تنویر اور ٹائیگر دونوں
باہر پہرہ دینے لگے تاکہ کوئی اچانک نہ آ جائے اور پھر ایک فائل
ٹریس ہو گئی جس میں لتھوانیا کے کمانڈر کا فون نمبر اور فریکونسی درج
تھی۔ اس کا نام کرنل پائرس تھا لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ عمران کس
لہجے میں اس سے بات کرتا لیکن عمران نے وائرلیس فون کا رسیور
اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری لیکن کرخت سی
آواز سنائی دی۔

"کرنل کازن بول رہا ہوں۔ چیف آف گراؤ روسیاہ"۔ عمران نے
کرنل کازن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کرنل کازن تم۔ میں کرنل پائرس بول رہا ہوں۔
کہاں سے کال کر رہے ہو۔ کیا کاسکو سے"...... دوسری طرف سے
چونک کر اور انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ارے تم کرنل پائرس یہاں رینجرز میں ہو"...... عمران نے
بھی اس بار بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم کہاں سے بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"میں یہاں روسیاہی سرحدی چوکی پر موجود ہوں اور وہاں کے

فون سے بات ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ کیوں۔ یہاں کیوں موجود ہو۔ کمانڈر ریوف کہاں ہے"۔
کرنل پائرس نے کہا۔

"میں ایک خصوصی مشن پر یہاں آیا ہوں اور اگر تم تعاون کرو
تو یہ مشن مکمل ہو سکتا ہے اور مجھے ترقی بھی مل جائے گی"۔ عمران
نے کہا۔

"کیسا تعاون۔ تم بتاؤ۔ تم میرے اکیڈمی فیلو رہے ہو۔ میں
ضرور تعاون کروں گا"...... کرنل پائرس نے کہا۔

"میں اپنے دو ساتھیوں سمیت فوجی ہیلی کاپٹر پر تمہارے سرحدی
شہر گرناڈ تک جانا چاہتا ہوں اور ایک گھنٹے بعد میری واپسی ہو جائے
گی۔ شرط یہ ہے کہ تم اجازت بھی دو اور کوئی پوچھ گچھ بھی نہ کرو۔
ویسے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ لتھوانیا کے خلاف یہ مشن نہیں
ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ گرناڈ کسی اہم حیثیت کا حامل شہر نہیں
ہے۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔ تمہیں نہیں روکا جائے گا لیکن ایک
شرط ہے کہ واپسی پر پہلے تم میرے پاس اترو گے اور میرے ساتھ
کھانا کھاؤ گے"...... کرنل پائرس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ پھر آ جاؤ۔ میں ہدایات دے دیتا ہوں۔ تمہیں نہیں روکا
جائے گا"...... کرنل پائرس نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا

اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے باہر آگیا جہاں تنویر اور ٹائیگر موجود تھے۔ باہر ہی کچھ فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا لیکن اس میں پائلٹ بیٹھا نظر آگیا جو دوسری طرف متوجہ تھا۔

"اس کی گردن توڑ دو۔ پھر ہم نے فوری یہاں سے نکلنا ہے"۔ عمران نے کہا تو تنویر جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ سنبھلتا تنویر ہیلی کاپٹر پر چڑھ کر اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ چند لمحوں بعد پائلٹ ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی عمران اور ٹائیگر بھی ہیلی کاپٹر پر پہنچ گئے اور پھر عمران کے کہنے پر تنویر نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر تنویر نے ہیلی کاپٹر کا رخ لتھوانیا کی طرف موڑ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ بحفاظت سرحد کراس کر کے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کسی نے انہیں نہ روکا تھا اور نہ ہی ان کو چیک کیا گیا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر کافی فاصلے پر آگیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایکس وی فائل نکال کر اسے اس طرح دیکھا جیسے بچے اپنی کسی پسندیدہ چیز کو دیکھتے ہیں اور پھر اسے تہہ کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے پاکیشیا کو کامیابی عطا کی"...... عمران نے کہا تو تنویر اور ٹائیگر دونوں چونک پڑے۔

"کیا ہوا باس۔ کیا اب ہم محفوظ ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو

عمران نے انہیں کرنل پائرس سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اسی لئے ہمیں چیک نہیں کیا گیا اور نہ ہی روکا گیا۔ ویری گڈ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ مشن مجھے ہمیشہ یاد رہے گا"...... تنویر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر ہمیشہ تمہاری یادداشت قائم رہی تو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیوں نہیں رہے گی"...... تنویر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سنا ہے شادی کے بعد مرد کی یادداشت صرف بیگم کی فرمائشوں کو یاد رکھنے تک ہی محدود رہ جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"بیگم والا مسئلہ جب تک تم زندہ ہو پیش آ ہی نہیں سکتا اس لئے بے فکر رہو"...... تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر دعا کرو میری یادداشت بیگم والی ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"جولیا کا خیال چھوڑ دو تو دعا مانگ سکتا ہوں"...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"پھر دعا مانگنے کا فائدہ"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر اپنی عادت کے خلاف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

ہاٹ فیلڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ فیلڈ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر اقتدار کی خواہاں تھی لیکن اس کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔

ہاٹ فیلڈ ایک ایسی تنظیم جس کے تحت پوری دنیا میں سینکڑوں مجرم تنظیمیں اور گروپ کام کر رہے تھے لیکن یہ تنظیمیں اور گروپ ہاٹ فیلڈ کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔

گرانڈ ماسٹر ہاٹ فیلڈ کی ایک ایسی ماتحت تنظیم جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم پر اس وقت فائر کھول دیا جب عمران نے اپنی بہن ثریا کی شادی کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دعوت دے رکھی تھی۔ ایک ایسا حملہ جس کا نشانہ عمران اور پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی۔ کیا حملہ کامیاب رہا — یا —؟

پی ون گروپ ایکریمیا کا ایک ایسا گروپ جو براہ راست ہاٹ فیلڈ کے تحت تھا اور جس نے پاکیشیا میں تخریب کاری اور خونریزی کی انتہا کر دی۔

پی ون گروپ جس کی وجہ سے پہلی بار عمران نے ہاٹ فیلڈ کا نام سنا اور پھر اس نے ہاٹ فیلڈ کی تلاش شروع کر دی۔ مگر دنیا کی کوئی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کوئی آدمی ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ تھا۔

گرانڈ ماسٹر جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر اس وقت اچانک اندھا دھند فائر کھول دیا جب وہ ملک ناڈا کے ایئر پورٹ پر اترے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عمران اور اس کے ساتھی جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور ٹائیگر خون میں لت پت سینکڑوں افراد کے سامنے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے۔ کیا واقعی ایسا ہو گیا؟

لارین گرانڈ ماسٹر کا چیف جسے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے پر موت کی سزا دی گئی؟

روجر گرانڈ ماسٹر کا دوسرا چیف جس نے عمران کے کہنے پر خود اپنے ہاتھوں پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا۔ کیوں؟

مادام گاربو ہاٹ فیلڈ کے ایسے گروپ کی چیف جس نے گرانڈ ماسٹر روجر کو اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دیا اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

مادام گاربو جس کے گروپ میں پولیس آفیسر بحیثیت مجرم شامل تھے اور پھر پولیس اور مجرم دونوں نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا حصار کھینچ دیا کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟

مادام گاربو ایک ایسا کردار جسے اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا کہ کہیں اس کے ذریعے عمران ہاٹ فیلڈ سے واقف نہ ہو جائے۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن

لارڈ ہاٹ فیلڈ کا ایک ایسا نمائندہ جو ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیتے جی تابوتوں میں بند کر دیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان تابوتوں سے نجات مل سکی۔ یا؟

عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاٹ فیلڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے خونریز جدوجہد کی۔ بے شمار تنظیموں اور گروپوں سے ٹکرانے اور بے پناہ قتل و غارت کے باوجود کیا وہ ہاٹ فیلڈ کے بارے میں کچھ جان سکے یا انہیں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔

حیرت انگیز، تیز رفتار، مسلسل اور بے پناہ ایکشن کا ایک ایسا شاہکار
جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا